بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کشکول نیوجرسی نمبر ۳
سید الشہداء علیہ السلام نمبر
حصہ۔سوئم

آئے ہیں دربارِ قربانی میں سقراط و مسیح
ہاں بٹھا دو تخت کے نزدیک پائینِ حسینؑ
جوشؔ

سر دشتِ نینوا

ترتیب و پیشکش: سید رضا رضوی نیوجرسی، امریکہ

معاونین خصوصی: سید صغیر عابد رضوی (ایڈوکیٹ بہرائچ) ہندوستان۔

سید صادق رضوی۔انجینئر۔نیوجرسی، امریکہ

زیر نگرانی:

ڈاکٹر سید منظور نقی رضوی

ناشر

ادارۂ پیام امن

پوسٹ آفس نمبر 390

بلوم فیلڈ۔نیوجرسی 07003 یو۔ایس۔اے

سر دشتِ نینوا

مشخصات

نام	:	سردشت نینوا
ترتیب وپیشکش	:	سید رضا رضوی
معاونین	:	سید صغیر عابد رضوی، سید صادق رضوی
صفحات	:	۵۵۲
سنہ اشاعت	:	جنوری ۲۰۱۹
کمپوزنگ	:	وصی اختر معروفی، شاہد رضا اعظمی
کور ڈزائن	:	صغیر الحسن عابدی
زیر نگرانی	:	سید محمد مہدی باقری
زیر اہتمام	:	ادارۂ اصلاح، لکھنؤ
مطبع	:	عنبر پریس پرائیویٹ لمیٹیڈ، لکھنؤ
قیمت	:	400/روپئے--35$
ناشر	:	پیام امن، نیوجرسی، امریکہ

Published By
PAYAM-E-AMN Inc
(Message of Peace)
P.O. Box 390, Bloomfield N.J 07003
USA

فہرست

سرِ دشتِ نینوا

(ث)

(ج)

سرِ دشتِ نینوا

سر دشتِ نینوا

زیدی	سید علی جواد زیدی	علم وکمال وحسن کی دنیا حسینؑ ہے	۲۳۹
زیدی	مصطفی زیدی	کیسے رقم ہو بے کسی بے حرمتی کی داستاں	۲۴۰
زیدی	تصور زیدی	پانی کی بوند بوند کو بے جان کر دیا	۲۴۰
(س)			
ساجد	مولانا ساجد قمی	نبھائی کربلا والوں نے یوں رسم وفاداری	۲۴۱
ساجد	ساجد رضوی حیدرآباد	مسکرا کر علی اصغر نے جو مانگا پانی	۲۴۱
ساجد	ساجد بہرائچی	چھین کر باطل سے ان کی زندگی عباسؑ نے	۲۴۲
ساجد	اقبال ساجد	حسین تیرے لیے خواہشوں نے خوں رویا	۲۴۳
ساحر	ساحر نجمی ہنسوی	ملت کے پاسبان بنائے گئے ہو تم	۲۴۳
ساحر	مولوی سید قائم مہدی نقوی	نظر میں نور جو آٹھوں پہر حسین کا ہے	۲۴۴
ساحر	ساحر فیض آبادی	چلی نہ کفر کی سازش رہی حسین کی بات	۲۴۴
ساحر	ساحر زید پوری	بہت طوفان اٹھے اور کالی آندھیاں آئیں	۲۴۵
ساغر	سید ظفر حسین مشہدی	عظمتوں کی سرزمیں ہے آستانِ کربلا	۲۴۵
ساغر	ساغر نقوی	وقار دین محمدؐ ہے باخدا پردہ	۲۴۶
ساغر	ساغر جعفری	احساں یہ کم نہیں ہیں شہ خوشخصال کے	۲۴۶
ساغر	حسین بلرامپوری	ضبط پیہم کی انتہا ہے حسینؑ	۲۴۷
سالک	سید علی حسین سالک نقوی	مقابل میں علیؑ کے مرحب وعنتر نکلتے ہیں	۲۴۷
سائل	سائل دہلوی	سلامی جس طرح سے عابد بیمار جاتے ہیں	۲۴۸
سبط جعفر	سبط جعفر	جو بچپنے سے رکھے سر پہ خاک پائے حسینؑ	۲۴۹
سبطین	سید سبطین کاظمی	جو دل میں حق ستائی کی جرأت بہم کریں	۲۴۹
سچے	سید علی محمد سچے	جز خدا کوئی نہیں ہے اپنے سر پر دوسرا	۲۵۰
سخن	سخن فتحپوری	خلاصہ صفت انبیاء حسینؑ کا دل	۲۵۰
سخن	سید نواب حسین الہ آبادی	غم دنیا سے اپنی آنکھ کو پرنم نہیں کرتے	۲۵۱
سراج	سراج لکھنوی	سلام تجھ پہ سلام اے حسینؑ ابن علیؑ	۲۵۲
سرتاج	سرتاج عابدی نوگانوی	جنت کی ہے کلید محبت حسینؑ کی	۲۵۲

سر دشت نینوا

(ق)

سرِ دشتِ نینوا

مظفر	مظفر وارثی	سینکڑوں سال ہوئے جب نہ ملا تھا پانی	۴۴۳
مظفر	مظفر بلگرامی	جیوں علیؑ کے لیے اور مروں علیؑ کے لئے	۴۴۳
مظہر	مظہر سعید بہرائچی	باطل سے دب کے رہنا گوارا نہیں کیا	۴۴۴
معجز	معجز سنبھلی	ورق ورق کے لئے پیش لفظ ہے شبیرؑ	۴۴۴
معجز	معجز جلالپوری	حسین لائے تھے کچھ اس طرح کے چن کر پھول	۴۴۵
معراج	معراج نقوی	میخانہ پیغام پیمبرؐ نہیں بدلا	۴۴۶
معراج	معراج قدیر لکھنوی	شاہ کے کرب و بلا جانے کا موسم آ گیا	۴۴۶
معزز	معزز لکھنوی	عترت احمدؐ سے جب قرآن کو نسبت ہوگئی	۴۴۷
معصوم	عزادار حسین مظفر پور	محب آلِ احمدؐ ہیں فدائے مرتضیٰؑ ہم ہیں	۴۴۸
مفکر	مفکر نقوی	ہوئی معراج شہ کے غم میں میری چشم گریاں کو	۴۴۸
مقدس	مقدس رضوی اکبرآبادی	زینب کہاں اسیری ظلم و رسن کہاں	۴۴۹
منتقم	انتقام الحسین سیتھلی	مشکیزہ تو خالی ہو ہی گیا پیاسوں کی کہانی اور بھی ہے	۴۵۰
منتصر	منتصر زید پوری	دی مقدر نے صدا جب حُر چلا سوئے حسینؑ	۴۵۰
منظر	منظر صدیقی اکبرآبادی	مجرئی خامہ میں شعلہ کی روانی چاہیے	۴۵۱
منظر	منظر محمود آبادی	رہا صدیوں سے جس کی داستانِ غم کا چرچا ہے	۴۵۱
منظر	منظر بلرامپوری	عباسؑ کے کردار کا معیار جدا ہے	۴۵۲
منتظر	اجمال اصغر نقوی مانٹریل، کینیڈا	قابل تعظیم ہے کتنا مکین کربلا	۴۵۲
منظور	منظور سیفی اکبرآبادی	دہم کی صبح بھی اے مومنو صبح قیامت ہے	۴۵۳
منظور	ڈاکٹر منظور نقی رضوی نیوجرسی	نام نامی جس کا بر نام خدا رکھا تھا	۴۵۳
منظور	منظور مہدی	حیاتِ خضر پائی شہ کے روضہ پر فنا ہوکر	۴۵۴
منظور	پروفیسر ملک زادہ منظور احمد	طلسم سود زیاں ہو کے ظلمت باطل	۴۵۵
منور	منور علی منور نصیرآبادی	گونجتے ہیں دونوں عالم ماتم شبیرؑ سے	۴۵۵
منیر	منیر نیازی	خواب جمال عشق کی تعبیر ہے حسین	۴۵۶
منیر	منیر الحسن رائے پوری	شہہ کے غم میں جو آہ کرتے ہیں	۴۵۷
موجد	موجد سرسوی	کوئی پوچھے یزید روسیہ سے	۴۵۷

(خواتین)

بسمہ سبحانہ و بذکر ولیہ

سردشت نینوا

حجۃ الاسلام والمسلمین مولانا سید تلمیذ الحسنین رضوی صاحب قبلہ
امام جمعہ و جماعت نیوجرسی امریکہ

''سردشت نینوا'' امام حسین علیہ السلام کے حضور سلام کا ایک وقیع اور نادر مجموعہ ہے۔ جس میں حروف تہجی کے اعتبار سے شعراء کے سلام کو پیش کیا گیا ہے۔ اس مجموعہ میں قدیم اور جدید تمام شعراء شامل ہیں۔ اس ضخیم اور عظیم مجموعہ میں شعراء کی تعداد ۶۲۰ ہے۔

اردو ادب کے نقادوں اور اصناف سخن پر تبصرہ کرنے والوں اور اردو ادب کے تاریخ نویسوں نے مذہبی شاعری کی جانب زیادہ توجہ مبذول نہیں کی اور ادب کی یہ صنف درخور اعتنا نہیں سمجھی گئی۔ قصائد اور مراثی پر بہت کچھ لکھا گیا ہے۔ نعت رسولؐ پر توجہ بھی دی گئی ہے۔ لیکن سوز اور سلام توجہ کا مرکز نہیں رہے۔

سلام بحضور سید الشہداء شاعری کی وہ صنف ہے جو صرف اردو میں پھلی اور پھولی اور کامیابی اور کامرانی کی منزلیں طے کرتے ہوئے اعلیٰ مدارج تک پہنچ گئی۔ عربی زبان میں ''سلام'' کی صنف کا وجود نہیں ہے۔ قصائد میں سب کچھ بیان کر دیا جاتا ہے۔ فارسی زبان میں کچھ سلام مل جاتے ہیں لیکن یہاں بھی یہ صنف آگے نہیں بڑھی، البتہ اردو زبان نے سہارا دیا اس صنف کو پروان چڑھایا اور آگے بڑھایا اور اس صنف میں نت نئے مضامین ڈالے اور اسے مستقل صنف کی حیثیت سے تسلیم کرا لیا۔

امداد امام اثر اپنی کتاب ''کاشف الحقائق'' میں رقم طراز ہیں ''عروضی ترکیب کی رو سے غزل، سہرا اور سلام شئے واحد ہیں مگر ان کے مضامین کے تقاضے ایک دوسرے سے علاحدہ انداز رکھتے ہیں۔'' سلام غزل کی طرح اعلیٰ درجہ کے مضامین از قسم واردات قلبیہ اور معاملات ذہنیہ باندھتے ہیں مگر ان میں ''غزلیت'' کا رنگ پیدا نہیں ہونے دیتے۔

سلام کی ترکیب کو رنگینی کے ساتھ بھی غزل سے علاحدہ ہونا چاہئے۔ سلام گوئی کا لطف یہی ہے کہ شوخی، رنگینی اور طبیعت داری کے ساتھ بھی غزل سرائی سے جدا نظر آئے۔

عموماً سلام میں واقعہ کربلا و شہادت امیر المومنینؑ، شہادت امام حسنؑ و مصائب حضرت خاتون جنت سلام اللہ علیہا و رحلت حضرت رسالت مآب کے مضامین داخل رہتے ہیں اور بھی دیگر امور الم انگیز و حسرت خیز جو خاندان پیغمبر خداؐ سے متعلق ہیں اندراج

پاتے ہیں، علاوہ ان کے اخلاقی وتمدنی ومذہبی دیگرامور جلیلہ جن سے شاعری کی زینت مقصود ہے منظوم کیے جاتے ہیں۔

عربی زبان میں مراثی کا رواج زمانہ قدیم سے جاری وساری ہے۔ اور دیوان الحماسۃ ابی تمام حبیب بن اوس الطائی کا دوسرا باب ''باب المراثی'' ہے جس میں سلام بھی نظر آتا ہے۔

علیك سلام الله قیس بن عاصم

ورحمته ماشاء ان یترحما

تاریخ ادب اردو میں پروفیسر نورالحسن نقوی نے جن اصناف شاعری کا ذکر کیا ہے وہ درج ذیل ہیں۔

غزل، قصیدہ، مثنوی، مرثیہ، رباعی، قطعہ، مثلث، مثمن، مخمس، مربع، مستزاد، مسدس، مسمط تضمین، ریختی، واسوخت، ضمریات، شہرآشوب، حمد، مناجات، نعت اور منقبت ہے۔ لیکن سلام کا کہیں تذکرہ نہیں ہے۔

اردو شاعری میں سلام ایک الگ اور منفرد صنف شاعری کی حیثیت سے جلوہ فرما نظر آتا ہے۔ اس میں غزل کی رعنائی، قصیدے کی زیبائی، مثنوی کی چاشنی اور مرثیہ کی دل نشینی اور دل آویزی پائی جاتی ہے۔

فارسی میں محتشم کاشانی کی ترکیب بند کو کافی شہرت حاصل ہوئی۔

بازاین چہ شورش است کی در خلق عالم است

باز این چہ نوحہ، چہ عزاوچہ ماتم است

باز این چہ رست خیز عظیم است کز زمیں

بے نفخ صور خواستہ تا عرش اعظم است

میرے نزدیک شیخ سعدی کی یہ رباعی بھی سلام کے ذیل میں آتی ہے۔

بلغ العلیٰ بکماله

کشف الدجی بجماله

حسنت جمیع خصاله

صلو علیه وآله

سلام درحقیقت قرآن مجید کی اس آیت سے مستفاد ہوتا ہے۔

''إِنَّ اللهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا''

(سورہ احزاب آیت ۵۶)

بے شک اللہ اور اس کے تمام فرشتے نبی اکرم پر درود بھیجتے رہتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود بھیجو اور سلام بھیجو جو سلام بھیجنے کا حق ہے۔

اس آیت میں آل محمد پر سلام بھیجنے کے لیے کہ گیا ہے۔ جیسا کہ احادیث سے پتہ چلتا ہے۔

نیز صواعق محرقہ میں تیسری آیت سلام علیٰ آل یاسین۔ (سورہ صافات آیت ۱۳۰)

کے ذیل میں ورواہ ابن کثیر فی تفسیرہ (ج/۶، ص/۳۴) قال: سلام علیٰ آل یاسین (یعنی آل محمدؐ)۔

واوردہ ابن حجر فی الصواعق المحرقۃ (ص/۱۴۸) قال: نقل جماعۃ من المفسرین عن ابن عباس ان المراد بذالك سلام علی آل محمد و کذا قالہ الکلبی۔

۶۵ مفتاح النجاۃ ص/۶۔

ورواہ ابن مردویہ کمافی کشف الغمۃ (ج/۱، ص/۳۲۴) وکشف الیقین (ص/۴۰۱)

۶۶ در بحر المناقب ص/۹۱۔

۶۷ مفتاح النجاۃ ص/۴۰۔

ورواہ ابن مردویہ کمافی کشف الغمۃ (ج/۱، ص/۳۱۷) وکشف الیقین (ص/۳۷۷) وتاویل الآیات الظاہرۃ (ج/۲، ص/۵۱۶)

۶۹ الدر المنثور، ج/۵، ص/۳۲۸۔

ورواہ ابن مردویہ کمافی روح المعانی (ج/۲۴، ص/۳) وارجح المطالب (ص/۶۰)

ابن عباس سے مروی ہے کہ اس سے مراد ہے کہ آل محمدؐ پر سلام ہو۔ امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں کہ اہل بیتؑ پانچ امور میں رسولؐ کے شریک ہیں۔ ان میں ایک سلام ہے۔

نبی اکرمؐ کے لیے فرمایا۔

السلام علیک ایھا النبی اور اہل بیتؑ کے لیے فرمایا سلام آل یاسین۔ صواعق محرقہ ابن حجر ہیثمی متوفی ۹۷۴ھ، ص/۲۲۸۔۲۲۹ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان ۱۴۱۴ھ۔

اور درود کے لیے امام شافعی کا یہ کلام بھی شاہد ہے۔

یا اهل بیت رسول الله حبکم
فرض من الله فی القرآن انزله
کفاکم من عظیم القدر انکم
من لم یصل علیکم لا صلواة له

علی جواد زیدی اپنی کتاب ''انیس کے سلام'' کے ص ر ۱۷ پر فرماتے ہیں۔ سلام کا صنف ان اصناف شعر میں سے ہیں جو فقط اردو میں پھلی پھولی ہے۔ عربی میں متفرق اشعار میں جو سلام سے موضوعاتی ربط ہیں اس زبان کے قصائد میں مل جاتے ہیں۔ لیکن جداگانہ صنف کے اعتبار سے سلام کا عربی میں کوئی وجود نہیں۔

فارسی میں کچھ سلام مل جاتے ہیں۔ ایرانی فارسی گویوں کے یہاں سلام تلاش سے ہی ملتا ہے لیکن ہندوستان میں بھگتی اور عقیدت کی عام فضا سے متاثر ہو کر یہاں کے فارسی گویوں نے سلام لکھے ہیں۔

بعد میں ''سلام برخواں'' کی روایت کو اردو نے کچھ اس طرح اپنایا کہ اس پر بے شرکت غیر قابض ہوگئی اور اردو میں سلاموں کا ایک ضخیم ذخیرہ جمع ہوگیا۔ لیکن مذہب وعقیدت سے گہری وابستگی کے بدولت اس صنف کو مدتوں گویا ادب کے دائرے سے خارج اور ناقابل اعتناء سمجھا گیا۔ یہ صورت صرف سلاموں کی نہیں ہے بلکہ ہماری تاریخ ادب اور تنقید نے سارے مذہبی ادب کے ساتھ یہی سلوک کیا ہے۔ اگر قصیدے کو الگ کر دیا جائے تو مذہبی ادب کے بارے میں مشکل ہی سے ایک لفظ کہیں ملے گا، کیا نعت، کیا منقبت، کیا مرثیہ کیا مولود سب سے بے اعتنائی برتی گئی اور یہ ذخیرہ جو کئی اعتبار سے اہم تھا، صدیوں طاق نسیاں کی زینت بنا رہا اور اس کا بڑا حصہ ضائع ہوگیا۔

اردو کے قدیم ترین سلام محمد شاہ رنگیلے کے عہد سلطنت سے تعلق رکھتے ہیں۔ محمد شاہی دور کے مرثیہ گویوں میں نمایاں نام مسکینؔ اور فضلیؔ کے ہیں۔

مسکینؔ کے بہت سے مرثیے اور کچھ سلام محفوظ رہ گئے ہیں نمونہ یہ ہے۔

اگر سلام کہوں میں تمام قدرت کا
ادائے حق نہیں شاہا تیری طبیعت کا

سلام لفظ مرکب ہے چار حرف سنیں
میں اس میں کیا کہوں کچھ حق تری حقیقت کا

اے مدینے کے ستارے السلام
کربلا کے سر اتارے السلام

ولؔی دکنی جو غزل کے شاعر تھے انہوں نے بغرض ثواب سلام کہا ہے۔

اس نور مصطفیٰ پر بولو سلام یاراں
محبوب مرتضیٰ پر بولو سلام یاراں
اس پاک مادر پارسا پر حیدر کے دلربا پر
اس لعل بے بہا پر بولو سلام یاراں
پونجی ولؔی فدا کر اس شاہ کربلا پر
اس لائق ثنا پر بولو سلام یاراں

میر غلام حسین ضاحکؔ کا سلام ملاحظہ فرمایئے:

غریب، بے کس، شہید، بے بس، ستم رسیدہ چہ غم کشیدہ
ذبیح بے کس کی بے بسی پر درود واجب، سلام سنت
وطن سے باہر، دہن سے تشنہ، شکم گرسنہ، بچشم گریاں
اب اس کی تشنہ لبی کے اوپر، درود واجب سلام سنت

پہلے سلام کے لیے لفظ سلام، السلام، درود و سلام استعمال کرتے تھے، بعد میں سلامی، مجرائی مجرئی یا مجرا جیسے الفاظ تخاطب ہونے لگا۔

سوداؔ کے بعض سلاموں کا مطلع یہ ہے۔

ادب سے بھیجتے ہیں تجھ پر ترے غلام سلام
قبول جو تری خدمت میں یا امام سلام

میں بھیجتا ہوں تجھے فاطمہ کے لال سلام
علیؑ کے باغ کے اے سرِ نونہال سلام

مصحفیؔ فرماتے ہیں:

سلامی دیکھا امام زماں کے تن کی طرف
پھر اس کے بعد لہو ڈوبے پیرہن کی طرف
ہے مصحفیؔ کے کلام فصیح میں یہ سلام
ذرا زباں کی طرف دیکھ اور سخن کی طرف

جرأتؔ کا سلام ملاحظہ فرمایئے:

سلام اس پر کہ جس نے قدم جدھر رکھا
تو آسماں نے بھی ادھر زمیں پر سر رکھا
سلام اس پہ کہ جس نے رہ مصیبت میں
رضائے حق پہ قدم اپنا بے خطر رکھا

غالبؔ کا سلام ان کی کلیات کی زینت ہے رنگ نیا، آہنگ نیا، اسلوب نیا اور طرز بیاں سب سے جدا ہے وہ اس سلام کو دوسرے سلاموں سے ممتاز کرتا ہے۔

سلام اسے کہ اگر بادشاہ کہیں اس کو
تو پھر کہیں کہ کچھ اس سے سوا کہیں اس کو

نہ بادشاہ، نہ سلطاں، یہ کیا ستائش ہے
کہو کہ خامس آل عباس کہیں اس کو

خدا کی راہ میں شاہی وخسروی کیسی؟
کہو کہ رہبر راہ خدا کہیں اس کو
خدا کا بندہ خداوند گار بندوں کا
اگر کہیں نہ خداوند کیا کہیں اس کو
ہمارا منھ ہے کہ دیں اس کے حسن صبر کی داد
مگر نبیؐ و علیؑ مرحبا کہیں اس کو

سلام میر ضمیرؔ

مجرئی شہ نے کہا میں جو نہ بے سر ہوتا
حشر کوتاج شفاعت نہ میسر ہوتا
سوچ کر تشنگیِٔ شاہ کو بولے عباسؑ
نہر کیا پانی نہ پیتے جو یہ کوثر ہوتا
شاہ فرماتے تھے کچھ چیز نہیں آب فرات
ہم لٹادیتے اگر چشمۂ کوثر ہوتا

سلام میاں دلگیرؔ

اے سلامی وطن شاہ تو کچھ دور نہ تھا
لیک شبیر کو پھر جانا ہی منظور نہ تھا
سر کھلے بلوے میں، لے جائیں کسی کے ناموس
پیش ازیں ملک عرب میں تو یہ دستور نہ تھا
اور خاصان خدا پر بھی قیامت گذری
پر سواشہ کے کوئی درد میں مسرور نہ تھا

سلام میر انیسؔ

گذر گئے تھے کئی دن کہ گھر میں آب نہ تھا
مگر حسینؑ سے صابر کو اضطراب نہ تھا
نہ جانے برق کی چشمک تھی یا شرر کی لپک
ذرا جو آنکھ جھپک کر کھلی شباب نہ تھا
حسینؑ اور طلب آب اے معاذ اللہ
تمام کرتے تھے حجت سوال آب نہ تھا
انیسؔ عمر بسر کردو خاکساری میں
کہیں نہ یہ کہ غلام ابوتراب نہ تھا

سلام میر مونسؔ

مجرئی جلتا تھا شہ کا جسم بے سر دھوپ میں
شامیانہ تھا نہ لاشے پر نہ چادر دھوپ میں
آگ سے بھی تھی سوا اس دن حرارت مہر کی
باہر آتا گرجوجل جاتا سمندر دھوپ میں
بے کفن چہلم تک افتادہ رہا وہ آفتاب
رہنے دیتی تھی نہ زہراؑ جس کو دم بھر دھوپ میں
سایہ طوبیٰ میں پہنچائیں گے مونسؔ کو حسینؑ
حشر کے دن دیکھ کرنالاں ومضطر دھوپ میں

میرے برادر عزیز ڈاکٹر منظور رضوی اپنی گونا گوں مصروفیات کے باوجود نہ جانے کب اور کس طرح اتنے عظیم کام انجام دیتے ہیں۔اور ہر سال کوئی نہ کوئی ضخیم کتاب منظر عام پر آجاتی ہے۔

زیرنظر کتاب ''سردشت نینوا'' تقریباً ۷۰۰ سے زیادہ شعرائے کرام کے کلام کا مجموعہ ہے جس میں سلام اور مسدس سبھی کچھ موجود ہیں۔حروف تہجی سے اسے مرتب کیا گیا ہے۔اور چھوٹے بڑے مشہور اور غیر معروف شعراء سب اس مجموعے کی زینت بنے ہیں۔ترتیب و پیش کش میں ان کے چھوٹے بھائی سید رضا رضوی کا نام ہے اور ڈاکٹر منظور نقی رضوی کی زیر نگرانی یہ کتاب ترتیب کے مراحل سے گذری ہے۔

اللہ تعالیٰ ان کی توفیقات میں اضافہ کرے اور وہ اس طرح بھرپور توانائیوں کے ساتھ فقید المثال کام انجام دیتے رہیں۔

آمین

والسلام

سید تلمیذ الحسنین رضوی

نیوجرسی، امریکہ

مولانائے محترم۔امام جمعہ و جماعت، مترجم قرآن و دیوان ابو طالبؑ ہونے کے ساتھ امریکہ میں ادب وانشاء کی ایک منفرد شخصیت ہیں۔اللہ انکا سایہ قوم پر قائم و دائم رکھے۔آمین

مؤلف

مقدمہ

اردو میں سلام نگاری

الحاج پروفیسر فضل امام رضوی صاحب
سابق صدر شعبہ اردو الہ آباد یونیورسٹی

اگرچہ سلام گوئی کی بھی تاریخ ابھی تک مرتب نہیں ہوسکی ہے لیکن اتنا تو واضح ہے کہ سلام بھی وہی عروضی ترکیب اور ہیئت رکھتا ہے جو غزل کے ساتھ مخصوص ہے۔ فارسی میں سلام نگاری کی روایت ملتی ہے یہ بھی بعید از قیاس نہیں کہ اردو سلام گوئی نے فارسی سلام نگاری کی روایت سے کسب فیض کیا ہو لیکن چونکہ سلام اور غزل کی بحریں اور اوزان ایک ہی جیسے ہیں اس لئے دونوں میں کوئی معتد بہ فرق نہیں جہاں تک مضامین اور موضوع کا سوال ہے غزلوں میں بھی اخلاقی مضامین اسی طرح نظم ہوتے ہیں جس طرح سلام کے اکثر اشعار میں نظر آتے ہیں۔ بقول صاحب کاشف الحقائق

''سلام میں غزل کی طرح اعلیٰ درجے کے مضامین از قسم واردات قلبیہ ومعاملات ذہنیہ باندھتے ہیں مگر ان میں غزلیت کا رنگ پیدا نہیں ہونے دیتے۔ سلام کی ترکیب کو رنگینی کے ساتھ بھی غزل سے علاحدہ ہونا چاہئے۔ سلام گوئی کا لطف یہی ہے کہ شوخی، رنگینی اور طبیعت داری کے ساتھ بھی غزل سرائی جدا نظر آئے۔ عموماً سلام میں واقعۂ کربلا وشہادت امیر المومنین وشہادت امام حسنؑ ومصائب خاتون ورحلت حضرت رسالت مآب صلواۃ اللہ وسلام علیہم الی یوم القیام کے مضامین داخل رہتے ہیں علاوہ ان کے اخلاقی وتمدنی ومذہبی ودیگر امور جلیلہ جن سے شاعری کی زینت تصور ہے۔ منظوم کئے جاتے ہیں''۔[1]

لیکن قبل اس کے غزل اور سلام کے رابطے سے بات آگے بڑھائی جائے یہ واضح کر دینا بھی ضروری ہے کہ خود غزل کی کوئی اپنی مخصوص روایت بھی ابتدا میں موجود نہ تھی قصیدے کی ''نسیب'' کی شکل میں ابھرنے والی صنف ''غزل'' قرار دے دی گئی۔ اسے یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ قصیدے اور مرثیے کی روایت کے بین بین ایک اسلوب ظہور پذیر ہوا جو بعد کو ''غزل'' کہلایا۔ اس میں ذرا سا

[1] کاشف الحقائق۔ مولوی امداد امام اثر صفحہ ۱۷۷۔

بھی توازن و اعتدال بگڑنے پر یہ اپنی کیفیت کھو بیٹھتی ہے یعنی اگر نشاطیہ جز و زیادہ حاوی ہو گیا تو غزل قصیدہ بن جاتی ہے اور رنج و غم و الم و درد کے مضامین کی افراط ہو جانے پر مرثیہ ہو جاتی ہے لیکن سلام کے متعلق غزل کی وہ توصیف زیادہ موزوں ہے جس میں دردانگیزی اور آہ و فغاں کا تاثر پایا جاتا ہے۔ غزل کے لئے یہ بھی مشہور ہے کہ جب ہرن شکاری کتوں کے نرغے میں گھر جاتا ہے اور جائے فرار نہیں پاتا تو بے اختیار اس کے منہ سے دردانگیز چیخیں نکلتی ہیں۔ ہرن یعنی غزال کی حزنیہ آوازوں کو غزل کہتے ہیں۔ اس تعریف کی میزان میں سلام کی شاعری کو تولیئے، تب سلام کی اہمیت اور افادیت کا راز ظاہر ہو سکے گا۔ سلام کو ایک نکھرے ستھرے رنگ کی غزل متصور کرنا چاہیئے۔ ہاں اس میں جو مرکزی موضوع پایا جاتا ہے اس کا تعلق براہ راست مرثیے سے ہے اس لئے سلام میں حزنیہ، بینیہ اور المیہ مضامین پر توجہ دینا لازمی ہے۔ چنانچہ سلام صنفِ سخن اور چلن کے اعتبار سے جہاں منفرد رموز و نکات کا حامل ہے وہیں مرثیوں کا تتمہ یا دیباچہ بھی۔ اشتراک مضامین کے اعتبار سے بھی سلام اور مرثیے میں مماثلت پائی جاتی ہے لیکن عروضی ترکیب اور ہیئت کے نقطۂ نظر سے یہ غزل سے قریب ہے اس لئے یہ منفرد صنف سخن کے ذیل میں آتا ہے پھر بھی جہاں تک مضامین کے تنوع اور وسعت کا سوال ہے سلام، مرثیہ کی شاعری پر ایک اضافہ کی حیثیت رکھتا ہے۔

اردو شاعری میں سلام کی روایت شروع سے ہی ملتی ہے اس لئے اس صنفِ سخن کا صرف انیسؔ و دبیرؔ کو موجد ٹھہرانا غلطی ہے یہ بات اور ہے کہ ابتدا میں سلام کا مقصد بزرگان دین کی روحوں پر براہ راست درود و سلام بھیجنا ہوتا تھا اور یہ تخصیص بھی نہیں برتی جاتی تھی کہ ''سلام''، ''غزل'' کے طور پر ہی لکھا جائے لہٰذا متقدمین کے دواوین میں جو نمونے ہمیں دستیاب ہوئے ہیں ان میں منفرد اشعار کے سلاموں کے علاوہ مثلث یا مربع کے سبھی سلام موجود ہیں لیکن نئے ادبی شعور اور عزاداری کے بدلتے ہوئے تقاضوں نے ''سلام'' کی عروضی ترکیب و ہیئت، نفسِ مضمون کی ترکیب، تعمیر و تشکیل میں بعض اہم اور ناگزیر تبدیلیوں سے کام لیا اور نتیجہ کے طور پر خطابیہ انداز داخل ہوا اور سلام کو شعراء اہل مجلس کو خطاب کرنے کے لئے ''سلام'' اصطلاح میں مجرائی، مجرئی اور سلامی سے خطاب کرنے لگے۔

اب تک کہ تحقیق کے مطابق اردو میں سلام نگاری کا سلسلہ بھی جنوب ہند سے شروع ہوتا ہے اور ولی دکنی کے کلیات میں اس کے نمونے ملتے ہیں لیکن شروع میں کافی عرصہ تک سلام میں لفظ ''سلام'' کا استعمال بھی روا رہا کبھی یہ ردیف اور کبھی قافیہ کی صورت میں مروج تھا بعد میں اس مروج انداز میں تبدیلی واقع ہوئی اور غزل کی طرح لکھا جانے لگا۔ کچھ نمونے ملاحظہ ہوں:

''ولی دکنی''

اس نورِ مصطفیٰؐ پر بولو سلام یاراں
محبوبِ مرتضیٰؑ پر بولو سلام یاراں
اس پاک پارسا پر حیدرؑ کے دل رُبا پر
اس لعلِ بے بہا پر بولو سلام یاراں

یو.جی ولی فدا کر اس شاہِ کربلا پر
اُس لائق ثنا پر بولو سلام یاراں

مصطفیٰ خان یک رنگ
زخمی بہ رنگ گل ہیں شہیدانِ کربلا!
گلزار کی غلط ہے بیابانِ کربلا

کھانے چلا ہے زخمِ ستم ظالموں کے ہاتھ
دھو ہاتھ زندگی ستی مہمانِ کربلا

اندھیر ہے جہاں کہ کہ اب شامیوں کے ہاتھ
ہے سر بریدہ شمعِ شبستانِ کربلا

مجلس عزا کی ترتیب نو اور تشکیلِ جدید نے بھی اردو مرثیہ اور سلام کو متاثر کیا۔ اس ترتیب وتعمیر کا کام عہد شجاع الدولہ میں فیض آباد ہی میں شروع ہوگیا تھا چنانچہ اس کے زیر اثر مرزا سوداؔ، ضاحکؔ، مہرانؔ سکندرؔ وغیرہ نے مذہبی شاعری کی لے کو تیز کیا اور پھر عہد آصف الدولہ میں گداؔ، افسردہؔ، احسانؔ جعفر علی حسرتؔ، مصحفیؔ، انشاءؔ، جرأتؔ، میر حسنؔ، میرؔ اور قائمؔ وغیرہ نے اس لَے کو تیز تر کردیا جس سے پورے اودھ میں مذہبی شاعری کا چرچا عام ہوگیا اور مذہبی حلقوں میں بھی فلسفیانہ موشگافیوں اور منطقی بحثوں کا مذاق بڑھ چلا اور مجلس عزا میں روضہ خوانی کے ساتھ، سوز خوانی کے اور تحت اللفظ خوانی کی بھی بنیادیں پڑنے لگی تھیں۔

سلام نگاری میں دو اقسام مروج تھیں۔ ایک وہ سلام جو سوز خوانی کے لئے لکھے اور پڑھے جاتے تھے اور دوسرے تحت اللفظ کے لئے ہوتے تھے عام طور سے سوز خواں حضرات پہلے رباعی، پھر سلام، سوز اور بعد میں مرثیہ پڑھتے تھے۔ سوز خوانی کے مراثی مختصر ہوتے تھے اور زیادہ تر مبکی اور بینیہ ہوتے تھے۔ تحت اللفظ مراثی خوانی کا بھی انداز یہی ہوتا تھا۔ یعنی رباعی، سلام اور مرثیہ پڑھا جاتا ہے۔ سلام کا آغاز مجری یا سلامی یا مجرائی سے بھی ہوتا تھا۔ دراصل سلام ایک خال اعتقادی صنف شعر ہے۔ بمقتضائے عہد اور ماحول سلام نگاری میں بھی تغیرات رونما ہورہے ہیں اور اہل فکر ونظر کی توجیہات نئے باب وا کررہی ہیں۔

پیش نظر مجموعہ سلام ایک اہم تاریخی، علمی اور ادبی دستاویز ہے۔ جس میں قدیم وجدید کے ساتھ جدید ترین شعرائے کرام کی کاوشیں شامل ہیں۔

خواتین کے سلام بھی اس مجموعہ سلام میں شامل ہیں۔ان سلاموں میں کو بڑی خوبصورتی اور فنی چاک دستی سے نظم کیا گیا ہے۔

اخلاق وحکیمانہ نظریات کوسلاموں کی زینت بنایا گیا ہے۔اخلاقیات اور فلسفۂ حیات انسانی کو کربلا کی روشنی میں آئینہ دکھلایا گیا ہے۔صبر وقناعت، استغنا،توکل، خاکساری، انکساری، ، عاجزی کے نورانی کردار وعمل کی روشنی میں استدلال اور استنباطی انداز سے نظم کر کے۔سلام گوشعراء نے ایک اہم اور گراں قدر منارہ قائم کر دیا ہے۔

سلام نگاری کی ایک خوبی اور منفرد وصفت یہ بھی رہی ہے کہ اس میں حمد، نعت، اور منقبت کے ساتھ بین بھی شامل ہوتا ہے۔ بیک وقت ایک ہی صنف میں اتنے منفرد وموضوعات کے اشعار کا مجموعہ یا سلک گہر پیش کر دینا بہت ہی حیرت انگیز کارنامہ قرار دیا جائے گا جسے سلام نگار شعراء نے بڑے سلیقے سے حفظِ مراتب کو مدِّنظر رکھتے ہوئے پیش کیا ہے۔

ادارۂ پیام امن نیوجرسی امریکہ اوراس کے ڈاکٹر سید منظور نقی رضوی صاحب قابل مبارک باد ہیں کہ جن کی مساعی جمیلہ سے کشکول نیوجری نمبر (کشکول نیوجرسی نمبر ۳ سید الشہداء حصہ سوئم) منظر عام پر ہے۔قوی امید ہے کہ اہل علم وادب اور ارباب ولائے محمدؐ وآل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی خاطر خواہ پذیرائی فرمائیں گے۔

خاک پائے آل محمدؐ

سید فضل امام رضوی
امامیہ مارگ، جعفریہ کالونی
مفتی گنج لکھنؤ ۳۔انڈیا
مورخہ ۲۰/جولائی ۲۰۱۶ء
فون نمبر:09415316152

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

تقریظ

الحاج مولانا سید محمد جابر باقری جوراسی صاحب قبلہ

مدیر ماہنامہ اصلاح، لکھنؤ

لہ الحمد ولہ الشکر

تمام تعریفیں اس خدائے وحدہ لاشریک کے لئے مخصوص ہیں جس نے اشرف المخلوقات انسان کو پیدا کیا تو اس کی ہدایت کا بھی بہترین انتظام فرمایا اور اس کی رہبری ہادیان معصوم کے سپرد کردی۔

شکر اس کا کہ اس نے سرخیل ممکنات حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیارے نواسے شہید نینوا سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام کو سالار حریت قرار دیا۔ جس نے دنیا کو ایسا پیام امن وانسانیت دیا کہ جسے رہتی دنیا تک فراموش کیا ہی نہیں جا سکتا۔

شاعر انقلاب جوش ملیح آبادی کا یہ شعر زبان زد خاص وعام ہے کہ

انسان کو بیدار تو ہو لینے دو

ہر قوم پکارے گی ہمارے ہیں حسینؑ

سچ پوچھئے تو آج امام حسین علیہ السلام اور ان کی تحریک حسینیت، ہر انسانیت نواز قوم کی ضرورت بن چکی ہے۔ جب احترام وعقیدت کے جذبات کا دریا موجزن ہوتا ہے تو پرواز تخیل اشعار کا نذرانہ کاغذ پر منتقل کر دیتی ہے۔ امام حسین علیہ السلام کی شان اقدس میں منظوم نذرانۂ عقیدت اس وافر تعداد میں پیش کیا ہے کہ بقول جناب ڈاکٹر منظور نقی رضوی جو اس مجموعہ ''سر دشت نینوا'' کے مولف ہیں۔

''امام حسین عالی مقامؑ پر سلام وغیرہ کا اتنا عظیم اثاثہ ہے کہ اگر ایسی ایسی سو کتابیں بھی مرتب کی جا سکیں تب بھی تشنگیٔ ولا پوری نہیں ہو سکے گی'' (پیش لفظ)

مولف محترم نے ''سر دشت نینوا'' میں ۶۹۳ عاشقان و مداحان حضرت ابوعبدالحسینؑ کے سلام پیش کر کے قابل تحسین

کارنامہ انجام دیا ہے۔

جس طرح ڈاکٹر منظور نقی صاحب کے امریکہ میں قیام کو چند سال میں پچاس سال پورے ہو جائیں گے اسی طرح ان کی پیش کردہ دینی کتب کی تعداد بھی انشاء اللہ جلد پچاس کا نشانہ پورا کرلے گی۔ ڈاکٹر منظور نقی صاحب کے والد علام مولانا سید حامد حسین رضوی صاحب قبلہ عشروی اعلی اللہ مقامہ (مدفون گونڈہ یوپی) کے میرے نانا مرحوم مکرم العلماء مولانا سید سجاد حسین صاحب قبلہ طور ناناپاروی اور ان کے فرزند اکبر خال مرحوم مولانا سید ابن حسن صاحب قبلہ ناناپاروی سے مخلصانہ روابط تھے۔ اس تعلق سے وہ مجھے بھی بہت عزیز رکھتے تھے عرصہ تک ان کے بنا کردہ امام باڑہ گونڈہ کے عشرۂ اربعین کے ذاکرین کا انتظام میرے ذمہ تھا ایک مجلس میں بھی پڑھتا تھا اور جب اس سلسلہ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوتا تو ماضی کی بہت سی باتوں سے باخبر فرماتے۔ میں نے دیکھا کہ ان میں قومی خدمت کی زبردست لگن تھی۔ انجمن وظیفہ سادات ومومنین کے امور ہوں یا گونڈہ و بہرائچ کے قومی وعزاداری کے مسائل ہر ایک میں وہ مرد مجاہد کی حیثیت سے آگے رہے۔ اور وہی جذبہ بحمد اللہ ان کی اولاد میں بھی موجود رہا۔

انجینئر جناب سید محمد رضوی عشروی صاحب نے لکھنؤ میں بہت خدمات انجام دیئے۔ ڈاکٹر منظور نقی صاحب نے جعفری مسلک کو روشناس کرانے میں جو رول ادا کیا وہ منفرد ہے۔ مولانا منظور محسن مرحوم (شعبۂ دینیات علی گڑھ مسلم یونیورسٹی) نے قلمی خدمات بھی انجام دیا اور دیگر قومی امور میں سرگرم رہتے تھے ادارۂ اصلاح لکھنؤ سے خصوصی ربط برقرار رکھتے تھے۔ صغیر عابد صاحب وکیل ہیں اور بہرائچ کے دینی امور میں نمایاں رہتے ہیں۔ مجھ سے اخلاص سے پیش آتے ہیں۔ مولانا مرحوم کے چھوٹے فرزند جنھوں نے سردشت نینویٰ کو مرتب کرنے میں خصوصی حصہ لیا ہے۔ چونکہ اپنے والد مرحوم کے ساتھ ساتھ رہتے تھے لہٰذا مجھ سے بھی بہت محبت سے پیش آتے تھے افسوس کہ امریکہ گئے تو رابطے تقریباً ختم ہو گئے مگر میرے لئے طمانیت قلب کا یہ سبب ہے کہ مولانا مرحوم کی اولاد شمع دین کی لو کو تیز کرنے اور دنیا کو علوی نظام و حسینی مزاج سے روشناس کرانے میں ہمہ تن مصروف رہے۔ بارگاہ معبود میں وسیلۂ معصومین علیہم السلام سے ان کے اور اپنے توفیقات خیر میں اضافہ کی مسلسل دعا ہے۔

''سردشت نینویٰ'' مولف ڈاکٹر منظور نقی صاحب کے کارناموں سے ایک اور قابل تحسین کارنامہ ہے۔ شعریات کو جذبات سے خصوصی ربط ہوتا ہے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کی انسانیت تاحشر ممنون احسان رہے گی اور ''سردشت نینویٰ'' میں موجود ۶۲۰ عاشقان سید الشہداءؑ کے سلام اس احسان مندی کے اظہار کا ذریعہ بنے رہیں گے۔

انشاء اللہ فقط

سید محمد جابر جوراسی

۱۵ / رجب المرجب ۱۴۳۸ھ۔ ۱۳۷۸ شہادت حسینی

بسمہٖ تعالیٰ

تاثرات

جناب ڈاکٹر آفتاب حسین زیدی صاحب
چیئرمین مسلم فاؤنڈیشن۔ نیوجرسی، امریکہ

امریکہ میں ایک مشہور اسٹیٹ ہے جس کا نام نیوجرسی ہے اس اسٹیٹ میں مومنین کافی عرصے سے مقیم ہیں شمال سے لے کر جنوب تک آٹھ امام بارگاہیں ہیں جو دینی اور مذہبی فرائض کی تکمیل میں مصروف ہیں۔ مشہور امام بارگاہوں میں محفل شاہ خراسان، بیت القائم آستانۂ زہراؑ بیت ولی العصرؑ اور مسجد علیؑ ہے۔ مسلم فاؤنڈیشن نیوجرسی نے مسجد علیؑ کی بنیاد رکھی اور اس میں نماز پنج گانہ کے علاوہ تمام مذہبی پروگرام انجام دیے جاتے ہیں اور سنڈرے اسکول نہایت آب و تاب سے طلبہ کو علم کی دولت سے مالا مال کر رہا ہے مسلم فاؤنڈیشن کا ایک شعبہ پیام امن بھی ہے جس کے روح رواں ڈاکٹر سید منظور نقی رضوی ہیں جنھوں نے اب تک ۲۴۰ سے زائد کتابیں اس ادارے کے توسط سے شائع کی ہیں ان کی وجہ سے نیوجرسی کی فضاؤں میں علم کی شمع روشن ہے اور ادبی سرگرمیاں قائم ہیں گاہے بگاہے مسالمہ اور مرتبہ کی مجالس منعقد ہوتی رہتی ہیں۔

اسی نیوجرسی سے کتاب ''علقمہ کے ساحل پر'' صدری و معنوی حسن کے ساتھ شائع ہو کر شرف قبولیت حاصل کر چکی ہے جسے جناب جعفر نقوی اور ان کی اہلیہ زہرا نقوی نے ملت کے حضور پیش کیا تھا۔

اسی سلسلے کی دوسری کوشش سر دشت نینوا ہے جس میں غیر معروف شعراء کا کلام بھی پیش کیا گیا ہے۔ جس نے بھی اس وادی میں قدم رکھا ہے اور اہل بیتؑ کے حضور نذرانۂ عقیدت پیش کیا ہے، کوشش کی گئی ہے کہ اس کا کلام اس وقیع مجموعے میں شامل کیا جائے۔ یہ خالصتاً ڈاکٹر منظور نقی رضوی کی کوشش ہے اور ان کی یہ خواہش ہے کہ غیر معروف شعراء کی پذیرائی ہو، تعارف ہو، اور اس کی بھی شہرت ہو، لوگ جانیں اور پہچانیں کہ کس کس انداز سے مدح خواں نے امام حسین علیہ السلام کے حضور نذرانۂ عقیدت پیش کیا ہے ان کی چوکھٹ پر گوہر آبدار اور دریائے ناسفتہ نچھاور کئے ہیں۔

حال ہی میں نیوجرسی سے دو کتابیں منظرِ عام پر آئی ہیں۔گلدستۂ عقیدت اور ارمغان کربلا۔

گلدستۂ عقیدت ۳۴۰ صفحات پر مشتمل کتاب ہے جس میں غیر مسلم شعراء کے مراثی، سلام اور منظور کلام پیش کیا گیا ہے۔نیز ۲۳۱ صفحات پر مختلف النوع مضامین ہیں جن میں شہادت حسینی اور کربلا کی اہمیت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

دوسری کتاب ارمغان کربلا جو ۳۸۴ صفحات پر مشتمل ہے۔اور اس میں جتنے سلام لکھے گئے ہیں وہ مصرع طرح پر ہیں۔

نفس ندامت ہستی ہے کربلا کے بغیر

۱۴۵ شعراء کے سلام اس کتاب کی زینت ہیں جو حروف تہجی کے اعتبار سے ہیں۔

اب یہ کتاب جو سر دشت نینوا کے نام سے ۵۵۲ صفحات پر مشتمل ہے اس میں ۶۹۳ شعراء کے کلام ہیں۔

جس میں پوری دنیا کے شعراء کا انتخاب کیا گیا ہے جن میں معروف شعراء اور غیر معروف شعراء بھی شامل ہیں اتنی ضخیم کتاب اس سے پہلے شائع نہیں ہوئی۔

جناب پیام اعظمی کا کلام جو اس کتاب کی زینت ہے کچھ اشعار ملاحظہ فرمائیں:۔

واشنگٹن میں شان عزا دار دیکھ لو
اور بوسٹن میں جذبۂ بیدار دیکھ لو
ہوتا ہے ذکر حیدر کرارؑ دیکھ لو
ہر شہر میں حسینؑ کا دربار دیکھ لو
نیویارک میں بھی ہوتا ہے ماتم امامؑ کا
نیوجرسی بن گیا ہے جرس تشنہ کام کا

ڈاکٹر منظور رضوی فرماتے ہیں:۔

اللہ نگہباں ہے کوئی ڈر نہیں ہم کو
پیارا درِ حیدرؑ سے کوئی در نہیں ہم کو
لاریب کوئی آلؑ سے بہتر نہیں ہم کو
منظور کسی غیر کا چکر نہیں ہم کو
سکے یہاں سرکار حسینی کے چلیں گے
ہم زندہ تھے ہم زندہ ہیں ہم زندہ رہیں گے

جناب شہاب کاظمی فرماتے ہیں:۔

عشق اولادِ علیؑ ایسا سمندر نکلا

جو یہاں ڈوبا تو وہ جا کر سرِ کوثر نکلا

نیوجرسی کو یہ شرف حاصل ہے کہ ڈاکٹر منظور رضوی نے ''کشکول نیوجرسی'' کے نام سے ایک عظیم کتاب شائع کی تھی جو حضرت علی علیہ السلام کے سلسلے میں ایک قیمتی دستاویز ہے وہ بیش بہا مضامین اور تحقیقی ملاقات کا مجموعہ ہے۔

نیوجرسی تین دہائیوں سے مختلف علماء شعراء اور ذاکرین کی آماجگاہ رہا ہے۔

یہاں شریف لانے والوں میں علامہ طالب جوہری، مولانا سعید اختر، مولانا سید محمد رضوی، علامہ ذیشان حیدر جوادی اعلیٰ اللہ مقامہ، مرزا اطہر مرحوم، مولانا شمیم الحسن، مولانا حمید الحسن، مولانا عقیل الغروی، مولانا مجتبیٰ حسن ادیب الہندی مرحوم، مولانا تقی حیدری مرحوم، مولانا فیروز حیدر مرحوم، مولانا رضی جعفر، مولانا صفی حیدر، مولانا احتشام حیدر، مولانا مہدی حسن واعظ، مولانا علی رضا رضوی، اور دیگر علمائے کرام تشریف لاتے ہے اور لا رہے ہیں۔

مشہور شعراء میں پیام اعظمی، عین الحسن، ریحان اعظمی، افتخار عارف، راحت اندوری۔

نوحہ خوانوں میں سچے بھائی، عزت لکھنوی، ضیاء رضوی، ندیم سرور۔ اور سوز وسلام اور مرثیہ پڑھنے والوں میں ابرار حسین، ناصر جہاں اور نواب حیدر۔

سلاموں کا یہ حسین مُرقّع جو سر دشت نینوا کے نام سے موسوم ہے۔ جمع وترتیب اور تدوین کے مراحل طے کرنے کے بعد ہم آپ کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

ہم اپنی کوششوں میں کتنے کامیاب ہوئے ہیں اس کا فیصلہ ہم قارئین کرام پر چھوڑتے ہیں۔

گر قبول افتد زہے عزوشرف۔

ڈاکٹر آفتاب حسین زیدی

چیئرمین مسلم فاؤنڈیشن

نیوجرسی، امریکہ

بسمہ تعالیٰ

پیش لفظ

غریب و سادہ و رنگیں ہے داستان حرم　　نہایت اس کی حسینؑ ابتداء ہے اسماعیل

مجموعۂ سلام ''سردشت نینوا'' حاضر خدمت ہے۔ جیسا کہ انشاء اللہ آپ ملاحظہ فرمائیں گے کہ یہ مختلف شعراء کے سلاموں پر مبنی ایک مجموعہ کلام ہے۔ ابتداً یہ کام حسب معمول اپنے تہہ خانے سے شروع کیا تھا مگر دوسرے کاموں کی وجہ سے متاثر ہوتا رہا۔ مگر بحمد اللہ اس کی دی ہوئی توفیق شامل تھی۔ اس رب متعال نے برادر خورد سلمہ رضا رضوی کو میری مدد کو بھیج دیا۔ جنھوں نے اس کام کو بحسن و خوبی کامیابی سے ہمکنار کیا۔

اس وحدہ لاشریک کا جتنا بھی شکر کیا جائے کم ہے کہ اس نے مجھے سب بھائی انتہائی لائق و فائق و فرمانبردار با اخلاق اور تعلیم یافتہ دیئے ہیں خدا ایسے بھائی سب کو عطا کرے۔ اللہ کی عظیم نعمتوں میں سے یہ بھی ایک عظیم نعمت ہے۔

برادرم رضا رضوی کم سخن ضرور ہیں مگر اس کسر کو وہ اپنی محنت و محبت سے پوری کر دیتے ہیں جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا تھا اس کام کی ابتدا میں نے ضرور کی تھی مگر بعد میں سارے کام تحقیق و تالیف اور تدوین کے سب ان کی کاوشوں کا نتیجہ ہیں۔ انہیں نے اس کو تکمیل کو پہنچایا۔ بے شک اس میں دوسرے بھائیوں خصوصاً سید صغیر عابد ایڈوکیٹ مقیم بہرائچ کی مدد بھی شامل ہے۔ الاجر عند اللہ

اگر چہ اس سے پہلے برادر عزیز جعفر نقوی کی مولفہ کتاب ''علمقہ کے ساحل پر'' شائع ہو چکی ہے جو انتخاب کلام و حسن طباعت کے اعتبار سے میری نظر میں بے مثل ہے مگر امام حسینؑ عالی مقام پر سلام وغیرہ کا اتنا عظیم اثاثہ ہے کہ اگر ایسی ایسی سو کتابیں بھی مرتب کی جا سکیں تب بھی تشنگئ ولا پورنہ ہو سکے گی لہٰذا بارگاہ امام میں یہ حقیر نذرانہ پیش کیا جا رہا ہے۔

عزیز ہے متاع امیر و سلطاں سے　　وہ شعر جس میں ہو بجلی کا سوز براقی

اس کتاب کا نام برادر بزرگ محترم و معتبر شاعر پیام اعظمی کا تجویز کیا ہوا ہے۔

ہم سب امریکہ میں کم وبیش ۴۰۔۴۵ سال سے رہ رہے ہیں۔اور خدا کا شکر ہے کہ ہم ناکارہ قوم کی طرح نہیں ہیں۔ بطفیل محمدؐ وآل محمدؐ ہم ایک زندہ اور خوش خصال قوم ہیں۔ہم یہاں ایک مہاجر کی طرح آئے تھے۔جیب میں چند سکوں کے سوا کچھ نہ تھا۔ مگر ہم اپنا مذہب، اپنا کلچر اور اپنی عزاداری اپنے ساتھ لائے تھے۔ہم لوگ محنت کے عادی ہیں۔خودداری ہمارے خون میں رواں دواں ہے۔ ہماری اپنی الگ شناخت ہے ہماری گزشتہ کل تابناک تھی۔نیت خالص ہے خون میں سرخی ہے اور اللہ سبحانہ تعالیٰ کی خاص نعمت ذہن ودماغ ہے۔اور اس سے کام لینے کی صلاحیت بھی۔نتیجہ یہ ہوا کہ ہم نے ترقی کی۔اس ملک کے تمام مفسد رکاوٹوں کے باوجود یہاں کے آزاد اور خوش آئند ماحول سے ہم نے فائدے اٹھائے۔

ہم نے تنظیمیں قائم کیں، ادارے بنائے امام بارگاہیں تعمیر کیں مسجدوں کی بنیاد قائم کی اسکول کھولے خصوصاً ویک انڈ اسکول نہایت ہی کامیاب تجربہ رہا۔ جو تمام تر ترقیوں کے ساتھ جاری ہے۔امام باڑوں کے لئے ہم نے عزادار اکٹھا کئے مساجد کے لئے نمازی اور اسکولوں کے لئے ٹیچر اور طلباء فراہم کئے ان نونہالوں کے لئے ذمہ دار والدین کو متحرک کیا جو آج ہفتہ میں ۵۔۶ دن کام کرنے کے بعد اتوار کو بچوں کو لیکر اسکول جانا واجب جانتے ہیں۔صرف نیوجرسی میں اس وقت ۱۷/امام بارگاہیں ہیں جس میں شب جمعہ کا پروگرام جمعہ کی نماز اور مدرسے قائم ہیں۔

یہ سحر جو کبھی فردا ہے کبھی ہے امروز — نہیں معلوم کہ ہوتی ہے کہاں سے پیدا
وہ سحر جس سے لرزتا ہے شبستاں کا وجود — ہوتی ہے بندۂ مومن کی اذاں سے پیدا

ان مدارس میں الحمد اللہ صرف نیوجرسی میں تقریباً ۴۵۰ بچے ہیں اتوار کو تعلیم کے لئے آتے ہیں۔اور خوشی سے آتے ہیں اور ہمیشہ کچھ سیکھ کر جاتے ہیں اور یہ محرم کے دس دنوں کے علاوہ پورے سال جاری رہتا ہے۔

عزاداریٔ امام حسینؑ پر ہم نے خاص توجہ دی۔ بہترین ذاکر،شاعر،نصیب ہوئے نوحہ خوانی مرثیہ خوانی میں ترقی ہوئی اور پورے ۹ ہفتہ کی عزاداری کے باوجود ہمارے بچے اور نوجوان پڑھائی میں کسی سے پیچھے نہیں رہے۔حسب توفیق وحسب لیاقت بہت ترقی کی۔بے شک غیر مسلم طلبا ہمارے مقابل میں آگئے ہیں۔مگر بحیثیت مسلمان خصوصیت سے شیعہ ہونے کے ناطے ہمارے ساتھ بڑی معاشرتی اور سماجی اور مذہبی مسائل اور رکاوٹیں ہیں۔ہم غیر مسلمانوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے مگر پھر بھی ہم نے خاطر خواہ ترقی کی بے شک اور بھی ترقی ہو سکتی ہے اور انشاء اللہ ہوگی بھی۔ ؎ دنیاوی ترقی دین کے ہمراہ

عروج آدم خاکی سے انجم سہمے جاتے ہیں — کہ یہ ٹوٹا ہوا تارہ مہہ کامل نہ بن جائے

ہم مہر کامل تو نہ بن سکے مگر ٹوٹے ہوئے تارے بھی نہیں ہیں۔

ادبی تحقیقاتی اور شعری میدان میں بھی ہم کسی سے پیچھے نہیں رہے۔ خصوصاً نیوجرسی میں خوب کام ہوا علماء میں برادر بزرگ مولانا تلمیذ حسنین رضوی دام ظلکم نے تفسیر صافی کا اردو ترجمہ چھ جلدوں میں کیا۔ اردو میں قرآن کا ترجمہ کیا اس کے علاوہ تقریباً دس اور کتابوں کا ترجمہ اردو میں کیا۔ برادر محترم مراد علی خاں صاحب نے تحقیقاتی کتابیں اردو میں شائع کیں۔ برادر محسن نقوی نے دو کتابیں انگلش میں شائع ترجمہ کیا برادر عزیز جعفر نقوی کی کتاب ''علمقہ کے ساحل پر'' اکیلی کئی کتابوں پر بھاری ہے۔ برادر عزیز محترم شاعر اہل بیتؑ شہاب کاظمی جرولی نے پندرہ کتابیں لکھ کر زور قلم اور عالی ذہنی کا ثبوت دیا۔ جن میں دو نثر کی کتابیں بھی شامل ہیں۔ حسن نواب سخن الہ آبادی نے اپنا کلام شائع کیا۔ ڈاکٹر بشیر داتو نے ۳ کتابیں انگلش میں شائع کیں، مولانا شیخ سرور صاحب قبلہ نے قرآن کا ترجمہ انگلش میں کیا۔

ہمارے ادارے پیام امن کی یہ ۴۲ ویں پیشکش ہے ان ۴۲ کتابوں میں امیر المومنینؑ پر ۵۰۰ صفحات کی کتاب (اردو) اور ثانی زہراؑ پر ۸۰۰ صفحات بھی شامل ہیں۔ تحفۃ العوام، سر الشہادتین، وظائف الابرار کا ترجمہ انگلشن میں یہاں کے نوجوانوں کے لئے نہایت کارآمد ثابت ہوا۔

مقام شوق ترے قدسیوں کے بس کا نہیں　　　انہیں کا کام ہے یہ جن کے حوصلے ہیں بلند

اگر نیوجرسی کے باہر کا کام بھی جوڑ لیا جائے تو فہرست بہت لمبی ہے۔ ڈاکٹر مولانا سخاوت حسین صاحب سندرالوی دام ظلکم کی کئی کتابیں منظر عام پر آ پر چکی ہیں۔ برادر عزیز شاعر اہل بیتؑ باقر زیدی مقیم واشنگٹن کی ۹ کتابیں نثر و نظم (مرثیہ، سلام، غزل) وغیرہ پر آ چکی ہیں۔

پروفیسر سید اختر رضا زیدی مقیم ہیوسٹن کی دو جلدوں پر سوانح حیات امیر المومنینؑ شائع ہوئی ہے۔ ڈاکٹر سید ظفر حسنین نقوی کی دو کتابیں نعت وسلام پر موجود ہیں۔ سید علی اصغر رضوی مرحوم کی ضخیم History of Islam & Muslim ایک تاریخی اور تحقیقی کتاب ہے اور اگر ڈاکٹر نقی عابدی کا کام شامل کر لیا جائے تو جوڑنے کے لئے Calculater کی ضرورت ہوگی۔ اس کے علاوہ کینیڈا میں مقیم جناب سبطین کاظمی کا کلام چھپ چکا ہے۔ مولانا اجمال اصغر کی دو کتابیں چھپ چکی ہیں۔

یہ وہ کتابیں وہ ہیں جو میری لائبریری میں موجود ہیں۔ اس کے علاوہ بھی کچھ کتابیں ہوں گی جس کا مجھے علم نہیں۔ یہ بیان شان بگھارنے کے لئے نہیں تحریر کیا گیا ہے بلکہ اللہ کے فضل وکرم اور توفیق نیک کے شکرانے کے طور پر لکھا گیا ہے۔ میں نے مختصراً یہ خاکہ کھینچا ہے، ہم پہلی Generation ہیں اور جلد ہی تھے میں تبدیل ہو جائیں گے۔ بس جذبۂ مذہبی اور قومی کے تحت اللہ کی توفیق و فضل سے یہ کام ہو گیا۔ اس وقت ہماری نوجوان نسل یہ نہیں کہہ سکتی کہ فلاں مذہبی مواد انگلش میں موجود نہیں ہے۔

اس نشاط آباد میں گو عیش بے اندازہ ہے　　　ایک غم یعنی غم ملت ہمیشہ تازہ ہے

بارگاہ رب العزت میں دعا گو ہوں کہ ہمارے خلوص عمل کو قبول کرے اور بہتری کی توفیق دے۔

کتاب پر تنقید و تبصرہ پڑھنے والوں پر چھوڑ رہا ہوں۔ یہ ضرور عرض کرنا چاہوں گا کہ جس طرح پانچوں انگلیاں برابر نہیں ہوتیں (اور اگر ہوں تو کام نہیں چلے گا) اسی طرح شعرائے کرام کے کلام بھی انیس بیس ہو سکتے ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ جتنے کلام ممکن ہوں جمع کر دیئے جائیں خصوصیت سے جن شعرا کے کلام کا مجموعہ ابھی چھپ نہیں سکا ہے۔

آخر کلام میں عرض ہے کہ ادارہ، مولف اور یہ احقر منظور نقی رضوی ان سب حضرات کا شکر گزار ہے جنھوں نے اس کتاب کی اشاعت میں اپنی نجی مصروفیات کے باوجود ہم سے تعاون میں کوئی دریغ نہیں کیا۔ مسودے کی تصحیح کے لئے وقت نکالا۔ بہترین مشوروں سے نوازا ہم ان جرائد اور شعرائے کرام کے بھی ممنون ہیں جنھوں نے ہماری آواز پر لبیک کہا اور اپنا کلام ارسال فرمایا۔

جناب مولانا حجۃ الاسلام سید تلمیذ حسنین رضوی صاحب قبلہ اور پروفیسر جناب فضل امام رضوی کے بھی ہم تہہ دل سے ممنون ہیں کہ اس کتاب میں تقریظیں لکھ کر اس کتاب کی زینت اور وقعت کو دوبالا کیا اس کے ساتھ برادر ڈاکٹر آفتاب زیدی کا بھی شکریہ کہ اس پر انہوں نے نوٹ لکھنے کی زحمت گوارا کی۔

دعا ہے کہ برادر خورد سید رضا رضوی کی کاوشوں اور محنتوں کا صلہ بارگاہ رب العزت اور درگاہ ائمہ معصومینؑ سے ان کو فیاضانہ نصیب ہو۔

قارئین کرام سے درخواست ہے کہ کتاب ھٰذا پر اپنی بیش قیمت آرا سے سرفراز فرمائیں اور دعائے خیر ہیں ہم کو نہ بھولیں:

خاک میں مل کے حیات ابدی پا جاؤں　　　عشق کے سوز زمانے کو دکھاتا جاؤں

والسلام　ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خاک پائے اہل بیتؑ

سید منظور نقی رضوی

۱۴/مارچ ۲۰۱۷ء

مجموعۂ کلام
سردشتِ نینوا

ناشـــر

ادارۂ پیام امن

پوسٹ آفس نمبر 390

بلوم فیلڈ۔نیوجرسی 07003 یو۔ایس۔اے

سلام

ڈاکٹر رضا آبرو، چندن پٹوی، بہار

یہ دینِ مصطفیٰ ہے امانت حسینؑ کی
اسلام کی بقا ہے عنایت حسینؑ کی

ہے کشتیٔ نجات نواسہ رسولؐ کا
لازم اسی لئے تو ہے قربت حسینؑ کی

حر کی طرح وہ پائے وسیلہ نجات کا
جس دل میں جاگ جائے محبت حسینؑ کی

بے اختیار گرتے ہیں آنکھوں سے اشکِ غم
سنتے ہی داستانِ محبت حسینؑ کی

فخرِ خلیل کانپ گئے دل دہل گیا
دیکھی جو کربلا میں سخاوت حسینؑ کی

ہم اس لئے اٹھاتے ہیں اسلام کا علم
ہم نے قبول کی ہے قیادت حسینؑ کی

وہ بدنصیب ڈھاتا ہے دیوارِ دینِ حق
پلتی ہے جس کے دل میں عداوت حسینؑ کی

وقتِ نمازِ ظہر خدا دیکھتا رہا
میدانِ کربلا میں جماعت حسینؑ کی

یوسفؑ کے غم میں گریۂ یعقوبؑ کی قسم
اکبرؑ چلے ہیں لے کے بصارت حسینؑ کی

سر دے دیا حسینؑ نے کعبہ بچالیا
ہے فرض حاجیوں پہ زیارت حسینؑ کی

پشتِ نبیؐ پہ آئے تو امت نے دیکھ لی
اپنی نظر سے شانِ طہارت حسینؑ کی

کردار سے حسینؑ کے ہوجاؤ آبروؔ
حق کی قسم ملے گی شفاعت حسینؑ کی

❁❁❁

سلام

پروفیسر عراق رضا زیدی آدمی سیتھلی، دہلی

تذکرہ ہونے لگا جب ہل اتی کے سائے میں
خود ملک آنے لگے جود وسخا کے سائے میں

ساری خلقت ہے محمدؐ مصطفیٰ کے سائے میں
اور محمدؐ مصطفیٰ ہیں کربلا کے سائے میں

درس ابراہیمؑ ہے یہ کربلا کے سائے میں
عظمتیں زیر عمل ہیں ابتلا کے سائے میں

سورۂ کوثر کی ہیں تفسیر سادات کرام — اس لئے باقی ہیں ہر جوروجفا کے سائے میں

ہرقدم پر آزمائش میں رہے جو مبتلا — رحمتیں آجاتی ہیں اس باخداکے سائے میں

رحمۃ للعالمینؐ کی آرزو پوری ہوئی — آگیا اسلام سبطؑ مصطفیؐ کے سائے میں

پُل کی صورت یوں درخیبر اٹھائے ہیں علیؑ — ہیں قدم دوشِ ہوا پر سر ہوا کے سائے میں

ہرعمل معصوم جیسا کیوں نہ ہو عباسؑ کا — زندگی گذری ہے اربابِ کسا کے سائے میں

کیوں نہ ہو عباسؑ میں بھی شیر زہراؑ کااثر — پرورش پائی ہے زہراؑ کی دعا کے سائے میں

بے خودی میں طاعتِ حق کا مزہ کچھ اور ہے — ہرعبادت کیجئے جام ولا کے سائے میں

دشمنوں پر ماتم سرور کی ہیبت دیکھ کر — چین سے دین خدا ہے کربلا کے سائے میں

مثل یوسفؑ جب رکھی خلد بریں میزان میں — ہوگئی ہلکی بہت اشکِ عزا کے سائے میں

حر نے سمجھا بے حیائی اور حیاداری کا فرق — بے حیا لشکر کو چھوڑآیا حیا کے سائے میں

بالیقیں جائے گا جنت میں بقولِ مصطفیؐ — جو مسلماں آئے گا آل عبا کے سائے میں

آج جو بھی پرچم عباسؑ کے سایہ میں ہے — روز محشر بس وہی ہوگا لوا کے سائے میں

دیکھ کر تپتی زمیں پر روکے زینبؑ نے کہا — لاش بھائی کی کوئی رکھ دے اٹھا کے سائے میں

معرفت واجب امامِ وقت کی ہے آدمیؔ
منزلیں ملتی نہیں ہر رہنما کے سائے میں

❖❖❖

سلام

علامہ آرزوؔ لکھنوی مرحوم

مثال شمع سوزاں مالک راہِ رضا ہوکر — چلے جو سر سے وہ منزل پہ بیٹھے نقش پا ہوکر

نہ بھولے مر کے بھی عباسؑ فرض منصبی اپنا — علم سے ہاتھ لپٹا ہی رہا تن سے جدا ہوکر

حسینؑ ایسے رضا جو شوق میں جام شہادت کے — نہیں پیتے ہیں پانی تیغ کا بھی بدمزا ہوکر

علیؑ کی قدر نعمت کم نہ جانو شکر نعمت سے — نبی کے قوت بازو بنے دست خدا ہوکر

اِدھر توقلت انصار پر اہل حرم روئے — چلا حر اُس طرف سے بے کسوں کا آسرا ہوکر

مٹے پر بھی نہ کم ہوگی ہواشوقِ زیارت کی
اٹھیں گے گردرہ بن کر ٹکیں گے نقش پاہوکر

شہیدان رہ حق زندہ جاوید ہوتے ہیں
اترتا ہے گلے سے زہر تک آب بقاہوکر

پہن لی شکر کر کے پاؤں میں سجاد نے بیڑی
چلی جنت کو امت نار دوزخ سے رہا ہوکر

ہواکرتی ہیں تصویریں ذریعہ روشناسی کا
بنے ہادی دیں اکبرؑ شبیہ مصطفیٰ ہوکر

ہوئی غارت حمیت بھی عرب کی روز عاشورہ
کفن سبط نبیؐ کا بنت زہراؑ کی ردا ہوکر

صراط وحشر سے کیا کام ہے اے آرزو تجھ کو
کہ اٹھوں گا قیامت میں غبار کربلا ہوکر

❁❁❁

سلام

جناب آرزوؔ انبالوی انڈیا

مجرئی جو غمِ سرور میں بکا کرتے ہیں
ان کی امداد شہِ عقدہ کشا کرتے ہیں

اپنے بیٹوں سے یہ کہتی رہیں زینبؑ شب بھر
دیکھوں کل لال مرے جنگ میں کیا کرتے ہیں

وار کرتے ہیں ہراک سمت سے امت والے
اور شہ بخششِ امت کی دعا کرتے ہیں

لب پہ امت کو دعا اور تہہِ تیغ گلا
اپنا وعدہ شہِ دلگیر وفا کرتے ہیں

کام سب آچکے باقی ہے شہادت اپنی
سجدۂ شکر تہہِ تیغ ادا کرتے ہیں

لاشِ سرورؑ پہ یہ کہتی تھی سکینہؑ آکر
آپ کے بعد لعیں ہم پہ جفا کرتے ہیں

آرزوؔ صبرِ غریب الغرباء کے قرباں
اس طرح طے رہِ تسلیم ورضا کرتے ہیں

❁❁❁

سلام

جناب آثم رضوی اکبرآبادی

تھے مسلماں میزبانِ کربلا تشنہ لب تھا میہمان کربلا

ڈگمگا جاتے رسولوں کے قدم اللہ اللہ امتحانِ کربلا

آج تک ہے سرمۂ اہل نظر گردِ راہِ کاروانِ کربلا

ذکر جنت چھوڑاے رضواں کہ ہم سن رہے ہیں داستان کربلا

کربلا میں حق کی خاطر مٹ کے شاہ بن گئے روحِ روانِ کربلا

خود حسینؑ ابن علیؑ کو ناز تھا نازِ حق تھے ناصرانِ کربلا

خم ہے کعبہ کی جبیں آثم یہاں
دیکھ اوجِ آستانِ کربلا

❁❁❁

سلام

شمس العلماء مولانا محمد حسین آزاد

اور جو ہم کھینچ لیں تلوار تو پھر کیا رہ جائے جورِ اعدا کا نہ کیوں مجرئی چرچا رہ جائے

حشرتک فیضِ کرم خلق میں جس کا رہ جائے بوند پانی کو وہ دریاپہ ترستا رہ جائے

شمر نے مارا سکینہؑ کو تو عابدؑ نے کہا

شکر کر جوشِ غضب دل ہی میں اپنا رہ جائے اور جو ہم کھینچ لیں تلوار تو پھر کیا رہ جائے

شبِ عاشور یہ فرماتے تھے ہر دم شہِ دیں

نہیں غم اس کا ولادم نہ رہے یارہ جائے صبر کا اپنے مگر خلق میں چرچا رہ جائے

کیا ستم ہے کہ ہو جد ساقی کوثر جس کا

بوند پانی کو وہ بے شیر ترستارہ جائے غنچہ سا سینے میں کمھلاکے دل اس کا رہ جائے

بلکہ پانی کے عوض کھاکے گلے پر پیکاں

گود میں باپ کا منھ یاس سے تکتا رہ جائے اور یہ سوئے فلک دیکھ کے چپکارہ جائے

شاہ کہتے تھے شبِ قتل بہن سے رورو

نہ رہے پردۂ ناموس مرا یا رہ جائے — امتِ احمدؐ مختار کا پردہ رہ جائے

کیوں نہ اس غم سے سدا خاک پہ لوٹے پانی

کہ پسر ساقیٔ کوثر کا پیاسا رہ جائے — سامنے آنکھوں کے بہتا ہوا دریا رہ جائے

کہتے انصارِ شہ دیں تھے بہم ہنس ہنس کر

آج پروا نہیں اس کی کہ دم اپنا رہ جائے — ہم رہیں یا نہ رہیں نام پر اپنا رہ جائے

❁❁❁

سلام

نواب میر محبوب علی خاں صاحب آصفؔ جاہ

رات دن دل میں خیال شہداء رہتا ہے — خوب رونے کا تڑپنے کا مزہ رہتا ہے

جس جگہ ذکر شہ کرب وبلا رہتا ہے — حشر سے بڑھ کے وہاں حشر بپا رہتا ہے

ماتم شاہ شہیداں کبھی مٹنے کا نہیں — یہ ہے وہ داغ ہمیشہ جو ہرا رہتا ہے

غم دارین سے حاصل ہے فراغت ان کو — جنکے دل میں غم شاہ شہداء رہتا ہے

دل شیدا کو ہے یہ نازخیال شہ میں — ماہ زہراؑ مرے گھر جلوہ نمارہتا ہے

دل ذرا سا ہے مگر دیکھئے وسعت اس کی — داغ رہتا ہے جدا درد جدا رہتا ہے

خلفِ ساقی کوثر ہے ہمارا ساقی — مے کوثر سے مراجام بھرا رہتا ہے

ہے تصور میں جو عابدؑ کی برہنہ پائی — ایک کانٹا سا کلیجہ میں چبھارہتا ہے

رودیئے حضرت عباسؑ سنا جب یہ سخن — خشک ہروقت سکینہؑ کا گلارہتا ہے

روکے بانونے کہا سب تو گئے جنت کو — ایک بیمار جو ہے وہ بھی پڑا رہتا ہے

عاجزی چاہئے ان کو جوکرم والے ہیں — خاک پر نخل ثمر دار جھکا رہتا ہے

فیض یہ چشم گہربار کا ہے اے آصفؔ

موتیوں سے مرا دامن جو بھرارہتا ہے

❁❁❁

قربانی

جناب مولوی آفتاب احمد صاحب علیگ حنفی ریٹائرڈ ڈسٹرک وسیشن جج یوپی انڈیا

بیت الحرام کعبہ کا معمار اولیں
اپنوں کا وہ شفیق وہ غیروں کا درمند

ہے محوخواب بستر راحت پہ اس طرح
واچشم دل ہے دیدۂ ظاہر مگر ہے بند

رویا میں یہ پہونچتا ہے فرمان ایزدی
دست پدر سے ذبح ہوفرزند ارجمند

فرزند کوسناتا ہے رویا کی واردات
ہرچند بے قرار ہے دل صورت سپند

بیٹا کہ خود بھی اپنے مقدس پدر کی طرح
ہے شیوۂ رضا وتوکل پہ کاربند

کہتا ہے جوش شوق ومسرت میں باپ سے
وہ کیجئے جو مرضی مولا کو ہو پسند

حیرت سے دیکھتے ہیں زمین اور آسماں
ذبح پسرکو ہوتا ہے دست پدر بلند

شاہد کلام حق ہے کہ خنجر کی دھار سے
نازک رگ گلو کو پہونچتا نہیں گزند

طغیان نازنین کہ جگر گوشۂ خلیل
آید بزیرتیغ وشہیدش نی کنند

رحمت قبول کرتی ہے فدیہ خلیل کا
جائے ذبیح آتا ہے جنت سے گوسفند

لیکن یہ باپ اور پسرتو دکھاچکے
ہوتے ہیں یوں رضائے الٰہی پہ کاربند

تاریخ پھر الٹتی ہے اک دوسرا ورق
اب کربلا سے ہوتا ہے پیغام حق بلند

اترا ہواہے چند غریبوں کا قافلہ
جس پر کہ تین روز سے ہے آب ودانہ بند

ہے میرکاروان سعادت وہ سرفروش
حق بین وحق نماوحق آگاہ وحق پسند

جن کے قدم کو جادہ حق سے ہٹا سکی
ترغیب ملک ومال نہ ترہیب قیدوبند

خوف وہراس کیا نہیں تیور پہ میل تک
حالانکہ ہے سپاہ مخالف ہزار چند

اموال وانفس وثمرات حیات کو
قربان کرکے ہوتا ہے نیزہ پہ سر بلند

روح خلیل کہتی ہے احسنت اے حسینؑ
ایں کاراز تو آید ومرداں چنیں کنند

❁❁❁

سلام

جناب جعفر علی خاں صاحب اثرؔ

حسرت سے شاہ نعش پسر دیکھتے رہے
اک پھول تھا کہ خون میں تر دیکھتے رہے

اکبر سے نوجوان کو دم توڑتے ہوئے
دل کو سنبھالے، تھامے جگر دیکھتے رہے

ہرچند دیکھ سکتے نہ تھے عابدؑ حزیں
سیدانیوں کو خاک بسر دیکھتے رہے

نرغے میں جب لعینوں نے گھیرا تو شاہ دیں
عباسؑ کی تھی لاش جدھر دیکھتے رہے

ہاتھوں کو جوڑ جوڑ کے نیوڑھاکے گردنیں
زینبؑ کے لال ماں کی نظر دیکھتے رہے

تھا دودھ بخشوانا جو مرنے سے بیشتر
موقع محل وہ رشک قمر دیکھتے رہے

اللہ کس قدر تمہیں مرنے کی ہے خوشی
یہ کہہ کے شاہ سوئے پسردیکھتے رہے

اندیشہ تھا کہ خیمے سے زینبؑ نکل نہ آئیں
شہ زیر تیغ جانب در دیکھتے رہے

پھٹتا ہے دل خیال سے بھی جس کے اے اثرؔ
وہ کچھ امام جِنّ و بشر دیکھتے رہے

❁❁❁

سلام

جناب سید علی حسن صاحب رضوی اثرؔ لکھنوی

حارث چلاہے تیغ جفا جو لئے ہوئے
مسلم بھی اپنے ساتھ ہے مہرو لئے ہوئے

شانِ نبی ہیں اکبرؑ خوشخو لئے ہوئے
یوسف کا حسن بھی ہے وہ مہرو لئے ہوئے

ہوکر شریک بزم عزائے حسینؑ میں
زہرا جناں میں جاتی ہیں آنسو لئے ہوئے

اکبرؑ کے گیسوؤں میں نہیں صرف بوئے مشک
جسم رسولؐ کی بھی ہیں خوشبو لئے ہوئے

پوچھاملک نے مجھ سے جو میدان حشر میں
اپنی نجات کو بھی ہے کچھ تو لئے ہوئے

فرمایافاطمہؑ نے کہ ناجی ہے یہ ضرور
آئی ہوں اس کے آنکھ کا آنسو لئے ہوئے

زینبؑ کھڑی ہیں بخشش امت کے واسطے
زخمی رسن سے اپنے وہ بازو لئے ہوئے

ان موتیوں کوکون خریدے گا جز حسینؑ
استادہ ہوں میں حشر میں آنسو لئے ہوئے

جام بلور حر نے اٹھایا ہے خلد میں
یا ہاتھ میں ہے اک گل شبّو لئے ہوئے

روئے حسینؑ چیخ کے بھائی کی لاش پر
اکبرؑ جو آئے سامنے بازو لئے ہوئے

اعمال تولے جاتے ہیں میزان عدل میں
ہے نیک وبد کا بارترازو لئے ہوئے

جھکتا ہے پلہ اب مرے اعمال نیک کا
وہ آگیا ملک میرے آنسو لئے ہوئے

نانا کے پاس جاکے حسن شادماں پھرے
آئے ہیں گھر میں بچۂ آہو لئے ہوئے

محزوں گئے حسینؑ بھی نانا کے سامنے
آنکھوں میں اپنے رنج کے آنسو لئے ہوئے

فرمان کبریا ہوا نازل کہ جلد جا
اک ہرنی آئی بچہ آہو لئے ہوئے

جاتے ہیں رن میں لڑنے کو زینبؑ کے نورعین
ہاتھوں میں نیمچے ہیں وہ مہرو لئے ہوئے

رن میں حسینؑ آخری حجت کو آئے ہیں
ہاتھوں پہ اپنے اصغرؑ مہرو لئے ہوئے

پلٹے ہیں تیر کھاکے جو ہاتھوں پہ باپ کے
امت کی ہیں نجات کا پہلو لئے ہوئے

چلو بھرا ہے خون گلوئے صغیر سے
میت ہیں طفل کی شہ خوشخو لئے ہوئے

چاہازمیں پہ پھینک دیں خونِ صغیر کو
کب تک رہیں بھرا ہو اچلو لئے ہوئے

کی عرض تب زمیں نے کہ مجھ پر نہ پھینکئے
آوازِ چرخ تھی یہی پہلو لئے ہوئے

اس خونِ کو مل کے چہر پہ شبیرؑ نے کہا
جاؤں گا نانا پاس یہی رولئے ہوئے

مشغول طاعت احد ذوالجلال تھے
مہلت شب دہم شہ خوشخو لئے ہوئے

حق نے یہ کہہ کے بخش دیا مجھ کو اے اثرؔ
آیا ہے دل میں حبّ علیؑ تو لئے ہوئے

❖❖❖

سلام

جناب منور علی صاحب اثیرؔ سیتاپوری

قاتل کا نہ کوئی ذکر کرے مظلوم کا چرچا رہ جائے
جوراہ خدا میں مرجائے کونین میں زندہ رہ جائے

عباسؑ نے جوچاہا نہ ہوایہ ظلم یزیدی ہائے ستم
شانے بھی کٹیں پانی بھی بہے اور دل میں تمنارہ جائے

انصار واعزاقتل ہوئے سلطان دوعالم ذبح ہوئے
دل ٹوٹے نہ کیسے رانڈوں کا جس دم نہ سہارا رہ جائے

شانے بھی کٹے مشکیزہ چھدا بچوں کی عطش بھی بجھ نہ سکی
اعدا کی کے ستم پہ ہائے غضب پیاسوں کا تقاضا رہ جائے

بھیگی تھیں جبیں دن بیاہ کے تھے ناشاد جوانی اکبر کی
کیسا یہ کیا تھا وار اظلم برچھی میں کلیجہ رہ جائے

اکبرؑ بھی نہیں قاسمؑ بھی نہیں تنہا ہیں حسینؑ اب کوئی نہیں
وہ کس کو پکارے نصرت کو جو رن میں اکیلا رہ جائے

اے چرخ کہن کیوں پھٹ نہ پڑا دامان زمیں کیوں شق نہ ہوا
بے گوروکفن جلتے بن میں شبیرؑ کا لاشہ رہ جائے

خالق نے انہیں باقی رکھا دنیا نہ فنا ہوجائے اثیرؔ
قائم کے قدم کی برکت سے کونین کا نقشہ رہ جائے

❁❁❁

سلام

مولانا سید علی محمد صاحب اجلآل، فاضل مشرقیات حیدرآباد دکن

فوجِ اعدا سے نکل کر شہ کا یاور بن گیا
دیکھئے بگڑا ہوا حرؑ کا مقدر بن گیا

غم میں پیاسوں کے جو آنسو گر کے گوہر بن گیا
شہ کی آنکھوں پر چڑھا اور جام کوثر بن گیا

مدح اہلبیتؑ میں جو بیت لکھی آپ نے
اس کے بدلے خلد میں گھر بندہ پرور بن گیا

آفرین تجھ پر غبارِ راہِ کوفہ آفرین
تونے پاس اتنا کیا زینبؑ کی چادر بن گیا

پڑ گیا خط ضرب حیدرؑ کا پر جبریلؑ پر
لیجئے طغرائے فتح باب خیبر بن گیا

حر کے ساتھ ہی ساتھ آئے اس کے فرزند و غلام
راہِ حق پر یوں چلا غازی کہ رہبر بن گیا

جذبۂ حق پروری طفل و جواں میں ایک ہے
آکے اصغرؑ جنگ کے میداں میں اکبر بن گیا

قفل کعبہ تھا پئے اعدائے دین قفل دہن
اس لئے دیوار کعبہ میں نیا در بن گیا

بادۂ من کنت مولا سے بھرا ہے میرا دل
جیسی مے اس کے لئے ویسا نیا در بن گیا

رتبہ رونے والے کا کیا کچھ نہ ہوگا پیش حق
اشکِ غم جب بوند بھر پانی سے گوہر بن گیا

جتنا اونچا مہر ہو پھیلے گی اتنی ہی ضیاء
اور نیزے سے پر سر شہ حق کا مظہر بن گیا

کیوں نہ میں اجلآل روؤں خون کے آنسو سدا
دل میں ذکر شہؑ کا اک اک حرف نشتر بن گیا

سلام

جناب سید احتشام حیدر نقوی صاحب نیوجرسی، امریکہ

سر خم ہے میرا خانۂ داور کے سامنے
یا دِل جُھکا ہے مُولدِ حیدرؑ کے سامنے

جس گھر کی نُوکری پہ فرشتوں کو ناز ہو
ہو کون گھر جہاں میں پھر اُس گھر کے سامنے

آغوشِ مصطفیٰؐ میں علیؑ ہیں کہ یوں کہوں
قرآں کا پہلا نسخہ پیمبرؐ کے سامنے

حیرت نہیں جو شہپرِ جبریلؑ کٹ گئے
کیوں آگئے تھے تیغ دو پیکر کے سامنے

علم علیؑ کا اُوروں سے کیا ہو موازنہ
قطرے کی کیا بساط سمندر کے سامنے

سیراب ہوگا بس وہی کوثر کے جام سے
سر جن کا خم ہو ساقیٔ کوثر کے سامنے

مرحب کی ماں یہ کہتی تھی رکھنا یہ بات یاد
آنا مقابلے میں نہ حیدر کے سامنے

مُولد ہے اس کا کعبہ، تو مسجد ہے قتل گاہ
کیا ہوگا کوئی حیدرؑ صفدر کے سامنے

سر جس کا عین سجدے میں تَن سے جدا ہوا
پھر کون سر بلند ہو اس سر کے سامنے

اس کا گمان بھی بن کاہل کو تھا کہاں
ہوگا ذلیل یوں علی اصغرؑ کے سامنے

لکھنا ثنائے شاہؑ مصائب کے ساتھ ساتھ
ہے امتحان سخت سُخنور کے سامنے

پروانۂ نجات شفؔا ہے تیرا سلام
نذرانہ اہل بیتؑ پیمبرؐ کے سامنے

❖❖❖

بارگاہ حسینی میں

جناب احسنؔ صاحب مارہروی مرحوم

(۱)

خدا ترسی، خدابینی، خدادانی، خداجوئی
حسینؑ ابن علیؑ کی ذات اقدس سے نمایاں ہے

نہ چھوڑی آن لیکن جان دیدی راہ مولا میں
اسی کا نام مذہب ہے اسی کا نام ایماں ہے

انہیں فخر نبی کہنے میں کیا شک ہے مسلمانو
کہ ہر نقش قدم تک جن کا خضرراہ ایماں ہے

(۲)

وہ آنکھ نہیں تر جو محرّم میں نہیں
وہ دل نہیں مغموم جو اس غم میں نہیں
سن کر غمِ شبیرؑ نہ رونے والے
ممکن ہے کہ ہوں بشر مگر ہم میں نہیں

(۳)

نہ سنئے داستانیں کربلا کے غم گساروں کی
دہل جائیں گے دل سن سن کے آہیں بے قراروں کی
ابل آئی ہیں روتے روتے آنکھیں دل فگاروں کی
نہیں اشک رواں دو چادریں ہیں آبشاروں کی
یہ شکلیں ہیں حسینؑ ابن علیؑ کے سوگواروں کی
روایات رسوم کہنہ سے جو لوگ بدظن ہیں
وسیع المشربی ان میں نہیں کوتاہ دامن ہیں
حقیقت میں نگاہوں پر حقائق سب یہ روشن ہیں
محرم کی عزاداری میں شاخیں جتنی احسنؔ ہیں
غم سبط نبی بنیاد ہے ان یادگاروں کی

(۴)

کیوں آنکھ نہ شبیرؑ کے غم میں روتی
ہم چشموں میں اپنی آبرو کیوں کھوتی
دربار گہربار حسینی کے لئے
کیوں نذر نہ کرتی آنسوؤں کے موتی

❁❁❁

سلام

جناب احسنؔ طباطبائی صاحب لکھنوی

قوتِ حق ضوفشاں تھی گردن بے شیر سے
برگِ گل کو ربط کیا اک پہلواں کے تیر سے
راہ حق میں ہر مصیبت پر جو راضی تھے حسینؑ
چاہتے تھے دین بچ جائے کسی تدبیر سے
قتل اکبرؑ سے کھلا فوج یزیدی کا نفاق
لے لیا بدلہ رسولؐ اللہ کی تصویر سے
فوج اعدا کو بھگا کر بولے زینبؑ کے پسر
کھیلتے ہیں یوں سنان وخنجر وشمشیر سے
تشنہ لب عباسؑ نے دریا پہ قبضہ کرلیا
لڑسکیں فوجیں نہ ابن شاہ خیبر گیر سے
جب مقید عابدؑ بیکس کو اعدا نے کیا
الاماں کا شور اٹھا ہر حلقہ زنجیر سے
دشمنوں نے بھی بتائے واقعات کربلا
خون ناحق چھپ نہیں سکتا کسی تدبیر سے
غمزدہ ایسے نہ دیکھے ہوں گے تونے اے فلک
قید میں معذور تھے جو نالہ دلگیر سے
دشمنِ اسلام ہیں سب دشمنان اہل بیتؑ
بچ گیا اسلام سعیِ حیدرؑ وشبیرؑ سے
کربلا والوں پہ رولینا فقط کافی نہیں
نصرت حق فرض ہے مسلم پہ ہر تدبیر سے

یہ شہید کربلا کا جاودانی فیض ہے گونجتی ہے اب جو دنیا نعرہ تکبیر سے

جیتے جی احسنؔ میں سمجھوں گا مجھے جنت ملی

روضہ شبیرؑ تک پہونچوں اگر تقدیر سے

❁❁❁

سلام

جناب احسانؔ امروہوی

یہ حسینی میکدہ ہے آج اذنِ عام ہے
جو اٹھالے بڑھ کے مثل حر اسی کا جام ہے

عزم حیدرؑ جذبۂ شبیرؑ ہی اسلام ہے
بس یہ وہ جلوے ہیں اور آگے خدا کا نام ہے

کربلا کا میکدہ ہے ہم ہیں دورِ جام ہے
اب کہاں روپوش تواے گردش ایام ہے

کربلا کا ذرّہ ذرّہ جلوہ گاہِ عام ہے
جس طرف اٹھی نظر پیغام ہی پیغام ہے

نام کوجن کے زمانے نے بھلایا ہر طرح
خود زمانے کے لبوں پر آج ان کا نام ہے

وقت نے کتنا بدل ڈالا ہے نظمِ میکدہ
محتسب بھی آج تو اپنا شریک جام ہے

ہم سے ہی قائم ہے یہ قربانیوں کی روشنی
ہم سے ہی روشن چراغِ گردشِ ایام ہے

کردیا ثابت یہی حر کی حیات وموت نے
کربلا سے باغِ فردوس بریں دوگام ہے

تجھ سے ہی پایا محمدؐ نے شہادت کا شرف
ایک وہی جلوہ ہے جو آغاز تا انجام ہے

اس کو پرکھا ہے نگاہِ حضرت عباسؑ نے
شفقتِ اغیار کیا ہے دانہ زیرِ دام ہے

کیوں نہ اصغرؑ مسکرائے ناوکِ بیداد پر
کھیل ہے یہ حیدری بچوں کا ادنیٰ کام ہے

دل ہے پھولوں کا کہ ہے خونِ شہیدانِ وفا
کربلا ہے یا بہارِ گلشنِ اسلام ہے

دشتِ غربت میں یہ آخر کون پیاسا رہ گیا
آج تک دریا کی ہراک موج بے آرام ہے

رشک کے قابل ہیں اے احساںؔ مری مدہوشیاں

بزمِ ساقی میں مجھی پر ختم دورِ جام ہے

❁❁❁

سلام

جناب سید زوار حسین صاحب احقرؔ بہرائچی

ہم یہ اعجازِ کف زین العباد دیکھا کئے
ہاتھ کے دھوون میں لعل بے بہا دیکھا کئے

باپ کے غم سے کہاں فرصت ملی سجادؑ کو
زندگی بھر آنسوؤں کا سلسلہ دیکھا کئے

مجمعِ اعداء میں کیونکر پوچھئے سجادؑ سے
ماں پھوپھی بہنوں کو اپنی بے ردا دیکھا کئے

اٹھ گیا دنیا سے شاہِ کربلا کا سوگوار
آج ہم ویرانی فرش عزا دیکھا کئے

پھر ہنسی لب پر نہ آئی عابدؑ بیمار کے
زندگی بھر لالہ وگل راستہ دیکھا کئے

آنسوؤں میں ڈھل گئی چونتیس سالہ زندگی
عمر بھر سجادؑ خواب کربلا دیکھا کئے

نام عابدؑ لے کے احقرؔ پار بیڑا ہوگیا
میں کنارے آگیا اور ناخدا دیکھا کئے

❁❁❁

سلام

جناب احمدؔ ندیم قاسمی صاحب

لب پر شہدا کے تذکرے ہیں
لفظوں کے چراغ جل رہے ہیں

جن پہ گزری ہے ان سے پوچھو
ہم لوگ تو صرف سوچتے ہیں

میدان کا دل دہک رہا ہے
دریاؤں کے ہونٹ جل رہے ہیں

کرنیں ہیں کہ بڑھ رہے ہیں نیزے
جھونکے ہیں کہ شعلے چل رہے ہیں

پانی نہ ملا تو آنسوؤں سے
چُلّو بچوں کے بھر دئیے ہیں

آثار جوان بھائیوں کے
بہنوں نے زمیں سے چن لیے ہیں

بیٹوں کے کٹے پھٹے ہوئے جسم
ماؤں نے ردا میں بھر لیے ہیں

یہ لوگ اصولِ حق کی خاطر
سر دیتے ہیں، جان بیچتے ہیں

میدان سے آرہی ہے آواز
جیسے شبیر بولتے ہیں

جیسے غنچے چٹک رہے ہیں جیسے کہسار گونجتے ہیں
ہم نے جنہیں سربلندیاں دیں سرکاٹتے کیسے لگ رہے ہیں
ہیں یہ رگِ نبی کے قطرے جو ریت میں جذب ہورہے ہیں

دیکھو اے ساکنانِ عالم
یوں کشتِ حیات سینچتے ہیں

❁❁❁

سلام

جناب اخترؔ علوی صاحب بنگلوری

کیسی بھی غذا ہو وہ غذااور ہی کچھ ہے — مجلس کے تبرک کا مزا اور ہی کچھ ہے
کعبے کی، مدینے کی فضا بھی ہے مقدس — شبیرؑ کے روضے کی فضا اور ہی کچھ ہے
رضواں کو مبارک ہو ہوا باغ جناں کی — عباسؑ کے پرچم کی ہو ااور ہی کچھ ہے
اشکِ غم دنیا کی نہیں ہے کوئی وقعت — رتبے میں مرا اشک عزا اور ہی کچھ ہے
سوکھے ہوئے ہونٹوں نے کیا فتح کا اعلاں — اصغرؑ کے تبسم کی ادا اور ہی کچھ ہے
راہب کے مقدر کا لکھا او ر ہی کچھ تھا — شبیرؑ کے ہاتھوں کا لکھا اور ہی کچھ ہے
کیسا ہے خدا آپ کا یہ آپ ہی جانیں — اپنا جو خدا ہے وہ خدااور ہی کچھ ہے
اسلام کو لیں آپ کہیں سے بھی ہمیں کیا — اسلام جو ہم نے ہے لیا اور ہی کچھ ہے
تاریخ نے دیکھا ہی نہیں معرکہ ایسا — جنگیں ہیں الگ کرب وبلا اور ہی کچھ ہے
ظاہر کی ہر اک چیز سے واقف ہے زمانہ — پردے میں مگر جو ہے رکھا اور ہی کچھ ہے

ہرنفس کو چکھنا ہے مزہ موت کا اخترؔ
ہوعشقِ علیؑ میں تو قضا اور ہی کچھ ہے

❁❁❁

جناب ایس۔ ایچ۔ اخترؔ صاحب نیوتنوی مرحوم

جو خدا والے ہیں وہ صبر کیا کرتے ہیں
ظلم سہتے ہیں پر احسان کیا کرتے ہیں

جو حسینی ہیں وہ اسلام کی خاطر اب بھی
حق پہ جانیں وہ فدا اپنی کیا کرتے ہیں

ان کوٹھوکر نہیں لگتی ہے زمانے میں کبھی
یاعلیؑ کہ کے جو دن رات چلا کرتے ہیں

ہم سے پوچھو تو بتائیں گے حقیقی اسلام
وہ تو اسلام کو بدنام کیا کرتے ہیں

ہم نے دشمن کو بھی اپنے ہے پلایا پانی
ہم حسینی ہیں جو احسان کیا کرتے ہیں

شرک وبدعت سے مکاں ان کے ہیں رہتے محفوظ
تعزیہ داری جو ہرسال کیاکرتے ہیں

مدحت آل پیمبرؐ سے ہے قرآں معمور
ہم قرآں اس لئے دن رات پڑھا کرتے ہیں

ہیں مسلمان حقیقت میں اور انساں بھی وہی
سارے عالم کی بقا کی جو دعا کرتے ہیں

جن کا ایمان یہاں فکر یزیدی پر ہے
شرک وبدعت کی وہی بات کی کرتے ہیں

ان سے پوچھوکہ کہاں ان کا ہے قبلہ اخترؔ
کعبہ ہم مولد حیدرؑ کو کہا کرتے ہیں

❁❁❁

سلام

جناب اخترؔ صاحب شمس آبادی

اے شہید کربلا اے سرور خونیں کفن
اے کہ ہے مداح تیرا خود خدائے ذوالمنن

اے کہ پیغمبرؐ نے تجھ پر کردیا قرباں پسر
اے کہ صدقے تھے سدا تجھ پر شہ خیبر شکن

اے کہ چکی پیس کر زہرا نے پالا تھا تجھے
اے کہ رہتے تھے فدا سوجان سے تجھ پر حسنؑ

اے کہ طفلی میں پلا تھا فاطمہؑ کے شیر سے
اے کہ جنت میں رواں تیرے لئے نہر لبن

اے کہ جتنے دوست ہیں تیرے بقول جبرئیل
داخل جنت سبھی ہوں گے بلا رنج ومحن

اے کہ قرآں میں ہوا تیرا لقب ذبح عظیم
فخر اسماعیلؑ ہے تو زبدۂ سرّ دوتن

مخبر صادق یہ فرماتے ہیں مجھ سے ہے حسینؑ
اور میں شبیرؑ سے ہوں جان لیں سب مردوزن

تو تو احمدؐ سے ہے بیشک جانتے ہیں سب اسے
پر محمدؐ تجھ سے کیونکر ہیں یہ ہے جائے سخن

اس کے معنی ہیں یہی لاریب ، شک اس میں نہیں
تجھ سے ہی قائم رہا نام شہنشاہ زمن

گرنہ بیڑا پار تو اسلام کا کرتا تو یہ
ہوگیا ہوتا غریق بحرآلام وفتن

پانی پھر جاتا رسول اللہ کی تبلیغ پر
تو نہاتا گر نہ اپنے خوں میں شاہ بے کفن

سہ کے قحط آب اپنے اور بچوں کے لئے
تونے رکھ لی آبرو اسلام کی اے بے وطن

ناز ہے انسانیت کو نام پر ترے حسینؑ
جس کے قائم رکھنے کو تونے دیئے یہ سردوتن

دب کے رہ جاتی بہیمیت سے بس انسانیت
گرسہارا تو نہ دیتا اس کو اے باطل شکن

دور دورہ چار سو باطل کا ہوتا دہر میں
گرنہ تو حق پر فدا ہوتا شبہ سرّوِ علن

ہے عبادت حق کی بے شک ذکر تیرا یا حسینؑ
تیرے دم سے نام ِ حق دنیا میں ہے شاہ زمن

سینچتا گر تو نہ اپنے خون طاہر سے اسے
جل کے رہ جاتا خدا کے دین کا تازہ چمن

حق نے نفس مطمئنہ تجھ کو قرآں میں کہا
ہوگیا مرغوب ایسا صبر کا تیرے چلن

مثل ترا اب زمانہ میں ہو پیدا کیا مجال
لاکھ گردش میں رہے صبح ومسا چرخ کہن

اب بھی تو دکھلارہا ہے راہ حق اے کوہِ نور
تجھ پہ ہوں لاکھوں سلام اے ہادی گلگوں کفن

ہے دعا اخترؔ کی تحت قبہ موت آئے اسے
درترا چھوٹے نہ مر کر بھی شہنشاہِ زمن

❖❖❖

سلام

جناب سید علی اخترؔ صاحب ایڈوکیٹ جونپور

رسول حق کو ہے محبوب ہراداۓ حسینؑ
کہ بات بات پہ کہتے ہیں میں فدائے حسینؑ

کریں گے تابہ ابد مجلسِ عزائے حسینؑ
ہمیں تو دہر میں پیدا ہوئے برائے حسینؑ

میں جاسکا نہ جہنم کی سمت روزِ جزا
وہ کہئے بڑھ کے محافظ ہوئی ولائے حسینؑ

کبھی بھٹک نہیں سکتا جو ان کا پیرو ہے
چراغِ راہِ ہدایت ہے نقش پائے حسینؑ

حبیب ابن مظاہر ہیں دیکھتے مجھ کو
لگارہا ہوں میں آنکھوں سے خاکِ پائے حسینؑ

محبِ آلؑ کو بزمِ طرب سے کیا مطلب
ہے دل پسند ہمیں مجلس عزائے حسینؑ

رسولؐ کو نہ ملے مرتضیٰ کو بھی نہ ملے
قسم خدا کی جو انصار تم نے پائے حسینؑ

پتہ نہ چلتا کبھی مومن ومنافق کا — نہ ہوتی بیچ میں حائل اگر ولائے حسینؑ
چمک رہی ہے قیامت میں میری پیشانی — جبین پر جو لگائی تھی خاکِ پائے حسینؑ
نہیں ہے خوف مجھے آتش جہنم کا — لئے ہوں نذر کو اشکِ عزا برائے حسینؑ
وفا پرست اگر ہوتو ان کے پیچھے چلو — کہ خضرِ راہِ محبت ہے نقش پائے حسینؑ
ذلیل زیست سے عزت کی موت بہتر ہے — سبق یہ دے گئے انصار واقربائے حسینؑ

کیا وہ صبر کہ قدرت پکار اٹھی اخترؔ
رضائے خالقِ کونین ہے رضائے حسینؑ

❁❁❁

سلام

پروفیسر سید اخترؔ رضا صاحب میموی

روئے جا رُلائے جا، زخمِ دل دکھائے جا — دل سے دل میں راہ کر، دل سے دل ملائے جا
خوں بہاسکتا نہیں، اشک ہی بہائے جا — بارگاہِ عشق میں نذر ہی چڑھائے جا
اے حسینؑ کے شیدا، صبروعزم پیدا کر — یہ پیامِ کربلا ہند میں سنائے جا
موت ہی نجات ہے، موت ہی حیات ہے — زندگی کو موت کا آئینہ دکھائے جا
ہاں شہید کربلا، کربلا بنا چکا — اس کے نقشِ پا سے تو کربلا بنائے جا
عابدِؑ صبر آزما، اور دو قدم بڑھ جا — صبح کربلا کی حد شام سے ملائے جا
ظلمتوں پہ کفر کی نور بن کے چھائے جا — شمعِ کربلا کی لو تیز تر بڑھائے جا
اس علم نے حق دیا تجھ کو انقلاب کا — اس عَلَم کی لاج رکھ، یہ علم اٹھائے جا
ذوالفقار حیدری، صبر بھی دکھائے جا — رن میں شیر خوار کی قبر بھی بنائے جا
روشن اک ایسا چراغ کردیا حسینؑ نے — اس چراغ سے چراغ حشر تک جلائے جا
اے زہیر یہ نیاز، بہتر از نماز ہے — قبلۂ امامؑ بن اور تیر کھائے جا

اخترؔ سوز آشنا، سازِ زمانہ نہ دیکھ
اپنی دھن میں نغمۂ کربلا سنائے جا

❁❁❁

سلام

جناب محمد ریاض اختر صاحب اختر قریشی حنفی (کندرکی)

نہ کیوں تشویش ہو روح شہید راہِ ایماں کو
بہایا جارہا ہو جابجا جب خون انساں کو

مشیت نے وہ جلوے دیدیئے تھے طفل ناداں کو
کہ جس نے حشر تک روشن کیا فانوس ایماں کو

خریدا ہے مشیت نے بہ نص آیہ قرآں
سلامی اصغرؑ معصوم کے خون رگِ جاں کو

تمہاری سعی ہے مشکور نزد حق علی اصغرؑ
تروتازہ کیا خون گلو سے نخل ایماں کو

بہار جاوداں بخشی، بہارِ بے خزاں بخشی
جگر کے خون سے تازہ کردیا دیں کے گلستاں کو

بتادوں آج رازِ گردش شام وسحر کیا ہے
ترے غم میں کیا ہے چاک فطرت نے گریباں کو

یہ سب فطرت کے آنسو ہیں شفق کے لالہ زاروں میں
کہ جس نے لے لیا آغوش میں خون شہیداں کو

ہراک شے کائنات دوجہاں کی نیم بسمل ہے
سکوں اب تک نہیں کونین کی نبض پریشاں کو

فراز آسماں پر ابر کی صورت میں فطرت نے
نئی تشکیل دے دی ہے متاع چشم گریاں کو

شفق کیا ہے غم شبیرؑ کے اشکوں کی سرخی ہے
خلش بن کر جو تڑپاتا ہے اکثر روح انساں کو

شہادت نے تری اے چشمہ الطاف ربانی
حیات جاوداں بخشی بقائے نسل انساں کو

مشیت ہے تری ممنوں، تری مرہون منت ہے
بھلادے کس طرح اختر تیرے اس جود واحساں کو

❁❁❁

سلام

علامہ سید اختر علی صاحب تلہری

دردو الم ہیں زینت عنوان زندگی
عیش وطرب میں ڈھونڈھ نہ سامان زندگی

دل میں جگہ دے سوز نشئت گداز کو
تجھ کو اگر ہے خواہش فیضان زندگی

خلوت کدہ میں مست مئے عشرت وسرور
اوجھل تری نگہ سے ہے پایان زندگی

او بے خبر نہ ہنس مری چشم پر آب پر
یہ اشک ہیں بہار گلستان زندگی

او محو نائے و نوش نظر کو بلند کر
دیکھی نہیں ہے تونے ابھی شان زندگی

ہرحادثہ سے دہر کے جب تولرز اٹھے
کیوں کر کہوں کہ ہے تجھے عرفان زندگی

ہنگامہ ہائے موت سے میری بلا ڈرے
پیش نظر ہے وسعت دامان زندگی

دیکھے ہوئے ہوں جوش وفا کی وہ سطوتیں
موجود میرے دل میں ہے طوفان زندگی

خونیں کفن شہید ترے ہاتھ چوم لوں
تونے بلند کردیا ایوان زندگی

تاریکیٔ خیال ونظر کو مٹادیا
اب جگمگارہا ہے شبستان زندگی

تیری نگاہ لطف نے پھولوں سے بھردیا
الجھا ہوا تھا کانٹوں میں دامان زندگی

جب سے کہ تونے کی ہے چمن بندیٔ وفا
کیا کیا مہک رہا ہے گلستان زندگی

شاداب ہے لہو سے ترے عشق کا چمن
اے کربلا کی جان تو ہے جان زندگی

اے خاک وخون میں لوٹنے والے ترے نثار
تونے ہمیں بتادیئے ارکان زندگی

جانبازیوں کی راہ میں روشن کئے چراغ
تونے بنادیا ہمیں شایان زندگی

ترے کرم سے اب ہے وہ ضوریز وضوفگن
زیرنقاب تھا رخ تابان زندگی

ہے تیرے دم سے دہر میں سب تابش حیات
یثرب کے چاند مہر درخشان زندگی

پر گل ہے تیرے فیض سے دامان کائنات
اے روح نکہت چمنستان زندگی

دنیائے دل کا نقشہ ہی تونے بدل دیا
زہراؑ کے لال یوسف کنعان زندگی

تونے حیات کا ہمیں بخشا نیا نظام
حیدرؑ کی جان اے شہ مردان زندگی

تونے شہید ہوکے ہمیں یہ بتادیا
ہے کردگار درد ہی یزدان زندگی

میرے دل ودماغ پہ چھایا ہوا ہے تو
کافر ہوں کیا جو اب ہوں پشیمان زندگی

ہرذرہ میں ہے مہر ومحبت کی اک تڑپ
ہے کربلا کی خاک میں کیا شان زندگی

سر پر تڑپ رہی ہے جو بجلی تو کیا ہے ڈر
اخترؔ ہے موت آپ نگہبان زندگی

❁❁❁

مقتل

نواب واجد علی شاہ بہادر اخترؔ آخری تاجدار اودھ

غبار چہرۂ گردوں دلیل ماتم تھا مصیبت دل عالم مہ محرم تھا
فدائے عارض روشن جمال عالم تھا شہؑ کریم کا دریائے غیظ برہم تھا
ادب سے تھے ملک الموت سرجھکائے ہوئے
پر اشک چشمِ شہؑ بحروبر میں آئے ہوئے

نہ سوجھتا تھا مصیبت سے شہ کو دشت بلا فراق اکبرؑ مظلوم تھا شباب جفا
ضعیفی میں جو چھٹا اصغرؑ خجستہ لقا تواس کا گود میں اپنے لئے ہوئے لاشہ
ہرایک سمت وہ ضیغم کی طرح دوڑتے تھے
خرام نیّر اعظم کی طرح دوڑتے تھے

کبھی یسار و یمیں اور سامنے گاہے بدن پہ زخم نمایاں جگر پہ تیر لگے
عزیز وخویش وبرادر کے ہر جگہ مردے زمیں سے تابہ فلک صاف آہ کے نالے
الٹ کے دیکھا تو لشکر کو خاک پر دیکھا
دکھایا کشتوں نے پشتہ جدھر جدھر دیکھا

❁❁❁

سلام

جناب ڈاکٹر اخترؔ ہاشمی

جہاں میں پھیل گیا اتنا اختیارِ حسینؑ ہر اک دیار کو اب کہتے ہیں دیارِ حسینؑ
نظام دیں نہ عطا کرتے خود نواسے کو اگر رسولﷺ کو ہوتا نہ اعتبارِ حسینؑ
ذرا سی جان امامت کو دے گئی تنویر تبسمِ علی اصغر ہے یادگارِ حسینؑ
جگر کا خون بتائے گا خود چمن کا نشاں ان آنسوؤں میں ملے گی تمہیں بہارِ حسینؑ
حسینیت تو دلِ کائنات میں ہے مکیں کہاں کہاں سے مٹاؤ گے یادگارِ حسینؑ
قیاس کر چکا کتنے گمان وہم کے وار جہاں میں آج بھی قائم ہے اعتبارِ حسینؑ

ہر اک جہاد پیمبر کا رُخ سمیٹے ہے — بس ایک صفحۂ تاریخ، کارزارِ حسینؑ
خدا تو حشر میں پوچھے گا، وجہِ غمِ اخترؔ
وہاں جو اشک بہائے گا سوگوارِ حسینؑ

❁❁❁

سلام

جنابِ اخضرؔ صاحب اکبرآبادی

حسینؑ مصحفِ ناطق، حسینؑ نفسِ کلام — مزاج دانِ مشیت ادا شناسِ مقام
گلِ شگفتۂ زہرا مصورِ آلام — حسینؑ طورِ تجلیٰ ایمنِ اسلام
عزیزِ کشورِ انجم شکیل ماہِ تمام — حسینؑ صاعقہ افروز ظلمتِ ایام
حسینؑ صدر نشیں وحسینؑ خلد مقام — حسینؑ صبحِ محبت حسینؑ کشتۂ شام
شہید وابنِ شہید وامام ابنِ امامؑ — منم فقیرِ نجف، رند پیر ساقی وجام
شہید نغمہ، تولاّئی مئے گلفام — منم درعالم رویا نظر نواز اسلام
امیدوارِ کرم کمترین ہیچ مداں
گناہگار خطا وار اخضرؔ بدنام

❁❁❁

سلام

جنابِ سید خورشید انور صاحب ارمؔ سرسوی

غیر معصوم کی بیعت نہیں کرتے ہم لوگ — نسلِ آدم کی فضیحت نہیں کرتے ہم لوگ
ہم غلاموں کو بناتے نہیں آقا اپنا — خود کو محکومِ ضلالت نہیں کرتے ہم لوگ
زیرِ شمشیر ہوں یا برسرِ نوکِ نیزہ — ترک آدابِ محبت نہیں کرتے ہم لوگ
صدق وحق گوئی ہمیشہ سے ہے روشن اپنی — بے سبب کوئی شکایت نہیں کرتے ہم لوگ
کسی کم ظرف کی طاقت کا سہارا لے کر — خود کو محصورِ ہلاکت نہیں کرتے ہم لوگ
کرتے ہیں ماتمِ شاہِ شہداء شعلوں پر — صرف رسماً یہ عبادت نہیں کرتے ہم لوگ

لب پہ آجاتا ہے خود نامِ علیؑ مشکل میں
غیر کے سامنے منّت نہیں کرتے ہم لوگ

ہم سرِ دار بھی کرتے ہیں ارمؔ شکر خدا
ظلم سہہ کر بھی شکایت نہیں کرتے ہم لوگ

❁❁❁

سلام

جناب ارمؔ لکھنوی

مطمئن خودہدیۂ آخر پہ تھے شبیرؑ بھی
تیر کھاکے مسکرائے اصغرؑ بے شیر بھی

اے حسینؑ ابن علیؑ اے راکبِ دوش رسولؐ
تیری خاکِ پاکے آگے گرد ہے اکسیر بھی

جارہے ہیں ان کی جانب شاہ دیں دل پر لئے
داغ بھی اکبرؑ کا زخم اصغرؑ بے شیر بھی

واہ رے جانبازیٔ انصار شاہ کربلا
ایک ہی دھن میں تھے بچے بھی جواں بھی پیر بھی

شامیوں اصغرؑ نے خاموشی میں کیا کیا کہہ دیا
تم نے دیکھی تھی کہیں اس شان کی تقریر بھی

رات بھر زہراؑ کے بین اور صبح اکبرؑ کی اذاں
جیسے ہو آہ سحر بھی نالۂ شبگیر بھی

ایک ہی عالم میں ہے کنبہ رسول اللہؐ کا
بے کفن بھائی بھی ہے اور بے ردا ہمشیر بھی

گر خدا توفیق دے تو حر کی قسمت کی طرح
کیوں نہ بن جائے ارمؔ بگڑی ہوئی تقدیر بھی

❁❁❁

سلام

جناب سید ارشاد حسین صاحب ازہرؔ ایڈوکیٹ رائے بریلی

لختِ دل دیدہ خونبار تک آپہنچے ہیں
درد وغم خون کی بوچھار تک آپہنچے ہیں

تذکرے ظلم کے گفتارتک آپہنچے ہیں
اب حقائق لب اظہار تک آپہنچے ہیں

ظالمو!ظلم کی دنیا بھی کرے گی انصاف
تذکرے شہ کے اب اغیارتک آپہنچے ہیں

کل تک آلام اسیری تھے بیان خاموش
آج زنجیر کی جھنکار تک آپہنچے ہیں

کون کہتا ہے نہیں زیر قدم عرش وحرم
کربلا!ہم تری دیوار تک آپہنچے ہیں

بپھرے ہیں شیر کہ لڑنے کی اجازت ہو عطا　　تیر پائے شہ ابرارؑ تک آپہنچے ہیں
اللہ اللہ یہ ہے شوق شہادت کہ گلے　　بڑھ کے خود تیر کے سوفار تک آپہنچے ہیں
نیزے ہمشکل نبی کے جو ہوئے قلب کے پار　　سینۂ احمد مختارؐ تک آپہنچے ہیں
اے مرے دل کے سہارے علی اکبرؑ آؤ　　اہل شر خیمۂ اطہار تک آپہنچے ہیں
شعلے جلتے ہوئے خیموں کے بھی دشمن بن کر　　بستر عابدؑ بیمار تک آپہنچے ہیں
ننگے سر قید میں ہیں پردہ نشینانِ حرم　　پھر کے بازار سے در بار تک آپہنچے ہیں

ازہرؔ ایسے بھی گنہگار ہیں خواہان کرم
لے کے نوحہ ترے دربار تک آپہنچے ہیں

❁❁❁

کون حسین علیہ السلام

جناب سید مسیح عباس موسوی صاحب اسدؔ اعظمی

جس نے انسان کو انسان بنایا وہ حسینؑ　　راستہ جس نے مشیت کا دکھایا وہ حسینؑ
جس نے ایمان پر گھر بار لٹایا وہ حسینؑ　　کثرت ظلم جو خاطر میں نہ لایا وہ حسینؑ

کفر کے دور میں اسلام کو اسلام کیا
جس نے دنیا میں محمدؐ کی طرح کام کیا

فاطمہ زہراؑ نے جس شیر کو پالا وہ حسینؑ　　اسد اللہ کا بے مثل جیالا وہ حسینؑ
جس کے ہمراہ نہ فوجیں نہ رسالا وہ حسینؑ　　جس کا اندازِ وغا سب سے نرالا وہ حسینؑ

عزم نے جس کے تردد کا صنم توڑدیا
صبر کی ڈھال سے تلواروں کا رخ موڑدیا

حق میں ڈوبی ہوئی تھی جس کی سیاست وہ حسینؑ　　جس کا ہرفعل بہ ایمان مشیت وہ حسینؑ
جس کی ممنون ابد تک ہے رسالت وہ حسینؑ　　جس کی اسلام کو ہردم ہے ضرورت وہ حسینؑ

اہل اسلام پہ لازم ہے اطاعت جس کی
وجہ تکمیل رسالت ہے امامت جس کی

❁❁❁

حق کی بقا

جناب اسدؔ رضوی صاحب، (محمد پور مبارک، مظفر پور)

دین حق کی بقا کے لئے
آیئے اب خدا کے لئے

مرتضیٰ مصطفیٰ کے لئے
مصطفیٰ مرتضیٰؑ کے لئے

اک نظر دردِ دل پہ بھی ہو
آئے ہیں ہم دوا کے لئے

زندگی کے لئے کربلا
زندگی کربلا کے لئے

دل گناہوں کا قیدی ہوا
جان ہے حاضر سزا کے لئے

ہم گنہگار ہیں یہ سہی
بخش دے مصطفیٰ کے لئے

وقتِ حاجت روائی ہے یہ
ہاتھ اٹھاؤ دعا کے لئے

اس کو کہتے ہیں عباسؑ
جان دے جو وفا کے لئے

❖❖❖

سلام

جناب فقیر اللہ حنفی انصاری صاحب اسعدؔ مبارکپوری

دید سبطِ مصطفیٰ دیدشہ ابرار ہے
دیدنِ خیرالوریٰ اللہ کا دیدار ہے

آپ کی ماں ہے کہ بنتِ احمد مختار ہے
آپ سے عشق ومحبت الفت سرکار ہے

دعوۂ حبِ نبیؐ اے ہمنشیں بیکار ہے
اہلبیتؑ پاک کی الفت سے گرانکار ہے

اہلبیتؑ مصطفیٰ کی پیروی کرتا ہے جو
راستہ جنت کا اس کے واسطے ہموار ہے

اہلبیتؑ مصطفیٰ کی ہے محبت لازمی
حشر میں اللہ کی رحمت اگر درکار ہے

عشقِ آلِ مصطفیٰ دل میں اگر زاہد نہیں
زندگی بھر کی عبادت سب تری بیکار ہے

دشمنوں کے ساتھ بھی برتاؤ ہے اخلاص کا
کس قدر اونچا ترے اخلاق کا معیار ہے

باادب ہوتے تھے حاضر جس جگہ روح الامیں
حضرت حسینؑ کے نانا کی وہ سرکار ہے

آپ کا رتبہ کوئی نااہل کیا سمجھے حضور
جس پہ صدقے ہوں ملک وہ آپ کی سرکار ہے

کیوں لبِ ساحل نہ بیڑا اس بشر کا غرق ہو
رہنمائی سے جسے شبیرؑ کی انکار ہے

دیکھ کر سب کچھ بھی دیدِ دوست سے محروم ہو
یہ بصیرت کیا تمہاری کیا اولی الابصار ہے

جنگ کی خاطر وہ آئے ہیں کوئی کیسے کہے
ساتھ میں شبیرؑ کے جب عابدِ بیمار ہے

ہاتھ کیوں دیتے ترے ہاتھوں میں سبطِ مصطفیٰ
اے یزید بے حیا تو جبکہ بدکردار ہے

ہے یہ درپردہ یزیدیت کو پیغامِ اجل
کربلامیں حضرت شبیرؑ کی کب ہار ہے

آل احمد پر ستم ہی کا نتیجہ تو ہے یہ
مٹ گیا نامِ یزید اور قصر تک مسمار ہے

جس نے رکھا آلِ احمد پر رواظلم وستم
تاابد اللہ کی اس پر غضب کی مار ہے

پھول گلشن سے جدا ہونے پہ بھی رہتا ہے پھول
خار ہوگلشن کے اندر یا کہ باہر خار ہے

دشمن آلِ نبیؐ داخل نہیں ہے دین میں
دین کا در اس کے حق میں صورت دیوار ہے

دامنِ آلِ نبیؐ ہاتھوں میں اسعدؔ ہے اگر
غم نہیں بحرِ فنا سے اپنا بیڑا پار ہے

❁❁❁

سلام

جناب اسلمؔ لکھنوی صاحب (حنفی)

مظلومئ سرورؑ کا قائم ہے اثر اب تک
آنکھوں سے برستے ہیں تابندہ گہر اب تک

احساس ندامت سے اٹھتے نہیں سر اب تک
اعدائے شہ دیں ہیں رسوائے نظر اب تک

جن راہ سے گذرے تھے انصار شہ والا
جلوؤں سے منور ہے وہ راہ گذر اب تک

مظلومئ سرورؑ نے چھینا ہے سکوں دل کا
ہرصاحب ایماں ہے بادیدۂ تر اب تک

سردے کے رہِ حق میں اسلام سنوارا ہے
دنیا نے نہیں دیکھی یہ شانِ بشر اب تک

جس تیر نے چھیدا تھا حلقوم علی اصغرؑ
اس تیر سے زخمی ہیں مومن کے جگر اب تک

کیوں روضۂ سرورؑ سے میں دور ہوں اے اسلمؔ
کیوں میری دعائیں ہیں محرومِ اثر اب تک

❁❁❁

سلام

مولانا سید مصطفیٰ حسین نقوی صاحب اسیفؔ جائسی

گھر سے نکلے شاہ جب دیں کی حفاظت کے لئے
ناصران شہؑ چلے شہ کی رفاقت کے لئے

جب دیئے راہب کو بیٹے سیدہؑ کے لال نے
اس گھڑی بوسے رسالتؐ نے امامت کے لئے

اپنے بستر پر لٹا کر جنگ میں یا بھیج کر
امتحاں اکثر نبوت نے امامت کے لئے

مالک جنت کے دشمن اور جنت جائیں گے
ان سے کہہ دو صرف دیکھیں خواب جنت کے لئے

حق پہ ہونے کا ثبوت اس طرح سرورؑ نے دیا
ایک شب کی شہ نے مہلت لی عبادت کے لئے

ایک شب کی دی تھی مہلت عقل حر کو شاہ نے
ایک شب کی لی تھی مہلت حر کی قسمت کے لئے

تاج کو تج کرچلاسوئے حسینؑ ابن علیؑ
چاہئے حر ساکلیجہ شہؑ کی نصرت کے لئے

کربلا میں کہہ رہے تھے یہ سبھی کے حوصلے
شاہ پرمرنا ہی پروانہ ہے جنت کے لئے

ہرجگہ آلِ نبیؐ تبلیغ دیں کرتے رہے
نوک نیزہ پر بھی آئے یہ تلاوت کے لئے

ہار ہے یہ شامیوں کی جیت ہے شبیرؑ کی
آج تک اٹھا نہ کوئی ہاتھ بیعت کے لئے

دشمنانِ شہؑ کو حکم حق ہے ہو جنت سے دور
دین تو لائے تھے تم اپنی ضرورت کے لئے

شاعری کرتے ہیں بہر مدح خوانی ہم اسیفؔ
ہم کبھی لکھتے نہیں اشعار شہرت کے لئے

❖❖❖

سلام

جناب سید اشفاقؔ حسین صاحب کناڈا

خدا کا جب تک کرم رہے گا
جہاں تلک دم میں دم رہے گا

نگاہ میں کربلا رہے گی
دلوں میں سرور کا غم رہے گا

یزید ہوگا نہ تخت ہوگا
نہ اس کا عہد ستم رہے گا

مگر یہ نام حسینؑ ہے جو
ابد تلک محترم رہے گا

یہ کربلا ہے یہ کربلا ہے — یہاں سوال بہشت کیا ہے
بہشت چومے گی پاؤں اس کے — یہاں جو ثابت قدم رہے گا

دلیل کیا ہم سے مانگتے ہو — مثالِ کافی ہے ایک حُر کی
وہ سر ،سرافراز ہی رہے گا — جو ان کی چوکھٹ پہ خم رہے گا

یقیں کی سرحد سے بھی کچھ آگے — ہمیں یقیں تھا ہمیں یقیں ہے
نہ تم رہو گے نہ ہم رہیں گے — مگر یہ ماتم یہ غم رہے گا

وہ عہد طفلی نبھا چکا ہے — سو اب یہ قدرت کا فیصلہ ہے
وہی رہے گا شہید اعظم — اسی کا جاہ وحشم رہے گا

خدا کی شامل ضمانتیں ہیں — مگر نبی یہ بھی جانتے ہیں
حسینؑ ہی سے رہے گا قرآں — حسینؑ ہی سے حرم رہے گا

سمجھ سکیں گے نہ لوگ جب تک — بلال وسلمان کے قرینے
کوئی مسلماں عرب رہے گا — کوئی مسلماں عجم رہے گا

غم جہاں تو غم جہاں ہے — نجات اس سے بھلا کہاں ہے
حسینؑ کا غم بساؤ دل میں — تو درد دل کم سے کم رہے گا

یہ سیل اشک رواں ہے لوگو — اسے نہ روکو اسے نہ ٹوکو
جو آنکھ تر ہے وہ تر رہے گی — جو نم ہے دامن وہ نم رہے گا

نہیں ہے تاریخ تشنگی میں — مثال عباسؑ اور سکینہؑ
وہاں وہاں مشک ساتھ ہوگی — جہاں جہاں پر علم رہے گا

یہ رات عاشور کی یہ شمعیں — یہ سارے انصار اور یہ خیمے
بھرا پُرا گھر حسینؑ کا ہے — مگر کہاں صبح دم رہے گا

جھکا رہا ہے جبیں جو اپنی — دیارِ مغرب کے بت کدوں میں

یہ کیسے اشفاقؔ مان لوں میں
وہ پاسبانِ حرم رہے گا

❁❁❁

سلام

جناب میر طٰہٰ اصطفیٰ صاحب، مدراس

خلوص دل سے جو شبیرؑ پر آنسو بہاتا ہے
غم دنیا سے اس کو خالق اکبر بچاتا ہے

یقیناً وہ دعائے مادر شبیرؑ پاتا ہے
غم شبیرؑ میں روتا ہے جو یا جو رلاتا ہے

اسے حاصل شفاعت فاطمہؑ کی کس طرح ہوگی
عزائے شاہ کو جو فعل بدعت کا بتاتا ہے

عزائے سبط پیغمبرؐ سے جو بیزار رہتے ہیں
جہنم کی غذا ایسوں ہی کو خالق بناتا ہے

یہ ماتم اصل میں ایک تلبیہ ہے استغاثہ کا
جسے ہر سوگوار شاہ مجلس میں سناتا ہے

ہلال غم جو دیکھا تو کہا یہ قلب مضطر نے
مرے مظلوم تیرا غم زمانے کو رلاتا ہے

یہ نوحہ پڑھتی تھیں صغریٰ چلے آؤ میرے باب
یہ خالی گھر یہ سناٹا مجھے بے حد رلاتا ہے

سکینہؑ کو ملا زندان میں سرباپ کا جس دم
کہا روکر ہمیں چشم فلک کیا کیا دکھاتا ہے

نہ جانے حال کیا ہوگا علی اصغرؑ کی مادر کا
سکینہؑ کا جنازہ عابدؑ مضطر اٹھاتا ہے

مجھے جب یاد آتے ہیں علی اصغرؑ کے سوکھے لب
وفور غم سے کٹ کٹ کر کلیجہ منہ کو آتا ہے

مصیبت پر نبیؐ کی آلؑ کی محزوں جو رہتا ہے
اسے جنت میں اپنی مالک جنت بساتا ہے

عزادار شہؑ مظلوم تو تربت میں بھی اپنی
غم سبطِ نبیؐ میں اصطفیٰ آنسو بہاتا ہے

❁❁❁

سلام

جناب سید اصغر عباس صاحب اصغرؔ

عرب کے صحراؤں سے گزر کر یہ کارواں کس کا جا رہا ہے
کہ رہ گذر جگمگا رہی ہے فضاؤں میں نور چھا رہا ہے

وہ صورتیں ہیں کہ حسن صورت وحسن سیرت کے آئینہ میں
جو اہل دل ہے وہ ان کے جلوؤں سے نور عرفان کا پا رہا ہے

ہیں ساتھ بوڑھے جواں بچے اور ان میں اک شیر خوار بھی ہے
کہ اک محمل میں جس کو کوئی تھپک تھپک کر سلا رہا ہے

بتا دے اے میر کارواں تو کہ کام کیا اس قدر ہم ہے
کہ ان جھلستے ہوئے دنوں میں تو اپنی منزل پہ جا رہا ہے

یہ اس کی راہ وفا کی منزل ہے کتنی روشن ہے کتنی تاباں
زمیں کے سینہ پہ آج تک اس کا نقش پا جگمگا رہا ہے

وہ دیکھ تلواریں کھا رہا ہے وہ دیکھ لاشیں اٹھا رہا ہے
گھرا ہے کرب وبلا میں لیکن جری ہے وہ مسکرا رہا ہے

حسینؑ سالارِ کارواں ہے وہ مالک کوثر وجناں ہے
وہ اک مسافر ہے میہماں ہے پیام آیا تھا جارہا ہے

اے نسل آدمؑ اٹھا نگاہیں وہ دیکھ لے شان بندگی بھی
ہے عصر کے وقت چور زخموں سے اور سجدہ میں جارہا ہے

❁❁❁

سلام

جناب سید اصغرؔ صاحب بہرائچی، ناظر پورہ بہرائچ

ہر گھڑی آپ کی حاصل جو زیارت ہے حسینؑ
زندگی میری اک آئینہ کی صورت ہے حسینؑ

جو جلوہ گاہ تیری دوش رسالت ہے حسینؑ
تو گام تیرا سر مہر نبوت ہے حسینؑ

تیرے جلوؤں سے ضیاء بار ہے سینہ میرا
ضوفشاں دل میں تیری شمع محبت ہے حسینؑ

جب میرے سامنے مشکل کوئی آجاتی ہے
نام لیتا ہوں تیرا میں مری عادت ہے حسینؑ

دونوں عالم کا خزانہ ہے میسر مجھ کو
دل کو حاصل جو میرے آپ کی الفت ہے حسینؑ

پھیلی ہے گلشنِ اسلام میں خوشبو تیری
اور پھولوں میں چمن کی تری نکہت ہے حسینؑ

دین و ایمان کی بنیاد ہے تجھ سے قائم
اور اسلام کی تو ایک علامت ہے حسینؑ

عصر حاضر کا یہ عالم کہ الٰہی توبہ
جیسے دنیا میں بپا روز قیامت ہے حسینؑ

آپ چاہیں گے تو پا جاؤں گا جنت میں جگہ
آپ سردار ہیں اور آپ کی جنت ہے حسینؑ

اِس پہ اللہ کی رحمت کا ہے سایہ ہر دم
جب سے اصغرؔ پہ تیری چشم عنایت ہے حسینؑ

❁❁❁

سلام

مولانا سید ندیم اصغرؔ رضوی صاحب

فرات تو ہی بتا کیا گزر گئی تجھ پر
ترے کنارے تڑپتا رہا علی اصغرؑ

کچھ اپنا درد تو کہہ اپنے دل کا حال سنا
دہم کو کیا ہوا قبل و پس زوال سنا

مرے سوال پہ ٹوٹی جو خامشی اس کی
مرے خیال میں اصغرؑ فرات یوں بولی

میں خوش ہوئی تھی شہ کربلا کے آنے پر
خیام نصب ہوئے تھے مرے کنارے پر

میں دیکھتی رہی اصغرؑ کی تشنگی افسوس
کوئی سمجھ نہ سکا میری بے بسی افسوس

کسے خبر تھی کہ یہ دن بھی دیکھنا ہوگا
خیام شہ مرے ساحل پہ جل رہا ہوگا

جہاں پہ ساقی کوثر کا لال پیاسا تھا
میں کس طرح سے کہوں وہ مرا کنارہ تھا

جو خیمہ گہہ سے صدا العطش کی آتی تھی
خدا گواہ! مجھے شرم کھائے جاتی تھی

میں سوچتی تھی کہ سقائے کربلا آتا
اور اپنی مشک میں مجھ کو سمو کے لے جاتا

لب فرات جو سقائے کربلا آیا
عدو کا توڑ کے پہرا بھرا تھا مشکیزہ

فرات کرتی تھی بیعت علیؑ کے جانی کی
خوشی سے جھوم اٹھی بوند بوند پانی کی

علی کا شیر جو دریا سے مشک بھر کے چلا
نہ پوچھو آل محمدؐ پہ کیا ستم لوٹا

جری کے ہاتھ کٹے سر پہ گرز مارا گیا
نشان تیر ستم ٹھہرا ہائے مشکیزہ

عدو نے مارا سکینہ کی مشک پر نشتر
ادھر فرات کے سینے پہ چل گیا خنجر

بجھی نہ پیاس سفیران کربلائی کی
کوئی نہ سمجھے گا مایوسیاں ترائی کی

اشارہ شاہ کی بچی جو مجھ کو کر دیتی
میں فوج شام کو پانی میں غرق کر دیتی

❁❁❁

سلام

جناب اطہر نفیسؔ صاحب

کانٹوں سے بھرا وہ راستہ تھا
پر، وہ توبرہنہ پا چلا تھا

سورج کو علم بنا کے وہ تو
ظلمت کے خلاف اٹھ کھڑا تھا

وہ اس کے خلاف تھا کہ جس نے
خوشبو کو جلا وطن کیا تھا

اس ظلم سے لڑرہا تھا جو ظلم
سورج سے خراج مانگتا تھا

نکلے تھے حسینؑ اپنے گھر سے
خورشید طلوع ہورہا تھا

تسلیم ورضا کے سائے سائے
تسلیم ورضا کا قافلہ تھا

❁❁❁

سلام

جناب اطہرؔ جعفری صاحب اکبرآبادی

حالِ غمِ حسینؑ پہ جس دم نظر گئی
برچھی سی ایک قلب وجگر میں اتر گئی

تھا روضہ رسولؐ میں اک حشر آشکار
قتلِ حسینؑ کی جو وطن میں خبر گئی

عاشور کو لگی جو خیام حسینؑ میں
وہ آگ دل میں اہل ولا کے اتر گئی

پردہ حیا کا چہرۂ اسلام سے ہٹا
آلِ رسولؐ بلوے میں جب ننگے سر گئی

شب کربلا میں آئی تو عاشور کی مگر
اللہ جانے کیا دلِ حر پر گذر گئی

طوفان غم کا اک دلِ عباسؑ میں اٹھا
پیاسی بھتیجی پاس جو باچشم تر گئی

یوں موجزن ہے قلب وجگر میں غمِ حسینؑ
اک غم کی لہر دل سے اٹھی تا جگر گئی

روئے گل وشفق پہ ہے لالہ کے قلب میں
سرخئ خوں شہیدوں کی ہرسو بکھر گئی

اطہرؔ عروج ورفعت بزم عزا نہ پوچھ
ہے اس کی دید یا کہ نظر عرش پر گئی

❁❁❁

کتاب کربلا

جناب ماسٹر اظہرؔ حیدری صاحب

آسماں پر دیکھتے ہی ماہتاب کربلا
کھل گئی ہے ساری دنیا میں کتاب کربلا

جس نے کوشش کی مٹانے کی فنا خود ہوگیا
دوستو باقی ہے اب تک آب وتاب کربلا

بیعت فاسق کا رستہ جاتا ہے سوئے سقر
باغ جنت کی طرف کھلتا ہے باب کربلا

رات بھر نار جہنم میں سلگتا ہی رہا
صبح دم حر نے لیا شہؑ سے ثواب کربلا

کربلا کی خاک پر سویا جو ابن بوترابؑ
ہوگئی خاک شفا تب سے تراب کربلا

دور روضہ شاہؑ کا ہے تعزیہ کو چوم کر
کرلیا کرتے ہیں حاصل ہم ثواب کربلا

مسکرایا تھا جو شہؑ کی گود میں عاشور کو
دے رہا ہے آج تک خوشبو گلاب کربلا

ہوگا کب شرمندۂ تعبیر یارب میرا خواب
دیکھتا ہوں عہد طفلی سے میں خواب کربلا

رب اکبر کی قسم اکبرؑ کے دم سے خلق میں
دینِ مرسل ہے جواں، قائم شباب کربلا

ذوالفقار حیدری لے کر ہیں بیٹھیں منتظر
قاتلان شہؑ سے لینا ہے حساب کربلا
سن کے شہؑ سے رودیئے حیواں بھی فوج شام کے
ہے رقم تاریخ میں اب تک خطاب کربلا
آئے گا سورج سوا نیزے پہ محشر میں مگر
شامیو نیزے پہ دیکھو آفتاب کربلا
پڑھتے ہیں صدیوں سے پڑھتے ہی رہیں گے حشر تک
ختم ہوسکتی نہیں لیکن کتاب کربلا
دوستو ہے کربلا عرش معلیٰ کا جواب
ہے سوال اظہرؔ کا لے آؤ جواب کربلا

❁❁❁

علی اکبر علیہ السلام اور شباہت پیغمبرؐ

جناب اظہرؔ اعجاز قائمی جلال پوری

شباب کرب وبلا ہے شباب اکبرؑ کا
وقارِ دین خدا ہے شباب اکبرؑ کا
ستمگروں کی قضا ہے شباب اکبرؑ کا
کچھ اتنا جلوہ نما ہے شباب اکبرؑ کا

اب ان کے چہرہ سے چہرہ اگر ملائے گا
یہ چاند وقت کے پہلے ہی ڈوب جائے گا

جواں ہوئے علی اکبرؑ کا حق جوان ہوا
قدم جو رکھ دیا ذرہ پہ آسمان ہوا
مثال ابر کرم سب پہ مہربان ہوا
میان جنگ اگر وقت امتحان ہوا

مزاج ساقئ کوثر بتادیا اس نے
سمندروں کو بھی پانی پلادیا اس نے

کرن جبیں پہ ہے اٹھارہ آفتابوں کی
لکیر ماتھے کی آمد ہے انقلابوں کی
ہے سرخ چہرہ کہ ہیں سرخیاں کتابوں کی
اڑیں گی دھجیاں ظلم وستم کے خوابوں کی

ضمیر جاگیں گے آواز جب سنائے گا
اذان دے گا تو حر کو بھی کھینچ لائے گا

انہیں کے دم سے ستاروں نے روشنی پائی
انہیں کے حسن سے پھولوں نے تازگی پائی
رسالتوں کے مقدر نے زندگی پائی
بہادروں نے انہیں سے غضنفری پائی

ستم کے خاروں سے بڑھ کر گلاب چھین لیا
سیاہ بادلوں سے آفتاب چھین لیا

❁❁❁

سلام

جناب سید عباس علی شاہ اظہرؔ

سنے خونچکاں داستاں کربلا کی ۔۔۔ تو ہوتا ہے انساں پسینہ پسینہ
نمودِ ہلال محرم پہ اکثر ۔۔۔ صفِ غم ہے بچھتی مہینہ مہینہ
یہ تھا اثر عشقِ الٰہی کہ شہ کو ۔۔۔ تھے صحرا کے ٹیلے مرینہ مرینہ
ادھر حزبِ شیطاں کا غرقاب بیڑا ۔۔۔ ادھر دینِ حق تھا سفینہ سفینہ
یزیدی تھے فطرت میں جوں سنگِ خارا ۔۔۔ تھے سرور کے ساتھی نگینہ نگینہ
عزائم جو دیکھ عمراور شمر کے ۔۔۔ حیا بھاگی ہوکر پسینہ پسینہ
شہیدوں کے خون کا یہ ارض مقدس ۔۔۔ ہے دامن میں رکھتی دفینہ دفینہ
زمینِ نجف کا شرف اللہ اللہ ۔۔۔ اِک اِک سنگریزہ نگینہ نگینہ
بتاتی ہیں صحرا یہ نقش ہوالحق ۔۔۔ یہ خونیں لکیریں قرینہ قرینہ
ادھر حلقِ شہ پر تھیں خنجر کی ضربیں ۔۔۔ ادھر لب پہ وردِ سکینہ سکینہ
رداؤں کے چھننے کا غم کھا گیا تھا ۔۔۔ تھی مستور ہر اک حزینہ حزینہ
تھے زنداں کے گھنٹے قیامت کی گھڑیاں ۔۔۔ مصیبت کے لمحے مہینہ مہینہ
وہ ام المصائب طہارت کی ملکہ ۔۔۔ وہ دین نبیؐ کی امینہ امینہ
ہے افسوس امت شقی نے پھرایا ۔۔۔ اسے قصبہ قصبہ مدینہ مدینہ
تمنا ہے اظہرؔ کی جب جان نکلے ۔۔۔ زباں پر ہوشاہِ مدینہ مدینہ

❁❁❁

سلام

جناب خدابخش صاحب اظہرؔ حنفی امرتسری

وہ دشتِ کربلا میں جانِ شیریں سے گزرتا ہے ۔۔۔ مگر دین مبیں کو زندۂ جاوید کرتا ہے
شہید کربلا کا خون ہے وہ اے حرّیت کیشو ۔۔۔ جو آزادی کی تصویروں میں اب تک رنگ بھرتا ہے
ہوا سبطِ نبیؐ کے روئے گرد آلود سے ثابت ۔۔۔ بشر کا حسن سیرت خاک مقتل سے نکھرتا ہے
لٹادیتا ہے جو ہستی کا گلشن راہ مولیٰ میں ۔۔۔ گلِ مقصود سے وہ دامن امید بھرتا ہے

نہیں معلوم تم کو انتہا مظلوم کی شاید
تشدد سے جو دبتا ہے وہی اک دن ابھرتا ہے

اسی کی تاک میں رہتی ہیں طوفانی حوادث بھی
جوساحل پر کھڑا موجوں کے ہنگامے سے ڈراتا ہے

ترے دل میں اگر ہے الفت شبیرؑ اے اظہرؔ
توکیوں طاغوت کی ہنگامہ آرائی سے ڈرتا ہے

❁❁❁

سلام

جناب اعجازؔ رحمانی صاحب

روشن انہیں کے نور سے اکثر چراغ ہیں
جوخاکِ کربلا ترے اندر چراغ ہیں

سبط نبی نے جن کو جلایا ہے خون سے
روشن وہی تو دوشِ ہوا پر چراغ ہیں

وہ ظلمتِ قدیم ہویا ظلمت جدید
دونوں کی ہر گرفت سے باہر چراغ ہیں

تجھ سے تو اک چراغ بھی بجھنا محال ہے
اے سرپھری ہوا یہ بہتر چراغ ہیں

روشن یہ کس کے خون سے ہے دشتِ کربلا
ذرّے مہ ونجوم ہیں پتھر چراغ ہیں

روشن کیا تھا جس کو دعائے رسولؐ نے
روشن اسی چراغ سے گھر گھر چراغ ہیں

کیارنگ دے گئی ہے شہادت حسینؑ کی
جب سے بجھے ہیں اور منور چراغ ہیں

لکھتے ہیں روشنی کی عبارت جو عمر بھر
میری نگاہ میں وہ سخنور چراغ ہیں

اعجازؔ جن کے لب پہ ثنائے حسینؑ ہے
روشن وہ آج بھی سرِ منبر چراغ ہیں

❁❁❁

سلام

جناب اعجازؔ زیدی صاحب لکھنؤ

رن میں ذاتی اجتہادِ اصغرؑ بے شیر ہے
اس محل پر مسکرانا ہی جواب تیر ہے

یہ جو سینے پر نشان ماتم شبیرؑ ہے
نور کے حرفوں سے جنت کا پتہ تحریر ہے

روک کر تقریر عابدؑ ہورہی ہے جو اذاں
اصل میں اعلان فتح حضرتِ شبیرؑ ہے

بولی ہے عابدؑ کے حق میں کربلا سے شام تک
کون کہتا ہے کہ گونگی پاؤں کی زنجیر ہے

یہ حسینی اب بھی زرہوں پر ہیں دل باندھے ہوئے
کیا کیا جائے کہ ترکش ظلم کا بے تیر ہے

کربلا سے کیا تقابل تیرا میدانِ منیٰ
خواب میدانِ منیٰ ہے کربلا تعبیر ہے

چہرۂ عباسؑ پر ٹھہرے نہ کیوں سب کی نگاہ
یہ نصیری کے خدا کی بولتی تصویر ہے

کیا محبت سے خدا کی ہو الگ عشقِ حسینؑ
کعبۂ دل میں ہمارے کربلا تعمیر ہے

شہ کی مجلس کی طرف سب کے قدم بڑھتے نہیں
سوئے مجلس کیا بڑھیں سب خون دامن گیر ہے

دُھری تاثیریں عطا کی ہیں اسے اللہ نے
درد بھی ہے اور دوا بھی یہ غم شبیرؑ ہے

مفتیٔ بدعت کے فتوے کی حقیقت کیا کہوں
زنگ کھائی ہیں کمانیں، زنگ خوردہ تیر ہے

❁❁❁

سلام

ڈاکٹر اعجاز صاحب بھیک پوری

اب اس سے سوا کیا ہے احسان وفا اب تک
میں نے جو کہا اب تک وہ تم نے سنا اب تک

ہے چشم تصور میں ہونٹوں کی ضیاب تک
گونجی ہوئی کانوں میں ہے ان کی صدا اب تک

پرچھائیاں کہتی ہیں یہ حسن تصور کی
ہے درد ابھی باقی ہے زخم ہرا اب تک

تدبیر کے ماتھے پر سوبارشکن آئی
تقدیر کی قوت کا عقدہ نہ کھلا اب تک

چاہت کے اشارے پر میں نے وہی اپنائی
راس آئی نہ دنیا کو جو آب وہوا اب تک

وہ آج نہیں توکل اس راہ سے گزریں گے
یہ سوچ کے بیٹھا ہوں راضی برضا اب تک

عباسؑ کی مدحت کا فیضاں حسیں سمجھو
کام آئی نہ اس دل کو پھر کوئی ثنا اب تک

فردوس تصور میں ساقی ترے سانسوں کی
خوشبو لئے پھرتی ہے اترا کے صبا اب تک

ساقی کی عطا سے کچھ لہراکے جو پی لی تھی
ہے ساغر دل اپنا اک ظرف ولا اب تک

میں ڈھونڈنے نکلا ہوں تجھ کو یہ شعور غم
خود مجھ کو نہیں ملتا اپنا ہی پتہ اب تک

کہتی ہے زمانہ سے یہ روح ولا اب تک
عباس سے قائم ہے دنیا میں وفا اب تک

احساس کی نظروں سے دیکھا ہے زمانے نے
لکھی ہے ترے خوں سے تاریخ وفا اب تک

اے شان علیؑ والے اسرار خودی والے
تیرے ہی وسیلے سے مانگی ہے دعا اب تک

اس ضیغم حیدرؑ کا معیار وفا دیکھو
شانے پہ سنبھالے ہے جو کرب وبلا اب تک

عباسؑ کے پرچم سے مشکیزہ ہے یوں لپٹا
جورشتہ رہا پہلے وہ رشتہ رہا اب تک

معصوم سکینہؑ سی بے مثل بھتیجی تھی دیکھانہ زمانے نے پھر ایسا چچا اب تک
عباسؑ کے جادے پر چل کر تو کوئی دیکھے اس راہ میں ہوتی ہے تائید خدا اب تک
کیا بادہ عرفاں تھی اعجازؔ خدا جانے یہ کام ودہن جس کا بھولے نہ مزہ اب تک

❁❁❁

سلام

جناب اعزاز حسین اعزازؔ اعظمی صاحب

وارثِ علم لدنی حامل علم الکتاب نورچشم مصطفیٰ شبیرؑ ابن بوترابؑ
صبر جس کا دیکھ کے ظلم وستم تھے آب آب جن کی قربانی سے چمکا دینِ حق کا آفتاب

جس کو خالق نے کہا قرآن میں ذبح عظیم
جان دے کر جس نے دکھلائی صراطِ مستقیم

ذکر سے جس کے کہ ہوتی ہے سدا تبلیغ دیں اپنا مذہب حق ہے اس کا ہوتا ہے ہم کو یقیں
چھوٹنے پاتی نہیں ہے ہاتھ سے حبل المتیں دیتی ہیں ہم کو دعائیں فاطمہؑ جنت مکیں

کرتے ہیں ہم جب حسینؑ ابنِ علیؑ کا تذکرہ
اس طرح سے اجر کرتے ہیں رسالت کا ادا

کربلا میں کردیا خوں جس نے پانی وہ حسینؑ جس پہ اب بھی روتی ہے تشنہ دہانی وہ حسینؑ
ہرزباں پر آج ہے جس کی کہانی وہ حسینؑ دین کو جس نے عطا کی زندگانی وہ حسینؑ

کربلا کہتے ہیں جس کو خلد کا گلزار ہے
ہردماغِ تندرست جس خاک کا بیمار ہے

اہل دنیا سے نہیں ممکن جوابِ کربلا سُرخ روہے خون شہؑ سے انقلاب کربلا
آج تک ضودے رہا ہے آفتاب کربلا خونِ دل سے لکھی ہے شہؑ نے کتاب کربلا

خوابِ ابراہیم کی دراصل یہ تعبیر ہے
ذبحِ اسماعیل کی یہ واقعی تفسیر ہے

کہہ رہی ہے آج تک یہ کربلا کی داستاں
تین دن تک تھا نبیؐ زادوں پہ بند آب رواں
تیر سے مارا گیا معصوم اک غنچہ دہاں
عصر کو عاشور کی دنیا میں محشر تھا عیاں

فاطمہؑ کے لال نے بیعت کے بدلے سر دیا
جد کی امت کے لئے بخشش کا ساماں کردیا

آج ہے پھر دینِ فطرت مبتلائے انتشار
کررہے ہیں سربلند اب پھر یزیدی ورثہ دار
وقت کے مرحب کا سر ہو اور علیؑ کی ذوالفقار
آپ کا اعزآز اس کا کررہا ہے انتظار

آج پھر کفر یزیدی برسر پیکار ہے
یا امامِ عصر حضرت کی مدد درکار ہے

❁❁❁

سلام

جناب میر اعظم علی اعظمؔ زیدی جے پوری (ابوظبی)

ہادی وحامی دیں سید وسرور ہیں حسینؑ
حیدرِ وقت ہیں ہردور کے صفدر ہیں حسینؑ

دلبر فاطمہؑ ہیں ثانیٔ حیدرؑ ہیں حسینؑ
صرف اتنا ہی نہیں جانِ پیمبر ہیں حسینؑ

گھر کا گھر لٹ گیا سب قتل ہوئے اف بھی نہ کی
عقل حیران ہے کیا صبر کا پیکر ہیں حسینؑ

جیسے ٹوٹی ہوکمر جیسے بصارت کھوجائے
لاش عباسؑ پہ یوں گریہ ومضطر ہیں حسینؑ

اللہ اللہ وہ کردار کہ عقدہ یہ کھلا
روز عاشور بہتّر کے بہتّر ہیں حسینؑ

ضوفشاں کیوں نہ ہو عالم بھی ضیاباری سے
مرحبا ماہ مبیں مہر منور ہیں حسینؑ

ہیں ادھر عونؑ ومحمدؑ تو ادھر ہیں اصغرؑ
ایک کوزے میں لئے کتنے سمندر ہیں حسینؑ

نام پر شمر کے ہے آج بھی لفظِ لعنت
شرق تاغرب مگر آج بھی گھر گھر ہیں حسینؑ

لاش بیٹوں کی اٹھا کر بھی کیا سجدۂ شکر
نہ پریشان، نہ حیراں، نہ ہی ششدر ہیں حسینؑ

فکر دنیا نہ کوئی وحشت عقبیٰ اعظمؔ
کربلا ہے مری تقدیر مقدر ہیں حسینؑ

❁❁❁

سلام

جناب محمد اعظمؔ چشتی صاحب

سلام آپ پہ اے حضرتِ امامِ حسینؑ
زمانہ کرتا ہے یوں مدحتِ امامِ حسینؑ

حبیبِ داورِ کُل اُن کے جب ثناخواں ہیں
بیاں کیسے ہوں پھر عظمتِ امامِ حسینؑ

اٹھا تھا آپ کا ہر اِک قدم صداقت میں
لعین سمجھے نہیں حکمتِ امامِ حسینؑ

انہیں بتایا کہ باز آوٗ قتلِ ناحق سے
ہے دشمنوں پہ بھی تو رحمتِ امامِ حسینؑ

زمانہ آج بھی آنسو بہا رہا غم میں
بُھلا نہ پایا غمِ لذتِ امامِ حسینؑ

بروزِ حشر وہ دامن میں ہونگے اُن کے ضرور
ہے جس کے دل میں یہاں عزتِ امامِ حسینؑ

ہزاروں سال ہوئے آپ کی شہادت کو
ہے آج چاروں طرف شہرتِ امامِ حسینؑ

قرآن پاک ذرا پڑھ کے غور سے دیکھو
خدانے کی ہے بیاں نذہتِ امامِ حسینؑ

جوابی حملہ کیا سینکڑوں میرے دشمن
اُنہوں نے دیکھی نہ تھی طاقتِ امامِ حسینؑ

جلیں گے نار میں جا کر وہ سب یزید کے ساتھ
ہے جن کے دل میں یہاں نفرتِ امامِ حسینؑ

نہ جانے کب وہ بلائیں گے کربلا میں مجھے
رُلا رہی ہے بہت فرقتِ امامِ حسینؑ

کچھ ایسے بھی ہیں جو کرتے ہیں جان ودل صدقے
ہے اُن کے دل میں بسی اُلفتِ امامِ حسین

حسین سبطِ نبی اور اُمتی اعظمؔ
نصیب اِس کو بھی ہے نسبتِ امامِ حسین

❖❖❖

سلام

جناب افروز دتیاوی، لکھنوٗ

وہ لوگ جانیں اسے کیا جو بن میں رہتے ہیں
"غمِ حسینؑ کے طائر چمن میں رہتے ہیں"

لئے جو عشق علیؑ اپنے من میں رہتے ہیں
وہی تصور دار ورسن میں رہتے ہیں

تمام عمر جو حق کی لگن میں رہتے ہیں
حصار حکم امام زمن میں رہتے ہیں

خزاں یہ کہہ کہ حد گلستاں سے لوٹ گئی — غم حسینؑ کے طائر چمن میں رہتے ہیں
جو لوگ مرتے ہیں عشق ابوترابؑ کے ساتھ — سکوں سے زیر لحد وہ کفن میں رہتے ہیں
رہیں نہ کیسے عزادارشاہ جنت میں — وطن کے لوگ ہی اپنے وطن میں رہتے ہیں
وہ موت سے نہیں خود ان سے موت ڈرتی ہے — جو بارگاہ حسینؑ وحسنؑ میں رہتے ہیں
انہیں کو ملتا ہے کوثر پہ جام کوثر کا — جو سایۂ شہؑ تشنہ دہن میں رہتے ہیں
غم حسینؑ کے آنسو نہیں یہ ہیں موتی — گہر یہ صرف ہمارے نین میں رہتے ہیں
خدا سے اور نبیؐ سے ہے رابطہ جس کا — حسینؑ والے اسی انجمن میں رہتے ہیں
جو تن پہ دشمن آلِ نبیؐ کے رہتا ہے — ہزاروں داغ اسی پیرہن میں رہتے ہیں
حسینؑ والوں سے وہ بھی تو ملتے ہیں جھک کر — بلندیوں پہ جو چرخِ کہن میں رہتے ہیں
غم حسینؑ سے رہتے ہیں دور جو انساں — پھنسے ہوئے وہی رنج ومحن میں رہتے ہیں
نجات پاتے ہیں حیدرؑ کا نام ہی لیکر — یہ مہر وماہ بھی جس دم گہن میں رہتے ہیں
فدا جو کرتے ہیں راہ خدا میں سر اپنا — انہیں کے صرف بندھے سرکفن میں رہتے ہیں
نکلتے ہیں جو امام حسینؑ کے غم میں — وہ اشک طاہر واطہر نین میں رہتے ہیں
انہیں بھی شہر مودت میں لانا ہے ہم کو — ابھی جو لوگ دیار فتن میں رہتے ہیں
انہیں کو آتش دوزخ جلائے گی اک دن — غم حسینؑ جو تیری جلن میں رہتے ہیں
نہ احترام کریں کیوں بڑے بڑے ان کا — جو ذکر اصغرؑ غنچہ دہن میں رہتے ہیں
جو غرق رہتے ہیں سبط نبیؐ کی مدحت میں — صدا وہ ڈوبے ہوئے فکروفن میں رہتے ہیں
نجات ان کو ہی ملتی ہے پنجتن کی قسم — یہ پانچ نام لکھے جس کفن میں رہتے ہیں
کہاں سلام کے اشعار اور کہاں افروزؔ — اثر ہے اس کا جواہل سخن میں رہتے ہیں

❁❁❁

سلام

جناب ملاخان بھائی افسر (بمبئی)

جھونکے نسیم صبح سخن کے جو آئیں گے — تازہ ہزارہا گلِ مضموں کھلائیں گے
جھولی ہے اپنی پھولوں سے مضمون کے بھری — گلہائے نظم بزمِ عزا میں لٹائیں گے
جھری ہے جسم فکرپہ گوفرطِ ضعف سے — پر نظم میں جوانی کا عالم دکھائیں گے
جھڑتے ہیں منھ سے پھول جو وقت ثنائے شاہ — لطفِ چمن یہ اہل وطن کو دکھائیں گے

جھٹکیں ہم اپنے کیسۂ خالی سے کیا بھلا
لائے ہیں کچھ نہ ساتھ نہ کچھ لے کے جائیں گے

جھپٹا ہے شیرِ بیشۂ حیدرؑ جو فوج پر
آہو کی طرح ڈر سے عدو بھاگ جائیں گے

جھنکار سن سکیں گے نہ شمشیرِ تیز کی
ضربت کی تاب بھی ستم آرا نہ لائیں گے

جھرمٹ ہے گرچہ خاروں کا حیدرؑ کے پھول پر
باغی مگر امان نہ اس گل سے پائیں گے

جھکتے نہیں ہیں پیش خدا جو کہ پُرغرور
گھوڑوں کے سم سے ٹھوکریں سراُونکے کھائیں گے

جھک کر قدم پہ شہ سے یہ اکبرؑ نے عرض کی
دیجے رضائے جنگ کہ میداں میں جائیں گے

جھنڈا خدا کی فوج کا گاڑیں گے دشت میں
شمشیر شعلہ بار کے جوہر دکھائیں گے

جھولے میں پیاس سے جو رگڑتی ہیں ایڑیاں
اصغرؑ کو لے کے شاہ لبِ نہر جائیں گے

جھرنے سے جس طرح سے رواں ہووے آب صاف
یوں جوئے اشک ہم غمِ شہ میں بہائیں گے

جھومر میں فوجِ شام کے ہے آلِ مصطفیٰ
ظالم ردائیں چھین کے ان کو ستائیں گے

جھڑیاں لگیں گی اشکوں کی آنکھوں سے بزم میں
افسرؔ جو قتل گاہ کا مضموں سنائیں گے

❁❁❁

سلام

جناب آغا باقر علی افسرؔ صاحب

حسینؑ عاشقِ ربِ جلیل زندہ باد
حسینؑ سرِ ذبیح وخلیل زندہ باد

ترا وجود ہے تعبیرِ خوابِ ابراہیمؑ
منائے کرب وبلا کے قتیل زندہ باد

بنائے اشہدان لاالہ الا اللہ
حسینؑ دینِ خدا کے کفیل زندہ باد

حسینؑ تجھ سے سرافراز پرچم توحید
تو اے صداقتِ حق کی دلیل زندہ باد

خود اپنے خون سے منشورِ مغفرت لکھا
نجاتِ امتِ جد کی سبیل زندہ باد

ہوئے وہ عشق کے اسرار منکشف تجھ پر
جو راز پا نہ سکا جبرئیل زندہ باد

رکوبِ عار سے عزت کی موت بہتر ہے
شہیدِ ظلم گروہِ ذلیل زندہ باد

حسینؑ پیاس بجھادی لہو کے پیاسوں کی
لگا کے خون جگر کی سبیل زندہ باد

حسینؑ تیرے سے دوگونہ کرم کا کیا کہنا
علیؑ کے مثل نبیؐ کے مثیل زندہ باد

حسین کردیئے تونے رضائے حق پہ فدا
شبیہ ختم رسلؐ کے شکیل زندہ باد

حسینؑ تو ہے صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ
ہے تیرا نقشِ قدم سنگِ میل زندہ باد

حسینؑ تو ہے جہاں میں امانِ جن وبشر
ملک بھی ہیں تیرے در کے ذخیل زندہ باد
ترے بیان سے افسرؔ نے آبروپائی
حسینؑ تیرا یہ ذکرِ جمیل زندہ باد

❁❁❁

سلام

جناب افسرؔ لکھنوی صاحب

کربلا، اے خوابگاہِ راحت وجانِ رسول
پیش کرتا ہے تجھے شاعر خلوص دل کے پھول
اوج تیرا خندہ زن ہے رفعتِ افلاک پر
اہل دل کرتے ہیں سجدے تیری خاکِ پاک پر
تیرے خوں آلود ذروں کی تجلی مہرپاش
موجِ تحریک عمل تیری فضا کا ارتعاش
گود زہراؑ کی ،رسول اللہ کا دامن ہے تو
اک شہیدِ زندۂ جاوید کا مدفن ہے تو
نور کے دھارے میں یاذروں کا تیرے پیچ وتاب
تیرے ہر ذرہ میں سلطاں ہیں ہزاروں آفتاب
عرش سے بڑھ کر تری عظمت ہے اہل ہوش میں
فخر موجودات سوتا ہے تری آغوش میں
جس کی حق کوشی نے دنیا کی سنواری زندگی
جو عمل کی حد میں لایا اعتباری زندگی
ایک دن میں حشر تک کے سب زمانے بھردیئے
مختصر دامن میں حکمت کے خزانے بھردیئے
جس نے دنیا کو دکھایا اک مثالی آئینہ
ورنہ معیارِ عمل رہتا خیالی آئینہ
جس کے جلوؤں نے مجھے جنت بہ داماں کردیا
جس کی تعلیمات نے انساں کو انساں کردیا
وقت پر چھایا ہوا ہے دامنِ رنگیں ترا
آج تک لودے رہا ہے منظرخونین ترا
غیرفانی تری شاہی، غیر فانی تیرا تاج
ہرزمانہ دے گا تیری بے مثالی کو خراج
ہو نہیں سکتا کبھی احساس غم زائل ترا
حشر تک دھڑکے گا ہرسینہ کے اندردل ترا
تیرے افسانہ کا دفتر ہے سبق اندر سبق
آج تک پڑھنے کو باقی ہیں ترے کتنے ورق
کتنے ایسے راز ہیں دنیا جسے سمجھی نہیں
فکر انساں حدّ منزل تک ابھی پہونچی نہیں
غور کرنے والے جتنا غور کرتے جائیں گے
اتنے ہی حسنِ عمل کے نقش ابھرتے جائیں گے
اور وسعت آشنا ہوگا ابھی حاصل ترا
حال وماضی سے درخشاں تر ہے مستقبل ترا

❁❁❁

سلام

جناب سید نواب افسرؔ لکھنوی

نغمۂ شادی میں بھی غم کا اثر پاتے ہیں ہم — آج کچھ رنگِ جہاں نوعِ دگر پاتے ہیں ہم

قافلہ روکا گیا ہے کوئی آبادی سے دور — مرتعش ذرات خاک رہ گذر پاتے ہیں ہم

ہیں تھکے ماندے مسافر زحمتیں جھیلے ہوئے — زلف ورخ آلودۂ گردِ سفر پاتے ہیں ہم

گھیر لینے کے لئے اُمڈی چلی آتی ہے فوج — ہرطرف ہنگامہ ہائے شور وشر پاتے ہیں ہم

گھاٹ پر بیٹھے ہیں پہرے بند ہے آب وغذا — ایک مجبوری کا عالم سربہ سر پاتے ہیں ہم

مختصر تعداد، غربت، عورتوں بچوں کا ساتھ — اس کشاکش میں بھی ان کو پُرجگر پاتے ہیں ہم

وہ ہم آہنگی وہ آپس کی محبت وہ خلوص — رشتۂ دل رشتۂ سِلک گہرپاتے ہیں ہم

پُرشکن ان کی جبینیں مطمئن ان کے ضمیر — لاکھ خطروں میں بھی ان کو بے خطر پاتے ہیں ہم

ان کے استقلال کی بنیاد ہے ان کا یقیں — سختیوں میں کچھ انہیں آسودہ تر پاتے ہیں ہم

پُرسکوں چہروں پہ ہیں تمکینِ حق کی عظمتیں — ہرنظر کو اک نگاہِ معتبر پاتے ہیں ہم

ظلمتِ باطل میں ان کے جلوۂ حق کی نمود — جیسے پچھلی رات آثارِ سحر پاتے ہیں ہم

تیز ہوتی جارہی ہے اتنی ہی تنظیم کار — فرصتِ تعمیر جتنی مختصر پاتے ہیں ہم

ان کے لامحدود میدانِ عمل کو دیکھ کر — وسعتِ عالم بہ قدر یک نظر پاتے ہیں

رہنما کا وہ تدبر وہ کمال رہبری — نقشِ پا جس کا چراغ رہ گذر پاتے ہیں ہم

وہ کمال نفس وہ خود اعتمادی کا وقار — ہر نفس میں ایک معراج بشر پاتے ہیں ہم

صرف کی ہیں ہر قدم پر کیسی کیسی حکمتیں — مستقل اک دعوتِ فکر ونظر پاتے ہیں ہم

ان کے مقصد کی بقا کا راز قربانی میں ہے — موت کو ان کی حیاتِ معتبر پاتے ہیں ہم

❖❖❖

سلام

جناب افتخارؔ عارف صاحب

ذکر مظلومؑ کو انعام میں رکھا گیا ہے — ظلم کو زمرۂ دشنام میں رکھا گیا ہے

از ازل تابہ ابد سارے یزیدوں کا حساب — ایک ہی دفترِ بدنام میں رکھا گیا ہے

تاقیامت کسی ظالم کو نہ ہو جرأت ظلم
صبر کو منزل اقدام میں رکھا گیا ہے
کربلا ہو کہ نجف ہو یا مدینہ سب کو
نور کے سلسلہ عام میں رکھا گیا ہے
میں نے تقویم شہادت پہ نظر کی تو کھلا
خاک کو شیشۂ ایام میں رکھا گیا ہے
صبر مخدومۂ کونین کی وارث زینبؑ
اک نشانی کہ جسے شام میں رکھا گیا ہے

❖❖❖

سلام

جناب افقرؔ موہانی وارثی صاحب ایڈیٹر جام جہاںنما

سوال یہ نہیں والئ شام ہیں کہ نہیں
حسینؑ سارے جہاں کے امام ہیں کہ نہیں
فرشتے تابعِ حکم امام ہیں کہ نہیں
یہ کام قبضۂ قدرت کے کام ہیں کہ نہیں
رہِ وفا میں جونام ونشاں مٹا بیٹھے
زبانِ خلق پہ آج ان کے نام ہیں کہ نہیں
مئے ولائے حسینی سے جو چھلکتے ہوں
مرے نصیب میں ساقی وہ جام ہیں کہ نہیں
امام ابن امام اور پھر اخی امام
حسینؑ اس طرح سوئم امام ہیں کہ نہیں
کبھی جو راکبِ دوشِ نبیؐ تھے بچپن میں
وہی حسینؑ ہمارے امام ہیں کہ نہیں
سکھائے جوہرِ انسانیت زمانے کو
حسینؑ نوعِ بشر کے امام ہیں کہ نہیں
شہید منزلِ صبرورضا ولئ خدا
حسینؑ یوں بھی ذوی الاحترام ہیں کہ نہیں
ہیں اِس جہان سے بے لوث اُس جہاں والے
قسیمِ باغِ جناں تشنہ کام ہیں کہ نہیں
بہارِ گلشنِ جنت شبابِ اہلِ جناں
فروغِ آدم وعالم امام ہیں کہ نہیں
مئے ولائے علیؑ پی کے ہم بہکتے ہیں
تمہیں بھی زاہدو آتے یہ کام ہیں کہ نہیں
ثبوت کم نہیں یہ ان کی آمد آمد کا
منور آج سب ایوان وبام ہیں کہ نہیں
یہ پوچھنا ہے نکیرین سے ہمیں افقرؔ
کہ ہم نبیؐ کے غلامِ غلام ہیں کہ نہیں

❖❖❖

سلام

جناب شیر افضل جعفری افضلؔ

عروجِ مہر بھی دیکھا تو دوپہر دیکھا
فراز شاہؑ کو دنیا نے عمر بھر دیکھا

ملنگ کو جو در بوترابؑ پر دیکھا
مقام اس کا فلک سے بلند تر دیکھا

فرس کی زین پہ فرشِ زمین پہ نیزے پہ
جری امامؑ کو ہرحال میں امر دیکھا

نصیب ہو نہ سکا اس کو حسنِ مرگ شہید
امیر شام نے سوسو طرح سے مر دیکھا

زمیں پہ جس کو یداللہ کا خطاب دیا
اسی کا ہاتھ پیمبرؐ نے عرش پر دیکھا

اجل کے باغ میں نرگس نے چشم حیراں سے
علیؑ کے سروتمنا کو باثر دیکھا

سخی نے اپنے چمن کے حَسِین غنچوں کو
شگفتہ خنجر بُرّاں کی شاخ پر دیکھا

فلک نے شام غریباں میں سوگواروں کے
اک ایک اشک میں ایمان کا شرر دیکھا

فرات شرم سے لہروں کی آڑ لینے لگی
جب اس نے خشک لبوں کو لہو سے تر دیکھا

❁❁❁

سلام

شاعر مشرق علامہ اقبالؔ

وہ امامِ عاشقاں جانِ بتول
سروِ آزادِ چمن زارِ رسولؐ

باء بسم اللہ کا رمزِ قدیم
اور بیٹا معنئ ذبح عظیم

زندگی عزم وعمل جس کے لئے
دوشِ پیغمبرؐ جمل جس کے لئے

جس کے خوں سے سرخ روعشق غیور
جس سے اس مصرعہ میں معنی کا ظہور

ہیں ازل سے دو حریفان شدید
موسیٰ وفرعون وشبیرؑ ویزید

حق ہے زندہ قوتِ شبیرؑ سے
اور باطل داغ اس تنویر سے

جب خلافت دور قرآں سے ہوئی
حریت کی روح باطل ہوگئی

تب اٹھا وہ حافظِ دینِ خدا
جس طرح قبلے سے رحمت کی گھٹا

یہ شہادت مرگِ استبداد تھی
موجِ خوں اس کی چمن ایجاد تھی

اپنے خوں میں ڈوب کر وہ حق پناہ
بن گیا اصل واساسِ لاالٰہ

اس کا مقصد سلطنت ہوتا اگر — کیا اسی ساماں سے ممکن تھا سفر

دشمنوں کی کوئی گنتی تھی نہ حد — جاں نثار اتنے کہ یزداں (۷۲) کے عدد

شرحِ ابراہیمؑ واسماعیلؑ تھا — یعنی اس اجمال کی تفصیل تھا

عزم اس کا مشکلوں کے درمیاں — تیزگام واستوار کامراں

تیغ بہرِ عزتِ دیں ہے فقط — اس کا مقصد حفظِ آئیں ہے فقط

کب مسلماں ماسوا کا ہے غلام — قوتِ فرعون سے کیا اس کو کام

اس حقیقت کی ہے تفسیر جلی — سرخئ خونِ حسینؑ ابن علیؑ

اے صبا، اے نامہ بر، اے تیزگام — اس کو پہنچادے غریبوں کا سلام

❖❖❖

سلام

جناب اکبر علی اکبرؔ رائے بریلوی

رکھیں جو کرب وبلا کی تراب سجدے میں — ملے گا آپ کو بے حد ثواب سجدے میں

صدائے غیب ہے تو نفس مطمئنہ ہے — حسینؑ ہوگئے یوں کامیاب سجدے میں

تمہاری ذات مقدس کے سامنے شبیرؑ — فلک رکوع میں ہے آفتاب سجدے میں

جو چاہتے ہیں معطر ثواب سے ہو نماز — تو رکھئے خاک شفا کے گلاب سجدے میں

سلگتی پیاس میں پانی کو لیکے پھینک دیا — جری کے قدموں میں ہے آب آب سجدے میں

کوئی مٹائے گا کیا نقش لاالہٰ کو — لکھی حسینؑ نے ایسی کتاب سجدے میں

جو بے عمل ہیں عبادت کو خاک سمجھیں گے — ثواب رب نے رکھا بے حساب سجدے میں

گلے پہ شمر کا خنجر ہے مطمئن ہیں حسینؑ — ذرا بھی شہؑ کو نہیں اضطراب سجدے میں

وہ آنسوؤں سے کی تبلیغ تم نے اے سجادؑ — بپا کیا ہے عجب انقلاب سجدے میں

حسینؑ ہی کی بدولت نمازیں قائم ہیں — سب اہل ایماں ہیں اکبرؔ جناب سجدے میں

❖❖❖

سلام

جناب اکبرؔ منجھن پوری صاحب

کیونکر کوئی فضائل حیدرؑ سمیٹ لے
کوزے میں کس طرح سے سمندر سمیٹ لے

پل بھر میں فاصلہ جو پیمبرؐ سمیٹ لے
پروردگار لہجۂ حیدرؑ سمیٹ لے

چلنے ہی کو ہے اب سر مرحب پہ ذوالفقار
روح الامیں کدھر ہے کہو پرسمیٹ لے

کیا ہوگی اس کے قوت بازو کی انتہا
دوانگلیوں سے جو در خیبر سمیٹ لے

ترا اگر نہیں ہے حدیثوں پہ اعتقاد
قرآں سے مدح آلِ پیمبر سمیٹ لے

بچھنے کو ہے امام خمینی کی جانماز
صدام اب عراق سے بستر سمیٹ لے

ہوں گے نہ پست فوج خمینی کے حوصلے
صدام جتنا چاہے تو لشکر سمیٹ لے

ہوکر شریک نصرت مظلو م کربلاؑ
اے حر جناں سمیٹ لے کوثر سمیٹ لے

بولی رباب جھولے میں رگڑو نہ ایڑیاں
ماں صدقے جائے پیروں کو اصغرؑ سمیٹ لے

اٹھے ضعیف باپ سے کیونکر جواں کی لاش
ہاتھوں میں کیسے لاشۂ اکبرؑ سمیٹ لے

جائے نہ خالی ہاتھ ملک اس مقام سے
اشک غم حسینؑ کے گوہر سمیٹ لے

اکبرؔ رہے نہ شکوۂ کوتاہ دامنی
اجر ولائے آل پیمبرؐ سمیٹ لے

❁❁❁

سلام

جناب اکملؔ لکھنوی صاحب

کیوں نہ شبیرؑ پہ صدقے ہوں زمانے والے
ہیں یہ خود سو کے زمانے کو جگانے والے

امت جد کے لئے سر کوکٹانے والے
تا قیامت تجھے روئیں گے زمانے والے

کلمہ کیوں کر نہ پڑھیں تیرا زمانے والے
پھر سے اسلام کو اسلام بنانے والے

قتلِ شبیرؑ میں بہتے ہوئے اشکوں کا ہے قول
ہیں ہمیں آتش دوزخ کو بجھانے والے

معترف دونوں جہاں میں تری مظلومی کے
دل کونین میں گھر اپنا بنانے والے

صاف اشارہ تھا یہی مصحفِ ناطق ہم ہیں
راہ میں نیزے پہ قرآن سنانے والے

تیری ہمت کے تصدق تری جرأت کے نثار
باپ کے ہاتھوں پہ میدان میں جانے والے

دل کونین چھدا بازوئے شبیرؑ کے ساتھ — تیر حلقِ علی اصغرؑ پہ لگانے والے
کاش اتنا ہی سکینہؑ سے کوئی کہہ دیتا — گئے دنیا سے ترے ناز اٹھانے والے
منتخب ساری خدا ئی میں ہیں چودہ معصوم — مقصد خلقت انساں کو بتانے والے
غمِ شبیرؑ میں بہتے ہیں مسلسل آنسو — ہارموتی کے بناتے ہیں بنانے والے
کیجے اکمالؔ کی بھی شومی قسمت کا علاج — حر کی بگڑی ہوئی تقدیر بنانے والے

❁❁❁

سلام

مولانا محمد حسنین الماسؔ رجیٹھوی استاد جامعہ ناظمیہ لکھنؤ

آؤ یہاں ادب سے ادب کا مقام ہے — یہ مجلس حسین علیہ السلام ہے
شہؑ کی عزا کا گھر جسے کہتی ہے کائنات — اہل عزا کے واسطے دارالسلام ہے
آقائیت زمانہ کی ٹھوکر میں اس کی ہے — زہراؑ ومرتضیٰ کے جو در کا غلام ہے
ابتر ہر ایک ذکر ہے بے ذکر اہل بیتؑ — بے حبِ اہل بیتؑ عبادت حرام ہے
پانی ہے مہنگا خون سے ان کے لئے خدا — تیری طرف سے جن پہ درود وسلام ہے
گلزار کردے آگ کو اے رب کائنات — جلتے ہوئے خیام میں بیمار امامؑ ہے
تنہا گھرا ہوا ہے جو فوجوں کے درمیان — وہ نورعین حضرت خیرالانامؑ ہے
ہو جس کی ماں کے مہر میں پانی جہان کا — واغربتاہ! رن میں وہی تشنہ کام ہے
مل جائے اس کو بھی ترے قدموں کی تھوڑی خاک — الماسؔ بھی شہا! ترا ادنیٰ غلام ہے

❁❁❁

سلام

جناب سردار الہامؔ صاحب حیدر آباد

کربلا اے مرکز اہلِ یقیں — اے شہیدانِ وفا کی سرزمیں
صدیوں سے پہلے تجھ پہ خیمہ زن تھا جو اک قافلہ — بھول سکتی ہی نہیں دنیا وہ عزم وحوصلہ
حق وباطل کی کشاکش خیروشر کا معرکہ

صبح دم گونجی سرِ صحرا جو آوازِ اذاں — سربکف میداں میں تھے پیرو صغیرو نوجواں
جبر ناحق کے مقابل دینِ حق کے پاسباں

تپتے صحرا کی تمازت اور وہ تشنہ لبی — جان سے پیاری تھی جن کو حرمت دین نبیؐ
ان سے سیکھا ہے زمانے نے شعار بندگی

جنگ تھی بے شک مگر مقصد تھا اصلاح زمیں — ٹھوکروں کی زد میں تھے جن کے سدا تاج ونگیں
پیکر صبر ورضا وہ سبطِ ختم المرسلیں

اپنے خوں سے کشتِ دیں کی آبیاری کرگئے — نقش الااللہ میں رنگِ صداقت بھرگئے
وعدہ پورا کرکے پیشِ داور محشر گئے

کربلا کیا ہے دلیلِ عظمت کردار ہے — بیعتِ فاسق کے آگے جرأتِ انکار ہے
ظلم کی تاریکیوں میں طالعِ انور ہے

کربلا ہے مرکزِ اہل یقیں — کشتگانِ راہِ حق کی سرزمیں

❁❁❁

سلام

جناب امیدؔ فاضلی صاحب

یہ سمجھ کر لب کھلیں مولا کی مدحت کے لئے — دل لہو کرنا پڑے گا اس عبادت کے لئے

کچھ بھی کرلو یا علیؑ کہنا پڑے گا دوستو — یہ وظیفہ شرط ہے رد مصیبت کے لئے

فرش ہجرت جس کا مظہر کربلا جس کی نمود — وہ کلیجہ چاہئے عشق رسالت کے لئے

کیسے کیسے اہل ایماں کتنے اصحاب رسول — عمر بھر ترساکیے حر جیسی قسمت کے لئے

یہ فقیہان زمانہ کو مگر سمجھائے کون — چودہ شمعیں چاہئے ایوان وحدت کے لئے

ہرزمانے میں ملی ہے قصر شاہی کے قریب — مفتیوں کی کھیپ فتوؤں کی تجارت کے لئے

کربلا میں زیرِ خنجر کون ہے یہ سجدہ ریز — کھنچ کے کعبہ آگیا کس کی زیارت کے لئے

خون میں ڈوبی ملی ہیں کتنی آیات رسول — ایک قرآن الٰہی کی حفاظت کے لئے

یہ رسن بستہ بہن بیمار بیٹا اور یہ سر — کیا قیامت وقت ہے قرآن وعترت کے لئے

بے سروساماں نہ ایسا بھی ہوکوئی یاعلیؑ — ذوالفقار آئی ہے کام اصغرؑ کی تربت کے لئے

میں کوئی واعظ ہوں جو امیدؔ حق کو چھوڑدوں — قرب سلطانی کی خاطر حُبِّ دولت کے لئے

❁❁❁

حق کی بات

جناب علی عباس امیدؔ صاحب ہوا محل روڈ بھوپال

تاریخ شر کا باب عزازیل پر کھلا
پھر صد ہزار سال فراعین میں پلا
او رچودھویں صدی میں ابوجہل سے ملا
لیکن تمہارے عہد کا یکتا ہے معاملہ
لاکھوں سلام تم پہ شہیدانِ کربلاؔ
لاکھوں درود تم پہ اسیران کربلاؔ

ایماں کی شمع ہونے لگی تھی دھواں دھواں
گلزار شب میں وقت پکارا خزاں خزاں
جب روشنی پہ چھایا اندھیرا کشاں کشاں
تم نے دیا ہے دُھند لے اجالوں کو حوصلہ
لاکھوں سلام تم پہ شہیدانِ کربلاؔ
لاکھوں درود تم پہ اسیران کربلاؔ

بکنے نہ دی تھی تم نے شریعت کی آبرو
ایماں کی آگہی کی عبادت کی آبرو
آزادئ ضمیر وجماعت کی آبرو
مظلومیت سے بھردیا اسلام کا خلا
لاکھوں سلام تم پہ شہیدانِ کربلاؔ
لاکھوں درود تم پہ اسیران کربلاؔ

راہیں رکیں سفر تھما اور گھاٹ چھن گیا
منھ کو چھپا کے رات کی بستی میں دن گیا
پھر بھی گیا جو رن میں بہت مطمئن گیا
دشمن پکار اٹھے کہ ہے خیبر کا سلسلہ
لاکھوں سلام تم پہ شہیدانِ کربلاؔ
لاکھوں درود تم پہ اسیران کربلاؔ

ہوتا رہا فرات کی موجوں میں اضطراب
لیکن تمہارے خیموں کی قسمت میں قحط آب
اس پر بھی کیوں ارادوں میں آیا نہ پیچ وتاب
سلجھا سکا نہ کوئی بھی اب تک یہ مسئلہ
لاکھوں سلام تم پہ شہیدانِ کربلاؔ
لاکھوں درود تم پہ اسیران کربلاؔ

تھا موج موج لشکر باطل رواں دواں
لیکن تمہاری پیاس کا طوفان الاماں
خود اس میں بڑھ کے غرق ہوا فتح کا نشاں
آگے بڑھا نہ تیرہ نصیبی کا قافلہ
لاکھوں سلام تم پہ شہیدانِ کربلاؔ
لاکھوں درود تم پہ اسیران کربلاؔ

اسلام کی حیات کا تھا آسرا لہو
انگاروں جیسی ریت پہ بہنے لگا لہو
آقا لہو غلام لہو اقربا لہو
سچ یہ ہے خون دینا تھا بچوں کا مشغلہ
لاکھوں سلام تم پہ شہیدانِ کربلاؔ
لاکھوں درود تم پہ اسیران کربلاؔ

باطل کو زیر کرنے کا بیڑا اٹھالیا
اپنے لہو کی باڑھ پہ اس کو چڑھا لیا
سیدانیوں نے دے کے ردادیں بچالیا
دشوار تھا بہت بہ خدا حق کا مرحلہ
لاکھوں سلام تم پہ شہیدانِ کربلاؔ
لاکھوں درود تم پہ اسیران کربلاؔ

گردن کٹا کے بھی رہے نیزوں پہ سربلند
اپنے سروں پہ لے کے پھرے تم کو فتح مند
واللہ وہ شکست ہی خالق کو تھی پسند
مرضئ حق تمہارے ارادوں کا ہے صلہ
لاکھوں سلام تم پہ شہیدانِ کربلاؔ
لاکھوں درود تم پہ اسیران کربلاؔ

ہستی کو حق کی راہ میں یکسر مٹا گئے
جلتی ہوئی زمیں پہ سروں کو کٹا گئے
نامِ خدائے پاک پہ سب کچھ لٹا گئے
ایوان کفروجور میں لے آئے زلزلہ
لاکھوں سلام تم پہ شہیدانِ کربلاؔ
لاکھوں درود تم پہ اسیران کربلاؔ

تم نے سیاہ رات کے چھکے چھڑادیئے
ایثار وصبر وضبط کے ڈنکے بجادیئے
نورِ خدا کے ٹکڑوں کے سکّے چلا دیئے
تہذیب عصر میں ہے ابھی تک وہ ولولہ
لاکھوں سلام تم پہ شہیدانِ کربلاؔ
لاکھوں درود تم پہ اسیران کربلاؔ

❁❁❁

سلام

جناب مولوی سید محمد جعفر امیدؔ مرحوم لکھنوی

جب سے مہمانی غمِ سرور کی بزم دل میں ہے
جس جگہ کو دیکھیئے وہ صدر اس محفل میں ہے
ہیں دلیل معرفت دنیا کے یہ نقش ونگار
دیکھ عاقل نقطۂ حق ہرخط باطل میں ہے

نہر سے کیا کام کہتے تھے رفیقانِ حسینؑ
اپنا حصہ آج آبِ خنجر قاتل میں ہے

رات دن زندان میں ماں کو ہے علی اصغرؑ کی یاد
تیر پڑتے ہیں جگرپر درد ایسا دل میں ہے

خاک اڑاتے ہیں غم سرور میں روتے ہیں مدام
الفتِ آلِ نبیؐ شیعوں کے آب وگل میں ہے

تیری صنعت پر فدا ہردم میں اے نکتہ نواز
ساری دنیا کی کمائی آنکھ کے ایک تل میں ہے

منکسر ہونے سے ملتی ہے جہاں میں آبرو
خاکساری کی صفت اچھوں کے آب وگل میں ہے

روزِ عاشورا کہا صغریٰ نے یارب خیر ہو
خودبخود یہ درد کیسا آج میرے دل میں ہے

کس لئے امیدؔ ہے تنہائی تربت کا غم
سامنا رہبر کا ہم سنتے ہیں اس منزل میں ہے

❀❀❀

سلام

جناب جاوید رضوی امیر کراروی

ہاتھ آئی ہے غم شاہ کی دولت یونہی
منتقل ہوتی ہے سینہ کی حرارت یونہی

عشق اولاد نبیؐ رکھتے ہیں جو دل میں صدا
ان کے کردار کی بڑھ جاتی ہے عظمت یونہی

تختۂ دار سے میثم نے یہ اعلان کیا
عشق حیدرؑ میں ملا کرتی ہے جنت یونہی

کروٹیں لاکھوں بدل ڈالیں زمانے نے مگر
کربلا کی ہے ہر اک دل پہ حکومت یونہی

حیف صد حیف ہے آباد مدینہ لیکن
دختر شاہ مدینہ کی ہے تربت یونہی

مرکے بھی آتا ہے جینے کا سلیقہ جن کو
ان کو ملتی ہے رہِ حق میں شہادت یونہی

خشک ہونٹوں پہ اٹھالیتے ہیں جو غم کے پہاڑ
وہ بدل دیتے ہیں اسلام کی قسمت یونہی

زلزلے جس کو ہلاسکتے نہ ہوں تابہ ابد
یہ بناتے ہیں وفاؤں کی عمارت یونہی

پڑھ کے قرآن کو نیزے پہ بتایا شہؑ نے
کرتے ہیں وارث قرآن تلاوت یونہی

حر کے کردار پہ کیوں کرتی ہے حیرت دنیا
کام کرجاتی ہے سینہ کی حرارت یونہی

قبر میں شاہ نے اصغرؑ کو لٹا کر یہ کہا
دشت غربت میں بنا کرتی ہے تربت یونہی

کیا عجب ہے جو اندھیرا ہے نگاہ شہؑ میں
غم میں اولاد کے ہوجاتی ہے حالت یونہی

خنجر ظلم ہوگردن پہ رواں تب بھی امیرؔ
کرتے ہیں حق کے پرستار عبادت یونہی

❀❀❀

سلام

جناب علی امیرؔ ہدایتی بریلوی

دار پر سر ہمارا گیا
یوں مقدر سنوارا گیا

بعد میثم سزا کے لئے
نام میرا پکارا گیا

چوم لیں ایسے ہونٹوں کو ہم
جن سے ان کو پکارا گیا

سرقدم پر علیؑ کے رکھا
عرش پر دل ہمارا گیا

مشکلیں ساری حل ہوگئیں
جب علیؑ کو پکارا گیا

خم کے میداں سے فردوس تک
حبِ حیدرؑ کا دھارا گیا

بس بتولؑ وعلیؑ کے لئے
گھر میں تارا اتارا گیا

لب پہ فُزتُ بِرَبِّی رہا
سر یوں سجدہ میں وارا گیا

سمت باطل سے حق کی طرف
حرگیا آشکارا گیا

چھ مہینے کے بچے کے بھی
تیر سہ شعبہ مارا گیا

ذوالفقار علیؑ روپڑی
ننھا اصغرؑ جو مارا گیا

❖❖❖

سلام

مولانا سید امین حیدر امینؔ حسینی (جامعہ ایمانیہ بنارس)

عقبیٰ نہ رہے گا نہ تو ایمان رہے گا
جو در سے ہٹا حق کے پشیمان رہے گا

کٹ جائے زباں مدح علیؑ رک نہیں سکتی
حیدرؑ کا محب دار پہ باشان رہے گا

اللہ نے بخشی ہے غم شہ کو یہ عظمت
غم کوئی بھی ہو بس یہی درمان رہے گا

شبیرؑ نے سینچا ہے بہتر کے لہو سے
اسلام کا اب سبز گلستان رہے گا

ہمشکل پیمبرؐ تری تصویر کشی سے
آئینہ بھی حیران تھا حیران رہے گا

سردے دو مگر بیعت فاسق نہ کرو تم
شبیرؑ کا تاحشر یہ اعلان رہے گا

ہے خشک زباں لب پہ ہے اصغرؑ کے تبسم
اب تیر بھی لگنے پہ پشیمان رہے گا

عترت کبھی قرآں سے جدا ہو نہیں سکتی
حیدرؑ کا پسر وارث قرآن رہے گا

کہتی تھی سکینہ مجھے بابا سے ملادو
زنداں میں نہ مرجاؤں یہ ارمان رہے گا

سب قتل ہوئے رن میں ہے اب قافلہ سالار
شبیرؑ کا اب لخت دل وجان رہے گا

لکھتا ہے امیںؔ لکھے گا شبیرؑ کے غم میں
بخشش کے لئے اس کا یہ سامان رہے گا

❁❁❁

سلام

جنابؔ انیس صاحب میسور۔ اسٹیٹ

مجمعِ اہلِ وفا شبیرؑ کے مسکن پہ ہے
جان ودل ایمان کا قربان اسی مدفن پہ ہے

کس قدر رنگین ہے خونِ شہیدراہ حق
جس کا دھبہ آج تک کونین کے دامن پہ ہے

حق کی خاطر جان تک اپنی نہ کی ہرگز عزیز
بارِ احساں شاہؑ کا اسلام کی گردن پہ ہے

اٹھ سکے گا بوجھ سے کیا روز محشر حرملہ
خونِ ناحق اصغرؑ بے شیر کا گردن پہ ہے

خاندانِ مصطفیٰ کی اس قدر تذلیل ہائے
فرق پاک سبطِ اصغر زانوئے بدظن پہ ہے

گھرلٹایا جان دی پر بیعت فاسق نہ کی
کس طرح باطل مٹایا یہ عیاں دشمن پہ ہے

عصر کا ہنگام ہے اور شاہِ دیں سجدے میں ہیں
سینہ اقدس پہ قاتل تیغ کیں گردن پہ ہے

❁❁❁

سلام

جنابؔ انجم جائسی صاحب

کچھ راز ہی کھلتا نہیں ساقی مرا کیا ہے
رندوں کا پیمبر ہے کہ مستوں کا خدا ہے

بگڑے ہوئے کردار کا پوچھو نہ عقیدہ
ساقی کو بھی میخوار سمجھتے ہیں خدا ہے

افکار کے پیروں میں پڑے جاتے ہیں چھالے
احساس کے کوچے میں عجب گرم ہوا ہے

ہر سمت سجی ہے رسن و دار کی محفل
انسان ہی انساں کا لہو چوس رہا ہے

اس حال میں عباسؑ کو کیسے نہ ڈا دوں
یہ بھی تو پسر شیر خدا ، عقدہ کشا ہے

عباسؑ علی جان امام دوسرا ہے
یہ جان امام دوسرا دیں کی بقا ہے

سرِ دشتِ نینوا

اسلام کے پرچم پہ جلی خط سے لکھا ہے
عباسؑ کا ہر نقش قدم نقش وفا ہے

ہے باپ سے ملتی ہوئی عباسؑ کی صورت
لگتا ہے یہی جیسے نصیری کا خدا ہے

قدموں سے علمدار کے لپٹی ہے شجاعت
یہ میر وغا ، شان وغا جان وغا ہے

حملہ جو کرے کوفہ کی بنیاد ہلادے
ورثے میں اسے زور علیؑ حق سے ملا ہے

عباسؑ تو منہ پھیر کے دریا میں کھڑے ہیں
پانی ہے کہ خود ان کے قدم چوم رہا ہے

یہ باب حوائج کا حشم دیکھئے انجم
جو بھی ادھر آیا پئے تعظیم جھکا ہے

❁❁❁

سلام

جناب منیر حسین انداز کاظمی، تللگڈ یابزرگ ضلع بستی

حسینؑ نورِ نگاہ نبی سلام علیک
سکونِ قلبِ جناب علیؑ سلام علیک

جناب فاطمہ زہراؑ کی گود کے پالے
حسنؑ سے سبز قبا کے اخی سلام علیک

رکھی جو دین محمدؐ کی آبروتونے
یہ کہہ رہا ہے ہراک امتی سلام علیک

حسینؑ تیری نگاہ کرم کا کیا کہنا
بگڑ کے بن گئی قسمت مری سلام علیک

حسینؑ تجھ سے کوئی سیکھے مقصد ہستی
فنا کے بعد ملی زندگی سلام علیک

نماز اور وہ شمشیر شمر کے نیچے
جہاں نہ بھولے گا وہ بندگی سلام علیک

فداکیا رہ حق میں تمام کنبے کو
نہیں ہے کوئی بھی تجھ سا سخی سلام علیک

تھا کون مثل تمہارے جہاں میں اے عباسؑ
تمہاری جنگ تھی جنگ علیؑ سلام علیک

تمہارا مثل جہاں میں ہے کون اے قاسمؑ
امانت حسنؑ ابن علیؑ سلام علیک

جہاں میں عون ومحمد تمہارا کیا کہنا
کہ تم سے ہوگئے خائف شقی سلام علیک

انہیں میں ننھا مجاہد تھا ایک علی اصغرؑ
کہ جس کے حال پہ روئے شقی سلام علیک

غرض ہرایک ترا جاں نثار تھا بے مثل
کہ جس نے جان رہ حق میں دی سلام علیک

یہ آرزو ہے کہ اندازِ کربلا جاکر
کئے در شہ والا پہ بھی سلام علیک

❁❁❁

سلام

مولانا سید فارقلیطا علی حسینی صاحب انیقؔ زندگی پوری، امریکہ

عزائے شہ کا کیا اہتمام زینبؑ نے
مٹایا خوف کا دہشت کا نام زینبؑ نے

عزا حسینؑ کی سب سے عظیم طاقت ہے
حسینیوں کو دیا یہ پیام زینبؑ نے

یزیدیت کے لئے صبح کا سوال نہیں
کچھ اس طرح سے کیا فتح شام زینبؑ نے

نثار کردیا کل اپنا خاندان مگر
خدا کے دین کو بخشا دوام زینبؑ نے

ادب سے کیوں نہ زمانہ تمہیں سلام کرے
حبیب تم کو کیا ہے سلام زینبؑ نے

سوال پوچھ کے جلتے ہوئے خیال کے بیچ
بتایا عظمتِ حکم امام زینبؑ نے

نمازِ شب نے ہراک کو مقام بخشا ہے
نمازِ شب کو دیا ہے مقام زینبؑ نے

انیقؔ نام سے تیرے کوئی نہ واقف تھا
بنادیا ہے تجھے نیک نام زینبؑ نے

❁❁❁

سلام

جناب انصرؔ جلالپوری صاحب

خدا سے پائیں گے روز جزا جزا بہتر
مرے قریب ہے شبیرؑ کی عزا بہتر

تمام عمر رواں حرؑ مریضِ عصیاں تھا
حسینؑ ابن علیؑ سے ملی دوا بہتر

ستم شعاروں نے بازوقلم کئے لیکن
نتیجہ جنگِ علمدار کا رہا بہتر

ہوئی بلند جو ھل من مبارزٍ کی صدا
جواب اصغرؑ بے شیر نے دیا بہتر

چمن رسولؐ کا ہے کربلا کی بستی میں
وہیں سے جاتی ہے فردوس میں ہوا بہتر

حبیبؑ ابن مظاہر نے شہ کی نصرت میں
ثبوت ہمت مردانہ کا دیا بہتر

نکل کے آ گیا وہ خلد میں جہنم سے
پئے نجات چنا حر نے راستہ بہتر

❁❁❁

سلام

جناب انصارؔ صاحب الہ آبادی

وہ لطف شہ نے پردۂ اسرار کے لئے
جلوے خود آئے جرأت دیدار کے لئے

بیمارِ کربلا کا ارادہ نہ پوچھئے
اک امتحاں ہے عقدۂ دشوار کے لئے

پیشِ اجل بھی شان سے ہنستے رہے حسینؑ
دل چاہئے سلیقۂ ایثار کے لئے

اللہ ایک پھول سا بچہ نہ بچ سکا
یہ اہتمام عشق کے معیار کے لئے

ایک ایک سانس شاہِ شہیدانِ عشق کی
ایک مستقل اصول ہے، کردار کے لئے

عیسیٰ بھی معترف ہیں کہ یادِ غمِ حسینؑ
اک تازہ زندگی ہے گنہگار کے لئے

نامِ شہیدِ راہِ وفا جزو نام ہے
کتنا حسیں شرف ہے یہ انصارؔ کے لئے

سلام

مرحوم ڈاکٹر انصار حسین، کراچی

ہنگام عصر نور کی تنویر ہے حسینؑ
صبر ورضا وشکر کی تاثیر ہے حسینؑ

ذکرِ حسینؑ راہ نمائی کا سلسلہ
دنیائے اعتبار کی تصویر ہے حسینؑ

افتادِ زندگی سے گزرنے کا حوصلہ
اجڑے دلوں کی حسرتِ تعمیر ہے حسینؑ

دیکھا تھا ایک خواب جناب خلیل نے
اس خواب کی حقیقتِ تعبیر ہے حسینؑ

خوابِ جمالِ عشق کا پیہم مجسمہ
روشن ضمیر صاحبِ تدبیر ہے حسینؑ

جس سے صراطِ حق وصداقت کی ہے شناخت
انسانیت کا ایسا خبر گیر ہے حسینؑ

چشم فلک نہ دیکھے گی کوئی حسینؑ سا
ایسا ہی ایک صاحب توقیر ہے حسینؑ

کوئی یزید سر نہ اٹھائے گا اب کبھی
جوروستم کے سامنے شمشیر ہے حسینؑ

ان کے طفیل سلسلۂ انبیا کا ذکر
تاریخ ساز جذبۂ تعمیر ہے حسینؑ

سلام

جناب سید شبّر مرتضیٰ صاحب انقلابؔ سرسوی

جب بھی عباسؑ کے پرچم پہ نظر جاتی ہے
زندگی مشک سکینہ میں نظر آتی ہے

زندگی آج بھی اس ذات کے گُن گاتی ہے
جس کے کردار سے خوشبوئے وفا آتی ہے

جشنِ عباسؑ میں عباسؑ کی مدحت سننے
عرشِ اعظم سے فرشتوں کی برات آتی ہے

نقطۂ با کو نصیری نے جو دیکھا تو کہا
اس میں اللہ کی تصویر نظر آتی ہے

نامِ عباسؑ جو ہم وردِ زباں رکھتے ہیں
زندگی لیتی ہے انگڑائیاں اِٹھلاتی ہے

تشنہ لب میرے کنارے سے گئے ہیں عباسؑ
علقمہ آج بھی یہ سوچ کے بل کھاتی ہے

سامنا کرنے کی ہمت ہی کہاں ہے اس میں
فوج باطل کی ترے نام سے گھبراتی ہے

پرچم حضرت عباسؑ کے سائے میں مجھے
ایسا لگتا ہے کہ جنت کی ہوا آتی ہے

غیر کی مدح سنیں گے نہ سنی ہے ہم نے
ہم کو بس آلِ محمدؐ کی ثنا بھاتی ہے

لشکرِ شام کی اوقات ہی کیا ہے ان کا
سامنا کرتے ہوئے موت بھی تھراتی ہے

آ کے سائے میں علم کے ہمیں محسوس ہوا
جیسے جبرئیل کے شہپر کی ہوا آتی ہے

انقلابؔ آپ کے روضے کی زیارت کرلے
ہر گھڑی بس یہ مرے لب پہ دعا آتی ہے

❁❁❁

سلام

تبرکاتِ انیسؔ، خدائے سخن میر انیس اعلیٰ اللہ مقامہٗ

کیا کیا لڑے تھے رن میں بہتر جدا جدا
مجرائی شہ پہ صدقے کئے سر جدا جدا

اے مجرئی ہے سب کا مقدر جدا جدا
رتبے میں ہیں گداؤ تونگر جدا جدا

مقتل سے شہر شہر گئے طائران دشت
سبطِ نبی کے خوں میں بھرے پر جدا جدا

کہتی تھیں بانو چھاتی سے لگ جاؤ آن کر
پھرتے ہو ماں سے کیوں علی اکبرؑ جدا جدا

رسی سے یوں بندھے تھے اسیران اہلبیتؑ
ہوں جیسے ایک رشتے میں گوہر جدا جدا

ہنگام ذبح ہررگ گردن نے شاہ کی
شکر خدا کیا تہ خنجر جدا جدا

فوج لعیں کی تھی یہ چڑھائی حسینؑ پر
آکر اترتے جاتے تھے لشکر جدا جدا
حضرت کی بے گناہی پہ دیں گے گواہیاں
تیغ و سنان ونیزہ خنجر جدا جدا
یہ حکم شمر کا تھا کہ ہر بی بی اونٹ پر
بازار شام میں ہو کھلے سر جدا جدا
فیض غم حسینؑ سے ہوتے ہیں اے انیسؔ
ہرسال ایک حال ہے دفتر جدا جدا

❁❁❁

سلام

ڈاکٹر انیس اشفاق عابدی صاحب

یہ معرکہ سرعظمت کردار سے ہوگا
جو فیصلہ ہوگا مرے انکار سے ہوگا
جو حرف ہے روشن ورق تشنہ لبی پر
دریا پہ رقم دست علمدار سے ہوگا
یہ حق کی لڑائی تو یہیں فتح ہوئی ہے
اعلان مگر شام کے بازار سے ہوگا
ہرصبح پرندے تری تسبیح پڑھیں گے
حق سب پہ عیاں کلمۂ اشجار سے ہوگا
بے شیر ترا خندۂ لب ہے تری تلوار
لشکر تہ وبالا اسی تلوار سے ہوگا
دل خوف سے ہل جائے گا ہردشمن دیں کا
غل جب تری زنجیر کی جھنکار سے ہوگا
ہے روز یہاں نالۂ وماتم کی سکونت
گریہ مرے گھر کے دردیوار سے ہوگا
جب روشنی گل ہوگی تو نصرت کا سپارہ
خیمے میں رقم خامۂ انصار سے ہوگا
یہ چاند یہ سورج سرِ مقتل جو پڑے ہیں
روشن یہ زمانہ انہیں انوار سے ہوگا
جو لفظ ابھی پردہ معنی میں ہے زینبؑ
ظاہر وہ تری گرمئ گفتار سے ہوگا

❁❁❁

سلام

جناب سید سبط حسن انجم صاحب

ذکرِ غم حسینؑ ہمیں کیوں نہ ہو عزیز
جو کربلا میں لٹ گیا اس گھر کی بات ہے
مجلس اک احتجاج ہے ہر ظلم کے خلاف
خوشنودئ خدا وپیمبر کی بات ہے
ہوگی نہ کربلا کی کبھی ختم داستاں
پیغامِ عدل ماتم سرورؑ کی بات ہے
کس کس کو روئیں اہلِ حرم ہائے کیا کریں
ہے عمر بھر کا داغ بھرے گھر کی بات ہے

یہ امتحانِ صبر بہت سخت ہے حسینؑ
محضر میں بے ردائی خواہر کی بات ہے

قاصد کو کیا جواب دیں اس بات کا حسینؑ
صغریٰ کے خط میں شادیٔ اکبرؑ کی بات ہے

سوزِ غمِ حسینؑ ملا جس کو مل گیا
انجم یہ اپنے اپنے مقدر کی بات ہے

❁❁❁

سلام

جناب انجم زیدی صاحب بہرائچی

مضموں نیا ردیف نئی قافیہ الگ
ہوتی ہے ہر سلام پہ شہؑ کی عطا الگ

باطل پہ حق کی فتح ہوئی کربلا میں جب
پانی تھا جتنا دودھ میں سب ہوگیا الگ

میں شہر کربلا کا مسافر ہوں اس لئے
سینے پہ میں نے لکھا ہے اپنا پتہ الگ

حر آرہا ہے صبح دہم شاہ کی طرف
لو پتھروں سے ہوتا ہے اب آئینہ الگ

رومال فاطمہؑ میں پہنچ کر گہر بنا
آنکھوں سے میری ہوتے ہی اشک عزا الگ

سن کر جسے ہواؤں میں جل اٹھتے ہیں چراغ
ہوتی ہے وہ حسینؑ کے غم کی صدا الگ

قاسمؑ کی گفتگو سے یہ محسوس ہوگیا
کرب و بلا میں موت کا ہے ذائقہ الگ

مقتل میں تیر کھا کے ہنسا کیسے جاتا ہے
اصغرؑ ابھی دکھائیں گے یہ معجزہ الگ

ان سب کو ہے زوال پہ یہ لا زوال ہے
دنیا کے غم الگ ہیں غم کربلا الگ

انجم سنا ہے روح کی صحت کے واسطے
ہے کربلا کے دشت کی آب و ہوا الگ

❁❁❁

سلام

جناب انجم عرفانی صاحب

یہ ذکر وفا کس کا سر بزم چھڑا ہے
پھیلا ہوا ہر سمت یہاں رنگ حنا ہے

ہر عہد میں تنہا ہی زمانے سے لڑا ہے
وہ شخص جسے لوگوں نے دیوانہ کہا ہے

محفوظ ابھی سینۂ صحرا میں ہے تاریخ
ہر واقعہ ذروں پہ بہ تفصیل لکھا ہے

رنگ گل و لالہ سے زرا رنگ بھریں اور — افسانہ و افسوں پہ سخن آکے رکا ہے

کونین میں وہ سجدہ گہہ اہل وفا ہے — روشن جہاں عباسؑ کا نقش کف پا ہے

آفاق نے دیکھا نہ زمانے نے سنا ہے — عباسؑ نے افسانہ لہو سے جو لکھا ہے

ہشیار! علم لے کے علمدار چلا ہے — لرزہ تن صحرا میں فلک چونک اٹھا ہے

خوش تھی یہ زمیں کہہ کے مرا بوجھ ہوا کم — دوڑے ملک الموت مرا کام بڑھا ہے

رعب رخ عباسؑ سے خیرہ مہ و انجم — اور چشم غضب ناک سے خورشید ڈرا ہے

حق گو ہے ، حق آگاہ ہے حق بیں ہے حق اندیش — وہ حق سے جدا اور نہ حق اس سے جدا ہے

جو گونج رہی اب بھی تہہ گنبد افلاک — گونجے گی ابد تک وہ صداقت کی صدا ہے

کیا اس کو بجھائیں گی زمانے کی ہوائیں — روشن سرِ صحرا جو لہو رنگ دیا ہے

تاریخ بھی حیران ہے لائے تو کہاں سے — ہر نقش وفا سے کہیں نقش اس کا سوا ہے

لہروں کو تمنا تھی کہ لب چوم لیں اس کے — دریا نے بصد یاس قدم اس کا لیا ہے

تلواروں کا سایہ ہے اُسے سایۂ گیسو — تیروں کی ہوا اس کے لئے موج صبا ہے

خیبر شکنی اس کی وراثت میں ودیعت — گلگشت کی مانند اُسے میدانِ وغا ہے

ہر ضرب ید اللہی سے آتی ہے یہ آواز — باطل کے لئے اس کے سوا کچھ نہ روا ہے

ایسی صف اغیار ہوئی درہم و برہم — مٹی کے گھروندوں کو کوئی روند گیا ہے

تلواروں کی جھنکار اُسے نغمہ جاں بخش — اور ریت کی چادر اُسے پھولوں کی ردا ہے

طاعت میں شجاعت میں قناعت میں وفا میں — تھا مثل نہ اس کا کوئی بے مثل رہا ہے

بازو نہ رہے جب تو دہن ہوگئے بازو — گرتے ہوئے مشکیزہ کو دانتوں سے لیا ہے

دیکھیں تو حبیب آپ ذرا ضبط شجاعت — ثابت ہیں قدم بند زرہ ٹوٹ رہا ہے

برگ گل زہراؑ پہ وہ شبنم کی طرح نرم — پیش صف اغیار وہ اک سیل فنا ہے

منظو ر اب اس نام گرامی کی ثنا ہے — وہ نام کہ ورد اس کا ہر اک دل کی صفا ہے

ہیں چارحروف اسم گرامی میں جو شامل — ہر حرف سے ظاہر جو صفت ہے وہ بجا ہے

ہے 'ع' سے 'عباسؑ علمدار دلاور' — یہ جعفرؑ و حیدرؑ کا شرف اس کو ملا ہے

اور 'ب' سے وہ 'بے مثل وفادرار برادر' — یہ عطیۂ خاص اس کو مشیت کی عطا ہے

اور حرف 'الف' آل محمد کی ہے الفت — اس نشۂ الفت میں وہ سرشار رہا ہے

اور 'س' سے ثابت ہے وہ ''سقائے سکینہؑ' — ہے یہ وہ شرف رشک ملائک کو ہوا ہے

شبیرؑ کا ہر حکم اُسے حکم خدا ہے — شبیرؑ کی خاکِ کف پا خاک شفا ہے

پیشِ شہ دیں اس کا کبھی سر نہ اٹھا ہے
ابرو کے اشاروں پہ وہ راضی بہ رضا ہے

ماتم تہہ افلاک یہ پھر آج بپا ہے
بازوئے حسینؑ ابن علیؑ ٹوٹ گیا ہے

ہوجاتا وہ بھی کاش کہ پیوست رگ جاں
وہ تیر جفا مشک کو جو چھید گیا ہے

ہر زخم سے آتی ہے صدا، رائے سکینہؑ
سردے کے بھی تجھ سے ترا شرمندہ چچا ہے

❁❁❁

سلام

جناب انوارالحسن صاحب انورؔ رائے بریلوی

عنوان شہادت وہی ننھا سا گلا ہے
شبیرؑ کے چہرے پہ لہو جس کا ملا ہے

شبیرؑ ہیں پروردۂ آغوش رسالت
اور دامن شبیرؑ میں اسلام پلا ہے

قدموں کو ترے چوم کے اے سرور جنت
جو نار کے قابل تھا سوئے خلد چلا ہے

تسنیم کی ہے روح تو کوثر کا خلاصہ
جو اشک غم شہ میں ان آنکھوں سے ڈھلا ہے

ہر قوم میں پھر کیوں نہ ہو مولاؑ ترا ماتم
ماتم میں ترے سارے زمانے کا بھلا ہے

ہر دور میں ہوگا شہ مظلومؑ کا ماتم
یہ وعدۂ قدرت ہے ٹلے گا نہ ٹلا ہے

عبرت کا محل ہے کہ مسلمانوں کے ہاتھوں
گھر دخترؑ محبوبؐ الٰہی کا جلا ہے

کچھ اہل حرم ہی نہیں جکڑے ہیں رسن میں
مظلوم سکینہؑ کا بھی ننھا سا گلا ہے

❁❁❁

سلام

جناب انورؔ دہلوی صاحب

رضائے شاہ کو حق کی رضا کہنا ہی پڑتا ہے
یہاں فکرِ رسا کو نار سا کہنا ہی پڑتا ہے

محمدؐ کی شریعت ہرشہادت لانے والے کو
عقیدت کے تلفظ میں خدا کہنا ہی پڑتا ہے

یزیدی شیطنت جب گھیرلیتی ہے صداقت کو
حدیثِ کربلا کو برملا کہنا ہی پڑتا ہے

شہادت ہے خلوصِ عشق کی سجدہ دم پیکار
قضا کو بھی وفا کی ایک ادا کہناہی پڑتا ہے

نہ علم اپنا، نہ علمِ دیں نہ علمِ واقعات دیں — یہ عالم ہو تو اوروں کا کہا کہنا ہی پڑتا ہے
وہ جس کے در سے کوئی نامراد انورؔنہیں لوٹا — اسے سرچشمۂ جود وسخا کہنا ہی پڑتا ہے

❁❁❁

سلام

جناب سید محمد شفیع صاحب انورؔ چھولسی

تدبیر سے سرورؑ نے تقدیر بدل ڈالی — آئین حکومت کی تصویر بدل ڈالی
حرؑ مثل قمر نکلا کیا شام کے بادل سے — لکھی ہوئی ماتھے کی تحریر بدل ڈالی
آفت جو پڑی شہ پر ہنس ہنس کے اسے ٹالا — اس طرح اٹھایا غم تاثیر بدل ڈالی
بے تیغ سپاہی نے لشکر کو رلا ڈالا — اصغرؑ نے لڑائی کی تصویر بدل ڈالی
حر فوج شقی میں تھا جب شاہ کے پاس آیا — شبیرؑ نے جنت سے تعزیر بدل ڈالی
جب ظلم تھا اے انورؔ اب صبر ہے الفت ہے — شبیرؑ نے عالم کی تصویر بدل ڈالی

❁❁❁

سلام

جناب سید اولاد اصغر رضوی صاحب ماہلی

حریمِ باغِ جناں سے سلام لائی ہے — اجل نویدِ حیاتِ دوام لائی ہے
فغاں کا شور خیامِ امامؑ سے اٹھا — سحر کی روشنی کیسا پیام لائی ہے
شہادت آئی ہے دہلیزِ شاہِؑ دوراں پر — پیام قاسمؑ واکبرؑ کے نام لائی ہے
حسینؑ کو یہ بنائے گی زندۂ جاوید — حیات زہر سے لبریز جام لائی ہے
یہ تشنگی جسے پالا ہے ریگِ صحرا نے — غضب کا تیر چھ ماہے کے نام لائی ہے
شفق سے پھوٹتی عاشور کی شعاعِ سحر — لہو کا تحفہ برائے امامؑ لائی ہے
الٰہی کیسی یہ امت ہے کرکے قیدواسیر — نبیؐ کی آل کو جو تابہ شام لائی ہے
یہی ہے ماحصلِ کارہائے بنتِ علیؑ — بچا کے موت سے اپنا امامؑ لائی ہے

نہ بھولے تم کو عزادار وتیغ کے نیچے
تمہیں حسینؑ کا زینبؑ سلام لائی ہے

بہن حسینؑ کی بقائے دیں کے لئے
محبوں کے لئے خوش انتظام لائی ہے

۞۞۞

سلام

جناب سید علی اوسط رضوی صاحب اکبر آبادی

مرحبا کام بڑا کرکے دکھایا تونے
امتِ جد کو جہنم سے بچایا تونے

اے حسینؑ ابن علیؑ بخشش امت کے لئے
جان و اولاد دی گھر بار لٹایا تونے

بخدا تجھ سا زمانہ میں نہ صابر ہوگا
بخوشی بار شہادت کو اٹھایا تونے

جس گھڑی نیزہ پہ پائی ترے سر نے معراج
سورۂ کہف زمانہ کو سنایا تونے

دیں پہ جب وقت پڑے جان نہ پیاری کرنا
یہ سبق مرکے زمانہ کو سکھایا تونے

ہوگئے دیکھنے والے متعجب اس دم
لاشِ اکبرؑ کو جوپیری میں اٹھایا تونے

بیعت حاکمِ فاسق نہ کی سبحان اللہ
جان دے دی مگر اسلام بچایا تونے

تیری مظلومی پہ ہر قوم ہوئی گریہ کناں
مرکے اسلام کی ہستی کو جلایا تونے

۞۞۞

سلام

جناب مرزا محمد جعفر اوج صاحب مرحوم خلف وجانشین جناب مرزا دبیرؔ

اگر ہوں اس جہاں کے بعد پیدا سوجہاں پھر بھی
نہ خلق الحق امیر لافتیٰ سا ہو جواں پھر بھی

گئے ہیں آج واں لیکن کل آئیں گے یہاں پھر بھی
پھرے گا جانبِ ہستی عدم کا کارواں پھر بھی

ہے خامی عقل کی بے شک محل حیرت کا ہے یارو
نہ رہنے کا یقیں ہے اور بناتے ہومکاں پھر بھی

فشارِ قبر کی ایذا ہمیں وہ دے نہیں سکتا
غنیمت ہے بہ نسبت اس زمیں کے آسماں پھر بھی

وہ شاخوں سے گل تر توڑتا ہے یہ گل افسردہ
غنیمت ظلم گلچیں سے ہے جورِ باغباں پھر بھی

دیئے ہیں مدتوں ہم نے سبق رنگیں بیانی کے
نہ لیکن بلبلِ دستاں ہوئی ہم داستاں پھر بھی

قہر برسائے اس نے بزمِ غم میں لختِ دل اس نے
غنیمت ابرِ نیساں سے ہے چشمِ خونچکاں پھر بھی

خدا کی شان دل میں جاگزیں اور آنکھ سے اوجھل
وہ پنہاں سات پردوں میں ہے لیکن ہے عیاں پھر بھی

نہیں باز آئے نافرمانیوں سے اس کی ہم بندے
مگر روزی دیئے جاتا ہے وہ روزی رساں پھر بھی

نہ سایہ تک تھا اللہ ونبی کے بیچ میں حائل
مگر پردہ شبِ معراج کا تھا درمیاں پھر بھی

مدینے سے چلے سرورؑ تو صغریٰؑ نے کہا یارب
دکھانا یہ سواریٔ سلیمانِ زماں پھر بھی

فلک تجھ کو قسم ہے اپنی اس پیرانہ سالی کی
علی اکبرؑ سا دیکھا ہے کوئی خوشروجواں پھر بھی

لبِ دریا ہوا جب سرنگوں رایت کہا شہ نے
علم ہوگا دم رجعت یہ نانا کا نشاں پھر بھی

ادا پر اس کی گو اہل سخن کی جان جاتی ہے
مگر آتی نہیں اے اوجؔ یہ اردو زباں پھر بھی

❁❁❁

سلام

جناب مامون ایمنؔ صاحب نیویارک

مسجود کائنات کی رحمت لئے ہوئے
محبوبؐ کائنات کی شفقت لئے ہوئے

اللہ اور رسولؐ کی رُتبت لیے ہوئے
قرآن اور حدیث کی سطوت لیے ہوئے

توضیح راز راسِ رسالت لیے ہوئے
تقریظ وشرح وذکر شریعت لیے ہوئے

توجیہِ انصرام نبوت لیے ہوئے
پیمانۂ عقیدتِ امت لیے ہوئے

توقیر، اقتدار، نظامت لیے ہوئے
تعظیم، احترام، نیابت لیے ہوئے

تنظیفِ جسم وروح کی ثروت لیے ہوئے
پاکیزگیٔ جذب کی طینت لیے ہوئے

جنت گزار راہ کی خُلّت لیے ہوئے
منزل نواز عزم کی فطرت لیے ہوئے

ایثار، ضبط، حلم، مروت لیے ہوئے
ایفائے عہدِ حق کی صعوبت لیے ہوئے

عجزونیاز شوق کی فرحت لیے ہوئے
انسب نصابِ زیست کی غایت لیے ہوئے

روشن ضمیر، نور کی قسمت لیے ہوئے
مہر و مہہ ونجوم کی صورت لیے ہوئے

گلہائے صدبہار کی ندرت لیے ہوئے
ظلمت میں روشنی کی سیادت لیے ہوئے

دنیا میں آخرت کی قیادت لیے ہوئے
حمدوثنا، دعا کی فضیلت لیے ہوئے

سر کے لیے سجود میں رفعت لیے ہوئے
رب کے لیے عباد کی حرمت لیے ہوئے

احساس، جذب، سحر فصاحت لیے ہوئے
حکمت، ظہور رمزِ دیانت لیے ہوئے

عقبیٰ، اصول، دین کی سبقت لیے ہوئے
دانش، شعور، فہم وفراست لیے ہوئے

عفووکرم، گناہ سے برأت لیے ہوئے
امت کے نام مژدۂ جنت لیے ہوئے

زہراؑ کا ظرف زیب کی ضربت لیے ہوئے
یکسر نبیؐ کی صورت وسیرت لیے ہوئے

انصاف، عدل فیض، سخاوت لیے ہوئے
ہاشم کے خاندان کی حشمت لیے ہوئے

جذبِ جہاد شوقِ شہادت لیے ہوئے
شبیرؑ آئے زیست کی دولت لیے ہوئے

دورِ خزاں کے رخ سے اداسی گئی ہے آج
بادِ بہاری آئی ہے نکہت لیے ہوئے

اُبھرے حسینؑ دیں کی حفاظت کے واسطے
ڈوبا یزید قتل کی لعنت لیے ہوئے

دشتِ بلا میں ناطقِ قرآں حسینؑ تھے
نیزے کی نوک پر بھی تلاوت لیے ہوئے

گفتار میں وہ مسندِ جنت کا مدعی
کردار میں شکوہِ صدارت لیے ہوئے

حق گو، وفا شعار، مجاہد، شہید،امام
ہستی میں کاروبار نجابت لیے ہوئے

اس نے حیات بخشی ہے مذہب کو موت سے
بے شک وہی ہے صدق کی دعوت لیے ہوئے

سبطِ رسولؐ ابن علیؑ، جانِ فاطمہؑ
اب بھی ہے جرأتوں کی امانت لیے ہوئے

امت کو دیں کا نور دیا ہے رسول نے
اس دین کی حسینؑ ہیں عظمت لیے ہوئے

شبیرؑ نے تو ان کو سدا دوست ہی کہا
جو لوگ تھے دلوں میں کدورت لیے ہوئے

جو نام لیوا شمر کا ہوگا یزیدکا
بھٹکے گا وہ جہان میں ذلت لیے ہوئے

پھرتے ہیں لوگ چہروں پہ اب بھی سجاکے جھوٹ
نازاں ہیں لوگ اب بھی خجالت لیے ہوئے

مرتے ہیں لوگ کیسے یزیدی شعار پر
جیتے ہیں لوگ کیسے ہزیمت لیے ہوئے

چلتی رہے گی روز ابد تک رہِ حسینؑ
ہرگام اٹھرہا ہے مسافت لیے ہوئے

نفرت نے جب اصول کو للکارا رزم میں
نکلے حسینؑ لب پہ محبت لیے ہوئے

شبیرؑ نذرِ جاں کی روایت نباہنے
کربل چلے اصول صداقت لیے ہوئے

اک قافلہ رواں تھا سوئے دشتِ کربلا
ایثارِ زندگی کی روایت لیے ہوئے

دشمن کو اپنے نوکِ سناں پر غرور تھا
اترے حسینؑ رن میں حقیقت لیے ہوئے

دیکھے جہاں ونائتِ پیہم کی رومیں آج
اک کارواں چلا ہے شرافت لیے ہوئے

آلِ نبیؐ کا قافلہ سچائی سے تھا لیس
دشمن تھا جھوٹ ظلم۔ رعونت لیے ہوئے

فرقِ حسینؑ پر تھی عیاں دیں کی سادگی
اور تھا غنیم دہر کی شوکت لیے ہوئے

پہنچے جناں تمام شہیدانِ کربلا
خوشنودیٔ خدا کی سعادت لیے ہوئے

روتی تھی خون کربلا روئے زمین پر
لرزاں تھا آسمان قیامت لیے ہوئے

جائے گی رب کے سامنے خود ارضِ کربلا
روز حساب کرب امانت لیے ہوئے

پانی نہ تھا حسینؑ نے خوں میں نہالیا
چمکا تو زخم زخم علامت لیے ہوئے

پیشِ خدا، حضور نبیؐ سرخرو گیا
رگ رگ میں خون اگلتی جراحت لیے ہوئے

تھا سب کا حال حضرتِ ایوب کی طرح
ہر دل تھا گنجِ صبر وقناعت لیے ہوئے

اللہ کے نبیؐ نے کہا زندہ ہے شہید
مضموں یہ ہے کتاب کی آیت لیے ہوئے

دنیا میں ہے شہید کا درجہ بہت بلند
جنت بھی ہے مزید بشارت لیے ہوئے

پھیلا ہے آسمان پہ سایہ حسینؑ کا
چمکے گا آفتاب طراوت لیے ہوئے

بادسموم گرم تھپیڑے نہ لائے گی
سورج طلوع ہوگا نہ جدت لیے ہوئے

محفل میں آئے بیٹھے ہیں عاشق حسینؑ کے
دل میں وفورِ شوق عبادت لیے ہوئے

شعروں میں ہم نے دل سے پروئی ہیں دھڑکنیں
فرحاں ہوئے سُرورِ ارادت لیے ہوئے

لے لو، زمانے والو! ہمارے دلوں سے نور
ہم لوگ ہیں حسینؑ کی مدحت لیے ہوئے

ایمنؔ ہے دل سے پیروفرمانِ اہل بیتؑ
ہاتھوں میں اپنے فردِ اطاعت لیے ہوئے

❁❁❁

سلام

جناب ایوبؔ صاحب مبارک پوری

حسینؑ جاتے ہیں کعبے سے کربلا کی طرف
رواں ہے قافلۂ زندگی قضا کی طرف

یزیدیوں نے نہ شیطاں کا راستہ چھوڑا
حسینؑ ان کو بلاتے رہے خدا کی طرف

کوئی یزید کا دنیا میں خیرخواہ نہیں
ہرایک قوم ہے اب شاہِ کربلا کی طرف

نگاہِ شمر ہے ابن علیؑ کی گردن پر
نظر حسینؑ کی ہے مرضی خدا کی طرف

طلب یزید نے کی تھی رسولؐ سے بیعت
بڑھا تھا ہاتھ مگر ابن مصطفیٰ کی طرف

یہ فیصلہ ہوا میداں میں نوروظلمت کا
حر آئے تیرگئ شام سے ضیا کی طرف

وہ شیرخوار ہے لیکن علیؑ کا پوتا ہے
چلا ہے جھولے سے جو لشکر جفا کی طرف

ہدف بنایا جو اصغرؑ کو ابن کاہل نے
اجل نے دیکھا بڑے دکھ سے مامتا کی طرف

نواسیاں ہیں یہ سرکارؐ کی مسلمانو!
نہ دیکھو زینبؑ وکلثوم کی ردا کی طرف

دلہن کو چھوڑ کے میداں میں جب چلے قاسمؑ
عروسِ مرگ بڑھی ابن مجتبیٰؑ کی طرف

دعائیں دیتی ہیں ان کو حسینؑ کی مادرؑ
قدم بڑھاتے ہیں جو مجلسِ عزا کی طرف

یہی ہے حسرتِ ایوبؔ اس علالت میں
بلائے مجھ کو مقدر درشفا کی طرف

❁❁❁

سلام

حضرت باقی مرحوم

اے مجرئی کھلے گل احمر کہاں کہاں
کھائے تھے شہؑ نے نیزہ و خنجر کہاں کہاں

ہوتے ہیں ذکر خندق و خیبر کہاں کہاں
دکھلائے ذوالفقار نے جوہر کہاں کہاں

حمد خدا میں لغت میں مدح امام میں
قاصر ہے نطق خامہ و دفتر کہاں کہاں

بغداد میں دمشق میں بصرہ میں کوفہ میں
بیجاں ہوئے بتولؑ کے دفتر کہاں کہاں

ریگ تپاں میں بادیۂ غم میں دھوپ میں
مرجھائے فاطمہؑ کے گل تر کہاں کہاں

مشہد میں کربلا میں نجف میں بقیع میں
درج شرف کے بکھرے ہیں گوہر کہاں کہاں

یثرب میں کاظمین میں کوفہ میں طوس میں
مدفوں ہیں برج نور کے اختر کہاں کہاں

مجلس میں گھر میں تعزیہ خانہ میں وعظ میں
اس حادثہ سے روز ہے محشر کہاں کہاں

مومن کے دل میں آنکھ میں سینہ میں جان میں
ڈوباغم حسینؑ کا نشتر کہاں کہاں

مقتل میں آسماں میں جناں میں زمین میں
رونے کو ہیں فرشتے مقرر کہاں کہاں

دربار میں خرابہ میں زنداں میں قید میں
تھی بے قرار شاہ کی دختر کہاں کہاں

زنداں میں دست شمر میں رویا میں قیدمیں
دیکھا سکینہؑ نے سرِ انور کہاں کہاں

منزل میں قتل گاہ میں بستی میں راہ میں
گرگرپڑی امامؑ کی خواہر کہاں کہاں

بازار میں ہجوم میں کوفہ میں شام میں
سیدانیاں پھری ہیں کھلے سر کہاں کہاں

گلشن میں کوہسار میں صحرا میں شہر میں
جلوہ نماہے رحمتِ داور کہاں کہاں

رفرف میں لامکاں میں مکاں میں بہشت میں
معراج میں گئے ہیں پیمبرؐ کہاں کہاں

طوفان میں مرض میں مصیبت میں رنج میں
لیتے ہیں نام حیدر صفدرؑ کہاں کہاں

معراج میں حجاب میں دنیا میں دین میں
ہمدم رہے رسولؐ کے حیدرؑ کہاں کہاں

مرقد میں جاں کنی میں سوال وجواب میں
آئے ہیں شاہ دلدل وقنبر کہاں کہاں

انجیل میں زبور میں قرآں میں قبر میں
لکھا ہے نام حیدر صفدرؑ کہاں کہاں

پتوں میں پھل میں پھول میں شاخوں میں بیج میں
پہونچا ہے فیض ساقئ کوثر کہاں کہاں

یثرب میں کربلا میں حرم میں حجاز میں
مل کر لہو پھرا ہے کبوتر کہاں کہاں

بزم عزاء میں قبر میں مقتل میں خلد میں
صرفِ بکا ہے شاہؑ کی مادر کہاں کہاں

کوثر میں جوئے شیر میں طوبیٰ میں خلد میں
ہے شور تشنہ کامئ اصغرؑ کہاں کہاں

مکہ میں نینوا میں نجف میں مدینے میں
باقی کو لے گیا ہے مقدر کہاں کہاں

سلام شامِ غریباں

مولانا سید محمد باقر باقری جوراسی

سلام روحِ شریعت کے جاں نثاروں پر
سلام عرصۂ غربت کے شہسواروں پر
سلام درد کے ماروں پہ نیم جانوں پر
سلام دشتِ مصیبت کے میہمانوں پر
سلام اُن پہ جنہیں تشنگی نے گھیرا تھا
زبانیں خشک تھیں آنکھوں تلے اندھیرا تھا
سلام اُن پہ ہو تن چاک چاک ہیں جن کے
سلام اُن پہ کفن خون و خاک ہیں جن کے
زمینِ گرم پہ لاشیں ہیں سر سنانوں پر
سلام صبر کے سنسان آستانوں پر
سلام تم پہ رہِ حق میں ہر بلا والو
سلام شامِ غریباں میں کربلا والو
نہ اب چچا ہیں نہ اب وہ پدر کا سینہ ہے
نڈھال غم سے بلکتی ہوئی سکینہؑ ہے
ہر اک یتیم ہے بے ہوش گرم ریتی پر
پڑا ہے بارِ حفاظت علیؑ کی بیٹی پر
نصیب ہے کوئی چادر نہ کوئی خیمہ ہے
کھلے سروں پہ اندھیرے کا ایک سایہ ہے
اداسیاں ہیں نہیں روشنی چراغوں میں
چمک سی ہوتی ہے قلب و جگر کے داغوں میں
فضا ہے خوف کی ہمدم نہ کوئی حامی ہے
ہوائے دشت ہے خیموں کی راکھ اڑتی ہے
ابھی تو قید میں رنج و محن اٹھانا ہے
رسن ہے طوق و سلاسل ہیں تازیانا ہے
سلام لیجئے بیمار و ناتواں آقاؑ
ابھی ہے بارِ امامت کا امتحاں آقاؑ
ملا ہمیں نہ شرف آہ کام آنے کا
کہ بیچ میں ہے بہت فاصلہ زمانے کا
یہی پیام ہے بعد سلام اے باقر
مصیبتوں میں خدا سب کا حافظ و ناصر

❁❁❁

سلام

جناب سید باقر رضوی صاحب، نیوجرسی امریکہ

کربلا سوئی ہوئی فکر جگا دیتی ہے
کربلا ذہن پریشاں کو شفا دیتی ہے
کربلا زیست کو آسان بنا دیتی ہے
کربلا صبروتحمل کو جلا دیتی ہے
کربلا حق وصداقت کو ضیاء دیتی ہے
کربلا ظلم وتشدد کو مٹا دیتی ہے
گھر کے طوفاں میں علیؑ کو جو صدا دیتا ہے
ناخدا بن کے ہوا پار لگا دیتی ہے

بنتِ احمد تیرے لفظوں کی صداقت اکثر
پیرہن خلد سے بچوں کو منگا دیتی ہے
پھر کسی اصغرؑ بے شیر کی حاجت ہے یہاں
کربلا آج بھی ھَل من کی صدا دیتی ہے
تشنہ لب ننھے مجاہد تیری جرأت کے نثار
مسکراہٹ تیری فوجوں کو رلا دیتی ہے
جوبھی ٹکراتاہے سرورؑ کی عزاداری سے
شان کو اس کی یہ مٹی میں ملا دیتی ہے
شہ کی مداحی میں عیسائی بھی ہندو بھی ملے
کربلا غیروں کو بھی درس وفا دیتی ہے
جو غم شاہ میں دو اشک بہا دیتا ہے
بنت زہراؑ اسے جنت کی دعا دیتی ہے
اپنی نظروں میں اٹھالیتا ہے لشکر غازی
غیرت ہاشمی جب اس کو صدا دیتی ہے
تشنہ لب اکبرؑ مہ رو کی وہ دل سوز اذاں
آج تک مسجد و منبر کو ضیاء دیتی ہے
غیظ میں آتی ہے جس وقت علیؑ کی بیٹی
اپنے خطبوں سے وہ دربار ہلا دیتی ہے
کربلا والوں میں تھے جونؑ بھی حرؑ بھی باقرؔ
کربلا نسلوں کی تفریق مٹا دیتی ہے

❁❁❁

سلام

جناب سید محمد باقرؔ طباطبائی

وفاپر بازوئے شبیرؑ کی روح وفا صدقے
ولائے حضرت عباسؑ پر اہل ولاصدقے
تمنائے علیؑ پر کیا بتاؤں میں کہ کیا صدقے
یہ دنیا تو بہت بے قدر شے ہے ماسواصدقے
بلائیں تیری لیتی ہیں جناں میں فاطمہ زہراؑ
علیؑ کہتے ہیں دل تجھ پر مرا اے دلربا صدقے
نہ کرحیرت اگر روز جزا شہ کے فدائی پر
شفاعت اپنی کردیں شافع روزجزا صدقے
لگا کر اپنے سینے سے جناں میں حمزہؑ وجعفرؑ
یہ فرماتے ہیں تجھ پر ہاشمی شانِ وغا صدقے
تعالی اللہ تو اس کا پسرہے جس پہ قرآں میں
تصدق ھل اتیٰ ہے جس پہ تاجِ انماصدقے
علیؑ کی تیغ پر لاسیف کی توصیف قرباں ہے
شجاعت پر علی مرتضیٰ کی لافتیٰ صدقے
نظیر ام البنین کی مل نہیں سکتی ہے عالم میں
نبیؐ کے لال پر بیٹوں کو اپنے کردیا صدقے
ابوطالبؑ کی خاک پاؔ گاؤ اپنی آنکھوں سے
کہ دینِ حق پہ جن کی نسل کا ہے سلسلہ صدقے
تمنا تھی یہی شبیرؑ کی اسلام بچ جائے
کیے ہیں اپنے ہاتھوں کیسے کیسے مہ لقا صدقے
کبھی اکبرؑ کو وارا اور کبھی عونؑ ومحمدؑ کو
کبھی دین خدا پر قاسمؑ گلگوں قبا صدقے
رہا کوئی نہ جب باقی تو شہ شاہے کو ہاتھوں پر
اٹھا کر لائے اور راہِ خدا میں کر دیا صدقے

عطش پر اصغرؑ بے شیر کی نہر لبن صدقے
حسینؑ ابن علیؑ کے صبر پر صبر و رضا صدقے

نبیؐ کے لال نے سب گھر لٹایا راہِ خالق میں
نبی زادیؑ نے کردی دین پر سر کی ردا صدقے

غضب کر بیٹھا تھا حر سدِّ رہ شبیر کا بن کر
وہ کہیئے بے تامل شاہ دیں پر ہوگیا صدقے

زمین کربلا کے اوج پہ کعبہ یہ کہتا ہے
تری رفعت پہ سوسو مرتبہ ارض منیٰ صدقے

صریرِ خامہ سے آتی ہے رہ رہ کر صدا باقرؔ
ترے حسنِ تخیل پر ردیف و قافیہ صدقے

❁❁❁

سلام

جناب سید محمد باقرؔ کاظمی صاحب، نیویارک امریکہ

بدلی اک اندوہِ و غم کی دل پہ چھائی بار بار
یاد مجلس میں یہ کن پیاسوں کی آئی بار بار

کرتے ہیں مولامرے مشکل کشائی بار بار
یاعلیؑ کہہ کر اٹھا ٹھوکر جوکھائی بار بار

خودبخود بڑھنے لگے اب جانب منزل قدم
غیب سے ہوتی رہی ہے رہنمائی بار بار

آج حیدرؑ کوپیمبرؐ نے علم بخشا ہے خود
کیا کسی نے اور بھی یوں فتح پائی بار بار

حیدری نعرہ لگائیں جوش میں سب حیدری
بات ہونٹوں پر غدیر خم کی آئی بار بار

ہیں علیؑ سب کے ولی میرے اخی میرے وصی
وحی یہ سب کو پیمبرؐ نے سنائی بار بار

پاک ہونے کا جو حق ہے پاک ہیں یوں اہلبیتؑ
آیۂ تطہیر نے منزل بتائی بار بار

پھیر کر منھ اپنا اپنا اشقیاء رونے لگے
جب زباں ہونٹوں پر اصغرؑ نے پھرائی بار بار

چھینے یوں گوہر سکینہؑ کے لہوبہنے لگا
پھول سے رخسار پر سیلی لگائی بار بار

کان میں پہنچی جوشہ کے استغاثہ کی صدا
جھولے میں بے شیرنے گردن اٹھائی بار بار

بیٹے سے چھٹ کر نہ باقرؔ چین ماں کو آسکا
جنگِ اکبرؑ دیکھنے ڈیوڑھی پر آئی بار بار

❁❁❁

سلام

جناب سید باقرؔ زیدی صاحب، میری لینڈ امریکہ

زندگی نے زندگی پائی ارادہ دیکھ کر
موت کو موت آگئی اصغرؑ کو ہنستا دیکھ کر

جوئے خوں آنکھوں سے بہہ جاتی ہے دریا دیکھ کر
کچھ جلے خیمے نظر آتے ہیں صحرا دیکھ کر

اس طرح اسلام اٹھا دیکھ کر روئے حسینؑ
جس طرح بیمار جی اٹھے مسیحا دیکھ کر

انتخاب زوجِ زہراؑ پر تعجب کس لئے
بیاہتے ہیں بیٹیاں اچھا سے اچھا دیکھ کر

وہ ترے معیار پر پورا اترسکتا نہیں
رحم جو کھاتا نہیں قاتل کو پیاسا دیکھ کر

کربلا کا سارا پس منظر ابھر کر آگیا
کربلا کے بعد دینِ حق کو زندہ دیکھ کر

اپنے اپنے لال سب نے کردیئے نذرِ اجل
دل دہل جاتا ہے ماؤں کا کلیجہ دیکھ کر

صابر و شاکر کوئی شبیرؑ سا ممکن نہیں
شکر کے سجدے کرے بیٹے کا لاشہ دیکھ کر

یاد پیغمبرؐ میں اتنے محو ہوتے ہیں حسینؑ
وجد آجاتا ہے اکبر کا سراپا دیکھ کر

دل کی حالت ہم کبھی ان سے بیاں کرتے نہیں
دل میں کیا ہے وہ سمجھ لیتے ہیں چہرہ دیکھ کر

قبر میں بھی ساتھ ہو باقرؔ یہی قندیلِ غم
تیرگی کافور ہوتی ہے اجالا دیکھ کر

❁❁❁

سلام

جناب بدرؔ جونپوری صاحب

پوچھتے تھے لوگ حیراں ہوکے یاشاہ انام
جنگ کے میداں میں کیا ہے عورتوں بچوں کا کام

کھول دے گا راز یہ بھی خطبۂ دربار شام
عورتوں کو کس لئے میداں میں لاتے ہیں حسینؑ

ایک دکھیا ماں نے اٹھارہ برس تک پال کر
کردیا قربان حق کی راہ میں نورنظر

نوجواں کی لاش اٹھانے کوکسی شہؑ نے کمر
دی یہ حیدرؑ نے صدا ٹھہرو ہم آتے ہیں حسینؑ

اک بہن نے کربلا میں حق کی نصرت کے لئے
اپنی دو آنکھوں کے تارے بھی نچھاور کردیئے

جس کے دونوں لال مرجائیں وہ ماں کیونکر جیئے
راہ نصرت عورتوں کو یوں دکھاتے ہیں حسینؑ

ایک بیٹی باپ کے سینے پہ سونا چھوڑ کر
شام کے پرہول زنداں میں لگی کرنے بسر

اس طرح سے ہو نہ یارب کوئی بچہ بے پدر
مومنوں کو صبر کے جوہر سکھاتے ہیں حسینؑ

اک دلہن نے دل پہ پتھر رکھ کے حق کی چاہ میں
کردیا نوشاہ کو رخصت خدا کی راہ میں

تھا حسن کا چاند یکتا لاکھ مہروماہ میں
راہ حق میں اس طرح گھر بھر لٹاتے ہیں حسینؑ

اک کنیز باوفا نے تج کے آرام جہاں
خدمت آل نبیؐ کی زیر شمشیر وسناں

دی ندا فضہ نے رن کو جب چلے شاہ جناں
لیجئے بی بی امانت اپنی جاتے ہیں حسینؑ

ہے کوئی جو آئے نصرت کو یہ دی شہ نے ندا
زینبؑ و کلثومؑ کا دل بس تڑپ کررہ گیا

آج تک گونجی ہوئی ہے استغاثہ کی صدا
دو جواب اے مومنو تم کو بلاتے ہیں حسینؑ

❁❁❁

سلام

جناب سید فاروق احمد بزمیؔ وارثی حنفی لکھیم پوری

آگیا ماہ محرم لے کے فطرت کا پیام
جس نے تازہ کردیا ہے دل میں ایثار امام

گھر لٹا کر تیر کھا کر سر کٹا کر اے حسینؑ
کردیا ہے امت عاصی کا تونے انتظام

سامنے ہو لاش اکبرؑ لب پہ ہو شکر الٰہ
صبر ایوبی کا تونے کردیا ہے اختتام

اس طرف کل ہیں بہتر تن جوان و پیر سب
اس طرف آئی امنڈ کر ہے تمامی فوج شام

اس طرف مشتاق باغ خلد ہیں سب لعل و پیر
اس طرف رے کی حکومت کا ہے دل میں انصرام

جرأتیں یہ ہمتیں یہ وار ہے فاقہ کشو
کردیا ہے حیدرؑ صفدر کا روشن تم نے نام

دیکھتے کیا ہو لعینوں یہ علیؑ کے شیر ہیں
طفل کمسن گو ہیں اور ہیں تین دن کے تشنہ کام

روئے گا تجھ پر ہمیشہ عالم انسانیت
حضرت شبیرؑ کے چھ ماہ کے اے لالہ فام

حق کی مظلومی نے دیدی زعم باطل کو شکست
کربلا کا ذرّہ ذرّہ دے رہا ہے یہ پیام

بیڑیاں پہنے ہوئے کانٹوں پر چلتا ہے اسیر
کون؟ جو ہے آخر شمع شبستاں کا امام

آگیا بزمیؔ بھی لے کر تحفۂ ناچیز کو
اے شہید کربلا مقبول ہو اس کا سلام

❁❁❁

سلام

جناب سید ذوالفقار حسنین بسملؔ اکبرآبادی مرحوم

شافع روز جزا کو جو پکارے جائیں گے
بے دھڑک محشر میں کوثر کے کنارے جائیں گے

خاک ڈر ہو اے فرشتو بہر تلقین جواب
بوترابی ہیں علی کو ہم پکارے جائیں گے

چھوڑے جاتے ہو کہاں اے کربلا والو ہمیں
گلشن جنت میں ہم کس کے سہارے جائیں گے

آتشِ دوزخ کو دم میں سرد کر دیں گے ضرور
رائیگاں ہرگز نہ یہ آنسو ہمارے جائیں گے

دیکھ کر تاریکیٔ زنداں سکینہ نے کہا
اے پھوپھی دن رات یاں کیونکر گزارے جائیں گے

بولی صغریٰ غم سے مرجائے گی یہ بیٹی مریض
جب تمہارے ساتھ بابا گھر کے سارے جائیں گے

ذکر مولا کے تصدق پیش داور حشر میں
ذاکرانِ شہ میں بسملؔ بھی پکارے جائیں گے

❁❁❁

سلام

جناب بسملؔ مچھلی شہری

وہ مے پیتا ہوں جو میخانے میں بہتر سے بہتر ہے
نظر ساقی کی جانب شوق کے ہاتھوں میں ساغر ہے

وہی مے ہے کھینچتی تھی جو غدیر خم کے میداں میں
وہی ہے تذکرہ جس کا کلام حق میں اکثر ہے

ملائک رشک کرتے ہیں وہ ہم نے پائی قسمت ہے
کہ ہم رندوں پہ بے حد التفاقِ میر کوثر ہے

اچھالا اس بھری محفل میں کس نے مدح کا ساغر
رواق دل منور ہے مشال جاں معطر ہے

بشر میں یوں تو ہر خوبی ہے اور بہتر سے بہتر ہے
وفا لیکن وہ خوبی ہے جو ہر خوبی سے بڑھ کر ہے

بشر مرجاتا ہے لیکن وفا ہرگز نہیں مرتی
قیامت تک وفا کا نام دنیا کی زباں پر ہے

وفا کردیتی ہے دنیا میں نام انسان کا اونچا
وفا خوئے ائمہ ہے وفا خوئے پیمبر ہے

ہزار آئے خزاں گلزار کو تاراج کرڈالے
کبھی مرجھا نہیں سکتا وفا ایسا گل تر ہے

جو مرکز تک وفاؤں کے پہنچنے کی ہو کچھ خواہش
تو پھر کیوں دور جاؤ حضرت عباسؑ کا در ہے

لب و لہجہ اگر شبیرؑ کا مثل پیمبرؐ ہے
جسے کہتے ہیں سب عباس وہ تصویر حیدرؑ ہے

جو دامن تھام لے ان کا یقینی ہے نجات اس کی
جو ان کا ہوگیا اس کو کہاں پھر خوف محشر ہے

نبیؐ کے ساتھ سایہ کی طرح تھے جس طرح حیدرؑ
یونہی شبیرؑ کی خدمت میں عباسؑ دلاور ہے

امام وقت کی خدمت میں اک خادم سے کمتر ہے
کسی موقع پر جرأت کی ضرورت ہو تو حیدر ہے

علیؑ ہے وقت کا اپنے علمبردار لشکر ہے
جسے کہتے ہیں سب عباسؑ وہ شیر دلاور ہے

اجازت جنگ کی عباس کو سرور جو دے دیتے
تو دنیا دیکھ لیتی دم میں جنگ کربلا سر ہے

نہ تھا شبیر کی موجودگی میں حق امامت کا
یہی لیکن امامت کا علمبردار لشکر ہے

شجاعت میں سخاوت میں رموت میں ریاضت میں
یہ حیدر کا پسر اپنی جگہ پر خود بھی حیدر ہے

پسر کی جتنی مدحت ہے پدر کی ہے وہی مدحت
کہ اے بسمل یہ حیدر کا پسر ثانی حیدر ہے

علیؑ ہوں یا علیؑ کا لال کردار ایک ہے بالکل
وہ تسکین نبی تھے یہ سکون قلب سرور ہے

ولادت کے لئے مخصوص جب اللہ کا گھر ہے
علیؑ کا مرتبہ جانیں پیمبر یا خدا جانے
علیؑ کی معرفت میں ہے نبیؐ کی معرفت مضمر
کہاں پیدا ہوا ثانی کوئی دونوں کا دنیا میں
کوئی محبوب داور ہے کوئی مطلوب داور ہے
اگر ہے مصطفیٰ و مرتضیٰ پر ظل سبحانی
علیؑ و مصطفیٰ ہیں آیۂ تطہیر کے مظہر
اُدھر شان امامت اوج پر اپنے جو ہے نازاں
نبیؐ کو علم کا شہر اور علیؑ کو بابہا کہئے
وہاں آنکھیں ملیں باہم امامت اور رسالت سے
امامت کا قدم پہنچا ادھر دوش رسالت پر
زہے وہ زیست جس سے موت بھی ٹکرا کے رہ جائے
نوید حریت ہے قطرہ قطرہ خون دلاور کا
یہ عکس حیدریت ہے یہ تنویر ید اللہی
یہ نہر علقمہ پر ہوتا ہے محسوس اب تک بھی
زباں پر خود بخود صل علیٰ آتا ہے اے بسمل

علیؑ کا مرتبہ کس اوج پر اللہ اکبر ہے
یہ وہ انساں ہے جو بعد نبی ہر اک سے برتر ہے
علیؑ و مصطفیٰ سے ربط ہے تو ربط داور ہے
خجل مہتاب ادھر نادم ادھر مہر منور ہے
کوئی پردے کے اندر ہے کوئی پردے کے بارے ہے
تو اس ممدوح پر سایہ کئے جبرئیل کا پر ہے
یہ تنویر وفا عزم حسینیت کا مظہر ہے
ادھر حسن وفا کہتا ہے یہ میرا مقدر ہے
یہ ایوان وفا کا آہنی دیوار ہے در ہے
یہاں شبیرؑ کا سودا ہے اور عباسؑ کا سر ہے
ادھر روح وفا اس عطر سے اب تک معطر ہے
خوشا وہ عزم جس کا زندۂ جاوید پیکر ہے
جہاں ٹپکا وہاں کا ذرہ ذرہ مہر انور ہے
یہ ایسا آئینہ ہے وجد میں خود آئینہ گر ہے
ترائی میں کوئی سویا ہوا شیر دلاور ہے
خوشی عباس کی میلاد کی ہر دل کے اندر ہے

❁❁❁

سلام

جناب مولوی سید محمد مرتضیٰ صاحب بیانؔ مرحوم فدائی میرٹھی

اے محمد کے نورعین حسینؑ تونے پایا کہیں نہ چین حسینؑ
کشتۂ کربلا حسینؑ حسینؑ

گر گیا فرش خاک پرزیں سے عرش اعظم کی زیب وزین حسینؑ
کشتۂ کربلا حسینؑ حسینؑ

آسمان وزمیں میں برپا ہے تیرے ماتم کا شوروشین حسینؑ
کشتۂ کربلا حسینؑ حسینؑ

تین دن تک ملا نہ آب وغذا اے شہنشاہ مشرقین حسینؑ
کشتۂ کربلا حسینؑ حسینؑ

دوستی تیری اجرایماں تھی کیا اچھا ادا یہ دَین حسینؑ
کشتۂ کربلا حسینؑ حسینؑ

تجھ کر اے سید بہشت بریں حوریں روتی ہیں کرکے بین حسینؑ
کشتۂ کربلا حسینؑ حسینؑ

تشنہ لب کٹ گیا لب دریا پسر فاتح حنین حسینؑ
کشتۂ کربلا حسینؑ حسینؑ

خاک راہ جناب پر قرباں ہے بیانؔ مثل ابن قین حسینؑ
کشتۂ کربلا حسینؑ حسینؑ

❁❁❁

سلام

جناب پیامؔ اعظمی صاحب، لکھنؤ

احساس درد و غم پہ اثر کربلا کا ہے
ہر فکر ہر قلم پہ اثر کربلا کا ہے

امت نہیں امم پہ اثر کربلا کا ہے
کہتے ہیں سب کہ ہم پہ اثر کربلا کا ہے

آنکھوں کی یہ فرات کبھی سوکھتی نہیں
ہر ایک چشم نم پہ اثر کربلا کا ہے

سینوں میں زندگی کے دھڑکتی ہے کربلا
سانسوں کے زیر و بم پہ اثر کربلا کا ہے

کعبہ سیاہ پوش ہے صدیوں سے کس لئے
کیا خانۂ حرم پہ اثر کربلا کا ہے

بیٹوں کا اپنے رکھتے نہیں اب یزید نام
خود شیخِ محترم پہ اثر کربلا کا ہے

پیمانہ خیر و شر کا ہیں حر اور حرملہ
معیار مدح و ذم پہ اثر کربلا کا ہے

ایران کررہا ہے شہیدوں پہ اپنے فخر
اس کاروانِ غم پہ اثر کربلا کا ہے

اس کو جھکا سکیں گی نہ دنیا کی طاقتیں
جس قوم کے علم پہ اثر کربلا کا ہے

ہیں جادۂ حیات میں آگے کچھ اور لوگ
کیسے کہیں کہ ہم پہ اثر کربلا کا ہے

ڈرتے ہیں تیرے شعر سے اہل ہوس پیامؔ
شاید ترے قلم پہ اثر کربلا کا ہے

❁❁❁

سلام

ڈاکٹر پیکر جعفری اترولوی

فنا سے کس طرح آشنا ہو بنائے دینِ خدا کی منزل
رسولؐ تھے ابتدا کی منزل حسینؑ ہیں انتہا کی منزل

حسینؑ پشت نبیؐ پہ آئے تو طول سجدے کو ہو رہا ہے
زمانے والے بغور دیکھیں بتول کے دلربا کی منزل

نہ جانے کیسے تھے وہ مسلماں جلانے آئے جو اس مکاں کو
جہان پہ اترا کبھی ستارہ، بنا کبھی انما کی منزل

سندطہارت پہ انما، اور عطاپہ خود ہل اتیٰ ہے شاہد
جو پوچھنا ہوتو پوچھو قرآں سے کیا ہے آل عباؑ کی منزل

جناب آدمؑ سے تاجناب رسول اکرمؐ ہر ایک رویا
سبھی کے پیش نظر تھی گویا شعور میں کربلا کی منزل

کہا یہ صفین میں علیؑ نے نہ آج عباسؑ جنگ کرنا
تمہیں ذخیرہ کیا گیا ہے ابھی تو ہے کربلا کی منزل

یہ دونمونے ہیں زندگی کے جوجس کو اپنائے جس کو چاہے
یزید مکر و دغا کی منزل، حسینؑ صدق و صفا کی منزل

غلام کو اور پسر کو لے کر چلا یہ حرفوج شر سے کہہ کے
یزیدیت ہے فنا کی منزل، حسینیت ہے بقا کی منزل

تمہارا قبضہ فرات پر تھا، پیا نہ عباسؑ تم نے پانی
تمہارے کردار نے بتادی جہاں کو کیا ہے وفا کی منزل

بناکے اصغرؑ کی قبر شہؑ نے کیا جو شکر خدا کا سجدہ
طواف میں ہے وجود کعبہ وہ بن گئی کربلا کی منزل

بہن تمہارے ہے گھر حوالے یہ وقت رخصت کہا جو شہؑ نے
جواب کچھ دے سکی نہ زینبؑ بنی تھی صبر و رضا کی منزل

کوئی پسر کو خوشی سے دیدے کوئی نشانِ گلو پہ رودے
زمانہ اب خود کرے معین ربابؑ اور ہاجرہؑ کی منزل

وہ کربلا ہو کہ شام و کوفہ، نبیؐ کی عترت کو تامدینہ
وہیں پہ عباسؑ یاد آئے جہاں پہ آئی وفا کی منزل

لہو جو مولاؑ کا مل گیا تھا تو بن گئی سجدہ گاہ عالم
عبادتوں کی امین ٹھہری یہ دیکھو خاکِ شفا کی منزل

رکھا جو رومال میں سمو کر مرے لئے مغفرت کا ساماں
کوئی دل سیدہ سے پوچھے کہ کیا ہے اشک عزا کی منزل

اگر مسلماں یہ چاہتے ہیں کہ دو جہاں میں ہو کامیابی
زبان پہ ہو کلمہ شہادت، نظر میں ہو کربلا کی منزل

تمہارا قول وعمل بتائے کہ پاسدار حسینیت ہو
مٹادو نقشِ وجود باطل، یہی ہے روح عزا کی منزل

گناہ کچھ ہیں زیادہ اتنے کہ یہ ہے عالم ندامتوں کا
وہیں پہ کانپے ہیں ہاتھ پیکرؔ جہاں پہ آئی دعا کی منزل

❖❖❖

سلام

جناب تاثیر نقوی صاحب

جو روشنی مطلع وحدت ہے وہ حسینؑ   جو نجم آسمانِ رسالت ہے وہ حسینؑ
جو آفتاب برج امامت ہے وہ حسینؑ   جو ماہتاب چرخ ولادت ہے وہ حسینؑ

روشن جبیں سے جس کی فضائے حیات ہے
جو جزونور کل ہے، بنائے حیات ہے

کردار وعزم میں جو پیمبر ہے وہ حسینؑ   میدان میں جو ثانی حیدر ہے وہ حسینؑ
تنہا جو ایک لاکھ میں لشکر ہے وہ حسینؑ   جو صابروں میں صبر کا پیکر ہے وہ حسینؑ

رنگیں لہوسے جس کے قبائے حیات ہے
جو تاجدارِ کرب وبلائے حیات ہے

واللہ جس کا ذکر عبادت ہے وہ حسینؑ   قرآن کی دائمی جو صداقت ہے وہ حسینؑ
جوہوبہو رسول کی صورت ہے وہ حسینؑ   سب سے بڑی جو حق کی شہادت ہے وہ حسینؑ

طوفاں کو اپنے واسطے ساحل بنالیا
خود ڈوب کرلہو میں سفینہ بچالیا

جس نے لباس خوئے جفا چاک کردیا   جس نے شکستہ حالوں کو بے باک کردیا
جس نے زمیں کودے کے لہو پاک کردیا   نوکِ سناں کو ہم سرِ افلاک کردیا

جس کے گلے پر ظلم کے خنجر چلا کئے
تیروں نے جس کے جسم پر سجدے ادا کئے

جس نے بلا کشوں کو بلاؤں سے دی نجات   جس نے پسے ہوؤں کو عطا کی نئی حیات
وہ آرزوئے حق وتمنائے کائنات   خود اپنی ذات سے رہی بلند جس کی ذات

قرآں کے جو لبوں سے ورق کھولتا رہا
لہجے میں جس کے نیزے پہ حق بولتارہا

روشن ہوا ہے کعبۂ دل جس کے نام سے   یہ آبروئے نطق ہے جس کے کلام سے
پوچھو جہاں کے رازِ نہاں اس امام سے   کرتا ہے گفتگو جو نبیؐ کے مقام سے

گم دوجہاں ہیں جس کے جہانِ خیال میں
ہے کائنات بندلبِ بے سوال میں

جوحق کی معرفت کا ہے مفہوم وہ حسینؑ — جس کا خیال وخواب ہے معصوم وہ حسینؑ
جس کے ثباتِ عزم کی ہے دھوم وہ حسینؑ — جس کا ہے نام قوتِ مظلوم وہ حسینؑ
مظلومیت کو عزم دیا، حوصلہ دیا
اظہارحق کا جس نے سلیقہ سکھادیا

اقدام جس کا سب سے نرالا ہے وہ حسینؑ — جو غم کی تیرگی کا اجالا ہے وہ حسینؑ
ملت کا جوسنبھالنے والا ہے وہ حسینؑ — جو فاطمہؑ کی گود کا پالا ہے وہ حسینؑ
دوشِ پیمبری پہ جو معراج پاگیا
جوزیر تیغ اتنی بلندی سے آگیا

جو آج بھی ہے رہبرِ افکار وہ حسینؑ — ذہنوں کو کررہا ہے جو بیدار وہ حسینؑ
دنیا تھی جس کے درپے آزار وہ حسینؑ — اب بھی بہت ہیں جس کے گنہگار وہ حسینؑ
جس نے دیا ہے درسِ عمل حق کی راہ میں
ہم جیسے بے عمل بھی ہیں جس کی نگاہ میں

بگڑی ہوئی تھی صورتِ دنیائے آب وگل — چہروں پہ رنگ وروپ تھا روحیں تھیں مضمحل
وہ خبث نفس تھا کہ شرافت تھی منفعل — اخلاق کے نظام میں اغراض تھے مخل
خود داریٔ حیات کی پائندگی نہ تھی
جینے کو جی رہے تھے مگر زندگی نہ تھی

زندہ کئے حسینؑ نے اسلام کے حصول — اس نے عوض نبیؐ کے شہادت بھی کی قبول
مستجمع الصفات ہوئے اس طرح رسول — ادراک دم بہ خود ہوں کہ حیران ہوں عقول
اک آیۂ جلی ہے یہ سرِّ خفی نہیں
نصب تو ہے نبی کا اگر وہ نبی نہیں

وہ عارف جلیل تھا آگاہ رسم و راہ — جو کہ گیا حسینؑ کو بنیاد لا الہ
اسلام دین مصطفویؐ ہے خدا گواہ — لیکن اب اہل دل نے کہا یہ بہ اشک و آہ
کہنے میں بات ہے چپ کیوں رہے کوئی
برحق ہے اب جو دین حسینیؑ کہے کوئی

❁❁❁

سلام

جناب حفیظ تائبؔ

رموزِ عشق و محبت تمام جانتا ہوں
حسینؑ ابن علیؑ کو امام جانتا ہوں

انہیں کے در کو سمجھتا ہوں محورِ مقصود
انہیں کے گھر کو میں دار السلام جانتا ہوں

میں ان کی راہ کا ہوں ایک ذرہ ناچیز
کہوں یہ کیسے کہ ان کا مقام جانتا ہوں

مجھے امام نے سمجھائے ہیں نکات جہاد
سوادِ کفر میں جینا حرام جانتاہوں

نگاہ کیوں ہے مری ظاہری وسائل پر
جو خود کو آلؑ نبیؐ کا غلام جانتا ہوں

میں جان ومال کو پھر کیوں عزیز رکھتا ہوں
جو خود کو پیروِ خیرالانام جانتا ہوں

شکار مصلحت ویاس کیوں ہو پھر تائبؔ
جو اس کٹے ہوئے سر کا پیام جانتا ہوں

❁❁❁

سلام

جناب تجسسؔ اعجازی صاحب، لکھنؤ

یادِ شبیرؑ میں کہتی ہیں یہی تر آنکھیں
دل محبت کا خدا ہے تو پیمبرؐ آنکھیں

ایک مدّت سے غم شہؑ میں تھیں مضطر آنکھیں
سوگیا میں درِ شبیرؑ پہ رکھ کر آنکھیں

خم کئے رہتے ہیں عباسؑ دلاور آنکھیں
شہؑ کے قدموں سے لگی رہتی ہیں اکثر آنکھیں

آگئی کھنچ کے جو اشکوں میں لہو کی سرخی
غم زدہ دل کو دعا دینے لگیں تر آنکھیں

ان سے ٹکرا کے فنا ہوں گے عزا کے دشمن
ہیں جو پلکوں پہ لئے اشکوں کا لشکر آنکھیں

اُس طرف ظلم یزیدی ہے اِدھر صبرِ حسینؑ
کون حق پر ہے کہو ہم سے ملا کر آنکھیں

ضرب حیدرؑ کا نشاں ڈھونڈھ رہے ہیں جبریلؑ
غور سے دیکھ رہی ہیں سوئے شہپر آنکھیں

سُن کے آوازِ جری کانپ رہی ہیں فوجیں
کون اٹھائے سوئے عباسؑ دلاور آنکھیں

چار ٹکڑوں میں ابھی جسمِ عدو بٹ جائے
رن میں قاسمؑ سے کرے چار جو بڑھ کرآنکھیں

نوکِ شمشیر سے کھولے گا علیؑ کا وارث
بند رہتی ہیں جو مثلِ درِ خیبر آنکھیں

جذبۂ نصرتِ شبیرؑ نے انگڑائی لی
کھول دیں جھولے میں اصغرؑ نے تڑپ کر آنکھیں

چوم لیتی ہیں جبیں فرطِ محبت سے رباب
کھول دیتے ہیں جو آغوش میں اصغرؑ آنکھیں

ضربِ حیدرؑ کا نشاں ہے کہ شجاعت کی سند
فخر سے دیکھ رہی ہیں سوئے شہپر آنکھیں

ذرّۂ خاکِ شفا جب بھی نظر آتا ہے
فخر کے ساتھ اٹھا لیتی ہیں جھک کر آنکھیں

باڑھ سے اشکوں کی کرتے ہیں شب و روز جہاد
حق نے بخشی ہیں پئے نصرتِ سرور آنکھیں

ہیں تجسسؔ مری پلکوں کو عزا کے سورج
پیش کرتی ہیں غمِ شاہ کا منظر آنکھیں

❁❁❁

سلام

جناب تجمل لکھنوی

حسینؑ ہی کا سا اقدام، کربلا کرتے
اگر رسولؐ بھی ہوتے، تو اور کیا کرتے

علیؑ سے بغض وعداوت نکالنے والے
بڑی جری تھے، تو مرحب کا سامنا کرتے

علیؑ کا ذکر عبادت، سدا عبادت کی
یہ عمر آگئی اپنی، خدا خدا کرتے

ازل سے بندۂ داور تھا، ان کا کیوں ہوتا
علیؑ کی قدر، یہ دنیا پرست کیا کرتے

خدا کو بھول گئے، جو زر پرستی میں
وہ اور نبیؑ کی محبت کا ادا کرتے

رسولؐ اس لئے کہتے تھے، میں حسینؑ سے ہوں
کیا وہ کارنمایاں، جو مصطفیؐ کرتے

گئے حسینؑ، مدینہ سے کربلا ورنہ
یہ اہل شام، مدینے کو کربلا کرتے

نبیؑ کے گھر کو اجاڑا ہے، کلمہ گویوں نے
یہ کوئی ظلم وستم، کم ہے اور کیا کرتے

وفا سرشت تھے ایسے، حسینؑ کے انصار
جو ملتی عمر دوبارہ، تو پھر وفا کرتے

❁❁❁

سلام

علامہ رشید ترابی صاحب

ہے یہی وقت ان کا دامن تھام لے
گرنے والے اب علیؑ کا نام لے

مرحبوں کے سر پہ ہے تیغِ علیؑ
اپنا بدلہ صبح لے یا شام لے

ہے ابوذرؑ سے ولا تو اپنے سر
حق پرستی کا بھی اک الزام لے

ہے مروت آدمی معذور ہے — جس طرح جو معنئ اسلام لے
دفن اصغرؑ ہوگئے شہؑ نے کہا — میرے بچے اب یہاں آرام لے
عصر عاشورآئی آوازِ رسولؐ — فاطمہؑ بازوئے زینبؑ تھام لے
قید خانے میں کوئی بچی ہے دفن — اک امانت اور ملکِ شام لے
اے ترابؔی مفت ہے آبِ حیات — موت کے ہاتھوں سے کوئی جام لے

❁❁❁

سلام

جناب مظفر سلطان ترابی۔صدرالافاضل ایم۔اے۔

اپنا مقصد عام جو کردے وہی ہوشیار ہے — اک حسینی قوم ہی دنیا میں بس بیدار ہے
ذکر شاہ کربلا ہے اس کا ایک روشن ثبوت — جو حسینی ہے وہی حق کا علمبردار ہے
ایک ظالم کا خیال فتح اہل دین پر — سن امیر شام یہ کوشش تیری بیکار ہے
مارکر بیعت کو ٹھوکر کہہ دیا شبیرؑ نے — کل بھی تھا انکار مجھ کو آج بھی انکار ہے
جس کے دل میں بھی نہیں ہے الفت آل نبی — دین کا دشمن ہے وہ اسلام کا غدار ہے
عظمت آل نبیؐ سے کل جنھیں انکار تھا — عظمت شبیرؑ کا ان کو آج اقرار ہے
تھام لے کوئی جو بڑھ کر دامنِ شاہ ہدیٰ — دیکھتے ہی مثل حر اس کا بھی بیڑا پار ہے
اصغرؑ معصوم نے پھینکا تبسم کا جو تیر — ایسا کاری تھا جو باطل کے جگر کے پار ہے
ایک قیدی جس کو ظالم نے پنہائیں بیڑیاں — کاروان دین حق کا قافلہ سالار ہے
خطبۂ عابدؑ نہیں تھا شام کے دربار میں — صبر کا اعلان تھا ظالم یہ تیری ہار ہے
جن کی خدمت کے لئے آتے تھے جبرئیلؑ امیں — فوجِ اعدا اب انہیں کے درپئے آزار ہے
جس کا سایہ آسماں نے بھی نہ دیکھا ہو کبھی — سر برہنہ اب وہی کنبہ سربازار ہے
یہ عزاداری فقط شہؑ سے عقیدت ہی نہیں — اے ترابؔی یہ حسینی فتح کا اظہار ہے

❁❁❁

سلام

جناب حکیم تصویر صاحب رئیس منزل لکھنؤ

کیا کرے گا پیش انساں انقلاب کربلا
انبیاء جب دے نہیں سکتے جواب کربلا

مرگِ اکبرؑ وجہ تعمیر شباب کربلا
خون اصغرؑ سرخیٔ ایمان باب کربلا

منزل کعبہ مجھے تسلیم، لیکن دہر میں
کربلا ذہن شعوری انتخاب کربلا

تم کتاب حق کو کہتے ہو الٰہی معجزہ
ہم کتاب حق کو کہتے ہیں کتاب کربلا

چہرۂ شبیرؑ پر خون علیؑ اصغر کو دیکھ
سرخ ہے اب تک لہو سے آفتاب کربلا

ہوگئیں بیدار قومیں جاگ اٹھا ہربشر
فخر مرسلؐ ہوگیا جب محو خواب کربلا

چہرۂ کرب وبلا کی کیا بزرگی ہو رقم
خانۂ کعبہ کی پوشش ہے نقاب کربلا

حق نے بخشا ہے لقب شبیرؑ کو ذبح عظیم
اب خدا بھی دے نہیں سکتا جواب کربلا

اُف غم شبیرؑ میں یہ آنسوؤں کی منزلت
ابر رحمت بن کے برسا ہے سحاب کربلا

سینکڑوں مقتل بنے اور سینکڑوں اب تک شہید
پر نہ دنیا لاسکی کوئی جواب کربلا

اپنے بچے کو نہ روئیں پھر بھی زیرآفتاب
عمر بھر وارث کوروئی ہیں رباب کربلا

ساتھ میں کیوں رودیئے تصویرؔ کے منکر نکیر
کھل رہی ہے قبر میں شاید کتاب کربلا

❁❁❁

سلام

جناب مرزا تعشقؔ صاحب

شہ کے درباں جو کریں روضۂ رضواں آباد
کِھل کے غنچے یہ کہیں خانۂ احساں آباد

دوپہر میں وہ ہوا بادِ خزاں سے برباد
ایک مدت میں ہوا تھا جو گلستاں آباد

ماں یہ کہتے تھی بجھایا مری بستی کا چراغ
قبر تم سے ہوئی اے اصغرناداں آباد

یثرب ومار یہ کا ذکر بھی قصہ ہے عجیب
شہریوں ہوتے ہیں برباد بیاباں آباد

کس خرابے میں ہوئی دفن سکینہؑ افسوس
گھر جو اجڑا تو کیا خانۂ زنداں آباد

چمن فاطمہؑ اجڑا تو بسا پھر نہ کبھی
سینکڑوں بار ہوئے خانۂ ویراں آباد

گھر چھٹا شاہؑ سے بستی ہے مدینہ کی اداس — کیسے ویراں نظر آتے ہیں گلستاں آباد
روئے بیمارؑ بہت دیکھ کے اپنے گھر کو — جب سنا کوئی ہوا خانۂ ویراں آباد
کہتے تھے دیکھ کے سب آل نبیؐ کو محبوس — کبھی گھر رکھتے تھے یہ چاک گریباں آباد
جتنے عرصہ میں لٹی دولت زہراؑ و علیؑ — اتنی مدت میں ہوا گنج شہیداں آباد
ایک سرکار وہ بگڑی کہ بنے یہ دو گھر — کربلا بس کے ہوا خانۂ زنداں آباد
خانۂ آل نبیؐ ڈوب گیا خشکی میں — کوئی گھر تو نہ رکھ اے دیدۂ گریاں آباد
وہ خرابی ہوئی اے مرگ ترے ہاتھوں سے — مور سے بھی نہ رہا قصرِ سلیماں آباد

اے تعشق وہ دن آئے کہ ہو آقا کو ظہور
نظر آئے کہیں یہ خانۂ ویراں آباد

❁❁❁

سلام

ڈاکٹر سید تقی عابدی صاحب، ٹورنٹو، کینیڈا

امیر شام باقی ہے نہ اب جاگیر باقی ہے — مگر زینبؑ کی برپا مجلس شبیرؑ باقی ہے
اسے سجادؑ نے پہنا مگر احمدؐ کی گردن پر — ابھی تک وہ نشانِ طوق اور زنجیر باقی ہے
پہن کر کالے کپڑے فاطمہؑ کے لال کے غم میں — کہا کعبہ نے اس غم سے مری توقیر باقی ہے
کہا شبیرؑ نے بیٹا پلٹ کر دیکھتے جاؤ — علی اکبرؑ تمہیں سے نانا کی تصویر باقی ہے
کوئی خطرہ نہیں اس وقت تک دینِ محمدؐ کو — عزاخانوں میں جب تک ماتمِ شبیرؑ باقی ہے
ردائیں چھین کر کیا کرلیا نسلِ امیہ نے — ابد تک ان کے سر پر آیت تطہیر باقی ہے
تعجب کیوں اگر آنکھوں سے میری خون بہتا ہو — نگاہوں میں کھٹکتا حرملہ کا تیر باقی ہے
ہوئے ہیں سرخ رو شبیرؑ مل کے خون اصغرؑ کا — قیامت تک یہی شبیرؑ کی تصویر باقی ہے
مٹایا وقت نے پتھر پہ لکھی داستانوں کو — مگر عباسؑ تیری آب پر تحریر باقی ہے
تقی ادنیٰ سا شاعر ہے مگر آلِ پیمبرؐ کا — کہ جن کے فیض سے اسلام کی توقیر باقی ہے

❁❁❁

سلام

پروفیسر تقی ہادی نقوی صاحب

علم و عرفان کا دلکش چمن کربلا — گوہر آگہی کا عدن کربلا
دائمی مکتب درس انسانیت — تربیت گاہ فکر حسن کربلا
تجھ سے وابستہ تبلیغ دین مبین — خامشی تیرا طرزِ سخن کربلا
اے عروسِ شہادت خدا کی قسم — ہے ترادائمی بانکپن کربلا
جس پہ قرباں دل وجان سے زندگی — موت کا وہ انوکھا چلن کربلا
تو اقامت گہہ کاروان خرد — اے غریب الوطن کے وطن کربلا
فکر معیار عظمت نشاں کی قسم — تیری تعمیر فخر زمن کربلا
تو امین بہارِ ریاضِ نبیؐ — آرزوئے دل پنجتن کربلا
دست رس سے خزاں کی بہت دور ہے — تیرے گل، تیرے گل، پیرہن، کربلا
خاک تیری شہیدوں کے کام آگئی — ہو گیا اہتمام کفن کربلا
بانوئے شہ نے دونوں ہی سونپے تجھے — ایک گل ایک غنچہ دہن کربلا
دے گئی مقصد شہ کو خطبوں سے جاں — اک رسن بستہ بے کس بہن کربلا

❁❁❁

سلام

جناب تکمیلؔ رضوی لکھنوی صاحب

حق تو یہ ہے کام تھا بس شاہ تشنہ کام کا — جان دے کر نام زندہ کردیا اسلام کا
انقلابات آچکے مارے گئے سبط نبی — نام ہی نام اب فقط ہے انقلاب عام کا
ایک سر کا وعدہ تھا صدقے بہتر سر کئے — اس لئے بجتا ہے ڈنکا شاہ دیں کے نام کا
ہوگئے نورہدایت سے منور دشت ودر — نیزے پر فرق شہ دیں تھا چراغ اسلام کا
کہتے تھے عباسؑ کے تیور جو پاؤں اذن جنگ — آن واحد میں ابھی تختہ الٹ دوں شام کا
دل میں ہے داغ عزا ماتھے پہ ہے سجدے کا نقش — اک نشاں ایمان کا اور اک نشاں اسلام کا

مدحت شبیرؑ میں گذری ہے میری زندگی سلسلہ جبرئیل سے ہے نامہ وپیغام کا
خنجر غم چل گیا دل پر مرے تکمیلؔ آہ واقعہ جب یاد آیا عصر کے ہنگام کا

❁❁❁

خواتین کربلا

جناب تنویرؔ نگروری صاحب

ہیں شیر دل دلیر خواتین کربلا عزم وعمل سے سیر خواتین کربلا
یہ وہ ہیں جن کی ذات پہ نازاں ہیں عظمتیں ان پر نثار مریم وحواؑ کی رفعتیں
حق بین وحق نوا ہیں یہ شبیریت شناس ظلم وستم سے ذرّہ برابر نہیں ہراس
تیغوں کے ہیں زبانوں میں جوہر لئے ہوئے مٹھی میں ہیں یہ دیں کا مقدر لئے ہوئے
ہمت پلا کے لائی ہیں بچوں کو شیر میں بھردی ہے کوٹ کوٹ کے پاکی ضمیر میں
ہیں کربلا تلک یہ شہیدان کربلا ان سے بہت ہیں آگے اسیران کربلا
انصار سارے ہوگئے شبیرؑ کی طرح ساری کنیزیں زینبؑ دلگیر کی طرح
عباسؑ کے علم کی علمدار اب یہ ہیں شبیریت کی آہنی دیوار اب یہ ہیں
تنویرؔ کربلا کے فرامین کو سلام تنویر کربلا کی خواتین کو سلام

❁❁❁

سلام

جناب تنویرؔ نقوی جرولی

باعث فخر ہے جب آپ کی مدحت عباسؑ کیا کروں لے کے میں کونین کی دولت عباسؑ
ہوگی گلزار وفا کی یہی رنگت عباسؑ کی ہے پھولوں نے ترے حسن کی بیعت عباسؑ
کرتا رہتا ہوں تری مدح ہر اک عالم میں ہوتا رہتا ہے ادا اجر رسالت عباسؑ
بس ترے رعب نظر کا یہ کرشمہ دیکھا تیری چھائی ہوئی لشکر پہ ہے ہیبت عباسؑ
ساری دنیا تجھے کہتی ہے وفاؤں کا خدا پھر وفا کیوں نہ کرے تیری اطاعت عباسؑ
آرزو بس ہے یہی میرے دھڑکتے دل کی ہو میسر ترے روضہ کی زیارت عباسؑ

اپنے ہاتھوں سے پہنائے تھے گہر کانوں میں
اس قدر ننھی سکینہؑ سے تھی الفت عباسؑ

آج تنویر کے چرچے ہیں ہر اک محفل میں
آپ کے ذکر نے بخشی ہے وہ شہرت عباسؑ

❁❁❁

سلام

جناب ثاقبؔ نذیری صاحب

گھٹی میں شجاعت ہے تو فطرت میں وفا ہے
عباسؑ علیؑ اپنی جگہ شیر خدا ہے

سقائے حرم نہر تلک جاکے رہے گا
چڑھتا ہوا دریا کہیں روکے سے رکا ہے

دیکھو ذرا اسلام کی تاریخ شجاعت
کون ایسا سپاہی ہے جو بے تیغ لڑا ہے

جس در سے حسینؑ ابن علیؑ ہم کو ملے ہیں
بندوں کو خدا بھی تو اسی در سے ملا ہے

شبیرؑ کا غم ہے مرا سرمایۂ بخشش
صد شکر کہ یہ غم مری قسمت میں لکھا ہے

لینا ہو جسے درس وفا لے لے یہاں سے
بس ایک یہی مدرسۂ درس وفا ہے

وہ پہلا طمانچہ ہے سیہ کار کے منہ پر
جو آخری تقریر میں زینبؑ نے کہا ہے

جس طرح سے ماہ فلک آیا ہو گہن میں
اس طرح قمر شام کے لشکر میں گھرا ہے

اسلام کا دامن تو بہت صاف ہے لیکن
اسلام کا دامن ابھی کانٹوں سے بھرا ہے

ثاقبؔ مری مٹھی میں ہے کونین کی دولت
دامانِ حسینؑ ابن علیؑ تھام لیا ہے

❁❁❁

سلام

جناب ثروتؔ حسین صاحب

کسی کی خوں رنگ قبا آتی ہے
روشنی اب کے سوا آتی ہے

ساعتِ علم وخبر سے پہلے
منزل کرب وبلا آتی ہے

روزِ پیکار وجدل ختم ہوا
شب تسلیم و رضا آتی ہے

گریہ وگرد کا ہنگام نہیں
دل دھڑکنے کی صدا آتی ہے

پھر سرِ کاک شہیداں ثروتؔ
پھول رکھنے کو ہوا آتی ہے

❁❁❁

سلام

علامہ ثمرؔ ہلوری صاحب

خیال خام ہے دوزخ تو ٹھنڈا ہو نہیں سکتا
بتا اے قطرۂ اشکِ عزا کیا ہو نہیں سکتا

مرے مولانقاب رخ کا اٹھنا ہی قیامت ہے
یہ پردہ جب تلک ہے حشر برپا ہو نہیں سکتا

ہماری بیت اک اک صاف گویا قصرِ جنت ہے
جگر خوں ہوتو ہو خونِ تمنا ہو نہیں سکتا

مری دوکاں پہ آئے رحمتِ حق مشتری بن کر
درِ اشکِ عزا کا ورنہ سودا ہو نہیں سکتا

امامِ عصر کے بیمار دید ہم بھی ہیں عیسیٰ بھی
تو پھر بیمار سے بیمار اچھا ہو نہیں سکتا

وہاں وہ چشم کیوں روئے جو یاں مظلوم کو روئے
یقیں ہے اس کی رحمت سے تو ایسا ہو نہیں سکتا

وہ تھی بے پردگی درپردہ دیں کی پردہ داری تھی
بہت پردہ کا تھا یہ راز افشاہو نہیں سکتا

گِرہ کھُل کھل گئی وصفِ علیؑ عقدہ کشا نکلا
رواں ہے طبع اب ایسی کہ دریا ہو نہیں سکتا

وہ ہے صدیقیت کا آئینہ اندرتکم دیکھو
بجز حیدرؑ کسی کا روئے زیبا ہو نہیں سکتا

جگر میں ماتم شہ کی خلش کچھ اس مزے کی ہے
کھٹک جب تک نہ ہو، یہ لطف پیدا ہو نہیں سکتا

ہمارے اشک کے قطروں میں کیا لہریں ہیں رحمت کی
گہُر افشاں رہے گی آنکھ دریا ہو نہیں سکتا

یہ سامرّہ، نجف وہ کربلا یہ کاظمین ایسی
چمن جنت سجا ہے لاکھ دھوکا ہو نہیں سکتا

نبیؐ کا چاہے بیٹا ہو عدولِ حکم کے باعث
خدا شاہد پرایا ہے وہ اپنا ہو نہیں سکتا

بہت اپنا بنایا خلق نے کعبہ میں بت رکھے
خدا اپنا جسے کہہ دے پرایا ہو نہیں سکتا

کتاب اللہ میں تو شاعری کی ہاں مذمت ہے
ثمرؔ مداحِ حیدرؑ ایسا ویسا ہو نہیں سکتا

❖❖❖

سلام

جناب سید افضال مہدی ایڈوکیٹ ثمرؔ سیتھلی

حقانیت کی رہبر یہ، دشتِ کربلا ہے
انسانیت کی منزل، اور غم کا فلسفہ ہے

تیروں میں بندگی ہے تیغوں میں سرجھکا ہے
شبیرؑ کی قضا بھی شبیرؑ کی ادا ہے

عباسؑ آرہے ہیں پرچم کھلا ہوا ہے
اسلام کے علم نے حیدرؑ بنادیا ہے

روزحساب بخشش اور بے حساب بخشش
شبیرؑ کی عطا ہے زہراؑ کا معجزہ ہے

قید ستم میں مقصد بھائی کا بن گئی تو
زینبؑ تری نظر میں کوفہ بھی کربلا ہے

شبیرؑ کے الم میں مظلومیت کے غم میں
جو اشک بھی بہا ہے وہ اشک بے بہا ہے

دل میں ہے میرے جنت شبیرؑ کی بدولت
کوثر کا چشمِ غم سے چشمہ اُبل رہا ہے

صبح ازل بھی قائم، شام ازل بھی دائم
شبیرؑ ابتداء ہے شبیرؑ انتہا ہے

سر پر ہے جس کے سایہ اسلام کے علم کا
اس قوم کی رگوں میں عباسؑ کی وفا ہے

اول بھی ہیں محمدؐ، آخر بھی ہیں محمدؐ
تابہ قیام دنیا قائم یہ سلسلہ ہے

عباسؑ کو نہ سمجھا، اکبرؑ کو بھی نہ جانا
اے قوم کے جوانوں یہ تم کو کیا ہوا ہے

زینبؑ تری بدولت حاصل ہوئی یہ دولت
مقصد حسینیت کا ماتم حسینؑ کا ہے

لے جائے گا ثمر کو باغِ جناں میں اک دن
ماتم کا داغ دل پر اب پھول بن گیا ہے

✲✲✲

سلام

مولانا سید محمد جابرؔ باقری جوراسی، مدیر ماہنامہ اصلاح لکھنؤ

اسلام کو ہے کس نے نکھارا دکھایئے
کس نے بچائی حرمت کعبہ دکھایئے

کہنے کو سب یہ کہتے ہیں دیندار ہیں ہمیں
جھولی میں کس کے پاس ہے کیا کیا دکھایئے

بے بال و پر یہ رہ گیا صدیاں گزر گئیں
فطرس کو اب حسینؑ کا جھولا دکھایئے

آل نبیؐ کو چھوڑنا ظلمِ عظیم تھا
کیا کیا ہوا ہے دیں کا خسارہ دکھایئے

یہ مسجدیں، نمازیں، اذانیں، اقامتیں
ہیں کس کے دم سے آج ، خدارا دکھایئے

سجدے بہت ہوئے ہیں مگر تھے وہ مختصر
جو حشر تک گیا ہے وہ سجدہ دکھایئے

جز ابن مرتضیٰ کے مدد کو اٹھا ہے کون؟
جب دین مصطفیؐ نے پکارا دکھایئے

بعد رسولؐ ان کی ہو سیرت کی جب تلاش
شبیرؑ ہیں نبیؐ کا سراپا دکھایئے

قربانیٔ حسینؑ کے پوچھے جو فائدے
اس کو فروغ ، دین نبیؐ کا دکھایئے

اسلام پُر ضیاء ہے عزائے حسینؑ سے
اشک عزا کا ہے یہ اُجالا دکھایئے

مٹّی ہے اور کرتی ہے اکسیر کا یہ کام
خاکِ شفا کا جوہر یکتا دکھایئے

جو چاہتا ہے خلد کو دنیا میں دیکھ لے
اس کو ذرا حسینؑ کا روضہ دکھایئے

دیکھے اُسے حقیقت اسلام دیکھ لے
''چہرہ کوئی حسینؑ کے جیسا دکھایئے''

مدّاح شاہِ دیں بنا جابرؔ زہے نصیب
قسمت کا لکّھا ہوگیا پورا دکھایئے

❁❁❁

سلام

مولانا سید محمد کاظم جاویدؔ اجتہادی

جب ذرا بھی چشم اکبر کا اشارہ ہوگیا
عکس پتلی کا فلک پر جاکے تارہ ہوگیا

جب سنبھالے دونوں بازو ریسمان ظلم نے
دو قدم عابدؑ کو چلنے کا سہارا ہوگیا

ہے غنیمت در بدر پھرنے سے زندان شام کا
مرنے جینے کا غریبوں کو سہارا ہوگیا

شہؑ یہ کہتے تھے علی اکبرؑ لگی کیسی سناں
دور ہم تھے پھر بھی زخمی دل ہمارا ہوگیا

تربت بے شیر پر رورو کے کہتے تھے حسینؑ
یہ تو آغوش لحد میں اور پیارا ہوگیا

کرکے قبضہ کہتے تھے عباسؑ فوج شام سے
اب نہ آنا اس طرف دریا ہمارا ہوگیا

جاں کنی میں مسکرائے ہم کو وہ آئے علیؑ
خیر مرتے دم تو بخشش کا سہارا ہوگیا

ہے بہت جاویدؔ دریائے شجاعت جوش پر
کل جہاں پر تھا کنارہ آج دھارا ہوگیا

❁❁❁

سلام

جناب جاویدؔ برقی صاحب

جس کی ہے سارے زمانے میں حکومت عباسؑ
اس کو ہے تیری تمنا تری حسرت عباسؑ

وہ صحیفہ ہے وفا کا تری صورت عباسؑ
آنکھیں شبیرؑ کی کرتی ہیں تلاوت عباسؑ

جب تو ہی باب حوائج ہے تو ہی باب مراد
کیوں نہ ہر لحہ ہو پھر تیری ضرورت عباسؑ

جب کبھی ہوتی تھی بابا کی زیارت مقصود
دیکھ لیتے تھے حسنینؑ آپ کی صورت عباسؑ

آرزوئے دلِ حیدرؑ کی قسم خلقت میں
سب ترے نام کی کرتے ہیں تلاوت عباسؑ

ان کے سینے پہ وفاؤں کے چمن کھلتے ہیں
جن کی سانوں میں بسی ہے تری نکہت عباسؑ

ہے ترے نام کی آنکھوں میں تجلی جیسے
یوں ہی کرلوں میں ترے رخ کی زیارت عباسؑ

تیرے تلوار کے وارث کو جو کرنا تھا جہاد
اس لئے دی نہ تجھے شہ نے اجازت عباسؑ

سلام

جناب جاوید یونسؔ

حریت کا مستقل اک استعارہ ہے حسینؑ
جا بجا تبدیلی دوراں کا نعرہ ہے حسینؑ

کر دیا اسلام کو تیرے لہو نے فتح یاب
کون ہے جو یہ کہے کربلا میں ہارا ہے حسینؑ

چند اشکِ غم ہیں میری زندگی کا زادِ راہ
ڈوبتی کشتی کا اک تو ہی سہارا ہے حسینؑ

ساری دنیا کے لئے تو مشعل راہِ عمل
راہ گم کردوں نے تجھ کو ہی پکارا ہے حسینؑ

ہے تعاقب میں یزیدی فکر میری جان کے
ایسے طوفاں میں فقط تو ہی کنارہ ہے حسینؑ

جس میں مرضی خدا اور روحِ قرآں دونوں ہیں
تیرا پیغام شہادت وہ نظارہ ہے حسینؑ

تیرت ہی ایثار سے دین محمدؐ زندہ ہے
گیسوئے اسلام کو تو نے سنوارا ہے حسینؑ

غمزدہ تیرت لئے جاوید یونسؔ کیوں نہ ہو
تیرے ذکرِ غم سے یہ دل پارہ پارہ ہے حسینؑ

سلام

جناب جرأت اکبرآبادی

جب تک درحسینؑ پہ جایا نہ جائے گا
بگڑا ہوا نصیب بنایا نہ جائے گا

دل سے غم حسینؑ بھلایا نہ جائے گا
پھولوں سے تتلیوں کو اڑایا نہ جائے گا

عباسؑ آئینہ ہیں علیؑ کے صفات کا
لیکن نصیریوں کو بتایا نہ جائے گا

اصغرؑ کے جسم میں ابوطالبؑ کا خون ہے
تیروکماں سے ان کو ڈرایا نہ جائے گا

حرسنگ تھا حسینؑ نے آئینہ کردیا
اب آئینہ کو سنگ بنایا نہ جائے گا

اشک عزا چراغ ہے، کعبہ غم حسینؑ
کعبہ میں کیا چراغ جلایا نہ جائے گا

سب کے لئے نہیں ہے مئے الفتِ حسینؑ — کم ظرف سے یہ جام اٹھایا نہ جائے گا

جن کے دلوں میں ہوگی محبت یزید کی — یومِ حسینؑ ان سے منایا نہ جائے گا

روشن چراغِ حق ہے بہتّر کے خون سے — دنیا کی آندھیوں سے بجھایا نہ جائے گا

یہ سوچ لے حسینؑ سے بیعت طلب یزید — دھرتی پہ آسماں کو جھکایا نہ جائے گا

جرارؔ مدحِ آلِ محمدؐ کئے بغیر — فردوس میں مکان بنایا نہ جائے گا

❖ ❖ ❖

سلام

مولانا عباس حیدر جذبؔ حسینی صاحب

عاشور سے اب تک مقتل میں سرداروں کی لاشیں عریاں ہیں — اے خاک بیاباں دے دے کفن ناچاروں کی لاشیں عریاں ہیں

مردوں میں ہے اک بیمار بچا وہ قید کی ایذا سہتا ہے — پھر دفن کا ساماں کون کرے ناداروں کی لاشیں عریاں ہیں

ہیں قید ستم میں اہل حرم مجبور ہیں کیوں کر دیں وہ کفن — ہے لب پہ سبھوں کے بس یہ سخن سرداروں کی لاشیں عریاں ہیں

کس ناز و نعم سے زینبؑ نے جن بیٹیوں کو اپنے پالا تھا — جلتی ہوئی ریتی پر ہائے ان پیاروں کی لاشیں عریاں ہیں

زندان بلا میں ہر لمحہ عابدؑ کو نہیں ہے چین ذرا — ہے فکر ستاتی صبح و مسا غمخواروں کی لاشیں عریاں ہیں

خود آکے پروں کا سایہ کیا اور آب و غذا کو چھوڑ دیا — دیکھا جو طیور صحرا نے سرداروں کی لاشیں عریاں ہیں

گو قبر شہیدوں نے پائی پر سر کا نہیں ہے ان کے پتا — ماتم ہمیں کرنا ہے اب تک دینداروں کی لاشیں عریاں ہیں

ہے جذب کے دل پہ کتنا اثر پوچھو نہ اسے اے اہل نظر — بس سوچ کے پھٹتا ہے یہ جگر خود داروں کی لاشیں عریاں ہیں

❖ ❖ ❖

سلام

جناب جعفرؔ زیدی صاحب

جناب فاطمہؑ کے گھر میں جو زیرِ کساء ٹھہرا — اسی پر انما اتر اسی پر ہل اتی ٹھہرا

مرادیں نام سے عباسؑ کے پل بھر میں آتی ہیں — علیؑ کا لعل بھی مثل علیؑ، حاجت روا ٹھہرا

بدل دی فطرتِ انسانیت، غازی نے دریا پر — مرے مولاؑ کا اندازِ وفا، سب سے جدا ٹھہرا

سنو ہم ماننے والے ہیں سب عباسؑ غازی کے — ہمارا کاروانِ زیست کب بے آسرا ٹھہرا

دعائیں ثانئ زہراؑ نے دیں اور خلد سرورؑ نے
حرِ جانباز قسمت کا دھنی، حق آشنا ٹھہرا

کوئی حاجت اگر ہو مانگ لو باب الحواج سے
مرے مشکل کشاء کا لعل بھی مشکل کشاء ٹھہرا

محمدؐ کے بنے بازو علی ابن ابی طالبؑ
علیؑ کا لعل بازوئے شہیدِ کربلا ٹھہرا

لہو میں تھی محبت جس کی اولاد پیمبرؐ سے
وہی کارِ امامت میں شہید کربلا ٹھہرا

اسی دن سے ملی رفعت زمین کربلا تجھ کو
شہیدانِ وفا کا تجھ پہ جس دن قافلہ ٹھہرا

یہ ابن فاتح خیبر ہے قوت ہے کلائی میں
جو زد پہ آگیا وہ سورما بے دست وپا ٹھہرا

شجاعت اس کو کہتے ہیں کہ دریا چھین کر چھوڑا
بتاؤ کیا کوئی عباسؑ جیسا سورما ٹھہرا

پلادے آج ساقی اتنی کہ مدہوش ہوجاؤں
شرابی کے لئے توہوش میں رہنا بُرا ٹھہرا

پیاسا ہی پلٹ آیا جو قبضہ کرکے دریا پر
بتاؤ ایسابھی دنیا میں کوئی باوفا ٹھہرا

جوکھینچی تیغ رن میں حضرت عباسؑ غازی نے
بڑی بھگدڑ مچی کوئی نہ رن میں سورما ٹھہرا

کرم اس کا برابر سب ثناء خوانوں پہ ہوتا ہے
نظر میں کب کوئی آقا کے چھوٹا اور بڑا ٹھہرا

درعباسؑ ہو اور ہم گنہ گاروں کی پیشانی
ہماری زندگی کا بس یہی ایک مدعا ٹھہرا

جلال حضرت عباسؑ اتنا تھاکہ فوجوں میں
مقابل ان کے ہوتا کون کس میں حوصلہ ٹھہرا

جبیں عباسؑ غازی تیری چوکھٹ پر ہے جعفرؔ کی
میں نازاں ہوں کہاں آکر مرا بختِ رسا ٹھہرا

❁❁❁

سلام

جناب جعفرؔ جلال پوری صاحب

سب کو معلوم ے یہ موت خدا دیتا ہے
حکم عباسؑ کا مردے کو جلا دیتا ہے

ذکر عباسؑ عطا کرتا ہے اتنی عزت
یہ غریبوں کو بھی منبر پہ بٹھا دیتا ہے

جنگ صفین میں یہ حیدر کرار کا دل
اپنے بچے کو جوانوں سے لڑا دیتا ہے

دیکھ کر حضرت عباسؑ کو کہتے تھے عدو
بچپنا اس کی جوانی کا پتہ دیتا ہے

تم کبھی پرچم عباسؑ اٹھاب کر دیکھو
ہاتھ میں آتے ہی یہ سر کو اٹھا دیتا ہے

مانگنے والوں در آل نبی سے مانگو
یہ گھرانا تو فرشتوں کو غذا دیتا ہے

بے وفا اس لئے ملتا نہیں اپنوں میں کوئی
ذکر عباسؑ جری درس وفا دیتا ہے

شکر معبود کرو بعد میں ان کا بھی کرو
رزق اصغر کے تصدق میں خدا دیتا ہے

خطبۂ حضرت زینبؑ میں اثر تھا اتنا — پورے بازار کی آواز دبا دیتا ہے
جب لعیں بڑھتے ہیں شبیرؑ کے خیموں کی طرف — غیظ عباسؑ اک زنجیر پنہا دیتا ہے
فوج سرور کا اگر ایک ہو بیمار بھی ہو — حاکم شام کا دربار ہلا دیتا ہے
پھینک کر چلو سے پانی کو وہ عباسؑ جری — کشتئ زیست کو خشکی میں چلا دیتا ہے
نار دوزخ سے بچانے کے لئے میرا امام — ایک شب حر کے لئے اور بڑھا دیتا ہے
مجھ میں اوقات کہاں میں نہیں لکھتا جعفرؔ — میرا مولا مجھے اشعار لکھا دیتا ہے

❁❁❁

سلام

جناب سید غلام جعفر رضوی جعفر زید پوری ممبئی تھانہ کلیان

آپ کی شان ہے ذی شان حسینؑ ابن علیؑ — جان و دل آپ پہ قربان حسینؑ ابن علیؑ
ہم حسینی ہیں محبان حسینؑ ابن علیؑ — ہم سے چھوٹے گا نہ دامان حسینؑ ابن علیؑ
خدا کے نور سے پیدا ہوئے امام زمنؑ — مرحبا صلی علیٰ شان حسینؑ ابن علیؑ
شاہ است حسینؑ بادشاہ است حسینؑ — کہہ دیا خواجہ نے سلطان حسینؑ ابن علیؑ
دین است حسین دیں پناہ است حسینؑ — خواجہ اجمیر محبان حسینؑ ابن علیؑ
یوں تو نازل ہوئی توریت وزبوروانجیل — آپ ہیں وارث قرآن حسینؑ ابن علیؑ

❁❁❁

خمسہ

جناب جعفریؔ سرحدی صاحب

یہ ظلم نیا دیکھئے دنیائے دنی کا — توڑا ہے فلک شاہ پہ تشنہ دہنی کا
پھٹکتا ہے جگر وارث خلق حسنی کا — آفاق میں کیوں شور نہ ہو سینہ زنی کا
مارا گیا فرزند رسولؐ مدنی کا

ہمشکل نبی راج دلارا ، علی اکبرؑ — چشم شہ ابرار کا تارا علی اکبرؑ
لیلائے حزیں کا وہ سہارا علی اکبرؑ — دنیا سے سوئے خلدسدھارا علی اکبرؑ
سینے پہ لگا زخم جو نیزے کی انی کا

کیا پھر گیا اولاد محمد سے زمانہ پیاسا لب کوثر گیا حیدر کا یگانہ
اصغر کا گلا حضرت شبیرؑ کا شانہ دونوں ہوئے ایک تیرستم گر کا نشانہ
تھا حال لعینوں کی یہ ناوک فگنی کا

بچوں کے بلکنے سے تھا ایک شور قیامت پانی کے نہ ملنے سے وہ بالا تھی مصیبت
سیاب تھے اسپ وشتر واہل شقاوت پیاسے، لب دریا تھے در بحر رسالت
افسوس ہے سادات کی تشنہ دہنی کا

برباد ہوا ہائے گلستان حسینی چن چن کے مٹائے گل وریحان حسینی
سمجھے نہ مسلمان مگر شان حسینی پتھر سے ہیں توڑے گئے دندان حسینی
اس رنج سے دل خون ہے لعل یمنی کا

سرشار تھا نخوت میں یزید ستم آرا اور خاک پہ تھا عرش امامت کا ستارا
کہتے تھے حرم دیکھ کے پرسوز نظارا پھٹتا ہے جگر غم سے اے اللہ ہمارا
دے موت ہمیں صدقہ رسولؐ مدنی کا

لخت دل زہراؑ و علیؑ زینبؑ دلگیر کلثومؑ جگر سوختہ وبستۂ زنجیر
پروردۂ آغوش حیا مالک تطہیر ظالم نے کیا شام میں ہے ہے انہیں تشہیر
آزردہ کیا قلب رسولؐ مدنی کا

حیدرؑ کی ولا حضرت شبیرؑ کی الفت کافی ہے یہی جعفریؔ اسناد محبت
روشن رہے داغ غم خورشید امامت یارب غم شبیر میں تاروز قیامت
یہ سلسلہ جاری رہے زنجیر زنی کا

❀❀❀

سلام

جناب میر جلیسؔ صاحب

مجرئی آنکھیں ملیں رونے کو دل غم کے لئے
ہاتھ بخشے ہیں خدا نے شہ کے ماتم کے لئے

جب سنوارے بال ہمشکل پیمبر نے کبھی
ماں نے بوسے پیار سے گیسوئے پرخم کے لئے

رونے والوں میں گل زہرا کے کہلانے لگی
باغ عالم میں یہ رتبہ کم ہے شبنم کے لئے

یہ سفر شہ کا نہیں کہتی تھیں صغریٰ دم بدم
موت کا سامان ہے مجھ کشتۂ غم کے لئے

پوچھتی تھیں حضرت زینبؑ تو فرماتے تھے شاہ
کثرتِ اعدا یہ سب ہے ایک اسدم کے لئے
یا علیؑ ہے اب نہایت عاجز و مضطر جلیسؔ
لیجئے جلدی خبر، شاہِ دوعالم کے لئے

❁❁❁

سلام

نواب فصاحت جنگ جلیلؔ صاحب

ٹپک کر اشک دیتے ہیں خبر ماہ محرم کی
دھڑکتے دل سے آتی ہے صدا کانوں میں ماتم کی
غم شاہِ شہیداں کی جو دل میں آمد آمد ہے
فغاں و آہ میں تیاریاں میں خیر مقدم کی
وہ چبھنا خار کا پھر یادآیا پائے عابدؑ میں
رگِ جاں میں خلش ہونے لگی پھر نشتر غم کی
نہ کیوں اشکوں میں آئیں پارہ ہائے دل دمِ گریہ
انہیں پھولوں سے زینت ہے ہماری بزم ماتم کی
ہوا صلی علیٰ ذکر علی اکبرؑ جو محفل میں
نظر میں کھنچ گئی تصویر سردارِ دوعالم کی
زہے قسمت کہ میں تیغِ غمِ سرور کا بسمل ہوں
یہاں جو زخم ہے وہ خاصیت رکھتا ہے مرہم کی
یہ سنتے ہیں کہ وہ آہ دل بیتاب زینبؑ تھی
ہلادیتی تھی جو زنجیر بڑھ کر عرش اعظم کی
جلیلؔ اس کو کروں گا نذر میں شاہِ شہیداں کے
بھری ہے لعل وگوہر سے جو کشتی چشمِ پُرنم کی

❁❁❁

سلام

علامہ جمیلؔ مظہری صاحب

تجھے مظلوم ہر بینا ونابینا نے پہچانا
جو تھا پہچاننے کا حق وہ کب دنیا نے پہچانا
فضاؤں کا تکدر تھا مخاطب ساری امت سے
مگر تیور کو اس کے سید بطحا نے پہچانا
مبارک یہ سفر اے وارث تیغ ید اللہی
ترے قدموں کی آہٹ کو لبِ دریانے پہچانا
امامت کی جو منزل تھی سمجھ میں آگئی سب کے
شہادت کا جو مقصد تھا وہ کب دنیا نے پہچانا
صدا آئی جو رن سے گریہ خاتونِؑ جنت کی
اسے زینبؑ تو کیا پہچانتیں فضہ نے پہچانا
وہ اک وہ ہیں کہ جن کی پیاس دریا کو نہ پہچانے
وہ اک وہ ہیں کہ جن کی پیاس کو دریانے پہچانا
سنا تکبیر کا غل سر سے شانے تک ڈھلک آئی
ہواکا رخ ردائے ثانیٔ زہراؑ نے پہچانا
جب اس کی منفعل آہیں بھی مجھ تک آنہیں سکتی
جمیلؔ اللہ اکبر کب مجھے دنیا نے پہچانا

❁❁❁

سلام

جناب جمیلؔ صاحب مرصع پوری

کیا شبیرؑ نے ایسا چراغ اتقا روشن
بجھائے کیا کوئی اس کو جسے رکھے خدا روشن

ملاہے زور باطل خاک میں حد سے بڑھا جب بھی
چراغ حق تو یاروآندھیوں میں بھی رہا روشن

حسینؑ ابن علیؑ کا نام زخم دل کا مرہم ہے
اسی اک نام سے بجھتے دلوں میں ہے دیا روشن

وہی میخوار ہیں خود جاکے جو مقتل میں پیتے ہیں
انہیں کے دم سے ہے یارو چراغ اتقا روشن

زمانہ لاکھ بدلے حق پرستوں پہ نہ حرف آیا
ہے عباسؑ جری کی آج بھی شمع وفا روشن

حسینؑ ابن علیؑ نے خون سے اپنے جلایا ہے
رہے گی حشر تک یہ شمع دینِ مصطفیؐ روشن

زمانے نے مٹائے ہیں ہزاروں نقش پا لیکن
ابھی تک ہیں علیؑ کے لاڈلوں کے نقش پاروشن

مقدر کا دھنی ہے وہ ہدایت جس کو مل جائے
جونکلا کوفیوں سے تو چراغ حر ہوا روشن

زمانہ کچھ کہے لیکن جمیلؔ ہم تو حسینی ہیں
چراغ ایسے ہیں ہم جس سے ہوا ہراک دیا روشن

❖❖❖

آنسواورتلوار

جناب شبیرحسن خان صاحب جوشؔ ملیح آبادی

کربلا کا گرم میداں، تمتماتا آفتاب
کشمکش، ہلچل، تلاطم، شور وغوغااضطراب

صور اسرافیل سے ملتاہوا غوغائے جنگ
برچھیاں، نیزے، کٹاریں، تیر تلواریں تفنگ

غازیوں کا طنطنہ، بانگ رجز کا دبدبہ
طبل کی دوں دوں، کمانوں کے کڑکنے کی صدا

آگ کی لپٹیں، شعاعوں کی تپش، گرمی کا زور
اسلحہ کی کھڑکھڑاہٹ لوکی رو، قرنا کاشور

جنگ جو میدان میں تیغ دودم تولے ہوئے
اہل ہمت دھوپ میں کالے علم کھولے ہوئے

محفل باطل میں حق کی داستان کہتا ہوا
سرخ ذروں پر جوانوں کا لہو بہتا ہوا

قلب اعداپر حسینؑ ابن علیؑ کا رعب داب
قطرۂ بے مایہ شبنم پہ گویا آفتاب

رسم وراہِ حق سے ربط آئین باطل سے عناد
عہد جاں بازی، سرِ مردانگی، عزم جہاد

شوق آزادی، خیال سرفروشی ذوق مرگ
یہ تھے انصارحسینؑ ابن علی کے ساز وبرگ

تم بھی ہو منجملۂ انصارِ شاہ کربلا
سچ کہو، ان میں سے تم کو کیا وراثت میں ملا

چند اشکوں کے لطائف، چند شیون کے نکات
کیوں، یہی لے دے کے ہے یارو! تمہاری کائنات

اے عزیزو! اس بلا کی بے حسی کا کیا علاج
چند آہیں، اور وہ بھی بستۂ رسم ورواج

ہاں ازل سے ہے یہ تقسیم وراثت کا اصول
مرد کو دیتے ہیں شعلوں کی لپک، عورت کو پھول

مرد کو ملتی ہے ترکے میں جھلکتی ذوالفقار
عورتوں کو شاخِ گل کا لوچ،شبنم کا نکھار

مرد کو ہوتا ہے حاصل فاتحانہ قہقہہ
عورتوں کو ہچکیوں کی گونج شیون کی صدا

اے کہ تم پوشاکِ حربی کے عوض پہنے ہو گون
دل میں خود سوچو، تم اس تقسیم سے ہوتے ہوکون

خیر اب تک جو بھی ہونا تھا عزیزوہوچکا
لیکن اب حق اہل جرأت کو یہ دیتا ہے صدا

جذبۂ مردانگی سے روٹھ کر مٹتا ہے کون
حامل عزم شہید کربلا بنتا ہے کون

ناؤ اپنی خون کے دریا میں کھینے کے لئے
کون بڑھتا ہے علیؑ کی تیغ لینے کے لئے

آج وہ ساونت آئے سامنے جس کا شباب
دے سکے شیب حبیب ابن مظاہر کا جواب

کون ہے تم میں سے عبدخاص رب مشرقین
کس کی نبضوں کو عطا ہو آتش خونِ حسینؑ

کون خون اپنا بہاسکتا ہے پانی کی طرح
کون مٹ سکتا ہے اکبرؑ کی جوانی کی طرح

کون سینے میں جلاتا ہے چراغ احساس کا
کون کاندھے پر اٹھاتا ہے علم عباسؑ کا

آئے تقلیدِ حسینؑ ابن علیؑ کرتا ہے کون
کامل آزادی سے جینے کے لئے مرتاہے کون

کون میداں میں سنبھالے گا بصد شان وقار
سورما عباسؑ کا پرچم علیؑ کی ذوالفقار

مومنو! حق کی تمہیں سوگند ایماں کی قسم
یہ صدا سن کر بڑھوکہتے ہوئے، حاضر ہیں ہم

حکم دو تاریخ کو دہرائے اپنی داستاں
یہ نہیں ہمت، تو ہاتھوں میں پہن لو چوڑیاں

مردوہ کب ہے بھنور سے جو ابھرسکتا نہیں
حق ہی جینے کا نہیں اس کو جو مرسکتا نہیں

❁❁❁

سلام

جناب جونؔ رضی صاحب الہ آبادی

یہ کس نے آگ خیموں میں لگائی شام سے پہلے
ردائے فاطمہؑ پر آنچ آئی شام سے پہلے

اندھیرا چھا گیا کونین میں گہنا گیا سورج
علی اصغرؑ کی میت جب اٹھائی شام سے پہلے

علیؑ کا شیر عباسؑ جری آگے بڑھا اس دم
یزیدی فوج نے جب کی چڑھائی شام سے پہلے

نبیؐ کی فاطمہؑ کی قوت صبر ورضا رن میں
علیؑ کی لاڈلی نے آزمائی شام سے پہلے

کبھی اصغرؑ کو دیکھا اور کبھی بالی سکینہؑ کو
ذراسی شہ نے مہلت بھی نہ پائی شام سے پہلے

جناب زینبؑ خستہ جگر کے دل کا کیاکہنا
مصیبت کتنی راہوں میں اٹھائی شام سے پہلے

لعینوں نے نہ یہ سوچا کہ دل بند پیمبرؐ ہیں
امام عصرؑ کو بیڑی پنہائی شام سے پہلے

بڑی مردانگی سے منزلِ ظلم وستم طے کی
مصیبت پر مصیبت گواٹھائی شام سے پہلے

بصارت کام ہی کرتی نہیں ہے جونؔ کی اس دم
سلام اب کیسے لکھوں میرے بھائی شام سے پہلے

❁❁❁

سلام

جناب مولانا محمد مصطفیٰ جوہرؔ صاحب

کنارے حوض کوثر کے شہ ابرار بیٹھے ہیں
لئے حلقے میں شہ کو شہ کے ماتم دار بیٹھے ہیں

غم شبیرؑ میں جینا ہمارا حق ہے جیتے ہیں
ہمارے غیر ہیں جینے سے جو بیزاربیٹھے ہیں

امام عصرؑ آؤ انتقامِ خونِ ناحق لو
ہمیں دو اذن ہم کھینچے ہوئے تلوار بیٹھے ہیں

بنائے کعبہ کس نیت سے کی تھی بڑھ کے پوچھو تو
علیؑ کے پاس بیت اللہ کے معمار بیٹھے ہیں

سلونی کی صداتنقید ہے دور گزشتہ پر
علیؑ منبر پر مثل احمدؐ مختار بیٹھے ہیں

ملادوں نغمہ سے نغمہ نہ کیوں توصیفِ حیدرؑ میں
امینِ وحی جب کھولے ہوئے منقار بیٹھے ہیں

نفاق وشرک ڈرتے ہیں دل مومن تک آنے میں
یہ ایماں ہے کہ دل میں حیدرؑ کرار بیٹھے ہیں

ادھر نام حسینؑ آیا، ادھر آنسو ہوئے جاری
میری آنکھوں میں گویا عابدؑ بیمار بیٹھے ہیں

قیامت ہے جواں بیٹے کی میت اٹھ نہیں سکتی
کمر تھامے سرہانے سید ابرارؑ بیٹھے ہیں

نہیں عباسؑ سا بھائی لحد خود ہی بنائیں گے
لئے اصغرؑ کی میت شاہِ دیں ناچار بیٹھے ہیں

بیاں دروں کا ہے عابدؑ چلے ہیں منزلوں پیدل
خدا معلوم اس آفت میں کتنی بار بیٹھے ہیں

رقیہؑ قید میں جب باپ کو روتی تو ماں کہتی
مری بچی نہ رو، ظالم پس دیوار بیٹھے ہیں

بیاں کر حاجتیں جوہرؔ سفارش تیری کردیں گے
حضورِ شاہ عباسؑ علم بردار بیٹھے ہیں

❁❁❁

سلام

جناب مصطفیٰ احسن صاحب جوؔہر کراچی

اگر ہم کربلا میں ناصر دینِ خدا ہوتے
لحد حائر میں پاتے اس طرح خاک شفا ہوتے

یہودانِ عرب خیبر بناتے لاتعد پھر بھی
تن تنہا علیؑ سب کے لئے خیبر کشا ہوتے

صداقت انتخابی رہبروں میں کچھ اگر ہوتی
صراطِ حق میں ان کے بھی کہیں تو نقش پا ہوتے

جدائی آل وقرآں میں کسی صورت نہیں ممکن
نہ دیکھا ذات کو اوصاف ذاتی سے جدا ہوتے

حقیقت ہے کہ ملتی ہے در حیدرؑ پہ سلمانی
سلیماں آج اگر ہوتے تو قسمت آزماہوتے

اگر ہوتی نہ ہمراہِ طرب تہذیب ایمانی
غدیرِ خم کے متوالے نہ جانے کیا سے کیا ہوتے

لہوکو ان کے بننا تھا رخ اسلام کا غازہ
علی اصغرؑ نہ کیونکر فدیۂ دینِ خدا ہوتے

کہا اصغرؑ سے شہ نے تیر کھا کر مسکراتے ہو
مرے ننھے مجاہد تم جواں ہوتے تو کیا ہوتے

اشارہ تھا سرِشبیرؑ کا یہ کلمہ گویوں سے
سرِ نیزہ نہ پڑھتے ہم جو قرآں سے جدا ہوتے

کرو جوہرؔ ثنائے مرتضیٰ سدرہ پہ جابیٹھو
جو کہتے ہو کہ ہم روح الامیں کے ہمنواہوتے

❁ ❁ ❁

سلام

جناب اعجاز عباس صاحب جوہرؔ جرولی

بیکسوں کی دور کرکے بیکلی عباسؑ نے
کر دیا ہر اک مصیبت سے بَری عباسؑ نے

زندگی دی ہر کسی کو دائمی عباسؑ نے
آنے والی موت کر دی مُلتوی عباسؑ نے

موجِ دریا کی بڑھا کر تشنگی عباسؑ نے
خشک ہونٹوں کو عطا کی تازگی عباسؑ نے

ہے زمانہ محوِ حیرت مِل نہ پائی آج تک
ختم کر دی حد وفا کی آخری عباسؑ نے

کیا ہے معراج وفا یہ کل زمانہ جان لے
درس یہ سب کو دیا ابن علیؑ عباسؑ نے

چیر کر دریا کا سینہ لکھ دیا لفظِ وفا
کربلا کے دشت میں پیاسے جری عباسؑ نے

کر کے قبضہ نہر پہ اور آب دریا پھینک کر
کر دیا اونچا وقار تشنگی عباسؑ نے

جس طرح معبود کا سجدہ فرشتوں نے کیا
بھائی کی اس طرح کی بندگی عباسؑ نے

بن گئے فانوس حق شمعِ امامت کے لئے — ظلم کے طوفاں میں دی ہے روشنی عباسؑ نے
تا قیامت پرچم اسلام جھک سکتا نہیں — وہ بلندی اس کو بخشی ہاشمی عباسؑ نے
کائی کی طرح پھٹا لشکر یزیدی فوج کا — گھاٹ پہ ڈالی نظر جب سَر سَر عباسؑ نے
مال و دولت جاہ و حشمت روٹی کپڑا اور مکاں — مجھ کو دی ہیں ساری چیزیں اک سخی عباسؑ نے
مدح خواں تو نوحہ خواں تو ذاکر آئی نبیؐ — تجھ کو شہرت دی ہے جوہرؔ جرولی، عباس نے

❁❁❁

سلام

جناب چندر پرکاش جوؔہر بجنوری

خمخانے پہ چھائی ہوئی رحمت کی گھٹا ہے — کیا شان خدا شان خدا شان خدا ہے
ساقی نے اس انداز سے پیمانہ دیا ہے — جو رند جہاں بھی ہے وہیں جھوم رہا ہے
یہ کون تہی جام سر بزم اٹھا ہے — اک حشر سا میخانے میں ہر سمت بپا ہے
سر ہے مرا عباسؑ کا نقش کف پا ہے — حق مجھسے ادا آج عقیدت کا ہوا ہے
رتبہ جسے دنیا میں شہادت کا ملا ہے — مرنے میں بھی حاصل اسے جینے کا مزا ہے
ثانی نہیں اس کا کوئی گلزار جہاں میں — وہ پھول جو ہاشم کے گلستاں میں کھلا ہے
عباسؑ نے تاریخ وفا خون سے لکھ کر — دنیائے شجاعت میں بڑا نام کیا ہے
باطل کے مقابل نہ کریں بیعت فاسق — یہ عزم حسینی سے ہمیں درس ملا ہے
اس راز کی عظمت کا سمجھنا نہیں آساں — سیکھے کوئی عباسؑ سے کیا چیز وفا ہے
شبیرؑ نے حق کے لئے سر اپنا کٹا کر — اسلام کی تاریخ کا رخ موڑ دیا ہے
ہے منزل مقصود فقط پیروی ان کی — عباسؑ کا ہر نقش قدم نقش وفا ہے
دنیا کا کوئی غم نہیں اس غم کے برابر — جو غم غم عباسؑ کے صدقے میں ملا ہے
قدرت بھی اس ایثار کی لیتی ہے بلائیں — ایثار حسینی پہ مشیت بھی فدا ہے
مردان ولاور تو ہیں یوں اور بھی لیکن — پیدا کوئی عباسؑ سا ہوگا نہ ہوا ہے
کیونکر نہ چلے ان کے اشارے پہ زمانہ — جو حکم علی کا ہے وہی حکم خدا ہے
ممکن نہیں ہر شخص کو مل جائے یہ دولت — تسلیم و رضا شیوۂ ارباب وفا ہے
مظہر مرے جذبات عقیدت کا ہے جوہرؔ — ہر شعر جو عباسؑ کی مدحت میں کہا ہے

❁❁❁

خواتین کربلا

مولانا غلام السیدین آشر جوراسی

ہوزباں سے کیا بیاں توصیف وشان کربلا　　شاہکارِ بندگی ہے داستانِ کربلا
سالکِ راہِ رضا تھے رہ روانِ کربلا　　اک نشانِ استقامت ہے جہانِ کربلا

کب ہے اہل کربلا سا حوصلہ انسان میں
کوہِ عزم وصبر تھے وہ ظلم کے طوفان میں

یوں تو دنیا میں نظر آئیں گے اکثر باعمل　　جرأت وہمت ہے جن کی دہر میں ضرب المثل
کربلا والوں کا تھا کردار لیکن بے بدل　　شہد سے شیریں تھا جن کے واسطے جام اجل

ان شہیدانِ جفا نے رکھ لی حق کی آبرو
مل گئی مٹی میں باطل کی مجازی آبرو

کیا لگے مردانِ حق کی استقامت کا حساب　　کربلا کی عورتوں کا بھی نہ ممکن تھا جواب
وہ شہیدِ کربلا سبطِ نبیؐ کا انتخاب　　پست جن کے سامنے مردوں کی ہمت کا شباب

ضعف نے یوں پائی زور آوری پر برتری
ضعفِ نازک کو ملی صنف قوی پر برتری

تھیں بیابانِ مصائب میں جفا کی سختیاں　　کاروانِ سبط پیغمبرؐ تھا جن کے درمیاں
چل رہی تھیں چار سو جوروستم کی آندھیاں　　خوف میں ثابت قدم پھر بھی رہیں کچھ بیبیاں

جس بلا کے مجرمیں مردوں کو زہرہ آب تھا
واسطے اہل حرم کے قلزمِ نایاب تھا

تھی زمینِ کربلا پر کثرت افواج شام　　جن کے حلقہ میں گھرے تھے حق پرستوں کے خیال
چار جانب دشت میں تھا بھیڑیوں کا اژدھام　　اور گردابِ بلامیں تھیں خواتینِ امامؑ

آزمائش میں وہ لیکن یوں رہیں باحوصلہ
ظلم کی یلغار میں ٹوٹا نہ ان کا حوصلہ

اہلبیتِ مصطفیٰ پر وہ مصیبت کی گھڑی　　وہ بہتر پر سپاہ جور کی لشکر کشی
جب تھی سورج کی تپش میں تین دن کی تشنگی　　خوف کے ماحول میں اطفال کی وہ بیکسی

جب کہ تھا بادخزاں میں ان کا ہر گلفام بھی
تھا کسی ماں کے نہ چہرے پر شکن کا نام بھی

ہے نظر میں ہاجرہ خاتون کی بھی داستاں
سامنے آیا پسر جس وقت دے کر امتحاں
دیکھ کر بیٹے کی گردن پر چھری کا اک نشاں
کانپ اٹھا مادرِ ناشاد کا قلب تپاں

ہے مگر یہ امتیازِ کارزار کربلا
مائیں خود کرتی تھیں بیٹوں کو نثارِ کربلا

ایک ماں کے واسطے اولاد ہے روحِ بدن
نکہتِ گلزارِ ہستی اور خوشبوئے چمن
زندگی کا ماحصل وجہِ بقائے جان وتن
راحت قلب وجگر اور چشم بینا کی کرن

وقت لیکن آپڑا جب فاطمہؑ کے ماہ پر
کردیا قربان بچوں کو خدا کی راہ پر

ہے تقاضا فطرتِ مادر کا یہ بہرِ پسر
ہرمصیبت سے حفاظت میں رہے نور نظر
شادمانی میں کٹیں فرزندکے شام وسحر
عیش وراحت سے گذارے زندگانی کا سفر

ظلم لیکن جب بڑھا اسلام پر بیداد کو
مامتا نے کردیا سینہ سپر اولاد کو

تھا نہاں ہر دل میں قربانی کا ایسا ولولہ
دے رہی تھیں مائیں خود اطفال کو درسِ وغا
بیبیوں نے بھی کیا یوں حق نصرت کو ادا
نونہالوں کو بنایا اپنے فدیہ دین کا

غازیوں کا تھا سرمیداں جو معمول جہاد
عورتیں خیموں میں رہ کر بھی تھیں مشغول جہاد

سرزمین کربلا پر تھا یہ کیسا انقلاب
عورتوں نے ریگ زارِ ظلم کا توڑا تھا خواب
مادی قوت تھی ان کے سامنے مثل حباب
ہرمحاذ جور پر تھا صبر نسواں کامیاب

رہ گیا پردہ نشینوں سے شجاعت کا بھرم
ہے دلوں پر ثبت ان کی استقامت کا بھرم

ان میں تھا اہل حرم کے گردفوجوں کا حصار
گلشنِ انسانیت بادِ خزاں کا تھا شکار
چند اہلِ حق ادھر تھے بے انیس وبے دیار
اس طرف تھا اشقیاکو اپنی کثرت کا خمار

تھیں نہ اس ماحول میں آساں اقامت کی نظیر
بیبیوں نے پھر بھی قائم کی شجاعت کی نظیر

ہے یہ دستورِ زمانہ وقت آفات وبلا
جرأت مرداں رہی ہے بہرنسواں آسرا
کربلا کا تھا مگر انداز دنیا سے جدا
دے رہا تھا حوصلہ مردوں کو اقدام نساء

تھا یہ ایثار حرم حق کی سعادت کے لئے
کردیا رخصت عزیزوں کو شہادت کے لئے

کیا ڈرائے اس مجاہد کو یہ فانی اقتدار
جس کے دل میں ہوفقط خوف و رجائے کردگار

کربلا میں کارفرماتھا یہی حق کا شعار
تھیں خواتین عزیمت استقامت کا منار

سربلندی پائی حاشرؔ دین حق کی بات نے
آب زر سے لکھ دی وہ تاریخ مستورات نے

❁❁❁

سلام

جناب مرزا حامد حسین صاحب حامدؔ لکھنوی

کہتے کہتے کچھ زبانِ بے زبانی رہ گئی
تیر کھاکر سوگئے اصغرؑ کہانی رہ گئی

شہ سوئے جنت سدھارے نوحہ خوانی رہ گئی
کہنے سننے کو بہتر کی کہانی رہ گئی

رن میں برچھی کھاکے احمد کی نشانی رہ گئی
کربلا کی خاک میں مل کر جوانی رہ گئی

کہتے تھے سجادؑ کوئی پوچھنے والا نہیں
ایک بس اس بیکسی میں ناتوانی رہ گئی

نہر میں عباسؑ اک تصویر تھے ایثار کی
آئینہ دکھلاکے دریا کی روانی رہ گئی

قبر میں اعضائے تن یکسر زمین نے کھالیے
ہاں مگر حبّ علیؑ دل کی نشانی رہ گئی

کب ٹپکتا ہے رخِ شہ سے پسینہ خاک پر
دھوپ شبنم کی طرح سے ہوکے پانی رہ گئی

حلق سرورؑ پیاس کی شدت سے ایسا خشک تھا
سوجگہ تھک تھک کے خنجر کی روانی رہ گئی

ساغر آب اور ہے جامِ شہادت اور ہے
آب خنجر پی کے بھی تشنہ دہانی رہ گئی

کربلا کے کرب میں اللہ رے صبر حسینؑ
جومصیبت سر پہ آئی ہوکے پانی رہ گئی

حر کا حقِّ دوستی کیا ہو ادا کہتے تھے شاہؑ
بیکسی افسوس رسم میزبانی رہ گئی

یہ فقط حق کی حمایت کا صلہ ہے اے حبیب
تاابد سرور کے در کی پاسبانی رہ گئی

شہ سے رخصت لیکے مرنے کو چلے جس دم حبیب
تھک کے پہلے ہی قدم پر ناتوانی رہ گئی

آج تک بھولے نہ ضربِ ذوالفقار حیدری
شہ پر جبرئیل پر اتنی گرانی رہ گئی

یہ بتائے کون کتنی پیاس تھی شبیرؑ کو
یہ کہانی صرف خنجر کی زبانی رہ گئی

کہتی تھیں زینبؑ نہ کیوں ہو داغہائے دل عزیز
بس یہی ان مرنے والوں کی نشانی رہ گئی

بعد اکبرؑ بے مزا ہے زیست کہتے تھے حسینؑ
تجھ میں بس اب خاک اے دنیائے فانی رہ گئی

ابتدا حامدؔ خدا کے گھر میں حیدرؑ سے ہوئی
پھر شہادت ہوکے ارثِ خاندانی رہ گئی

سلام

جناب مہاراجکمار محمد امیر حیدر خان صاحب

بخشش رب متصل ہے دیدۂ خونبار سے
تعزیہ داروں کو ڈرکیا ہے عذابِ نار سے

کیا گواہی دی گلے مل کر رسن نے دار سے
کلمۂ حق آکے سن لو میثم تمار سے

روز خیبر زور دستِ حیدر کرار سے
مرحب ومرکب تھے دو تلوار کے اک وار سے

بوتراب اترے زمیں پر عالمِ انوار سے
نور کی بارش ہے کعبے کی درودیوار سے

باشِ شہرِ علم بن جائے گا اک دن دیکھنا
یہ جو در نکلا ہے بیت اللہ کی دیوار سے

کرکے مزدوری دیا کرتے تھے محتاجوں کو زر
فقر میں بھی کام لیتے تھے علی ایثار سے

قولِ پیغمبر سے ثابت ہے کہ باغی کون تھا
کس کا دامن تر ہے خونِ حضرت عمار سے

کوئی کیا جانے پیمبرؐ کے نواسوں کا شرف
پوچھ لیجے دوشِ پاکِ احمدؐ مختار سے

اس قدر انساں پہ اہل بیتؑ کے احسان ہیں
عمر بھر لکھئے اگر فرصت ملے افکار سے

لکھ نہ پائیں مدح ان کی انس وجن چاہے بنیں
ساتوں دریا سے سیاہی اور قلم اشجار سے

کوفے والو! ابن زہراؑ بھوکا پیاسا مرگیا
تم نے تو مہماں بلایا تھا بڑے اصرار سے

تیر سے چھیدا گیا سوکھا گلا بے شیر کا
آہ کی آواز پیدا ہے لبِ سوفار سے

مرتے مرتے بیعتِ فاسق نہ کی شبیرؑ نے
زندہ ہے توحیدکا اقرار اسی افکار سے

ڈھونڈھ کر آنکھوں پہ رکھاپائے عابد نے اسے
اُنس تھا راہِ رضا میں آبلوں کو خار سے

غیرتِ ایماں مٹادی اشقیانے شام سے
لے گئے ناموسِ احمد کو بھرے دربار سے

ہاتھ پھیلائے ہے شاہِ کربلا تیرا فقیر
حبؔ نے جو مانگا وہ ہاتھ آیا تری سرکار سے

سلام

ڈاکٹر کلب حسن حزیںؔ، سکراول ٹانڈہ امبیڈکر نگر یوپی

تا عمر رہے نقش گر زندگی حسینؑ
تھے جادۂ حیات میں اک آگہی حسینؑ

بن کر شعور فکر کے رہبر زمانے میں
عقل وخرد پہ کرتے رہے سروری حسینؑ

شاہی تمہارے قدموں پہ سر پھوڑتی رہی
پھر بھی نہ پاسکی وہ تری برتری حسینؑ

تشنہ لبی میں بھی ترا چہرہ تھا تابدار
بھوک اور پیاس پر تھی تری قیصری حسینؑ

بیٹا شہید ہوگیا اف تک نہیں کیا
صبر وشکیب پرتھی تری داوری حسینؑ

کمزور اور ضعیفوں کو دی قوت حیات
بے خوف راہ جور سے اب آدمی حسینؑ

خون شہدا سے ہوئی تعمیر کائنات
کون و مکاں ہے خوں سے ترے احمری حسینؑ

انسانیت کی تو رگ جاں سے ہے متصل
معراج زندگی ہے تری بے کسی حسینؑ

زیرستم تیغ بھی تو سجدہ ریز تھا
عشق خدا سے کتنی تھی دل بستگی حسینؑ

تو نے لگائی خرمن جوروستم میں آگ
نابود قیصری کی ہوئی خود سری حسینؑ

دنیائے تعقل سے اٹھی جاں فزاصدا
سارے جہان فکر کے ہیں جوہری حسینؑ

ہیں عالم نزع میں سبھی بت گران جور
اب لے رہی ہے ہچکیاں پھرآزری حسینؑ

خوف وہراس کا تھا نہیں نام اے حزیں
دربار میں بے خوف رہی قنبری حسینؑ

❁❁❁

سلام

جناب باسط علی حزیںؔ فیض آبادی

حسینؑ فخردوعالم حسینؑ فخر بشر
حسینؑ عزت اسلام جان پیغمبرؐ

حسینؑ فطرت انسانیت کا اوج کمال
حسینؑ تاج سرعرش اعتبار نظر

حسینؑ موت کو تنہا شکست دی جس نے
حسینؑ معرکہ جس نے کیا حیات کا سر

وہ کشمکش حق وباطل کی وہ اصول کی جنگ
وہ چند حق کے فدائی وہ لاکھ بانئ شر

وہ غور کرنے کا دشمن کو آخری موقع
وہ ایک رات کی مہلت میں حکمتیں مضمر

وہ اذن عام کہ جو چاہے چھوڑ دے مرا ساتھ
وفا شعاروں میں وہ جوش نصرتِ سرور

وہ ولولے وہ ارادے وہ حوصلے وہ امنگ
وفا کے نقش وہ ہوئے جبینوں پر

وہ سرفروش مصلّٰی وہ دیں پناہ امام
وہ سجدے روح عبادت کو ناز ہے جس پر

نماز ختم ہوئی اس طرف سے تیر آئے
صفیں پلٹ کے بندھیں اور ہوگیا منظر

خدا کی راہ میں قربانیاں گزرنے لگیں
بڑھا جہاد کو ایک ایک ناصر ویاور

نثار ہوتے رہے شمع حق کے پروانے
اٹھا کے لاتے رہے سب کی میتیں سرور

جوان بیٹے نے سینے پر برچھیاں کھائیں
نظر سے ہوگئی پنہاں شبیہ پیغمبرؐ

ضعیف باپ کی ہمت سے پوچھتی ہے قضا
جگر میں بیٹھ گئی ہے کھنچے سناں کیونکر

وہ دست شاہ پہ چھوٹی سی اک حمائل پاک
وہ چھ مہینہ کی ننھی سی جاں علی اصغرؑ

ہزار عبرت انسانیت وہ تیر ستم
ہزار دفتر غم وہ تبسم اصغرؑ

نہیں ہے کوئی تو جاتے ہیں خود حسینؑ غریب
خدا کی حفظ میں آل رسولؐ کو دیکر

گلے پہ شاہ کے قاتل نے جب چھری رکھ دی
فضا لرز گئی کانپ اٹھی قبر پیغمبرؐ

حزیںؔ سمجھ میں نہیں آتا کلمہ گویوں نے
شہید کردیا سبط رسولؐ کو کیونکر

❁❁❁

سلام

جناب حسرتؔ موہانی صاحب

نہ کیا بارغم کسی نے قبول
غیر انساں کہ تھا ظلوم و جہول

بھیجئے تحفۂ درود و سلام
بجناب رسولؐ و آل رسولؐ

خاصہ برروح پر فتوحِ حسینؑ
نورچشم علیؑ وجان بتولؑ

نوجوانان خلد کے سردار
گلبنِ دوحۂ رسولؐ کے پھول

جملہ ارباب صبر و فقر و غنا
جن سے سیکھے ہیں عاشقی کے اصول

بارگاہِ حضور میں حسرتؔ
کاش ہوجائے یہ غزل بھی قبول

❁❁❁

سلام

جناب سید نظیر الحسن رضوی حسرتؔ اکبر آبادی

زبان پر منقبت ہے فاتح صفین و خیبر کی
یہی نعت پیمبرؐ ہے یہی ہے حمد داور کی

ولادت جب ہوئی کعبہ میں خانہ زاد داور کی
بتوں سے بھی صدا آنے لگی اللہ اکبر کی

عجب کیا گر ہوا ادنیٰ سے اوج مرتضیٰ اعلیٰ
کہ ان کے پاؤں سے زینت ہوئی دوش پیمبرؐ کی

بہک کر بھی نصیرت نے درکعبہ پہ سر ٹیکا
ہوا منکر مگر توقیر کی اللہ کے گھر کی

چڑھے بت توڑنے کو مرتضیٰ جب دوش احمدؐ پر
زمیں سے آسماں تک تھی صدا اللہ اکبر کی

سوانیزہ پہ گرخورشید محشر آئے؟ آجائے
امان ہے گریہ شہ میں ہمیں زہرؑا کی چادر کی

شب عاشور زینبؑ غمزدہ نے ننھے بچوں کو
سنائیں داستانیں خندق وصفین وخیبر کی

بھٹکتی پھر رہی ہے بحرعالم میں کہاں حسرتؔ
تری کشتی کوشاید جستجو ہے حوض کوثر کی

❁❁❁

تمنائے علی علیہ السلام

جناب حسنؔ عابدی صاحب

سقائے حرم دلبندِ علیؑ زہرؑا کی دعا عباسؑ علیؑ
تاریخ وفا کو بخشا ہے ہمت نے تری عنوان جلی

ڈھونڈا تو بہت حیدرؑ کے سوا کے تیرا کوئی ثانی مل نہ سکا
سقائے حرم دلبند علیؑ زہرؑا کی دعا عباسؑ علیؑ

توشان وفا تو جان وفا قرآنِ وفا ایمانِ وفا
ہرضرب پہ بازو چوم لئے حیدرؑ نے جو تیری تیغ چلی

ڈھونڈا تو بہت حیدرؑ کے سوا کے سوا تیرا کوئی ثانی مل نہ سکا
سقائے حرم دلبند علیؑ زہرؑا کی دعا عباسؑ علیؑ

❁❁❁

سلام

جناب ڈاکٹر ابوالحسن صاحب حسنؔ

تو جو ٹکرا گیا لاکھوں سے اکیلا شبیرؑ
تیرے سینے میں تھا حیدرؑ کا کلیجہ شبیرؑ

باپ نے تیرے بتایا ہے ہنر جینے کا
تونے بتلادیا مرنے کا سلیقہ شبیرؑ

کل ترانام تھا صحرائے عرب تک لیکن
آج تو سارے زمانے پہ ہے چھایا شبیرؑ

لیکے آغوش میں امت سے یہی کہتے رہے
آکے پہچان لو یہ ہے میرا پیارا شبیرؑ

تم نے اس طرح بجھایا ہے چراغ بیعت
ہوگیا گھر میں یزیدوں کے اندھیرا شبیرؑ

آج تک ظلم کے چہرے پہ نشاں باقی ہے
تم نے وہ صبر کا مارا ہے طمانچہ شبیرؑ

اس نے گویا ترے روضے کا لیا ہے بوسہ
جس نے اک بار ترا تعزیہ چوما شبیرؑ

ناخدائی کے لئے تو نہ اگر آجاتا
ڈوبتا دین محمدؐ کا سفینہ شبیرؑ

جب کوئی مونس ویاور نہ مدد کو آیا
دین اسلام نے گھبرا کے پکارا شبیرؑ

تواگر ہند کی وادی میں کہیں آجاتا
سارے ہندوتری کرتے یہاں پوجا شبیرؑ

صبر پر کیوں نہ تمہارے ہو فدا صبرِ خلیلؑ
تم نے اکبرؑ کو تڑپتے ہوئے دیکھا شبیرؑ

آگ جب لگ گئی سیدانیوں کے خیموں میں
جل گیا اصغرؑ معصوم کا جھولا شبیرؑ

بس یہی ایک تمنا ہے حسنؔ کی تیرے
دیکھ لے مرنے سے پہلے ترا روضہ شبیرؑ

❁❁❁

سلام

جناب سید حسن عباس، حسنؔ سرگودھا

اے کربلا کے ننھے بہادر میرا سلام
اے نونہال گلشن حیدرؑ مرا سلام

اے دین حق کے آخری تیور مرا سلام
کربل کے بے زباں علی اصغرؑ مرا سلام

جاں دے کے تونے قدر بڑھائی ہے دین کی
دونوں جہاں میں آبرو رکھ لی حسینؑ کی

جب ہوچکے شہید عزیزان باوقار
غم میں حسینؑ کرچکے اپنا جگر فگار

مولائے کائنات کے دل کو نہ تھا قرار
اعداپکارتے تھے بہادر کو بار بار

بھیجوگے کس سپاہی کو لڑنے کے واسطے
اب کون باقی رہ گیا مرنے کے واسطے

معصوم کے یہ کانوں میں آئی جوں ہی صدا
کہتے ہیں خود کو جھولے سے اپنے گرادیا

ہونٹوں پہ پھرزباں کو پھرا کر کی التجا
گویا جہاد کا یہ اشارہ تھا برملا

مطلب یہ تھا کہ جنگ میں اب تیر کھائیں گے
ہم دشمنوں کا قلب وجگر آزمائیں گے

اللہ رے رباب تیرے دل کے حوصلے راہ خدا میں دیدئے تھے گود کے پہلے
مانگا جوں ہی حسینؑ نے میداں کے واسطے گودی سے اپنی دیدیا زلفیں سنوار کے
کہنے لگیں امام سے پھر دل کو تھام کے
معصوم حشر ڈالے گا لشکر میں شام کے

گودی میں لے کے چلد یئے جب شاہ نامدار آئی صدا فلک سے کہ اس عزم کے نثار
بچہ زبان ہونٹوں پر لاتا تھا بار بار تکتے تھے آسمان کو مولائے روزگار
آئی ندا بتول کی اے میرے لاڈلے
مقبول بارگاہ ہیں سب تیرے حوصلے

بچے کو باپ برسر میداں لئے ہوئے رنجیدہ قلب حسرت وارماں لئے ہوئے
اک رنج وغم کا قلب میں طوفاں لئے ہوئے آئے حسینؑ جیسے کہ قرآں لئے ہوئے
کہتے تھے دشمنوں کے کلیجے ہلاؤں گا
اللہ کو یہ ظلم وتشدد دکھاؤں گا

معصوم سے یہ کہنے لگے شاہ خاص وعام لو تم بھی اپنی آخری حجت کرو تمام
سوکھی زبان ہونٹوں پر لاکر کیا کلام تاثیر اس کلام کی باقی رہی مدام
بچے کے اس عمل نے کلیجے ہلادیئے
میداں سے دشمنوں کے قدم ڈگمگادیئے

دنیا میں جس کی باقی ہے تاثیر اب تلک عینی گواہ جس کا ہے یہ نیلگوں فلک
ماتم میں جس کے چاک گریبان ہیں ملک اس کو مٹائے گا یہ زمانہ کہاں تلک
یہ معجزہ توسارے زمانے پر چھاگیا
برکت سے اس کی دین ٹھکانے پہ آگیا

قربانیٔ حسینؑ کی بیشک نہیں مثال عباسؑ سا دلاور واکبرؑ سا خوش جمال
بوڑھے بھی تھے جوان بھی تھے اور خورد سال بازی مگر تھا لے گیا اصغر سا نونہال
محکم بنایادین کو قرآں بچایا ہے
اس نے مخالفوں کو مسلماں بنایا ہے

دنیا میں انقلاب کئی جب سے آچکے اعدا سزا بھی ظلم کی اپنے اٹھا چکے
شیطانی طاقتوں کو بھی ہم آزما چکے تیرے گلے کے تیر کو نہ وہ چھپا سکے

باطل کا زور توڑدیا حق بچالیا
تیرے گلے کے تیر نے سکہ جمالیا

ننھی سی قبر کھودتے تھے شاہ نامدار جن وملائکہ کی صدا تھی ترے نثار
نہ دوست اقرباتھے نہ کوئی تھا غم گسار اتنے میں روکے کہنے لگی تیغ آبدار

معصوم کی یہ قبر میں کیسے بناؤں گی
مولاخدا کے سامنے کس منھ سے جاؤں گی

فارغ ہوئے جو دفن سے مولائے کائنات کی عرض بارگاہِ خدا میں اٹھا کے ہاتھ
واقف ہے اپنے بندوں سے اے رب صد صفات اے رب ذوالجلال مری آخری ہے بات

مولا لٹا چکا ہوں میں سب تیری راہ میں
قربانیاں قبول ہوں سب بارگاہ میں

ناچیز تیرا بندہ ہوں اے رب کائنات وہ کام کرچکا ہوں تھی جتنی مری بساط
ہمراہ چند بیبیاں ہیں آئینۂ صفات روتے ہوئے گزرتا ہے دن اور تمام رات

تاریک یہ زمانہ ہے اعدا بھی گرد ہیں
یہ بچے اور بیبیاں تیرے سپرد ہیں

❁❁❁

سلام

پروفیسر عین الحسن صاحب

اک ساتھ چل رہے ہیں بہتر ملا کے ہاتھ
فوج یزید بھاگ رہی ہے چھڑا کے ہاتھ

جس دم زمین گرم پہ سجدہ ادا ہوا
پیشانیوں نے چوم لئے کربلا کے ہاتھ

وسعت دلوں کی دیکھی جو آنگن میں آگئے
روٹی جو مانگ لیتے تھے اکثر بڑھا کے ہاتھ

گھر میں نہ آسکیں گے اجازت لئے بغیر
بنت نبیؐ نے باندھ دیئے ہیں قضا کے ہاتھ

غیبت پہ مومنوں کا یقیں اور بڑھ گیا
پردہ اٹھا کے نکلے ہیں جب سے خدا کے ہاتھ

ہم کو علیؑ سے کام نصیری سے کیا غرض
یہ اس خدا کے ہاتھ ہیں یا اُس خدا کے ہاتھ

روکا تھا ہم نے آگ لگانے سے بار بار
آخر کو تم نے رکھ دیئے اپنے جلا کے ہاتھ

اب مومنوں دلاتے رہو کافروں کو خوف
رکھنا گھروں میں اپنے علم پر سجا کے ہاتھ

بازو گئے تو شیر کے دنداں میں آئی مشک
بتیس اور خلق ہوئے باوفا کے ہاتھ

جب اپنے دل سے آپ کا دل ہی نہ مل سکا
ہم کیا کریں گے آپ سے اپنے ملا کے ہاتھ

عابدؑ نے ٹوٹنے سے بچایا تھا سلسلہ
زنجیر کیوں نہ چومتی زین العباؑ کے ہاتھ

اترے ہوئے عدو کے یہ چہرے بتا گئے
بے شیر کی ہنسی نہ لگی اشقیا کے ہاتھ

اک روز میں حسینؑ کا ماتم کراؤں گا
اللہ نے یہ سوچ لیا تھا بنا کے ہاتھ

عین الحسنؔ غدیر کا سورج گواہ ہے
دیتا نہیں رسولؐ کوئی شے چھپا کے ہاتھ

❁❁❁

سلام

پروفیسر حسنؔ عظیم آبادی، کراچی

نہ پوچھو تصور میں کیا دیکھتے ہیں
مزار شہ کربلا دیکھتے ہیں

ذرا لب پہ آنے تو دونام حیدرؑ
نہ ٹلتی ہے کیسے بلا دیکھتے ہیں

خدا جانتا ہے کہ سبطِ پیمبرؐ
فنا کو بشکلِ بقا دیکھتے ہیں

بفیضِ ولا ہم ہیں ان منزلوں میں
جہاں خضر کا حوصلہ دیکھتے ہیں

نہ دیکھا سکندر نے جو آئینے میں
وہ اشکوں میں اہل عزا دیکھتے ہیں

شہِ دینِ مقابل بٹھا کر پسر کو
جمالِ رخِ مصطفیٰ دیکھتے ہیں

نہ دیکھا تھا سایہ بھی جس کا فلک نے
اسے ننگے سر اشقیا دیکھتے ہیں

علیؑ دیکھئے رن میں سبط پیمبرؐ
پسر کو تڑپتا ہوا دیکھتے ہیں

کبھی حلقِ اصغرؑ کو تکتے ہیں سرور
کبھی جانبِ حرملہ دیکھتے ہیں

ہراک گام پر لڑکھڑاتے ہیں عابدؑ
سناں پر جو سر باپ کا دیکھتے ہیں

حسنؔ مجھ کو مدحِ شہِ کربلا کا
نہ ملتا ہے کیسے صلہ دیکھتے ہیں

❁❁❁

سلام

جناب میر غلام حسن میر صاحب حسنؔ

جب سکینہ نے سنا گھر میں کہ وہ سرور گیا (۱) — یعنی جنت کو پیاسا سبط پیغمبرؐ گیا
سنتے ہی یہ ماجرا ہوش اس کا تو یکسر گیا — اور روکر بولی اماں بابا مرا کیدھر گیا
تھا ابھی تو دامن اس کا ہاتھ میں میرے اماں (۲) — میں جدا ہوتی تھی اور تھا وہ جدا ماتم کناں
میں جو ٹک غافل ہوئی جاتا وہ پھر کہاں — مجھ کو بھی لے چل وہاں بابا میرا جیدھر گیا
توتو کہتی تھی کہ جنت کو گیا پیاسا غریب (۳) — مجھ کو تشنہ چھوڑ کر جانا تو ہے اس سے عجیب
اور گیا ہے وہ تو بلوا دے گا مجھ کو عنقریب — یوں ہی ہوگا سچ یہ خطرہ اب مرے دل پر گیا
اب تلک مجھ بن تو بابا نے نہیں پانی پیا (۴) — آبِ کوثر سے کرے ترلب کو مجھ بن نہیں تو کیا
جس طرح اس بن خفا ہوں وہ بھی ہووے گا خفا — کیا ہوا جواب نہیں وہ مجھ سے کچھ کہہ کر گیا
اے اماں بابا کی صورت مجھ کو دکھلادے شتاب (۵) — میں ترے صدقے گئی تو اس کو بلوادے شتاب
یا مجھی کو اس تلک پے پے تو پہنچادے شتاب — ہجر کے داغوں سے اس کے دل تو میرا بھر گیا
سن کے یہ بیٹی سے اماں نے دیا رورو جواب (۶) — اے بچی کہتی ہے تو کیا کہیں دیکھا ہے خواب
تیرا بابا ہے کہاں لاؤں اسے کیونکر شتاب — کیا کہوں میں اس کا قصہ تجھ سے وہ سرور گیا
یہ جو تو کرتی ہے باتیں یہ بھی ہے خواب وخیال (۷) — باپ کا اب دیکھنا بھی ہے بہت امر محال
اک سماں سا ہوگیا جو دیکھتی تھی وہ جمال — دیکھنا اس خستہ دل کا اب تو محشر پر گیا
اب کہاں وہ اور کہاں تو اور کہاں اس کا وہ پیار (۸) — اب کہاں لے بیٹھتا زانو پہ تجھ کو بار بار
اب کہاں وہ وقت اور اب وہ کہاں لیل ونہار — بھول جا یہ باتیں اے بی بی کہ وہ دفتر گیا
اب نہ قاسم ہے نہ بابا ہے نہ اصغر ہے یہاں (۹) — نہ چچا عباس تیرا ہے نہ اکبر نوجواں
قافلہ کا قافلہ جاتا رہا اے میری جاں — شامیوں کے ہاتھ سے آلِ نبیؐ کا گھر گیا

اس کے بعد سے چند بند مخذوف ہیں۔ آخری دو بند میں مادر جناب سکینہؑ کو امام حسینؑ کا تصور بندھ جاتا ہے۔ اوراسی خیال میں اپنے مصائب حضرت سے بیان کرتی ہیں۔

کس کے میں سایہ میں بیٹھوں کس کا ڈھونڈوں آسرا — کیا کروں کچھ بن نہیں آتی کدھر کو بیٹھوں جا
گھر گیا، زیور لٹا، وارث موا، خیمہ جلا — اقربا مارے گئے اور سر سے تو شوہر گیا
توتویاں سردے کے چھوٹا، آہنی سرپر مرے — تین دن کے بھوکے پیاسے شام کو قیدی چلے
فاطمہؑ کے گھر کی بندی واں سے دیکھیں کب چھٹے — جو چھڑانے والا اس بندی کا تھا سومر گیا

❁❁❁

سلام

جناب حسنؔ عباس صاحب کانپوری

حیدرؑ تھے جیسے سایہ محبوب کبریا کا
عباسؑ یوں بنے تھے سایہ شۂ ہدیٰ کا

عباسؑ کو چھپالو تصویر مرتضیٰ ہے
دھوکا نصیریوں کو ہوجائے نہ خدا کا

میں ہوں کنیز زہرؑا سرور کا رتبہ سمجھو
عباسؑ تم ہمارے بیٹا وہ فاطمہؑ کا

حیدرؑ کا شیر ہوں میں اذنِ وغا ملے تو
نام ونشاں مٹادوں ہر دشمنِ خدا کا

پیکر میں ڈھل گئے تھے عباسؑ مرتضیٰؑ کے
کردار ہوبہو تھا زینبؑ میں فاطمہؑ کا

تاحشر دین خالق احسان مندرہے گا
حیدرؑ کی ایک ہاں کا، سرور کی ایک نا کا

اکبرؑ کا قتل تونے ظالم کیا نہیں ہے
کرڈالا قتل تونے دراصل مصطفیؐ کا

حیدرؑ تھے یا خدا تھا یہ تو خدا ہی جانے
پردہ کے پیچھے سچ تو لہجہ تھا مرتضیٰ کا

ہم کو مٹائے گا کیا ہم ہیں دعائے زہرؑا
رب ہوگیا محافظ اس ذکر کربلا کا

معراج اس سے بڑھ کر اب اور کیا ملے گی
موقع ملا حسنؔ کو عباسؑ کی ثنا کا

❁❁❁

سلام

جناب حسنؔ رائے بریلوی

جس نے چلایا تیر وہی غمزدہ ہوا
مظلوم مسکرا دیا ظالم کو کیا ہوا

کلیاں مہک رہی ہیں ہر اک گل کھلا ہوا
گلشن میں آج ایسا حسیں معجزہ ہوا

ام البنیں کی گود میں آیا ہے اک قمر
ہر سمت جس کے حسن کا ڈنکا بجا ہوا

عباسؑ کہہ کے گزرا کوئی جھومتا ہوا
کانوں میں جیسے لفظ وفا گھولتا ہوا

عباسؑ میں جلال وہی دبدبہ وہی
یوں ہی نہیں وہ وارث شیر خدا ہوا

غازی کا عکس ملتا ہے ہر ایک حرف میں
پانی پہ اب بھی لفظ وفا ہے لکھا ہوا

عباسؑ بڑھ کے جاؤ کہا یہ حسینؑ نے
حر آرہا ہے دیکھو پتہ پوچھتا ہوا

جو کررہے ہیں پیروی شمر و یزید کی
دوزخ کا ہے انہیں کےلئے در کھلا ہوا

سرِ دشتِ نینوا

لہجہ میں کی علیؑ کے یہ کس نے نبیؐ سے بات
بولے نبی یہ لہجہ ہے میرا سنا ہوا
ٹکڑے یزیدیت کے ہوا میں بکھر گئے
حیرت سے دیکھتے تھے یزیدی یہ کیا ہوا
دریا کرے نہ یاد علیؑ کو تو کیا کرے
دریا کی سمت شیر چلا جھومتا ہوا

سلام

جناب سید صادق علی ''چھنگا صاحب''، حسینؔ جائسی

شہ چلے ہیں رن میں تیغیں تن پہ کھانے کے لئے
امت محبوب حق کو بخشوانے کے لئے
ظالمو، جن سے کہ ہے پرنور قبر مصطفیؐ
آئے ہو تم ان چراغوں کو بجھانے کے لئے
اڑ رہا ہے رنگ رخ کا کانپتے ہیں دونوں ہاتھ
شہؑ چلے ہیں لاشِ اکبرؑ یوں اٹھانے کے لئے
باب خیبر کو تکاں دے کر یہ کہتے ہیں علیؑ
درکیا کیوں بند قوت آزمانے کے لئے
خواب گہہ میں صبح عاشورآکے ماں نے یہ کہا
دو اذاں اکبرؑ میں آئی ہوں جگانے کے لئے
وقت آخر کیوں نہ بڑھ جاتا علی اصغرؑ کا حسن
تیر کھایا تھا گلے پر مسکرانے کے لئے
خیمۂ عصمت میں سب روتے ہیں اک کہرام ہے
عونؑ وجعفرؑ آئے ہیں مقتل میں جانے کے لئے
تربتِ اصغرؑ کے تر کرنے کو تھے اشکِ حسینؑ
اور آہوں کا دھواں تھا شامیانے کے لئے
کہتے تھے عباسؑ فوجِ شام سے للکار کر
روک لو آئے ہیں ہم دریا پہ جانے کے لئے
مصطفیٰ کو نذر کیا دے گا جناں میں اسے حسینؔ
روغم شبیرؑ میں موتی بنانے کے لئے

سلام

جناب حسینؔ رضوی صاحب

اپنے نیزے کو جو عباسؑ ہلا دیتا ہے
سر کے انبار لب نہر لگا دیتا ہے
حق کی راہوں میں جو ہستی کو مٹا دیتا ہے
خود خدا اس کی وفاؤں کا صلہ دیتا ہے
محفل باب حوائج میں چلو آؤ چلیں
ذکر عباسؑ عبادت کا مزا دیتا ہے

گاڑ کر پرچم اسلام لب نہر جری
پھول پتھر کے کلیجے پہ کھلا دیتا ہے

پھینک کر پیاس میں چلو سے دلاور پانی
آگ دریا کے کلیجے میں لگا دیتا ہے

سر بلندی اسے عباسؑ عطا کرتے ہیں
سر جو ڈیوڑھی پہ عقیدت سے جھکا دیتا ہے

میں نے اک روز ترا نام لیا تھا مولا
لب مگر آج بھی خوشبوئے وفا دیتا ہے

لال عباسؑ سا مل جائے مجھے ناممکن
مانگنے والا علیؑ ہو تو خدا دیتا ہے

روک کر پلکوں پہ دو لاکھ کا لشکر غازی
میں علمدار حسینی ہوں بتا دیتا ہے

آؤ عباسؑ کے پرچم کے تلے آجاؤ
ذکر عباسؑ جری درس وفا دیتا ہے

دین اسلام کا غازی کو علم دے کے حسینؑ
اپنے لشکر کا علمدار بنا دیتا ہے

❁❁❁

سلام

جناب سید علی شبر حسینی صاحب کرہانی

جوکربلا میں آئے تھے شاہ ہدیٰ کے ساتھ
انصار تو نہ ایسے رہے مصطفیٰ کے ساتھ

زہراؑ و مجتبیٰؑ وشہؑ کربلا کے ساتھ
ہوذکر مرتضیٰؑ بھی حبیب خدا کے ساتھ

مرحب کو شیر حق نے کیا قتل اس طرح
اک لافتیٰ کا شور تھا صلی علیٰ کے ساتھ

اسلام والو بزم عزائے حسینؑ سے
کتنی قریں بہشت ہے دیکھو تو آکے ساتھ

حر کے لئے یہ شان کریمی حسینؑ کی
عفو خطا ہے بارش لطف وعطا کے ساتھ

صبر خلیلؑ سے نہ بڑھے صبر شاہؑ کیوں
ہوتی ہے ابتدا بھی کہیں انتہا کے ساتھ

دشت بلامیں شہ نے دیے ہیں جو امتحاں
ایسے تو امتحاں نہ ہوئے انبیا کے ساتھ

پیوند جتنے چادر زہراؑ میں تھے لگے
تھے اتنے جاں نثار شہ کربلا کے ساتھ

دیکھے تو کوئی حُرؑ دلاور کی منزلیں
بخت رسا کے ساتھ ہے شاہ ہدیٰ کے ساتھ

کیا پُر جگر تھے ہاشمی بچے خدا گواہ
کھیلے ہیں کیسی شان سے تیر قضا کے ساتھ

اللہ رے استغاثہ شبیرؑ کا اثر
اصغرؑ گرے ہیں جھولے سے شہ کی صدا کی ساتھ

کڑکی کماں تو فطرت انساں پکار اٹھی
اے حرملہ نہ کر یہ خطا بے خطا کے ساتھ

بچوں کو جمع کرکے سکینہؑ یہ کہتی تھی
پانی ضرور آئے گا میرے چچا کے ساتھ

سر اپنا پیٹتے ہوئے بیٹے کی لاش پر — خلد بریں سے آئے علیؑ مصطفیٰ کے ساتھ

قربانئ حسینؑ کا اللہ رہے اثر — دنیا ہے آج خامس آلِ عباؑ کے ساتھ

کیسے نہ ہوں نصیب حسینیؔ رعایتیں — وابستگی ہے مدح شہؑ کربلا کے ساتھ

❁❁❁

سلام

مولانا احتشام عباس زیدی صاحب حشمؔ جونپوری

شرک اس میں کیا ہے لکھ اے شیخ فتویٰ دیکھ کر — یاد آتے ہیں علیؑ ہم کو جوکعبہ دیکھ کر

چشم میں مظلوم کی اشکوں کا دریا دیکھ کر — کانپ اٹھے قصرِ ستم اپنا نتیجہ دیکھ کر

شرط ہے پاکیزگئ نسل کی اس کے لئے — بخشتے ہیں یعنی صہبائے تولا دیکھ کر

گنگ ہوجائے نہ کیوں دنیا علیؑ کے سامنے — علم کا ایک موجزن بے تھاہ دریا دیکھ کر

روشنی لینے کو پلٹا تھا جبین نور سے — آفتاب ضوفشاں حیدرؑ کا سجدہ دیکھ کر

پوچھنا کیا ہے کہ جاتا ہے کہاں یہ راستہ — چل پڑے ہیں ہم تو نقش پا علیؑ کا دیکھ کر

اس لئے حیدر کو ہاتھوں پر اٹھاتے تھے رسولؐ — ہاں مسلمانو مکر جانا نہ مولا دیکھ کر

مدح حیدرؑ نے کیا مجھ کو جو اُن کا ہم جلیس — محوِ حیرت انبیاء تھے میرا رتبہ دیکھ کر

میں نے جب کھولی زباں لکھا تھا اس پر یا حسینؑ — پوچھتے پھر کیا فرشتے یہ نوشتہ دیکھ کر

زینبؑ خستہ جگر کیوں غش نہ کھائیں بار بار — خون میں ڈوبا ہوا بابا کا چہرہ دیکھ کر

کیا بتائیں کیا ہوئی حالت دل شبیرؑ کی — نوجواں بیٹے کا برچھی میں کلیجہ دیکھ کر

بک گئے اشک عزا کے مول سب قصر جناں — محو حیرت تھے حشمؔ ہم یہ کرشمہ دیکھ کر

❁❁❁

سلام

جناب سید حشمت علی حشمتؔ باقری

پیاسا شہید ہوگیا کنبہ حسینؑ کا — زینبؑ نے پڑھا قید میں نوحہ حسینؑ کا

لوٹے نہ کربلا سے پھر مظلوم کربلا — تپتی زمیں پہ آخری سجدہ حسینؑ کا

تھے بے پناہ عالم میں وہ مظلوم کربلا / تھا زندگی کا آخری خطبہ حسینؑ کا
کاٹا گلا جو شمر نے تھرّا گئی زمیں / نیزے پہ سر، زمیں پہ تھا لاشہ حسینؑ کا
لاشہ تھا گرم ریت پہ لیکن کوئی نہ تھا / آکر کسی نے نہ دیا پرسہ حسینؑ کا
قائم رہے گا حشر تلک پرچم حسینؑ / سرکٹ کے بھی بلند تھا رتبہ حسینؑ کا
وہ وقت آچکا ہے پکاریں گے سب حسینؑ / حشمتؔ تیری زباں پہ ہے کلمہ حسینؑ کا

❁❁❁

کوفے کا اک ماجرا

مولانا سید حفاظت حسین صاحب بھیک پوری

سُنو! کوفے کا اک یہ ماجرا ہے / کلیجہ منہ کو اس سے آگیا ہے
یزید بدسِیَرُ کا دَور آیا / شرارت پر شقی اِس طور آیا
ولید بد گہر کذّاب و ظالم / مدینہ کا بنایا اُس نے حاکم
مدینہ میں یہ بھیجا اُس نے فرماں / حسین ابن علیؑ سے لے لو پیماں
خلیفہ میں ہوں کر لیں میری بیعت / وگرنہ بھیج سر ان کا بہ عجلت
کہا حاکم نے حضرت سے یہ فرماں / کہا حضرت نے اٹھ کر اُس سے اس آں
رسول اللہ کا فرزند ہوں میں / ولیؐ اللہ کا دلبند ہوں میں
شرابی کی اگر کر لوں گا بیعت / جہاں سے دین ہوجائے گا رخصت
مدینہ کی فضاء بدلی ہوئی ہے / عجب اسلام پر صرصر چلی ہے
حسین ابن علیؑ کے سب تھے دشمن / مدینہ چھوڑا اور نانا کا مدفن
مدینہ سے ہوئے مکہ روانہ / پھرا حضرت سے تھا کیسا زمانہ
بہت سے کوفہ والوں کے خط آئے / کہ ہم ہیں منتظر آنکھیں بچھائے
ہمیں آکر بچائیں کجروی سے / نہیں تو شاکی ہوں گے ہم نبی سے
یزیدی دَور کے ہم ہیں مخالف / یہاں سب آپ ہی کے ہیں موالِف
ہمیں گمراہی سے آکر بچائیں / ہمیں ظالم کے پنجوں سے چھڑائیں
جواب نامہ لکھا اُن محبوں کو / پڑھا میں نے تمہارے کل خطوں کو
مجھے اصرار سے تم ہو بلاتے / اور اپنی گمرہی سے ہو ڈراتے

تمہارے پاس مسلمؑ جارہے ہیں
یہ خط لکھیں تو ہم بھی آرہے ہیں

کیا مسلمؑ کو حضرت نے روانہ
عرب کی گرمیوں کا تھازمانہ

لئے دو نور دیدہ ساتھ اپنے
کہ دل پردیس میں کچھ بھی تو بہلے

سنو! اب کوفہ والوں نے دَغا کی
عجب مسلم پہ اِن سب نے جفا کی

چڑھا کے بام سے انکو گرایا
ہر اک بازار میں لاشہ پھرایا

یتیموں کا کہوں کیا حال تم سے
سنو کچھ حال اب تم دل کو تھامے

لعینوں نے ادھر مسلم کو مارا
ادھر زندان میں بچوں کو ڈالا

نگہباں نے نکالا ترس کھا کر
یتیموں سے کہا سمجھا بجھا کر

مدینہ قافلہ اک جارہا ہے
ترس تم پر مجھے اب آرہا ہے

سروں سے اٹھ گیا سایہ پدر کا
نہیں ہے تجربہ تم کو سفر کا

سوادِ قافلہ آتا نظر ہے
چلے جاؤ کہ کوفہ پُر خطر ہے

بہت دوڑے یہ ننھے ننھے بچے
مگر اس قافلہ تک یہ نہ پہنچے

چھپے اک باغ میں حاکم کے ڈر سے
چڑھے اِک نخل پر خوف و خطر سے

وہاں پر چشمۂ شیریں رواں تھا
اور اس میں نخل کا سایہ عیاں تھا

وہاں پہنچی کنیز اک مومنہ کی
کنارے پانی بھرنے کو وہ بیٹھی

نظر دو چاند اُس چشمے میں آئے
جو ابر برگ میں تھے منہ چھپائے

اٹھایا اُس نے سر اپنا جو اوپر
نظر شاخوں میں آئے دو گلِ تر

کہاں تم کون ہو اے بھولے بھالو
ڈرو مت دِل کو تم اپنے سنبھالو

یتیموں نے جب اس کا پیار دیکھا
اتر کے نخل سے قصہ سنایا

وہاں سے لائی بچوں کو چھپا کے
کہامخدومہ سے آنسو بہا کے

شہیدِ دین مسلم کے پسر ہیں
یتیم و بے نوا ہیں در بدر ہیں

یہ سُن کر مومنہ بچوں تک آئی
انہیں اِک حجرۂ طیب میں لائی

انہیں کھانا دیا پانی پلایا
تھپک کے ننھے بچوں کو سلایا

پسر اُس مومنہ کا حارث آیا
تھکا ماندہ پسینے سے نہایا

کہاماں نے بسر دن بھر کہاں کی
ابھی آیا ہے کتنی رات گذری

کہا حارث نے زنداں سے ہیں نکلے
یتیم و ناتواں مسلمؑ کے بچے

منادی یہ ہے حاکم نے کرائی
چھپے ہوں جس کے گھر یہ دونوں بھائی

وہاں سے اُن کو میرے پاس لاؤ
خزانے سے مرے انعام پاؤ

اُنہیں کو ڈھونڈھتا پھرتا تھا اب تک
نہیں ہے چین ملجائیں نہ جب تک

کہاماں نے ستم ایسا نہ کرتو
جہنم میں نہ کر اپنا مقر تو

بھلا بچوں نے تیرا کیا کیا ہے؟
کہ ان کی جان کے پیچھے پڑا ہے

نبیؐ سے کیا کہے گا روزِ محشر
بڑا یہ ظلم ہوگا پیشِ داور

سنا حارث نے یہ اور چُپ رہا وہ
دیا پھر ماں نے کھانا کھا لیا وہ

پڑا خر کی طرح بستر پہ اپنے
لگا وہ دل ہی دل گویا یہ جپنے

کسی ترکیب سے بچوں کو پاؤں
بڑا انعام میں حاکم سے لاؤں

جہاں پر سورہے تھے بھائی بھائی
وہاں سے سانس کی آواز آئی

کھڑے کرتا ہے اپنے کان حارث
ہوا اس سانس سے حیراں حارث

چلا آواز پر حجرے کے اندر
یتیموں کے قریں آیا ستمگر

کہا تم کون ہوائُن کو جگا کر
طمانچے آہ بچوں کو لگا کر

کہا بچوں نے مسلم کے پسر ہیں
چُھٹا ہے اپنا گھر ہم تیرے گھر ہیں

غضب میں آگیا حارث غضب ہے
عجب حسرت ہے کیا سنسان شب ہے

یتیموں پر اٹھایا پھر طمانچہ
اندھیرے میں چلایا پھر طمانچہ

زمیں پر گر گئے بچے ستم سے
ہوئے سکتے میں وہ فرطِ الم سے

رَسن سے اُس لعیں نے انکو باندھا
مکاں کے صحن میں پھر کھینچ لایا

ہوا پھر منتظر کے صبح ہولے
یتیموں کو نکالے قتل کر دے

فلک پر صبح کا تارہ جو نکلا
شقی اپنے ارادے سے اب اُٹھا

اٹھالی ہاتھ میں تلوار اپنی
پکڑ لی اُ ن یتیموں کی بھی رسّی

نکالا بیکسوں کو اب مکاں سے
کہ انکو ختم کردے اب جہاں سے

چلی ہے مومنہ فریاد کرتی
بہت ہے منت ِ جلاد کرتی

ارے حارث یہ بچے بے خطا ہیں
پدر مارا گیا یہ بے نوا ہیں

چلاحارث کا بیٹا بھی یہ کہتا
خدا را چھوڑ دو ان کی خطا کیا

غلام ِ حارث بدبخت دوڑا
شقی کے پیر پر سر رکھ کے بولا

ارے بچے بہت ہیں بھولے بھالے
کلیجے سے کوئی انکو لگا لے

مگرسنتا نہ تھا حارث کسی کی
طبیعت خون کرنے پر تلی تھی

لب دریا اِسی حالت سے پہنچا زمیں پر پہلے بچوں کو بٹھایا
کہا حارث نے خادم سے یہ اپنے اٹھا تلوار ان کے سر اڑا دے
کہا اُس عبدِ صالح نے نہ ہوگا ترا فرمان یہ مجھ سے نہ ہوگا
کہا حارث نے پھر اپنے پسر سے یتیموں کے سروں کو قطع کر دے
کہا فرزند نے استغفر اللہ نہیں ہوسکتا ہے مجھ سے یہ واللہ
چلادی اُس لعیں نے اپنی شمشیر پدر کے ہاتھ سے بیٹا تھا نخچیر
اٹھا خود ہاتھ میں تلوار لے کر یتیموں نے کہا سُن اے ستمگر
ہماری ہے یہی تجھ سے سماعت نماز صبح پڑھنے کی دے فرصت
شقی نے مشکلوں سے دی اجازت خدا کی کرتے ہیں بچے عبادت
تیمم کر کے دریا کے کنارے نماز صبح پڑھتے ہیں پیارے
نمازیں ختم کیں بچوں نے جس دم لگے حارث سے کہنے آہ پیہم
خطا ہم دونوں بھائی کی بتا دے سبب تو قتل کرنے کا سنا دے
خرید لیں گے ہمیں،گر بیچ دے تو ہمیں یا پیشِ حاکم لے چلے تو
مرے بابا کو مارا کوفیوں نے ہمیں گھر سے نکالا کوفیوں نے
بلک کر کہہ رہے تھے دونوں بچے رسن بستہ تھے ننھے ہاتھ جوڑے
کہا حارث نے چھوڑوں گا نہ ہرگز ارادے سے نہ منہ موڑوں گا ہرگز
بڑے بھائی کو پہلے مارڈالا لہو میں لوٹتا چھوٹے کو دکھا
کہا حارث نے کیوں تو لوٹتا ہے ابھی تو خون بھائی کا کیا ہے
کیا قاتل نے پھر چھوٹے کو بسمل شفق میں ڈوبے تھے دو ماہ کامل
فلک لرزاں زمیں تھرا رہی تھی لب دریا اوداسی چھارہی تھی
بڑے کی لاش دریا میں جو ڈالی نہ ڈوبی منتظر بھائی کی وہ تھی
شقی نے چھوٹے کی جب لاش پھینکی بڑے کی لاش خود چھوٹے تک آئی
گلے میں باہیں ڈالے دونوں ڈوبے لب کوثر وہاں سے دونوں پہنچے

حفاظتؔ کے نہیں قابو میں دِل ہے
قلم بھی رورہا ہے مضمحل ہے

(۱۹/اگست ۱۹۵۰ء)

سلام

جناب حفیظؔ صاحب جالندھری

سلام اس سیدہؑ کو جوہے سرچشمہ سخاوت کا
ہویدا ہے اسی کے نور سے اسوہ شہادت کا

سلام اس کو ہے جس کے سر پہ تاج ہل اتی آیا
حسینؑ اپنی طرح اس نے شہادت آشنا پایا

شہادت ہی جہادِ فی سبیل اللہ کی صورت ہے
برائے حفظ ایمان جان دینے کی ضرورت ہے

جہادِ راہِ حق کیا ہے یہی تنہا عبادت ہے
ہماری زندگی کا مدعا کیا ہے شہادت ہے

حسین اس حُسنِ سیرت کا نشانِ خوبصورت ہے
ہمیں بھی غلبۂ کفار میں جس کی ضرورت ہے

❁❁❁

سلام

جناب حفیظؔ صاحب ہوشیار پوری

کیا سرخروہوا ہے ہجوم بلا کے بعد
ہرعزم ہیچ ہے ترے عزم وفا کے بعد

انساں کو اپنی وسعت صبر ورضا کی حد
معلوم ہوگئی ترے صبرورضا کے بعد

اس سے زیادہ کیا ہوتری تشنگی کی داد
جام بقا ملا ہے مقامِ فنا کے بعد

وہ زیر تیغ سجدہ وہ خوناب سے وضو
بے رنگ ہر ادا ہے تری اس ادا کے بعد

اے دشت نینواتری غیرت کو کیا ہوا
اس رہ نوردوادیٔ صبرورضا کے بعد

پھر دورمانِ عشق سے کوئی کفن بدوش
اٹھا نہ کیوں حسینؑ شہید وفا کے بعد

گوشِ جہاں نے پھر کبھی جنگاہ عشق سے
لبیک کی صدا نہ سنی اس صدا کے بعد

مجھ پر ہر ایک مرحلۂ رنج وغم حفیظؔ
آسان ہے ابتلائے شہ کربلا کے بعد

❁❁❁

سلام

جناب حلمیؔ آفندی صاحب

چادر فاطمہؑ زہرانہیں سرپر بھائی
پھر یہ ہمشیر کفن دے تمھیں کیوں کر بھائی

اپنی ماں جائی کی ماں سے نہ شکایت کرنا
بے کفن تم کو جودفناتی ہے خواہر بھائی

دیکھ کر عابدؑ بیمار کی گردن کا نشاں
بازوؤں کو بھی مرے دیکھئے اٹھ کر بھائی

آپ کے سینہ پہ سوتی تھی جو اکثر بچی
قید خانے میں اسے آئی ہوں کھوکر بھائی
آج زینبؑ تمہیں دے دیتی کفن کے بدلے
کاش ہوتی مرے سر پر مری چادر بھائی
لاش مظلوم کی تھراگئی اس دم حلمیؔ
جب کہ زینبؑ نے کہا شہؑ سے لپٹ کر بھائی

❁❁❁

سلام

جناب ماسٹر حمید حسینؔ صاحب پانی پتی

دولت ہے بڑی چیز نہ حشمت ہے بڑی چیز
ہاں آل محمدؐ کی مودت ہے بڑی چیز
ہوتا ہے شہید ان کی محبت میں جو مرجائے
مومن کے لئے ان کی محبت ہے بڑی چیز
اے کعبہ تو قبلہ ہے بلاریب ولیکن
تجھ میں مرے مولاؑ کی ولادت ہے بڑی چیز
رضوان سمجھ ہوتے نہ حسینؑ جو سردار
پھر کون سمجھتا تری جنت ہے بڑی چیز
حیدرؑ ہیں محمدؐ کے وزیر اور وصی بھی
پھر ختمِ نبوت کی اخوت ہے بڑی چیز
اے مہر نکلنا ترا ہر صبح ہے معمول
اک شام کو لیکن تری رجعت ہے بڑی چیز
جب پائے علیؑ دوش نبیؐ پر نظر آئے
کعبے میں ہوا غل کہ امامت ہے بڑی چیز
اللہ نے تلوار محمدؐ نے دی دختر
دوسمت سے یہ دھری عنایت ہے بڑی چیز
کچھ اور ہے اک ضربت حیدرؑ کی فضیلت
ثقلین کی ہرچند عبادت ہے بڑی چیز
چہرے پہ علیؑ کے ہے نظر عین عبادت
اے مصحف ناطق تری صورت ہے بڑی چیز
نبیوں نے بھی توحید کی دی گرچہ شہادت
شبیرؑ مگر تیری شہادت ہے بڑی چیز
جب نورِ محمدؐ ہی سے غش کرگئے موسیٰ
دیدار الٰہی کی تو حسرت ہے بڑی چیز
دوزخ میں ہوئی صبح تو جنت میں ہوئی شام
اے حُرؑ بہشتی تری قسمت ہے بڑی چیز

❁❁❁

سلام

جناب حنیفؔ اسعدی

عجب طرح کی ہے نسبت حسینؑ کے غم سے
نہ دل کو درد سے فرصت نہ آنکھ کو نم سے
خدا بھی ان سے ہے راضی خدا کے بندے بھی
لحد پہ پھول برستے ہیں دونوں عالم سے
حسینؑ شکر کا پیکر، حسینؑ صبر کا نام
کلیجہ ہل گیا ان کے سکوتِ پیہم سے
ضمیر وقت نے محسوس تو کیا ہوگا
کہ جاں نثاری عبادت ہے عزم محکم سے

تمام زیست رہا جانِ مدعا بن کر — وہ زخم جاں کہ بھرا وقت کے نہ مرہم سے

حضور سوگِ نشینوں کی داستانِ الم — نہ کرسکیں گے بیاں ہم نہ پوچھیئے ہم سے

غم حسینؑ حقیقت میں ایسا حق ہے حنیفؔ — جو نطق ولب سے ادا ہو نہ چشم پُرنم سے

سلام

جناب مرزا محمد علی صاحب حیاتؔ

یادِ شہ جب آئی سب کچھ بھول جانا ہی پڑا — جتنے دھندلے نقش تھے ان کو مٹانا ہی پڑا

کس قدر گہرا تھا اے اکبرؑ ترے سینے کا گھاؤ — تھام کر شہ کو کلیجہ بیٹھ جانا ہی پڑا

چھپ چلی تھی کفر کی ظلمت میں ضو اسلام کی — آسماں پر دین کے سورج کو آنا ہی پڑا

آج تک تیرا زمانہ نام لیتا ہے حسینؑ — تیرا قصہ ساری دنیا کو سنانا ہی پڑا

کون بچ سکتا تھا جنگ حضرت عباسؑ سے — موت کو بھی دامن ہستی چھڑانا ہی پڑا

دشمنوں کے ناز بے جا کو مٹانے کے لئے — بھر کے چلو نہر پر قبضہ دکھانا ہی پڑا

اک فدا پانی کے مل جائے گی کیا امید تھی — دودھ ماں کو اپنے بچے کا بڑھانا ہی پڑا

آسمانِ دین پر تھے جو ستارے منتشر — کربلا میں سب کو اک مرکز پہ لانا ہی پڑا

کرنا تھی اتمام حجت پھر بھی اف مجبوریاں — ہاتھ پانی کی طلب میں خود بڑھانا ہی پڑا

دوسروں کی زندگی کا آئینہ کیوں ہو حیاتؔ — مٹ چلا نقش وفا لیکن بنانا ہی پڑا

سلام

جناب حیاتؔ سالکی ۔ کچا احاطہ مولوی گنج لکھنؤ

یاد میں شبیرؑ کی دامن میں کیا بنتا گیا — اشک کا قطرہ نقوش کربلا بنتا گیا

شمر کے خنجر میں آئیں ظلمتیں جب کفر کی — سجدۂ شبیرؑ رن میں آئینہ بنتا گیا

زیر خنجر بھی لب سرورؑ پہ امت کے لئے — کلمہ شکر الٰہی بھی دعا بنتا گیا

کربلا والو تمہارا عزم بھی کیا عزم تھا — خون کی دھاروں سے حق کا راستہ بنتا گیا

جس کا ہر نقش قدم ایسا امام ایسا حسینؑ — کربلا میں قبلہ اہل وفا بنتا گیا

کربلا والے بہتر تھے مگر یہ تھا عمل — ان میں سے ہر ایک دیں کا ناخدا بنتا گیا

آگیا زور اثر کھلتے گئے باب قبول — مجلس شبیرؑ میں نالہ رسا بنتا گیا

کون تھا جو لیکے بڑھتا تا بہ دریائے فرات — عزم عباسؑ جری خود رہنما بنتا گیا
مشکلیں ہوتی گئیں پانی خدا کی راہ میں — صبر شاہ کربلا مشکل کشا بنتا گیا
قید میں ماہ امامت کی ضیاء سے دیکھئے — طوق عابدؑ کے گلے میں کیا سے کیا بنتا گیا
آیا اور یوں آیا اور یوں آیا اکبرؑ کا شباب — رفتہ رفتہ اک شبیہ مصطفیؐ بنتا گیا
تیر قاتل کو کمانِ ظلم میں شرم آگئی — فدیۂ خالق جو اصغرؑ کا گلا بنتا گیا
آستیں عباسؑ نے الٹی تو لشکر ہٹ گئے — تا بہ دریائے فرات ایک راستہ بنتا گیا
دیکھ کر زینبؑ کو بے پردہ اسیر رنج وغم — بگولہ راہ کا سر کی ردا بنتا گیا
گرتے گرتے مجلس سرور میں آنکھوں سے حیاتؔ — اشک مومن مرہم شاہ ہدیٰ بنتا گیا

❁❁❁

سلام

جناب سید علی حیدرؔ کاظمی صاحب

بازوقوی تھے شہ کے بردار کے سامنے — ٹوٹی نہ تھی کمر علی اکبرؑ کے سامنے
کہتے ہیں دوجہاں کی عبادت کا جس کو وزن — پاسنگ ہے وہ ضربت حیدر کے سامنے
مجمع میں اہل فقر کے مسکین تھے علیؑ — کرار بن گئے درخیبر کے سامنے
دنیا نماز پڑھتی ہے دن بھر میں پانچ بار — منھ اپنا کرکے مولد حیدرؑ کے سامنے
دیکھا نہ آنکھ اٹھاکے بھی صابر کے لال نے — دریا بہا کیا علی اصغرؑ کے سامنے

❁❁❁

سلام

حکیم سید حیدرؔ نواب زیدی صاحب لکھنوی

اے سردِ نوبہار گلستانِ مرتضیٰ — اے غنچۂ ریاض دل وجان مرتضیٰ
اے گوہر خزانہ خلاق ذوالمنن — اے فردولاجواب درِ کنزِ پنجتن
تورشک آفتاب ہے تو غیرتِ قمر — کس کی مجال رخ کی طرف کرسکے نظر
یوسف کا حُسن حُسن نے تیرے بھلادیا — گویا کہ اس کو قصہ ماضی بنادیا
توشکل تھا جہاں میں رسالت مآب کی — بھیجی زمیں پہ حق نے نظیر آفتاب کی
صورت میں اور سیرت ورفتار میں تمام — الطاف ورحم وجود میں گفتار میں تمام
ہونا تھا تجھ پہ دھوکہ رسولؐ کریم کا — آئینہ تھا تو دہر میں خلقِ عظیم کا

تونوجواں تھا تجھ پہ فدا تھیں جوانیاں
تجھ میں نہاں تھیں قدرتِ حق کی نشانیاں
ہاتھوں میں تیرے قوتِ بازوئے مصطفیٰؐ
زلفوں میں تیرے نکہت گیسوئے مصطفیٰؐ
ہمنام مرتضیٰؑ علی اکبرؑ تھا تیرا نام
شہرہ تھا تیرے حُسن کا کوفہ ہو یا کہ شام
توماں کی جان باپ کی آنکھوں کا نور تھا
تو باعث سکوں دل ناصبور تھا
بہنوں کا چاند پھپھیوں کا تارہ توہی تو تھا
گھر بھر کا دل سبھوں کا دولارا تو ہی تو تھا
قوت تھی دل میں تجھ سے ہر اک بے قرار کے
کتنے تھے تجھ کو دیکھ کر دن انتشار کے
زینت تھی تجھ سے خانہ سبط رسولؐ کی
دل بستگی تجھی سے تھی قلب ملول کی
کیا کیا نہ کی تھیں زینبؑ کبریٰ نے محنتیں
اٹھارہ سال کی تھیں تجھی پر ریاضتیں
ان محنتوں سے پالا تھا اولاد کی طرح
جب تو بلند قد ہو شمشاد کی طرح
کانٹا دل عدو کو ہوا قامتِ حسیں
اس نخل کو قلم کریں یہ کوششیں ہوئیں
قامت پہ تیرے قد صنوبر نثار تھا
دونوں لبوں پہ تیرے گل تر نثار تھا
آنکھوں پہ تیرے صدقے تھی نرگس خوشی خوشی
کھلنے لگے شگوفے جو دیکھی تیری ہنسی
وقتِ کلام کھلنے سے دندان آبدار
بجلی گرائی تونے چمن پر ہزار بار
قدسی درود پڑھتے تھے پڑتی تھی جب نگاہ
توہی تھا یاد گار رسولؐ فلک پناہ
ان باغیان شوم نے کیسا ستم کیا
کاٹا صنوبر چمنستان مصطفیٰؐ
آیا نہ کچھ خیال رسالت مآب کا
ہے قہر حق ملال رسالتمآب کا
برچھی لگا کے چاند سے سینے پہ تیرے آہ
مجروح کردیا دل پیغمبر الله
حیدرؔ ہزار حیف کہ برباد کردیا
جنگل میں گھر حسین علیہ السلام کا

❁❁❁

سلام

جناب حیدرؔ دہلوی صاحب

عقل واطمینان کا شیرازہ برہم چاہیئے
جوشِ کلفت میں دگر گوں رنگ عالم چاہیئے
اس طرح اظہار بیتابی کا پیہم چاہیئے
مجرئی دستِ مژہ مصروفِ ماتم چاہیئے
آنکھ میں پتلی کے بدلے شاہؑ کا غم چاہیئے

تیرہ وتاریک تھی ہرشے سما سے تاسمک
لرزہ براندام تھے اہل زمیں اہل فلک
دیکھ کر دستِ شقی سے قتل شہ کا بے دھڑک
سدرہ سے کہتے ہوئے جبرئیل آئے لاش تک
روح کا سبطِ نبیؐ کی خیر مقدم چاہیئے

آج بھی ہے چہرۂ شب تاب پر زریں نقاب
محوشاید ہوگیا انگشتِ احمدؐ کا عتاب

آسماں پر پھوٹ بہتا خوب تر مثلِ حباب　　تعزیت میں شاہؑ کی اندھیر ہے یہ آب وتاب
ماتمی ملبوس اے ماہِ محرم چاہیئے

شدت تشنہ لبی وزخم سے راحت نہ چین　　سامنے آنکھوں کے خوں آلود نعش نورعین
دھوپ کی تیزی حرم کا سربرہنہ شوروشین　　درپئے آزار لاکھوں دشمن اک ذاتِ حسینؑ
اب ذرا اندازۂ آفات پیہم چاہیئے

اے فلک سرپیٹ غم کر وقت اضمحلال ہو　　اے زمیں آمادۂ تخریب استقلال ہو
اے قیامت شور برپا کرشریک حال ہو　　وائے ویلا وادئ غربت میں وہ پامال ہو
جو سرِ بے تن سرعرش معظم چاہیئے

آپ کا میرا گل مقصد سے دامن بھر دیا　　سرخرو دنیا ودیں میں بے تکلف کردیا
چشم ودل کو جو دیا ضوبار وکیف آور دیا　　مصطفیٰ نے باغِ رضواں شاہؑ نے کوثر دیا
ایسے نانا کا نواسہ بھی مکرم چاہیئے

روز کے صدمات اور آفات سے گھبرا گیا　　وہ سہے ظلم وستم احباب کے لطف آ گیا
زندگی میں وقت جو بہتر سے بہتر تھا گیا　　حیدرؔ اس دنیائے دوں سے قلبِ زار اکتا گیا
موت کے ہاتھوں اب اتمامِ غم وہم چاہیئے

❁❁❁

سلام

جناب حیدرؔ صاحب، نھٹوری

زمینِ صبر وتحمل کا آسماں ہے حسینؑ　　جبین چرخِ امامت پہ کہکشاں ہے حسینؑ
بہ اعتبار سن وسال پیر ہے لیکن　　شکیب وصبر کی منزل میں نوجواں ہے حسینؑ
نزولِ صبح ازل ہے نشانِ شام ابد　　ازل سے تابہ ابد میر کارواں ہے حسینؑ
فضا میں رنگ میں، خوشبومیں، ذہن میں، دل میں　　عمل میں فکرونظر میں کہاں کہاں ہے حسینؑ
حقیقتوں کا اجالا ہے صحنِ عالم میں　　مزاج علم الٰہی کارازداں ہے حسینؑ
دلوں کو سوز دیا انقلاب ذہنوں کو　　شرار بن کے لہو میں رواں دواں ہے حسینؑ
چمکتی صبح تراشی ہے ظلمتِ شب سے　　اک انقلابِ مسلسل کی داستاں ہے حسینؑ
بھڑکتی آگ دبے گی لہو کے چھینٹوں سے　　ستم نے پھر سے اٹھایا ہے سرکہاں ہے حسینؑ
لکھی ہے عشق کی تفسیر خون سے حیدرؔ　　دیارِ عشق سرتاجِ عاشقاں ہے حسینؑ

❁❁❁

سلام

مولانا سید حیدر رضوی حیدر گوپالپوری، سابق پرنسپل مدرسۂ ناصر الایمان سیوان (بہار)

دستورِ انبیاء کو سنبھالا حسینؑ نے
حق کا کیا وقار دوبالا حسینؑ نے

چھ ماہ کا کوئی تو کوئی اسی سال کا
کیا منتخب کیا تھا رسالہ حسینؑ نے

مظلومیت کی تیغ سے کاٹو گلوئے ظلم
کیا جنگ کا طریقہ نکالا حسینؑ نے

بعد رسولؐ کفر یزیدی کے دور میں
اسلام کے اصول کو پالا حسینؑ نے

اسلام کے شباب کی خاطر کیا نثار
اٹھارہ سال جس کو تھا پالا حسینؑ نے

بھائی کے بازوؤں کو فدا کرکے دین پر
واللہ عمودِ دیں کو سنبھالا حسینؑ نے

گہنا نہ جائے نیّر دینِ پیمبراں
اصغرؑ کے خون کا کیا ہالہ حسینؑ نے

پانی پلاکے دشمنِ ایماں کی فوج کو
نانا کے خُلق کو کیا بالا حسینؑ نے

کردار بے مثال کے سانچے میں باخدا
اسلام کی حیات کو ڈھالا حسینؑ نے

جبرئیل پر سمیٹ کے کچھ دور ہٹ گئے
تیغ علیؑ پہ ہاتھ جو ڈالا حسینؑ نے

مقتل میں پیشوائی کو پہونچے کل انبیاء
پہنا جو وقت ذبح قبالہ حسینؑ نے

صبر ورضا کی فوج سے باطل کو دو شکست
ہم کو دیا یہ درس نرالا حسینؑ نے

اپنے لہو میں ڈوب کے دریائے کفر سے
بیڑا اصول حق کا نکالا حسینؑ نے

ہر قوم ہرزبان میں ہوتے ہیں تبصرے
لکھا جو اپنے خوں سے مقالہ حسینؑ نے

قدرت نے بڑھ کے دامن رحمت میں لے لیا
بے شیر کا لہو جو اچھالا حسینؑ نے

انجام قتل سوچ لیں دشمن تھا یہ خیال
اک اور شب جو جنگ کو ٹالا حسینؑ نے

ضودے کے کربلا میں شہیدوں کے خون سے
پھیلایا نورِ حق کا اجالا حسینؑ نے

دم توڑتے پسر کے کلیجے سے آہ آہ
اللہ رے کیسے نیزہ نکالا حسینؑ نے

ہو شاعری کہ ذاکری اے حیدرؔ حزیں
یہ سب عطا کیا شہ والا حسینؑ نے

❖❖❖

سلام

جناب حیدرؔ رضا صاحب لکھنوی

عزا کے فرش کو اشک غمِ شہؑ سے سجا دینگے
جہاں جنت نظر آئیگی ہم وہ آئینا دینگے

علی اصغرؑ ستم کو دشت میں ایسی سزا دینگے
وہ روئے گا قیامت تک اگر یہ مسکرا دینگے

جہاں اہل عزا عباسؑ کا پرچم سجا دینگے — اگر ہوں آگ کے شعلے بھی تو ٹھنڈی ہوا دینگے

نظر آئیں گے اصغرؑ بھی علی اکبرؑ کی صورت میں — شہؑ دیں دشت میں بے شیر کو ایسا بنا دینگے

ہَوا کی بات کیا آواز کا رستہ نہیں ہوگا — نشاں تلوار سے عباسؑ جو رن میں بنا دینگے

مقابل آئے گا قاسمؑ کے جو ہو جائے گا تقسیم — ہیں وارث فاتح خیبر کے یہ رن میں دکھا دینگے

جو آنکھیں منتظر ہیں انتقامِ خونِ سرورؑ کی — اگر وہ سوبھی جائیں تو امامؑ اُنکو جگا دینگے

رُکا ہے، روضۂ عباسؑ میں یہ سوچ کر پانی — مرے مولا مرا قد حوضِ کوثر سے بڑھا دینگے

صدائے ماتمِ شہؑ آرہی ہے اے جہاں والوں — ذرا شبیرؑ تک آؤ یہ تم کو حُر بنا دینگے

ہر اک انسان روئے گا مسلسل حشر تک حیدرؔ — علی اصغرؑ تبسم کا اک ایسا مرثیہ دینگے

❁❁❁

سلام

جنابِ محمد حیدرؔ صاحب گردیزی ملتان

زینبؑ کا حال عابد گریاں سے پوچھئے — درمان کا درد درد کے درماں سے پوچھئے

سیراب کردیا تمھیں امت نے یا نہیں — جاکر ذرا یہ اصغرؑ ناداں سے پوچھئے

برباد کس طرح سے ہواگھر حسینؑ کا — یہ تو اسی زمینِ بیاباں سے پوچھئے

کیسے اٹھایا لاشہ اکبر حسینؑ نے — اہل حرم سے گنج شہیداں سے پوچھئے

ہائے ردائیں سر پر ہمارے نہیں رہیں — زینبؑ کے بین شام غریباں سے پوچھئے

کس بیکسی سے روئے ہیں ناموسِ مصطفیٰ — دامن سے آستیں سے گریباں سے پوچھئے

حیدرؔ لٹاہے سہرۂ نوشاہ کس طرح — پھولوں کی بات ہے یہ گلستاں سے پوچھئے

❁❁❁

سلام

جنابِ محمد علی حیدرؔ صاحب بی۔اے۔جوہرآباد

انسانیت پہ ہے یہ عنایت حسینؑ کی — زندہ ہے اس جہاں میں ہدایت حسینؑ کی

باطل کے ظلم وجور پہ شکر خدا کیا — خود داد دے رہی تھی شجاعت حسینؑ کی

کچھ اس طرح شہید ہوئے ظلم وجورسے — روئے عدو بھی سن کے حکایت حسینؑ کی

پتھر سے دل پگھل گئے کہتے ہی یاحسینؑ / ایسی تھی دل گداز روایت حسینؑ کی

دیکھی جو بے کسی تو فلک خون رودیا / ہائے وہ کربلا میں قیامت حسینؑ کی

ہرایک پھول باد حوادث نے چن لیا / اک دوپہر میں لٹ گئی دولت حسینؑ کی

تپتی زمیں پہ سجدۂ حق میں جبیں رہی / مقبول کردگار عبادت حسینؑ کی

مانگی دعائے خیر ہی خنجر کے سائے میں / امت کے واسطے یہ سیاست حسینؑ کی

مظلوم گویا فاتح کرب وبلا رہے / ہرقلب پر ہے نقش صداقت حسینؑ کی

نام حسینؑ لینے سے کیا باز آئیں گے / اپنے قلوب پر ہے حکومت حسینؑ کی

ہردم حسینؑ کہتے ہیں فکر مآل کیا / رضواں کا کام دے گی محبت حسینؑ کی

حیدرؔ عذاب قبر کا دھڑکا ہے کس لئے / جب پاسباں تری ہے شفاعت حسینؑ کی

سلام

جناب حیدرؔ عابدی رام گڑھی

گل ہے ہراک یزید کی تدبیر کا چراغ / روشن ہے کائنات میں شبیرؑ کا چراغ

احمدؐ کتاب عشق کی تحریر کا چراغ / حیدرؑ کتاب عشق کی تفسیر کا چراغ

عشق غم حسینؑ ہے تابندہ دہر میں / زینبؑ نے وہ جلادیا تقریر کا چراغ

دیکھو بغور عظمتیں آل رسولؐ کی / روشن کتاب حق میں ہے تطہیر کا چراغ

پھیلی جہاں میں صاحب تطہیر کی ضیا / ٹھنڈا پڑا ہے کفر کی تقدیر کا چراغ

نقش کتاب فتح مبیں جگمگا اٹھا / روشن ہوا جو ہمت بے شیر کا چراغ

باقی نہ حرملہ ہے نہ تیروکمان ہے / ہے ضوفگن تبسم بے شیر کا چراغ

عباسؑ کے لہو سے جلا موج آب پر / ضوبار ہے وفاؤں کی تقدیر کا چراغ

صرف اپنوں ہی پہ ختم نہیں ہیں نوازشیں / روشن ہے کائنات میں شبیر کا چراغ

خود ہی یزید شعلہ بیعت میں جل گیا / روشن ہے کائنات میں شبیرؑ کا چراغ

بے نور ہوکے رہ گئی زینبؑ کی زندگی / جب سے بجھا ہے بانوئے دلگیر کا چراغ

زینبؑ تڑپ کے بولیں کہ اکبرؑ بھی مرگئے / روشن تھا جس سے نانا کی تصویر کا چراغ

حیدرؔ بجھاکے رکھ دیا خون حسینؑ نے / ہر حق شکن کے خنجر وشمشیر کا چراغ

سلام

جناب فقیر محمد خادم صاحب حنفی کندر کی ضلع مراد آباد

استعانت دین کی کرنے جو سرورؑ آگئے
کربلا میں پیشوائی کو پیمبرؐ آگئے

بعد احمدؐ پرچم دیں کی حفاظت کے لئے
گلشن زہراؑ میں جتنے تھے گل تر آگئے

خاک وخوں میں ہوکے غلطاں اس طرح تڑپے حسینؑ
مصطفیؐ گھبراکے جنت سے کھلے سر آگئے

رُک سکا کوئی نہ نہر علقمہ کے گھاٹ پر
غیظ میں جس وقت عباسؑ دلاور آگئے

جب صدا گونجی ہے ھل مِن کی فضائے دہر میں
چھوڑ کر آغوش مادر رن میں اصغرؑ آگئے

صبر نے بھی رکھ دیا شبیرؑ کے قدموں پہ سر
راہ حق میں سامنے ایسے کچھ منظر آگئے

حرملہ کیا حال ہوگا حشر کے میدان میں
گر حسینؑ ابن علیؑ اصغرؑ کو لے کر آگئے

ہم شبیہ مصطفیؐ پہونچے ہیں رن میں جس گھڑی
دیکھ کر اکبرؑ کو حیرت میں ستمگر آگئے

کام کچھ ایسا کیا ہے زینبؑ غم خوار نے
مرحبا کہتے ہوئے جنت سے حیدرؑ آگئے

قوت بازوئے حُر کی کیا بھلا تعریف ہو
تیر کر دریائے خوں میں نزد کوثر آگئے

آج دنیا میں کوئی لیتا نہیں نام یزید
یاد وہ آتے ہیں سرجو زیر خنجر آگئے

خود بہ خود ساحل پہ خادمؔ کا سفینہ لگ گیا
زد سے طوفاں کی بچانے ابن حیدرؑ آگئے

❖❖❖

سلام

جناب خادمؔ شبیر صاحب نصیر آبادی

جب سے کی ہے ترے روضے کی زیارت عباسؑ
میں نے دیکھا ہی نہیں جانب جنت عباسؑ

کتنی بے مثل ہے یہ تیری فضیلت عباسؑ
تین معصوموں کی پائی ہے ریاضت عباسؑ

دیتی ہے یہ ابوطالب کی وفا کی خوشبو
ہے وفا کی ترے کردار میں نکہت عباسؑ

مقصد حضرت شبیرؑ ادھورا رہتا
کربلا میں جو تری ہوتی نہ شرکت عباسؑ

بنت حیدر کے سوا بنت پیمبر کے سوا
کون بتلائے ترے خون کی قیمت عباسؑ

آپ کو کیوں نہ زمانہ سر تاج وفا
آپ کے قدموں میں ہے تاج حکومت عباسؑ

سرنگوں کرنے کو ہر دور میں باطل کے نشان
حشر تک اٹھتا رہے گا ترا رائت عباسؑ

یہ شرف ہی تری مدحت کے لئے کافی ہے
تجھ کو بیٹا کہیں خاتون قیامت عباسؑ

جس نے آتے ہی پڑھا کعبے میں قرآن مبیں
تو ہے اس بولتے قرآن کی آیت عباسؑ

یہ قلق تجھ سے زیادہ تھا ترے آقا کو
جنگ کرنے کی تری نکلی نہ حسرت عباسؑ

تو ہے ارمان حسینؑ اور تمنائے علیؑ
تجھ کو کہتے ہیں امامت کی ضرورت عباسؑ

❁❁❁

سلام

جنابِ خالدؔ احمد صاحب

اے لب گرفتگی، وہ سمجھتے ہیں پیاس ہے
یہ خستگی تو اہل رضا کا لباس ہے

اے تشنگی، یہ حسن محبت کے رنگ ہیں
اے چشم نم یہ قافلۂ اہل یاس ہے

یہ عشق ہے کہ وسعتِ آفاقِ کربلا
یہ عقل ہے کہ گوشۂ دشتِ قیاس ہے

سایہ ہے سرپہ چادرِ صبر وصلوٰۃ کا
بادل کی آرزو ہے نہ بارش کی آس ہے

سوئے دمشق صبر کا سکہ رواں ہوا
اک رخ یہ ہے خراش تو اک رخ پہ لاس ہے

اے زین عابدین، امام شکستگاں
زنجیر زن ہواؤں میں کس خوں کی باس ہے

اے سر بلند وسربہ فلک اہل دین ودل
مدفون کربلا میں ہماری اساس ہے

تاج سرِ نیاز کا ہالہ ہے رفتگی
آہِ امامِ دل زدگاں آس پاس ہے

ممکن ہے کس طرح وہ ہماری خبر نہ لیں
ہر سانس تارِ پیرہنِ التماس ہے

خالدؔ شکست وفتح کے معنی بدل گئے
بازارِ شام ہے کہ شب التباس ہے

❁❁❁

سلام

جناب خاورؔ نوری صاحب حیدرآباد دکن

ہاشمی چاند مرادل ترا کاشانہ ہے
یہ حقیقت نہ سہی جذبۂ رندانہ ہے

نام لے کر ترا ماحول پہ چھاجاتا ہوں
میری ہربات ہر اقدام دلیرانہ ہے

جانتا ہوں مرے پہلو میں گنہگار ہے دل
کس زباں سے یہ کہوں دل ترا نذرانہ ہے

دونوں دروازوں سے ملتی ہے مری قسمت کی
کربلا ہوکہ نجف ہو میرا مے خانہ ہے

اس کے سائے میں ہے ارباب ولا کی جنت — تیرا پرچم ہی تو فردوس کا پروانہ ہے
تیری عظمت کا نہیں جس کی فضا میں احساس — اہل قبلہ کا بھی گھر ہو تو صنم خانہ ہے
ایک مدت سے ترا نام زباں پر ہے مگر — دل ابھی تک ترے پیغام سے بیگانہ ہے
سربلندوں کی نگاہیں نہیں پہنچیں اب تک — کس بلندی پہ تری ہمت مردانہ ہے
تیرا روضہ ہے کہ روشن ہے کوئی شمع وفا — ایک عالم ہے کہ اس شمع کا پروانہ ہے
کاش اسلام پناہی تری یاد آجاتی — ہرعمل قوم کا اسلام فروشانہ ہے
منقبت میں تیری ایک ایک قلم کا نقطہ — تیری توصیف میں اک سجدۂ شکرانہ ہے
تجھ سے شاہان جہاں کو نہیں نسبت کوئی — تیری ٹھوکر میں ہر اجلال ملوکانہ ہے
نوع انساں کی سماعت میں کمی ہے ورنہ — لب دریا پہ تری پیاس کا افسانہ ہے
بھائی ہوکر ترا شبیرؑ کو آقا کہنا — ہم غلاموں کے لئے درس حکیمانہ ہے
تیرا دشمن کے اماں نامے کو ٹھکرا دینا — قوم غدّار پہ ایک ضرب شریفانہ ہے
نور ہی نور ہے کچھ اور نہیں پیش نظر — چشم خاورؔ میں ترا جلوۂ جانانہ ہے

❁❁❁

سلام

جناب سید محمد احسن خاورؔ صاحب نجیب آبادی

صدموں کا توکل پہ اثر کچھ بھی نہیں ہے — رکھا تھا جہاں بڑھ کے قدم شہؑ نے وہیں ہے
شاکر کوئی شبیرؑ سا دنیا میں نہیں ہے — خنجر کے تلے سجدۂ خالق میں جبیں ہے
کیوں رہبرعالم نہ ہو اولادِ پیمبرؐ — ہے فرض ولا جس کی یہی حبل متیں ہے
شبیرؑ کے رتبے کا سمجھنا نہیں آساں — یہ دوش نشیں اس کا ہے جو عرش نشیں ہے
دیکھا علیؑ اکبر کو تو کہنے لگے شامی — چہرہ ہے کہ اک سورۂ قرآنِ مبیں ہے
نکلے گی نکالے سے کہیں الفت سرورؑ — ایمان کے ہمراہ مرے دل میں مکیں ہے
کیوں روضۂ شبیرؑ پہ دوں خلد کو ترجیح — کیوں جاؤں وہاں میں مری جنت تو یہیں ہے
رضوان سے پوچھو شرف مدفن سرورؑ — افلاک میں جس کا نہیں ہمسر وہ زمیں ہے
بے وجہ سیہ پوش نہیں خانۂ کعبہ — غم میں شہ کونین کے یہ سوگ نشیں ہے
اعدا کی طرف غیظ میں عباسؑ بڑھے ہیں — خنجر بھی خجل جس سے ہے وہ چیں بہ جبیں ہے

❁❁❁

سلام

جناب سید سرفراز حسین صاحب رضوی خبیرؔ لکھنوی

رورو کے کہہ رہے ہیں مسلمان الوداع
اے دین مصطفیٰ کے نگہبان الوداع

رخصت ہوئے جو تربت زہرا سے شاہ دیں
آئی ندا کہ جاؤ میری جان الوداع

جانے لگے جو نیزوں پہ سر ملک شام کو
کہہ اٹھا کربلا کا بیابان الوداع

جب قید سے سکینہ سدھاری پدر کے پاس
رورو کے کہہ رہا تھا یہ زندان الوداع

ہم سے نہ کوئی حق غلامی ادا ہوا
دل میں ابھی بہت سے ہیں ارمان الوداع

اسلام کو بنادیا اسلام آپ نے
ایثار وصبر وشکر کے ایمان الوداع

پیدا ہمارے دل میں ہو قربانیوں کا ذوق
فخر ذبیح آپ کے قربان الوداع

پھر اگلے سال آیئے گا کہتے جایئے
ناداروں کے غریبوں کے مہمان الوداع

آواز دکھتے دل کی یہ اشعار ہیں خبیرؔ
دینی پیام کا ہے اک اعلان الوداع

❁❁❁

سلام

جناب خلشؔ پیرا صحابی

اک تازہ انقلاب کا پیغام ہے حسینؑ
فیضانِ کردگار کا انعام ہے حسینؑ

شہرت دہِ صداقت اسلام ہے حسینؑ
تسکین جس سے ہوتی ہے وہ نام ہے حسینؑ

تہذیب کا وقارتمدن کی روح ہے
طوفان اگر ہے ظلمتِ غم تو یہ نوح ہے

مظلوم کا شفیق غریبوں کا چارہ ساز
ایماں شعار صدق روا حرّیت نواز

نادار فاقہ کش وطن آوارہ بے نیاز
ظاہر میں کم سپاہ حقیقت میں سرفراز

جو کربلا میں صبر کی دنیا بسا گیا
جو دوپہر میں سارے زمانے پہ چھا گیا

نبض آشنائے گردشِ حالات بااصول
انسانیت کے نخلِ تمنا کا سرخ پھول

جس نے جھٹک دی دامنِ ہستی سے غم کی دھول حق کی بقا کے واسطے مرنا کیا قبول

واقف ہے رازِ خلوت گہ کاف ونون سے
رنگیں ہے باغِ حسن عمل جس کے خون سے

وہ خون جو فسانۂ صبرورضا بنا وہ خون بیکسوں کا جو دستِ دعا بنا
وہ خون جو حقیقتِ کرب وبلا بنا وہ خون کربلا میں جو خاک شفا بنا

ہربوند جس کی روشنئ کائنات ہے
بزم جہاں میں ضامنِ شانِ حیات ہے

❁❁❁

سلام

جناب میر خلیق صاحب

جگر تھا مجرئی کیا فاطمہؑ کے پیاروں کا
پھرے ہیں گرد سرِشمع جیسے پروانے
چلے تھے کانٹوں پہ یاں تک پیادہ پا سجادؑ
اس کو مجرا پیاس کے جو دکھ اٹھاکر رہ گیا (۱)
جس سے فوج شام میں پانی کا وہ سائل ہوا
شاہ نے عباسؑ سے ملنے کو جب پھیلائے ہاتھ
مجرئی تکتے تھے شہؑ ابنِ حسن کی صورت (۲)
دیکھ کبریٰ کو شبِ عقد یہ حوروں نے کہا
بھانجوں کو جو لئے جاتے تھے رن کو شبیرؑ
اے مجرئی شغل غمِ شہؑ جانے نہ پائے (۳)
دلسوز تھے جیسے رفقا ابن علیؑ کے
بندھا جوماتھے پہ قاسمؑ کے بیاہ کا سہرا (۴)
شبِ ہلال محرم ہے کیوں نہ ہوں روشن
حرم یہ شام میں کہتے تھے دیکھ کثرتِ خلق

ہراک نے رن میں کیا سامنا ہزاروں کا
ہجوم شہؑ پہ تھا اس طرح جاں نثاروں کا
ہرایک آبلہ گھر بن گیا تھا خاروں کا
چلّو میں پانی کومنھ کے پاس لاکر رہ گیا
دیدہ ودانستہ وہ آنکھیں چرا کررہ گیا
وہ بہشتی بھی کٹے بازو ہلاکر رہ گیا
پہنی اس نے جونہی پوشاک کفن کی صورت
کتنی زہراؑ سے مشابہ ہے دلہن کی صورت
دیکھتے جاتے تھے مڑ مڑ کے بہن کی صورت
جُز گریہ خیال اور کوئی آنے نہ پائے
کتنا ہی جلی شمع یہ پروانے نہ پائے
حسینؑ روتے رہے دیر تک حسنؑ کے لئے
چراغِ داغ جگر غم کی انجمن کے لئے
ہماراحال تماشا ہے مردوزن کے لئے

❁❁❁

سلام

جنابِ خلیلؔ صاحب

جو سانحہ کربلا میں گزرا کہیں بھی ایسا ہوا نہیں ہے
لٹا ہے گھر جس طرح نبیؐ کا کسی کا گھر یوں لٹا نہیں ہے

ہوا ہے سینہ کسی کا چھلنی کسی کے بازو قلم ہوئے ہیں
چلا کسی کے گلے پہ خنجر کسی کے سر پر ردا نہیں ہے

نہ کچھ تباہی کا اپنی شکوہ نہ کچھ شکایت یزیدیوں سے
ہیں محو یاد خدا میں سرورؑ کسی سے کوئی گلا نہیں ہے

بشر بھی روتے ہیں ان کے غم میں ملک بھی آنسو بہا رہے ہیں
وہ کون ایسا ہے جس کے دل میں غم شہؑ کربلا نہیں ہے

بلا کے طیبہ سے کربلا میں نبیؐ کے پیاروں کو شامیوں نے
کئے ہیں کتنے مظالم ان پر کہ ظلم کی انتہا نہیں ہے

ردائیں چھینیں جلائے خیمے نبیؐ کا گلشن اجاڑ ڈالا
وہ کون ایسا ستم ہے باقی جو بے کسوں پر ہوا نہیں ہے

حسینؑ سجدے میں زیر خنجر خدا سے اپنے یہ کہہ رہے تھے
بجز دعائے نجات امت مری کوئی التجا نہیں ہے

اسی کو کہتے ہیں حق پرستی یہی ہے صبر و رضا کی منزل
حسینؑ کا سر کٹا ہے لیکن حسینؑ کا سر جھکا نہیں ہے

جو ظلم ڈھایا یزیدیوں نے حسینؑ ابن علیؑ کے اوپر
خلیلؔ ایسا ستم کسی نے کبھی کسی پر کیا نہیں ہے

❁❁❁

سلام

جنابِ خمارؔ صاحب بارہ بنکوی

حق و باطل میں کہیں جنگ اگر ہوتی ہے
کربلا والوں پہ دنیا کی نظر ہوتی ہے

اک نواسے کا یہ احسان ہے اک نانا پر
مسجدوں میں جو اذاں شام و سحر ہوتی ہے

پوچھئے دختر شبیرؑ کی بے خوابی سے
رات بن باپ کے کس طرح بسر ہوتی ہے

قبر حر پر کوئی اے کاش یہ مصرعہ لکھ دے
شام ظلمت میں تو جنت میں سحر ہوتی ہے

اشک جب تک غم شبیرؑ میں بہتے ہوں خمارؔ
زندگی چشمۂ کوثر پہ بسر ہوتی ہے

❁❁❁

سلام

جناب خنداںؔ صاحب لکھنوی

زمین کربلا پر جب شہید کربلا آئے / لگانے کو ملک آنکھوں سے اپنی خاک پا آئے

غم شبیرؑ کی معجز نمائی ہے کہ یہ آنسو / کہ جب دامن پہ آئے بن کے درّے بے بہا آئے

کیا عباسؑ غازی نے جو حملہ فوجِ اعدا پر / عدو کہتے ہوئے بھاگے کہ لو شیرخداؑ آئے

نگاہوں کو محمد مصطفیؐ کا ہوگیا دھوکا / عدو کے سامنے جب ہم شبیہ مصطفیؐ آئے

گلے پر تیر کھاکر اس طرح سے ہنس دیئے اصغرؑ / چمن میں جیسے غنچے کے چٹکنے کی صدا آئے

کہا بانو سے شہ نے آہ اصغرؑ بھی ہوئے رخصت / تمہارے چاند کو گنج لحد میں ہم چھپا آئے

اٹھا کر لائے سرور لاش کے ٹکڑے ترائی سے / مگر عباسؑ اپنا نہر پر قبضہ جما آئے

کہا زینبؑ نے لاشیں دیکھ کر عون ومحمدؑ کی / خوشا قسمت یہ ہوکر فدیۂ راہِ خدا آئے

شہ دیں لڑکھڑاتے، گرتے پڑتے تا درِ خیمہ / جگر تھامے ہوئے لاش علی اکبرؑ اٹھالائے

ہوئے جب قتل سرورؑ کربلا میں اندھیاں اٹھیں / سروں پر خاک اڑاتے لاش شہ پر انبیاءؑ آئے

نکیرین آئیں پوچھیں شوق سے خنداںؔ کو کیا پروا / سرِ بالیں مدد کو اس کی شاہِ لافتیٰ آئے

❁❁❁

سلام

جناب سید خورشیدؔ انور رضوی صاحب لاہور پاکستان

تمام گھر کو فدا کرکے گھر خدا کے چلے / حسینؑ منزل صبرورضا دکھا کے چلے

گلا کٹا کے بھی نیزے پہ سر اٹھاکے چلے / کبھی نہ سامنے ظالم کے سرجھکا کے چلے

وفا شناس تھے ایسے یہ کربلا والے / خوشی خوشی سے سر اپنے سبھی کٹا کے چلے

سمجھ لیا ہے جنہوں نے مقام مرگ وحیات / چلے وہ موت کی جانب تو مسکرا کے چلے

وہ ایک رستہ جو تونے دکھادیا شبیرؑ / اسی طرف تو سبھی قافلے وفا کے چلے

وہاں تو یارو! مناسب ہے سر کٹادینا / جہاں یہ ظلم ہو کوئی نہ سر اٹھاکے چلے

کہا یہ شاہ نے بچوں سے حوصلہ رکھو / وہ دیکھو غازیؑ کو مشک وعلم اٹھاکے چلے

کمر کو تھام کے ہاتھوں سے کہہ رہے تھے حسینؑ / جواں کی لاش کو کیسے کوئی اٹھا کے چلے
عدو سے ہو کے مخاطب کہا یہ حضرتؑ نے / خدا کی راہ میں جو کچھ تھا ہم لٹا کے چلے
تڑپ کے بولیں یہ زینبؑ کہ ہم کدھر جائیں / عدو خیام ہمارے سبھی جلا کے چلے
یہ اور بات کلیجہ کسی کا پتھر ہو / رُلانے آئے تھے خورشیدؔ ہم رُلا کے چلے

❁❁❁

سلام

حکیم سید سبط حسن صاحب خوشترؔ جونپوری

کیوں اے فلک تھے آل پیمبر برہنہ سر / ان کو کیا لعینوں نے کیونکر برہنہ سر
تشہیر اہل بیتؑ ہوں بازار شام میں / افسوس یوں پھرائیں ستمگر برہنہ سر
کھا کر سناں جو سینہ پر اکبرؑ نے آہ کی / نکلیں تڑپ کے زینبؑ مضطر برہنہ سر
بیٹا اٹھو اٹھاؤ ردا لے چلو مجھے / آئی ہے یہ پھوپھی علی اکبرؑ برہنہ سر
فرق حسینؑ پاک سے عمامہ جب گرا / نکلیں لحد سے فاطمہؑ اطہر برہنہ سر
فرمایا شہؑ نے وقت شہادت بہن سے آہ / نکلو ابھی نہ خیمہ سے باہر برہنہ سر
تشنہ دہن شہیدوں کی میت پہ نوحہ گر / آئے نجف سے ساقیؑ کوثر برہنہ سر
کرب وبلا میں چادر اہل حرم لٹی / نوحہ کناں تھیں مادر اصغرؑ برہنہ سر
خاک عزا سروں پہ نہ ہم ڈالیں کس طرح / بلوہ میں تھیں بتول کی دختر برہنہ سر
شانے تھے ریسماں سے بندھے اہلبیتؑ کے / دربار میں کھڑے تھے وہ بے پر برہنہ سر
عریاں تھا کربلا میں جو لاشہ حسینؑ کا / زنداں میں تھی حسینؑ کی خواہر برہنہ سر
عون ومحمدؑ اٹھ کے سکینہ کو ڈھونڈھ دو / مقتل میں پھر رہی ہوں میں ششدر برہنہ سر
اے میرے نونہالو! نہ تم کو کفن ملا / تا زیست اب رہے گی یہ مادر برہنہ سر
شانے قلم ہوئے جو علمدارؑ شاہ کے / دوڑے کمر کو تھام کے سرورؑ برہنہ سر
بخشش کا تاج دیں گے شہنشاہ کربلا / داخل جو ہوگا روضہ میں خوشترؔ برہنہ سر

❁❁❁

سلام

جناب فرحت حسین خوشدلؔ، شعبہ اردو ضلع اسکول ہزاری باغ

حسینؑ پیکر صدق وفا کی جان ہیں آپ
نبیؐ کی سیرت عظمیٰ کے ترجمان ہیں آپ

رہ حیات میں حقانیت کے شان ہیں آپ
زمیں پہ صبرورضا کا اک امتحان ہیں آپ

نہ صرف دین محمدؐ کے پاسبان ہیں آپ
جوسربکف ہیں رہ حق میں ان کی جان ہیں آپ

ہرایک عہد میں اک زندہ داستان ہیں آپ
زمیں پہ صبر وتحمل کا ایک نشان ہیں آپ

نبیؐ کے چاہنے والوں پہ حکمران ہیں آپ
یہ سچ ہے حق صداقت کے ترجمان ہیں آپ

اگر ابن علیؑ سا ہم میں میرکارواں ہوگا (۲)
قصور کفر ٹوٹیں گے یہ باطل بے نشاں ہوگا

حسینؑ ابن علیؑ کی داستانِ زندگی دیکھو
نہ ایسی داستاں ہوگی نہ اب ایسا جواں ہوگا

مقام عشق اور صبرورضا کی منزلیں کیا ہیں
پڑھو تاریخ کے اوراق تو تم پر عیاں ہوگا

حسینؑ ابن علیؑ اسلام کی زندہ علامت ہے
تم ہی کہہ دوکہ کیا پھر ایسا کوئی پاسباں ہوگا

حسینؑ ابن علیؑ کی یاد جب آئے گی دنیا کو
امامت کا شہادت کا ہر اک لب پر بیاں ہوگا

رہ اسلاف پر چلنا اگر مقصود ہے خوشدلؔ
اگر نسبت ہے ان سے تو ترا بھی امتحاں ہوگا

❁❁❁

سلام

حکیم سید خوشنود حسن اعظمی زاد عزہٗ

علیؑ صفات ہے ذی احتشام ہے زینبؑ
بتولؑ پاک کی قائم مقام ہے زینبؑ

پس بتولؑ رہی ہے یہ پاسبان امام
جہاں میں لائق صد احترام ہے زینبؑ

جہاں میں لرزاں ہے جس سے یزیدیت اب تک
حسینیت کا اک ایسا نظام ہے زینبؑ

پس حسینؑ سہارا بنی پئے سجادؑ
قدم قدم پہ مشیر امام ہے زینبؑ

جلال دیکھ کر حیران ہیں فرس پہ علیؑ
کچھ ایسے رعب سے تھامے رکاب ہے زینبؑ

ملی ہے ثانی زہرا کو شان نطق عجب
امام چومے جسے وہ کلام ہے زینبؑ

کسی میں دم ہے جو خطبوں کے وار روک سکے
علیؑ کے لہجے میں گویا حسام ہے زینبؑ

بچاکے لانا امامت کو جلتے خیمے سے / فقط یہ تیرا جگر تیراکام ہے زینبؑ
ہے فتح کرب وبلا گر لکھی حسینؑ کے نام / توفتح شام لکھی تیرے نام ہے زینبؑ
تراہدف ہے حسینی ہدف کا آئینہ / ترا مرام حسینی مرام ہے زینبؑ
عدو کے گھر میں کی تونے حسینؑ کی مجلس / تو پہلی ذاکرہ شہر شام ہے زینبؑ
ترے حسینؑ کا قاتل تو مٹ گیا لیکن / ترے حسینؑ کا ماتم تمام ہے زینبؑ
ترے عدو تو ہیں خواب جناں فضول لئے / ترے عدو پہ تو جنت حرام ہے زینبؑ
تری ردا نے بچایا ہے پردۂ اسلام / تری ردا کو ہزاروں سلام ہے زینبؑ
نہ کیسے اشک بہیں تیری بے ردائی پر / توسرکھلے ہے اوربلوائے عام ہے زینبؑ
کہاں اسیری کہاں تو کہاں سجا دربار / یہ کتنا درد بھرا انتقام ہے زینبؑ
تری مصیبتیں کیا کیا رقم کرے خوشنودؔ / اک امتحان ترا گام گام ہے زینبؑ

❖❖❖

سلام

جناب احسان دانشؔ وارثی صاحب

تھی کربلا میں سبط نبی کو بلا کی پیاس / کچھ ابتلا کی پیاس کچھ آب وہوا کی پیاس
گونجا نہ کوئی نعرہ حق ایسا پھر کبھی / جیسے تھی اس مین کو اس ابتلا کی پیاس
تپتیں ہوائیں، گرم زمیں، سرپہ آفتاب / اک معرکہ تھا معرکہ کربلا کی پیاس
ہاتھوں میں آئینے تھے قیام وثبات کے / درد آشنا کے رخ پہ تھی درد آشنا کی پیاس
ہوجس کی گونج میں حق وباطل کا فیصلہ / ماحول میں ہے اب بھی اسی اک صدا کی پیاس
تھا ان میں گرچہ واصل باللہ فرد فرد / لودے رہی تھی روح میں قربِ خدا کی پیاس
سوکھی زبان پر بھی نہ آیا سوالِ آب / مردِ خدا کی پیاس تھی مردِ خدا کی پیاس
مدت کی تشنہ کامیٔ کشتِ رسولؐ کو / سیراب کرگئی ہے شہِ نینوا کی پیاس
ہراک کی طالبانِ شہادت پہ تھی نظر / اللہ رہے اہلِ بیتؑ رسول خدا کی پیاس
دنیاتھی ہیچ عظمتِ عقبیٰ کے سامنے / بھڑکی ہوئی تھی دارِ فنا میں بقا کی پیاس
کس کو خبرنہیں ہے کہ چھائی ہوئی رہی / پانی کی پیاس ہوترے صبرورضا کی پیاس
اس تین دن کی دھوپ سے چہرے سُتے نہ تھے / ہراک کو ابتدا سے رہی انتہا کی پیاس
ہے کب سے رحمتوں کی نظر عاصیوں کی سمت / کب سے بجھارہا ہے سمندر ہوا کی پیاس

دنیامیں کیا تھے صرف بہتر ہی اہل دیں | کس کس کے سامنے تھی شہؑ کربلا کی پیاس
دانش کو اور خواہش دنیا غلط غلط | مومن ہو اور دل میں رکھے ماسوا کی پیاس

❁❁❁

سلام

جناب مرزا اسلامت علی دبیرؔ لکھنوی

حشر میں جوہرِ اشکِ عزادار ملے | ایک اک اشک کے بدلے درِ شہوار ملے
شیرِ خاتون قیامت کی جسے دھار ملے | مجرئی قہر ہے اس حلق سے تلوار ملے
متفق حبِ علیؑ پر ہوں جو سب اہل جہاں | ایک بھی پھر نہ قیامت میں گنہگار ملے
حشر میں نذرِ غم شاہ کا بدلا ہوا خوب | جس نے یاں اشک دیئے واں درشہوار ملے
حال صغریٰ نے جو پوچھا تو یہ زینبؑ نے کہا | دکھ پہ دکھ غم پہ غم آزار پہ آزار ملے
دی جگہ آبلوں میں تا نہ خلش غیر کو ہو | پائے سجادؑ کو رستے میں جہاں خار ملے
یوں تو ایک ایک سے رخصت ہوئے مل مل کے حسینؑ | پرسکینہؑ کے گلے روکے کئی بار ملے
بولے سجادؑ سپاہ پسر حیدرؑ کو | جام کوثر کے ملے خلد کے گلزار ملے
شکوہ لازم نہیں مقسوم پہ اپنا اپنا | بیڑیاں ہم کو ملیں طوق ملاخار ملے
بانو کہتی تھیں ترا فاتحہ دلواؤں گی | دودھ کے کوزے جو اے اصغرِ دلدار ملے
لاشِ اکبرؑ پر یہ چلاتے تھے رورو کے حسینؑ | ہونہ بینائی تو کیا لذتِ دیدار ملے
شام تک راہ میں عابدؑ کی تمنا تھی یہی | دم میں لے لوں جو کہیں سایۂ دیوار ملے
کیوں نہ گل چاک گریباں ہوزمیں سے پیدا | خاک میں فاطمہ زہراؑ کا جو گلزار ملے
شہ سے صغریٰ نے کہا یہ دمِ تسلیم ورضا | جیتے جی خاک میں اے کاش یہ بیمار ملے
لونڈیوں کو بھی لیا قبلۂ حاجات نے ساتھ | اک ہمیں دردِ جدائی کے سزاوار ملے
دی دعا ماں نے یہ عباسؑ کو ہنگام سفر | جاتجھے مرتبۂ جعفر طیار ملے
روتی ہیں گنجِ شہیداں میں یہ کہہ کر زہراؑ | ہیں اسی خاک میں میرے درِ شہوار ملے
اب تلک تربت صغریٰ سے یہ آتی ہے صدا | ایسے بچھڑے کہ نہ پھر سید ابرار ملے
درِ شہ خواب اجل کے لئے پاؤں جو دبیرؔ | آنکھ کھل جائے کہ اب طالعِ بیدار ملے

❁❁❁

سلام

جنابِ دبیرؔ سیتاپوری

جان لوگوں نے ہتھیلی پہ سجا رکھی ہے
آگ کچھ ایسی غمِ شہؑ نے لگا رکھی ہے

حسد و بغض کا مارا ہوا اچھا نہ ہوا
جب کہ بیمار کے سرہانے دوا رکھی ہے

یہ عزاخانے کبھی ہضم نہیں ہونے کے
مفت مظلوم کی میراث دبا رکھی ہے

کب یہودی کے یہاں ہے جو چھڑا لی جائے
رہن ماں باپ کے پاس اب کے ردا رکھی ہے

تاکہ اس ذکر کو سونے کے قلم چھو نہ سکیں
حق میں قرآن میں عزت کی ثنا رکھی ہے

شام وکوفہ کے محاذوں کی ہے فاتح زینبؑ
گھر میں سفاک کے بنیاد عزا رکھی ہے

دیکھ کر روتے ہوئے لوگوں کو ہنس دیتے ہو
اسی باعث تو جہنم کی سزا رکھی ہے

اچھا کردار ضروری جو ہے مولاؑ کے حضور
کچھ سمجھداروں نے پوشاک سلا رکھی ہے

بیٹھنا اس کا کھڑے ہونا نکلنا ہے عذاب
جب سے رشدیؔ پہ نظر ہم نے جما رکھی ہے

ظلم سے باز نہیں آئے گا صدام یزید
حق نے لاشوں میں درندوں کی غذا رکھی ہے

آؤ مجلس میں اگر پڑھ نہیں سکتے تو سنو
دارِ فانی میں کتابِ شہداء رکھی ہے

اپنی بد خالیاں ہر ظلم کا بدلہ لیں گی
راکھ کے نیچے یہ چنگاری دبا رکھی ہے

سودا جنت کا کریں گے میرے اشعار دبیرؔ
حشر کے واسطے دولت یہ کما رکھی ہے

❖❖❖

سلام

مولانا ذہین حیدر دلکشؔ غازی پوری، ڈالمنڈی بنارس

ہے کربلا وہ جرأت وہمت کا آئینہ
جس کا ہر ایک ذرہ ہے عظمت کا آئینہ

دنیا ہمیں دکھائے نہ دولت کا آئینہ
ہم دیکھتے ہیں شہ کی محبت کا آئینہ

گردِ قدم جو شہ کی سرِ حُرؔ پہ پڑگئی
کچھ اور ہی چمک گیا قسمت کا آئینہ

گیسو سنوارے شاہ نے انسانیت کے یوں
اخلاق کا تھا شانہ ہدایت کا آئینہ

عباسؑ جونؑ قاسمؑ و اکبرؑ حبیبؑ و حرؑ
ہر ایک ہے حسینؑ کی سیرت کا آئینہ

رکھا گیا جو سامنے لاکر حسینؑ کے
خود چور چور ہوگیا بیعت کا آئینہ

ماں دیکھتی رہی رخ اکبرؑ تمام رات
رکھ کر نظر کے سامنے حسرت کا آئینہ

روئے ہیں یاد کرکے اسے سارے انبیاء
تھا سب پہ حال شہؑ کی مصیبت کا آئینہ

ہرروز دیکھ لیتے ہیں روضہ حسینؑ کا
دلکشؔ بنا کے دل کو زیارت کا آئینہ

❁❁❁

سلام

جناب سید دلشاد حسین شاہ صاحب نیوجرسی امریکہ

روئے زمیں پہ کوئی بھی ایسا مکاں نہیں
ذکر گم حسینؑ کے جو ضوفشاں نہیں

توصیف کرسکے جو محمدؐ کے لال کی
ایسی زبان ایسا کوئی مدح خواں نہیں

اس ذکر معتبر سے ہے توحید جاوداں
دنیا میں ذکر کرب و بلا کا کہاں نہیں

ایسے کسی بشر سے تو راضی نہیں خدا
جس کا غم حسینؑ سے دل خونچکاں نہیں

روز دہم جو گونجی تھی وہ فجر کی اذاں
اکبر کو اس اذان سے بہتر اذاں نہیں

عشق حسینؑ میں جو شہدت ہوئی نصیب
دنیا و آخرت میں کبھی رائگاں نہیں

ظلم و ستم ہوئے ہیں جو آل رسولؐ پر
رنج و الم کی ایسی کوئی داستاں نہیں

اس دشت نینوا میں کھلے جیسے پھول ہیں
دونوں جہاں میں ایسا کوئی گلستاں نہیں

بتلا دیا حسینؑ نے نیزے پہ بول کر
بیشک شہید زندہ ہے اس میں گماں نہیں

دلشادؔ نے جو لکھتے ہیں سو ز وسلام سب
انعام حشر میں ہی ہے ان کا بیاں نہیں

❁❁❁

سلام

جناب ذابر فتحپوری صاحب

خدا کے دیں کا ابد آفریں شباب ہے تو
کبھی غروب نہ ہوگا وہ آفتاب ہے تو

کتابِ حکمتِ یزداں کا انتساب ہے تو
رسول پاک کی تبلیغ کا نصاب ہے تو

خدائے پاک کا مقبول انتخاب ہے تو
بشر کے روپ میں تحریکِ انقلاب ہے تو

چمن کو رنگ ملا جس سے وہ گلاب ہے تو خزاں کے دور میں بھی نقش کامیاب ہے تو
نسب میں روز ازل ہی سے لاجواب ہے تو دل بتولؑ ہے، روحِ ابوترابؑ ہے تو

حسینؑ تیرے عمل میں ہوا کی لاگ نہیں
وہ دل بھی دل ہے کوئی جس میں تیری آگ نہیں

چراغِ کعبۂ ایماں کی روشنی تو ہے چمن میں مذہب ِ فطرت کی تازگی تو ہے
کہیں مکارمِ اخلاق میں نبیؐ تو ہے کہیں محاسنِ اوصاف میں علیؑ تو ہے

نبیؐ کے دین میں بعدِ حسنؑ ولی تو ہے
نبیؐ نہیں ہے مگر تیسرا وصی تو ہے

جمالِ پیکرِ حق، روح زندگی تو ہے کمالِ طاعت وایثار وبندگی تو ہے
تلاش کرتی ہے دنیا جسے وہی تو ہے بھنور میں رنج کے کشتی نجات کی تو ہے

عمل سے پھیلی ہے تیرے جہاں میں بوئے رسولؐ
ترے حریف عدوئے خدا، عدوئے رسولؐ

❁❁❁

سلام

جناب ذاکر محمد قاسم صاحب

کون جانے کیا ہے؟ کیسی ہے؟ کہاں ہے کربلا
ہم سے پوچھو جسم میں دل دل میں جاں ہے کربلا

اس کے جلووں سے مزین وادی قلب ونظر
دل ربا دل بر، دل آرا دل ستاں ہے کربلا

اس کی رگ رگ میں بھرا ہے خونِ تسلیم ورضا
سوزِ تن ہے، سوزِ دل ہے، سوزِ جاں ہے کربلا

مٹ گئی افسانۂ باطل کی ہرسرخی مگر
چودہ صدیوں سے جواں پیہم جواں ہے کربلا

حسنِ کردار ضعیف وطفل سے ہے آشکار
ابتلا کی گود میں عزمِ جواں ہے کربلا

اصغرؑ واکبرؑ کی، عباسؑ وشہِ دیں کی قسم
تیرہے، نیزہ ہے، شمشیر وسناں ہے کربلا

گردنِ سجادؑ شاہد، بازوئے زینبؑ گواہ
حلقۂ طوقِ گراں اور ریسماں ہے کربلا

ہے کہیں یہ پیکرِ سرورؑ، کہیں زینبؑ کا دل
اور کہیں بیمار کی تاب وتواں ہے کربلا

کربلا سے تابہ کوفہ، کوفہ سے تاشہرِ شام
نوحہ خیز ونوحہ سنج ونوحہ خواں ہے کربلا

دیکھئے تو کربلا ہے مرکزِ شطّ العرب
اور سمجھئے تو محیطِ دوجہاں ہے کربلا

آج بھی ہرگام پر ہرقریہ میں، ہرشہر میں
تشنۂ لب، تشنہ جگر تشنہ دہاں ہے کربلا

دینِ فطرت کی قسم، منشورِ داور کی قسم
حشرتک انسانیت کی پاسباں ہے کربلا

ہرقدم پر آج بھی انسانیت ہے نوحہ خواں
آج بھی مظلومیت کی ترجماں ہے کربلا

سرجھکاتے ہیں جہاں ہرعہد نوکے تاجدار
بیکسوں کا وہ مثالی آستاں ہے کربلا

ہم تو ہم، ہرقوم کہتی ہے ہمارے ہیں حسینؑ
کارواں درکارواں درکارواں ہے کربلا

دوست کیا ذاہدؔ ہراک دشمن کے دل پر نقش ہے
کون کہتا ہے کہ بے نام ونشاں ہے کربلا

❁❁❁

سلام

جناب ذاخرؔ مرحوم

اے چرخ اگر مہلت بازو کی رسن دے دے
محتاج بہن رن میں بھائی کو کفن دے دے

مل جائے اگر پانی ہو پھول ہراک تازہ
جنگل میں بہار اپنی زہراؑ کا چمن دے دے

اک رات کی بیاہی پر کررحم پس قاسمؑ
اے شمر ردا اپنی کس طرح دلہن دے دے

شہؑ کہتے تھے اصغرؑ سے مقتل میں پسِ امت
جاں باپ کے ہاتھوں پہ اے غنچہ دہن دے دے

زینبؑ نے کہا شہؑ سے گرحکم ہوامے بھائی
دوروز کے پیاسے پر جان اپنی بہن دے دے

دکھتی ہوئی گردن کا عابد سے کرے شکوہ
راحت جو سکینہ کو رستے میں رسن دے دے

شہؑ کھوکے جواں بیٹا مقتل میں یہ کہتے تھے
آواز مجھے رن سے اے تشنہ دہن دے دے

شہؑ سے کہا عابدؑ نے کیا حکم ہے قیدی کو
قبر آپ کو مقتل میں آوارہ وطن دے دے

اے شمر سرشہ کو رکھ لینے دے زانو پر
آرام تہہ خنجر ناشاد بہن دے دے

امت میں پیمبرؐ کی اتنا نہیں کیا کوئی
بیکس پر ترس کھاکر غربت میں کفن دے دے

❁❁❁

سلام

جناب ذاکرؔ جگرانوی لیسہ

جس کو سرداران جنت سے محبت ہوگئی
اللہ اللہ اس کی خود مشتاق جنت ہوگئی

پی کے دنیا سے چلا تھا حب حیدرؑ کی شراب
حشر میں مجھ کو مئے کوثر عنایت ہوگئی

جان ودل سے بندۂ آل محمدؐ ہوگیا
فکر فردائے قیامت سے فراغت ہوگئی

فاطمہؑ کے لال نے ایسا شرف بخشا اسے
سرزمین کربلا صدرشک جنت ہوگئی

آہ منھ دیکھے کی تھی شاید محبت اس لئے
بعد سرورآل سے برگشتہ امت ہوگئی

ذبح پیاسا کردیا سبط رسول اللہ کو
کیسی دنیا سے مسلمانوں کو الفت ہوگئی

آبِ خنجر سے کیا سیراب مہمانوں کو حیف
کیا انوکھی کربلا والون کی دعوت ہوگئی

لاش ششماہے کی ہاتھوں پر زباں پر شکر حق
صبر ایوبی کو اس منظر پہ حیرت ہوگئی

اشک افشانی غم سرور میں ہے آٹھوں پہر
سوگواری ہم عزاداروں کی فطرت ہوگئی

❁❁❁

سلام

جناب ذاؔکر لکھنوی صاحب

رن میں سرور ہیں رجز خواں کوئی دیکھے تو سہی
باتیں کرتاہواقرآں کوئی دیکھے تو سہی

نصرت حق کا یہ عنواں کوئی دیکھے تو سہی
شہ نے گھر کردیا ویراں کوئی دیکھے تو سہی

کردیا عون ومحمدؑ کو فدا سرور پر
شانِ بنت شہ مرداں کوئی دیکھے تو سہی

سن کے فریاد پدر جھولے سے بے شیر گرا
جذبہ نصرت ایماں کوئی دیکھے تو سہی

حسن صورت میں ہے تصویر پیمبر کا جواب
چہرۂ اکبر ذیشاں کوئی دیکھے تو سہی

سربہ سجدہ درحیدر پہ نظر آئے ملک
منزل عظمت انساں کوئی دیکھے تو سہی

حر کو پانی بھی دیا اور اماں بھی بخشی
عزت افزائی مہماں کوئی دیکھے تو سہی

کعبہ وبیت مقدس سے ابلتا تھا لہو
اثرِ خونِ شہیداں کوئی دیکھے تو سہی

بھیجے دیتے ہیں جواں لال کو مرنے کے لئے
ہمت شاہ شہیداں کوئی دیکھے تو سہی

پردہ داریٔ حرم کے لئے فرق شبیرؑ
پڑھتا ہے نیزے پہ قرآں کوئی دیکھے تو سہی

کہیں وارث کہیں لاشے ہیں کہیں خیمے ہیں
عالم گور غریباں کوئی دیکھے تو سہی

دل میں ہے داغ غم سبطِ نبیؐ اے ذاکرؔ
یہ نیا سرد چراغاں کوئی دیکھے تو سہی

❁❁❁

سلام

جناب ذکیؔ صاحب بریلوی

آج بھی گیتی کے سینہ پر اس کا علم لہرائے تو ۔۔۔ کوئی مگر شبیرؑ کی طرح گھر اپنا لٹوائے تو

کوئی پھرا بے مقنع وچادر کس کس نے بازو بندھوائے ۔۔۔ کس نے بچایا دین محمدؐ کوئی ذرا سمجھائے تو

ہے کوئی ایسا اور مجاہد جو کہ بھلادے پیاس اپنی ۔۔۔ بہتے ہوئے جب نہر کے پانی پر قبضہ ہوجائے تو

پیاس کی شدت ضعف کا عالم زخمی جگر اور زخمی دل ۔۔۔ لاش پسر مقتل سے لوگو! باپ کوئی یوں لائے تو

ماں نے کہا اے ہنسلیوں والے کیسے رضا دوں مقتل کی ۔۔۔ سونے جنگل میں اے بیٹا تم تنہا گھر آئے تو

خطبۂ زینبؑ گھر گھر پہنچا حق کی یوں تبلیغ ہوئی ۔۔۔ قیدی بناکر شام میں دشمن لال نبی کو لائے تو

کیوں نہ ذکیؔ شبیرؑ کے غم میں روئیں جن وملائک بھی

چشم سے ہر ٹپکا ہوا آنسو جب گوہر بن جائے تو

❖❖❖

سلام

جناب ماسٹر سید محمد راحم رضوی صاحب سرائے اسمٰعیل بارہ بنکی

شیر مادر بھی نہ تھا اور نہ پانی اصغرؑ ۔۔۔ اللہ اللہ!! تری تشنہ دہانی اصغرؑ

بے زباں تشنہ دہاں نوحہ کناں تجھ پہ جہاں ۔۔۔ گریہ انگیز ہے وہ تیری کہانی اصغرؑ

استغاثہ کی صدا سن کے گرا جھولے سے ۔۔۔ مرحبا ! سید مظلومؑ کے جانی اصغرؑ

آہ! پیاسا ہی رہا قطرہ نہ پانی کا ملا ۔۔۔ حشر تک تڑپے گی دریا کی روانی اصغرؑ

ہائے ششماہہ کجا اور کہاں تیر جفا ۔۔۔ خوں رلاتی ہے بھی یہ تیری سنانی اصغرؑ

تیر سہ شعبہ لیا ہنس کے قضا کانپ گئی ۔۔۔ نہ ہوا کوئی نہ ہوگا ترا ثانی اصغرؑ

فخر سردار جناں نازش مختار زماں ۔۔۔ کاش مل جاتی کہیں تجھ کو جوانی اصغرؑ

وہ صدا سے خدا جس کو ہمیشہ ہے بقا ۔۔۔ اب صدا کے لئے تو بھی نہیں فانی اصغرؑ

حق تو ماتم کا ادا ہو نہیں سکتا مولاؑ ۔۔۔ کاش قائم رہے یہ اشک فشانی اصغرؑ

عمر آخر ہے دعا ہے کہ بصد آہ و فغاں ۔۔۔ ساتھ لیجاؤں میں اشکوں کی روانی اصغرؑ

رحم راحمؔ پہ ہو تربت میں ملے گہوارہ ۔۔۔ آپ کی سایہ فگن ہو یہ نشانی اصغرؑ

❖❖❖

سلام

جناب راغبؔ مرادابادی

درِ حسینؑ پہ اندیشہ زوال کہاں
بھٹک رہا ہے نجانے ترا خیال کہاں

ہجوم دہر سے گھبرارہا ہے شمرلعیں
یہ ابتدا ہے ابھی تو ابھی مآل کہاں

یزید، اور نگہبانِ ملتِ بیضا
یہ خاکِ تیرہ کہاں، عظمت وجلال کہاں

ہوئے ہیں اور بھی گو صاحبانِ حق لیکن
جہان میں سبطِ پیمبرؐ تری مثال کہاں

وہ رازِ علم وہ قرآں کے معنی مفہوم
کوئی علی سا ہوا صاحب کمال کہاں

کہوں گا آپ سے مولاؑ جو مجھ پہ گذرے گی
سنے گا کون، کروں جاکے عرض حال کہاں

علی امام ہیں، مولائے اہل باطن ہیں
جوان کا ہوکے رہا اس کو پھر زوال کہاں

ملے گی عشرتِ سرمد، علیؑ کا نام تولے
کہ ممکنات کی اس بزم میں محال کہاں

اگرچہ ان کی تجلی توعام ہے راغب
نظر اٹھا کے میں دیکھوں مری مجال کہاں

❁❁❁

سلام

مولانا سید ذوالفقار حیدر صاحب راغبؔ نوگانوی

اے حسینؑ ابن علیؑ اے حرّیت کے تاجدار
حدفاصل بن گیا تو درمیان نورونار

خون سے اپنے اور اپنے اقربا کے اے حسینؑ
دھودیا سب ملتِ بیضا کے چہرے کا غبار

وہ بساطِ کفر ٹھوکر سے الٹ کر پھینک دی
دامنِ توحید جس سے ہورہا تھا داغدار

جب زمانہ بہہ رہا تھا سیل استبداد میں
صبر سے تونے بدل دی گردش لیل ونہار

لاج رکھ لی تونے توحید ونبوت کی حسینؑ
دوپہر میں کون کرتا خون کے دریاکو پار

وارثِ خلق عظیم اے معنئ ذبح عظیم
تیری قربانی پہ تکمیل نبوت کا مدار

زیر خنجر تیرے اک سجدے کا ادنیٰ سا اثر
تاقیامت سجدہ گاہ خلق ہے تیرا مزار

تیراغم تیرا الم ہے مرہم زخم جگر
درد تیرا باعثِ تسکینِ قلبِ بے قرار

دھوپ، گرمی، پیاس، صحرائے عرب بیٹوں کی لاش
بے کسی میں قوتِ بازوئے حیدر آشکار

کیا قیامت ہے مسلمانوں کی غیرت کیا ہوئی
کربلا کی خاک پر دوش پیمبر کا سوار

ریگ زار کربلا پر تین دن کی پیاس میں ہے ترا ہر سانس صبر وضبط کا آئینہ دار
کوفیوں بتلاؤ کیا اجر رسالت ہے یہی بوسہ گاہ احمد مرسل ہو اور خنجر کی دھار
تیرے راغبؔ کی تمنا ہے ترے قدموں میں ہو حشر میں جب شاد وخنداں ہو ترا ہر سوگوار

❁❁❁

عزم حسینی

جناب راقمؔ لکھنوی از پٹنہ

لاش فرزند کی میدان سے لانے والے تربت اصغرؑ ہے شیر بنانے والے
قوت صبر زمانے کو دکھانے والے ڈوبتی کشتیٔ اسلام بچانے والے
تا بہ محشر تجھے روئیں گے زمانے والے

اللہ اللہ وہ ترا عزم وہ تیری ہمت دب گئی بادشۂ ظلم وجفا کی طاقت
ایسی طاری ہوئی کفار کے دل پر ہیبت اٹھ گیا بزم یزیدی سے سوال بیعت
خون میں ڈوب کے اسلام بچانے والے

میت اکبرؑ دلگیر اٹھائی تونے تربت اصغرؑ بے شیر بنائی تونے
پیاس لی، چھوڑدی دریا کی ترائی تونے ہاں مگر عظمت اسلام بچائی تونے
قلعۂ کفر کی بنیاد ہلانے والے

سالک راہ رضا راہ رو جادۂ دیں ایک اک فرد ہے انگشت شہادت کا نگیں
ماسواحق کے کسی در پہ جھکائی نہ جبیں تیرے اصحاب سے اصحاب محمدؐ بھی نہیں
نیزۂ ظلم پہ قرآن سنا نے والے

خامشی تھی علی اصغرؑ کی تکلم کی طرح کھلبلی تھی صف اعدامیں تلاطم کی طرح
اشک گرنے لگے ٹوٹے ہوئے انجم کی طرح مسکرائے کوئی اصغرؑ کے تبسم کی طرح
رو دیئے ظلم کے طوفان اٹھانے والے

ڈوب کر خون میں پیغام وفا دیتے ہیں تیر آتے ہیں تو سینوں کو پڑھادیتے ہیں
تیغ اٹھتی ہے تو گردن کو جھکادیتے ہیں حلق کٹتا ہے تو امت کو دعا دیتے ہیں
ایسے ہوتے ہیں محمدؐ کے گھرانے والے

پست ہونے لگی جب دین خدا کی رفعت اک جگہ جمع ہوئی کفر کی بکھری طاقت

ہوگیا سبط نبیؑ سے بھی سوال بیعت آئی جب جادۂ پیغمبرؐ حق پر آفت
سر ہتھیلی پہ لئے آگئے آنے والے

تین دن شہ مع اطفال رہے تشنہ کام عصر عاشور کو قصہ ہوا ہستی کا تمام
ہوگیا ذبح زمانے میں زمانے کا امام جل گئے عترتِ اطہارِ پیغمبرؐ کے خیام
پھر گئے اہل محمد سے زمانے والے

آگیا ایک بلندی پہ شہ کون ومکاں کہا اصغرؑ سے کہ تم مانگ لو پانی مری جاں
طلب آپ پہ کڑکی بن کاہل کی کماں تونے مارا بشریت کے جگر پر پیکاں
تشنگی تیر سے اصغرؑ کی بجھانے والے

قطرۂ آب میسر نہ تھا غربت ایسی ایک لڑتا رہا لاکھوں سے شجاعت ایسی
سجدہ تلواروں کی چھاؤں میں عبادت ایسی نہ شہید ایسا ہے کوئی نہ شہادت ایسی
روز عاشور بھرے گھر کو لٹانے والے

وہ گنہگار ہوں راقمؔ کہ کہوں یہ کیسے پھر بھی معبود کی رحمت پہ بھروسہ کرکے
میں یہی عرض کیا کرتا ہوں ڈرتے ڈرتے مجھ کو بھی زائر سرورؑ کی صفوں میں لکھ دے
قسمت عالم امکان بنانے والے

❁❁❁

سیدہ کی بیٹی

جناب سید منظر رضوی صاحب رازؔ اکبر آبادی

توحقیقت میں رضا وصبر کی تصویر تھی تیری ہر رائے مدارِ عالم تدبیر تھی
تیری تابع بعد شہ اسلام کی تقدیر تھی تیری ہر تقریر اک چلتی ہوئی شمشیر تھی
السلام اے خواہر شبیرؑ وشبرؑ السلام

دین حق کو جب ہوئی قربانیوں کی احتیاج شہ رگِ دیں پر ہوا جب حملہ آور سامراج
ہوگیا اعلانیہ بے دینوں کا جب سے رواج رکھ لی تیرے بھائی نے ایسے میں دین حق کی لاج
السلام اے خواہر شبیرؑ وشبرؑ السلام

تونے پالا جاگ کر راتوں کو اکبرؑ ساجواں تیرے آغوش محبت میں رہا تھا بے زباں
گود سے اٹھا تری قاسمؑ سا جانباز جہاں تیرے سائے میں بڑھا عباسؑ سا شیر ژیاں
السلام اے خواہر شبیرؑ وشبرؑ السلام

اپنے دوبیٹوں کو تونے کردیا قربان حق | ان کے خوں سے اور روشن ہوگیا عنوان حق
ان کی جانیں بن گئی ہیں درحقیقت جان حق | ان شہیدوں سے رہے گی تاقیامت شان حق

السلام اے خواہر شبیرؑ وشبّرؑ السلام

شام اور کوفے کے بازاروں میں وہ طرز خطاب | تونے دنیا کو دکھائی شانِ بنتِ بوتراب
جب کیا تھا ظالموں کی عاقبت کو بے نقاب | ایک سنّاٹا فضا پر اور چپ ہر شیخ وشاب

السلام اے خواہر شبیرؑ وشبّرؑ السلام

آج تک شاہد ہے ہرہر بات کا بازارِ شام | کس طرح الٹا گیا اس بادشاہی کا نظام
کس طرح پھیلی جہاں میں آرزوئے انتقام | ثبت ہوکر رہ گیا دیوار و در پر کس کا نام

السلام اے خواہر شبیرؑ وشبّرؑ السلام

تیری تقریروں میں تھی ٹوٹے ہوئے دل کی پکار | امتیاز حق وباطل کے لئے تھی بے قرار
تھی حرارت نور دل کی یوں زباں سے آشکار | شعلہ افشانی کرے جیسے زبانِ ذوالفقار

السلام اے خواہر شبیرؑ وشبّرؑ السلام

تو ہوئی مشکل کشا مشکل برآری کے لئے | اپنی چادر دی ہماری پردہ داری کے لئے
بن گئی جو فخر تاج شہریاری کے لئے | اک نشاں تھی جو پیامِ حق گزاری کے لئے

السلام اے خواہر شبیرؑ وشبّرؑ السلام

❖❖❖

سلام

جناب غلام مرتضیٰ راہیؔ فتح پوری صاحب

اک طرف سینہ سپر لشکر کے لشکر دیکھنا | دوسری جانب صف آرا کل بہتّر دیکھنا
ایک اک تن سے جدا ہوتا ہوا سر دیکھنا | کوئی تسلیم ورضا کا کوہ پیکر دیکھنا
کام آئے نیزہ وشمشیر وخنجر دیکھنا | پار اترتے قلزم خوں کے شناور دیکھنا
اڑ رہا ہوگا لب دریا غبار تشنگی | لاسکو جو تاب نظارہ تو منظر دیکھنا
مرکے قائم کس نے کی ایسی کوئی زندہ مثال | جس پہ گردش کررہی ہے جاں وہ محور دیکھنا

جاں بلب تھے پیاس سے ہرچند تھے دریا بکف
معرکہ ایسا کوئی کیا پھر ہوا سر دیکھنا

❖❖❖

دردحسینی

جناب سید امانت حسین صاحب، تلہری (سیتاپور)

دَرّوں میں پہاڑوں میں پھولوں میں بہاروں میں　　صحرا میں ہواؤں میں ذروں میں غباروں میں
خشکی میں سمندر میں سورج میں ستاروں میں　　کاشانۂ ہستی کے ان نقش نگاروں میں

اک سوگ کا عالم ہے ہر رنگ میں ہر شئے میں
ایک دردحسینی ہے دنیا کے رگ وپے میں

نقشہ تھا نگاہوں میں اسلام کی رفعت کا　　سکہ تھا ممالک پر اسلاف کی عظمت کا
تھا رشتۂ مستحکم آپس میں اخوت کا　　عالم تھا ثنا خواں اس انداز حکومت کا

ہرفرد میں ہمت تھی ہر ہاتھ میں طاقت تھی
ہر گھر میں ہر اک دل میں ایمان کی دولت تھی

توحیدکی خوشبوئیں اڑتی تھیں ہواؤں میں　　رحمت کی فروانی ہر سوتھی فضاؤں میں
کامل تھا اثر ہر اک مومن کی دعاؤں میں　　اور کیف جبیں سائی سجدوں کی اداؤں میں

اسلام کی ہیبت تھی تکبیر کے نعروں میں
تیزی تھی قیامت کی تلوار کی دھاروں میں

اسلام میں یکتا تھا جو پیکر انسانی　　محبوب خدا کرتے تھے جس کی مگس رانی
تازیست خدا نے خود کی جس کی نگہبانی　　تھا رحمت یزدانی یہ مایۂ روحانی

اے کرب وبلا والے، تسلیم ورضا والے
قانون الٰہی کے دلدادۂ ومتوالے

بے مثل ہے دنیا میں ثانی نہی تیرا ہے　　ہاں تیری شہادت سے دنیا میں اندھیرا ہے
قدرت نے نگاہوں کو اس طرح سے پھیرا ہے　　اسلام کی کشتی کو آفات نے گھیرا ہے

اک خون کے دریا میں بہتے ہوئے جاتے ہیں
اور اپنے گناہوں سے ساحل نہیں پاتے ہیں

تاریخ میں عالم کی ہے ایک یہ افسانہ　　اسلام میں اور ایسے افعال بہیمانہ
دنیا کے لئے توڑا اف دین کا پیمانہ　　دارین کی لعنت ہو اے سطوت شاہانہ

بکھرا ہے اسی دن سے اسلام کا شیرازہ
تاحشر بھگتنا ہے اس ظلم کا خمیازہ

شبیرؑ کی مظلومی کا حشر بپا ہوگا　　ہراشک کے قطرے میں طوفان وفا ہوگا

دنیا بھی نئی ہوگئی یادور نیا ہوگا — وقت آنے دودیکھو تو کیاجانئے کیا ہوگا

اے ربطؔ محرم میں یہ گریہ پیہم ہے
کچھ کہہ نہیں سکتا ہوں جورنج کا عالم ہے

❁❁❁

سلام

جناب رزمؔ ردولوی صاحب

چھوٹا بھی نسل نور نبی کا بڑا لگے — اس گھر کا فرد فرد رسولؐ خدا لگے
مردے جلائے خلق کا حاجت روالگے — شانِ علیؑ نصیری کو بالکل خدا لگے
مسلمؑ کا کارنامہ قیامت نما لگے — کوفہ کی جنگ معرکۂ کربلا لگے
خنجر لگے سناں لگے تیر جفا لگے — یہ قدر اس کی ہوبہو جو مصطفیؐ لگے
دردوغمِ حسینؑ ہے سرمایۂ نجات — وہ درد ہے یہ درد جو ہوکر دوا لگے
دونوں جہاں میں دے ثمر لذت حیات — گہرائی میں جو دل کی درخت ولا لگے
کیوں سرفرازی بڑھ کہ نہ قدموں کو چوم لے — قول وعمل میں دیرنہ کچھ فاصلہ لگے
دنیا پرستیوں کی یہ عالم فریبیاں — وہ وقت آگا ہے برا بھی بھلا لگے
اسلامیت یہی ہے کہ پیاسا ہی ماردیں — پیارا پسر جو بانیٔ اسلام کا لگے
لہجہ ہو حسبِ حال اثر ہو خلوص ہو — حق بات یوں کہو نہ کسی کو برا لگے
بے فصل ان کا غنچۂ خاطر کھلے گا کیا — فردوس پنجتن کی نہ جن کو ہوا لگے
والیٔ حق حسینؑ کے ہوتے محال ہے — اسلام کو یزید کی لائی بلالگے
عباسؑ کے وفا کی توعظمت نہ پوچھئے — ہرناصر امامؑ امام وفا لگے
قتل حسینؑ ہائے اسیریٔ اہل بیتؑ — یہ حد ستم کی شام تلک کربلا لگے
آلِ نبیؐ کو برہنہ سرکھینچتے پھریں — وہ کلمہ گو کہ جن کو نہ شرم وحیا لگے
کرب وبلا کے بھوکوں، پیاسوں کا ذکر حق — دنیا کے بھوکوں پیاسوں کو آبِ غذا لگے
یاد ہرشہید ظلم کی تڑپاتی ہے مگر — اصغرؑ کا ذکر قلب پہ اک تیر سالگے
ذکر نبیؐ والِ نبیؐ ہو نہ جس جگہ — اے رزمؔ ایسی بزم میں دل اپنا کیا لگے

❁❁❁

سلام

جناب آل محمد رزمیؔ صاحب کراچی پاکستان

افسانہ ہائے عظمت ایثار رہ گئے
افراد قتل ہوگئے کردار رہ گئے

باقی رہے گی تابہ ابد داستانِ حر
وہ فوج شر رہی نہ وہ سالار رہ گئے

روکے سے رک سکی نہ عزادارئ حسینؑ
ہاتھوں کو مل کے سارے جفاکاررہ گئے

سب مال وزر کے واسطے فرقوں میں بٹ گئے
بس حق کے ساتھ شہ کے عزادار رہ گئے

نکلے مدینے سے جو مسافر سرشت لوگ
حسرت سے دیکھتے درودیوار رہ گئے

تشنہ لبی کی داستاں لکھ کر لبِ فرات
خون وفا سے شہ کے علمدار رہ گئے

نوک سناں پہ محوِ تلاوت تھی زندگی
شرمندہ ہوکے خنجر خونخوار رہ گئے

دربار شام وکوفہ کی سطوت نہیں رہی
لیکن وہ خطبے برسر دربار رہ گئے

رزمیؔ انہیں سے باقی ہے اسلام کا وقار
تھوڑے بہت جو صاحبِ کردار رہ گئے

❁ ❁ ❁

سلام

جناب ڈاکٹر مرزا محمد ہادی رسوؔا مرحوم

وفا پر کربلا میں ہوگئے صدقے وفاوالے
تھے بندے سب خدا کے پر بہتّر تھے خدا والے

جواہل حق ہیں مٹ جاتے ہیں یوں حق وصداقت پر
سبق یہ دے گئے سارے جہاں کو کربلا والے

علیؑ جن کے نبیؐ ان کے نبیؐ جن کے خدا ان کا
علیؑ والے نبیؐ والے، نبیؐ والے خدا والے

عبارت انما وہل اتی ہے یا علیؑ تم سے
تمہیں لاسیف والے ہو تمہیں ہو لافتیٰ والے

تجھی کو ہو مبارک ساقیا تیری مئے رنگیں
لبِ کوثر پئیں گے ساقی روزِ جزا والے

نہ ہوتا گلشنِ اسلام ہرگز پُر بہار ایسا
نہ اپنے خون سے گر سینچ جاتے کربلا والے

ملائک حشر میں سمجھے گروہِ انبیاؑ آیا
کچھ ایسی شان سے آئے محمد مصطفٰیؐ والے

کسی سے بھی نہ دیکھا جائے گا یوں آئیں گی زہراؑ
کریں گے بند آنکھیں عرصۂ روز جزا والے

یہ نعرہ حُر کا تھا جس وقتِ فوجِ شام سے نکلا
کہ دیکھو یوں جہنم سے نکلتے ہیں خدا والے

سرِ اکبرؑ سے راہِ شام میں زینبؑ یہ کہتی تھی
ردا مجھ کو اڑھادے اے مرے شرم وحیا والے
زمیں تھوڑی سی دیدیں گرزمین کربلا والے
نہ ہو برباد مرزا ہند میں مٹی مری مل کر

سلام

جناب علی سجاد صاحب رسوؔا ایرانی رائے پور۔ایم،پی۔

آرام گاہ سبطِ پیمبر ہے کربلا
سچ پوچھئے تو خلد سے بڑھ کر ہے کربلا
آماج گاہ خونِ بہترؔ ہے کربلا
یعنی فضیلتوں کا سمندر ہے کربلا
ہرحق شناس واہل نظر کی نگاہ میں
حقانیت کے جلوؤں کا مظہر ہے کربلا
خونِ حسینؑ ابن علیؑ سے لکھا ہوا
سرنامۂ فسانۂ داور ہے کربلا
آئینہ دارِ جلوۂ توحید و پنجتن
کعبہ کی عظمتوں کا مقدر ہے کربلا
غرقاب جس میں وقت کا فرعون ہوگیا
عزم حسینؑ کا وہ سمندر ہے کربلا
ظالم کے ظلم وجبر کی اک داستان ہے
مظلومیت کی فتح کا مظہر ہے کربلا
تاریخ کہہ رہی ہے کہ ایراں میں آج بھی
عاشورہ ہراک دن ہے گھر گھر ہے کربلا
ہر صاحب نظر کو رلائے گا اشک خوں
ڈوبا ہوا لہو میں وہ منظر ہے کربلا
آتے رہیں گے جس کی قیادت میں انقلاب
اک ایسے انقلاب کا محور ہے کربلا
اس قوم کو شکست نہ دے پائے گا کوئی
جس قوم کا ازل سے مقدر ہے کربلا
رسوؔا زمانہ فیض اٹھاتا ہے آج بھی
عرفان ومعرفت کا وہ دفتر ہے کربلا

سلام

علامہ رشید ترابی صاحب

جب بھی دل نے کسی غم میں کہا ہائے حسینؑ
دور تک عالم غربت میں نظر آئے حسینؑ
رات اندھیری ہے تو منزل سے بھٹکنا کیسا
اپنی آنکھوں میں ہے جب نقشِ کفِ پائے حسینؑ
بندہ ایک تو بندوں کی حقیقت بھی ہے ایک
پھر جو منشائے محمدؐ ہے وہ منشائے حسینؑ

کربلا آج بھی باقی ہے ، محبّ ہیں بے خوف
یہی امروز تو ہے مقصد فردائے حسینؑ

آئے خیمہ کی طرف پھر گئے پھر آئے حسینؑ
ماں کا دل جانتا ہے گود میں کیا لائے حسینؑ

دی ہے قاسمؑ نے صدا، آگیا سرورؑ کو جلال
لے کے عباسؑ کو مقتل میں چلے آئے حسینؑ

قتل اکبرؑ پہ کھلا ہے دلِ شبیرؑ کا حال
خاک میں مل گئی اس طرح سے دنیائے حسینؑ

کاش تم دیکھتے بچے سے ہوا ہے جو سلوک
روز عاشور یہ تھی ایک تمنائے حسینؑ

امتحانِ اثر سجدہ ہے شہؑ کو منظور
ہے زمیں پر نگہ زلزلہ پیمائے حسینؑ

آنکھیں سرورؑ ی کھلیں، خطبے کا آغاز ہوا
ہے یہ زینبؑ یہ جہاد ، اور یہ ایمائے حسینؑ

حشر تک ہم نے بھی جینے کی قسم کھائی ہے
نزع میں دیکھو لیا ہے رخ زیبائے حسینؑ

ہر قدم دشمن تازہ سے الجھنا ہے رشیدؔ
ہر نفس دیکھتے ہیں زورِ تولائے حسینؑ

❁❁❁

سلام

جناب رشید نثار صاحب

اک فراتِ زندگی کے سائے میں خون حسینؑ
جیسے کھچ جائیں لکیریں آنسوؤں کے بین بین

کتنی آنکھیں آنسوؤں کے ساتھ جل کر بجھ گئیں
آنے والی کتنی صدیاں اک گھڑی میں گم ہوئیں

اک گھر انا لٹ گیا،تہذیب رخصت ہوگئی
اے مری تاریخ اب توڈھونڈ رمزِ آگہی

کربلا انسانیت کا اسم مرجانے کا نام
زندہ رہنے کے لئے اک کام کرجانے کا نام

جبریت اب تک خجل ہے گلفشاں جمہوریت
ہاں یہی جمہوریت ہے نازشِ انسانیت

❁❁❁

سلام

جناب سید رضاؔ عباس رضوی (علیگ) گوپال پور، باقر گنج سیوان بہار

جب تصور نے کیا ہے شہ ابرابر کا رخ
ضوفشاں ہونے لگا ہے میرے افکار کا رخ

اب علیؑ جیسا زمانے میں سخی کیا ہوگا
مال وزر دے کے بھی دیکھا نہ طلبگار کا رخ

جس نے حیدرؑ کی محبت میں نیا در کھولا
ہم علیؑ والے کریں گے اسی دیوار کا رخ

ہم علیؑ والوں کو خنجر سے ڈرائے نہ کوئی
ہم رگ جاں سے بدل دیتے ہیں تلوار کا رخ

مجھ پہ مولاؑ تری الفت کا نشہ یوں چھائے
عشق میں تیرے کروں میں بھی کسی دار کا رخ

اب چراغوں کو جلانے کی ضرورت ہی نہیں
اتنا روشن ہے حسینؑ آپ کے انصار کا رخ

تاقیامت نہ کرے گا کبھی بیعت کا سوال
ظلم نے دیکھ لیا صبر کے انکار کا رخ

فاطمہؑ آپ کے رومال میں جانے کے لئے
قطرۂ اشک نے چوما ہے عزادار کا رخ

جسم سے روح جو نکلی تو خبر بھی نہ ہوئی
دیکھتا رہ گیا میں حیدر کرارؑ کا رخ

میری آنکھوں نے گہر اشک عزا کے وارے
قبر میں آیا نظر جب شہ ابرار کا رخ

اے حسینؑ ابن علیؑ تم پہ رضاؔ کا ہو سلام
آب کوثر سے دھلا حرؑ سے خطا کار کا رخ

❁❁❁

سلام

جناب آصف رضاؔ رضوی صاحب

عیاں ہوئی جو سرِ دشت دوستی کی طرح
تڑپ رہی ہے ہر اک دل میں زندگی کی طرح

یزید شام کی ظلمت میں کھوگیا لیکن
حسینؑ آج بھی تاباں ہیں روشنی کی طرح

دلوں میں شعلۂ عشق حسینؑ روشن رکھ
حبیب ابن مظاہر کی دوستی کی طرح

حسینؑ پشت نبیؐ پر اور طول سجدے کا
خدا بھی ناز اٹھاتا رہا نبیؐ کی طرح

تغیرات سے ہے ماورا حسینؑ کا غم
یہ غم دلوں میں اترتا ہے روشنی کی طرح

یہ مِنّیت کا تقاضہ تھا بہرِ نصرت دیں
حسینؑ کرب وبلامیں رہے نبیؐ کی طرح

دلوں میں کیوں نہ ہو راسخ مرے حسینؑ کا غم
اسی کے سجدوں سے قائم ہے بندگی کی طرح

تھا انقلاب سرکربلا میں رنگ دوام
رواں ہے فکرونظر میں جو آگہی کی طرح

بہت تھے جرأت وہمت کے مدعی لیکن
نہ رک سکا کوئی میدان میں علیؑ کی طرح

عجب تھا رزم میں اندازِ اکبرؑ ذی جاہ
بڑھے رسولؐ کی صورت، لڑے علی کی طرح

وہ اضطراب ترا بہرنصرت شبیرؑ
دلوں پہ نقش ہے اصغرؑ تری ہنسی کی طرح

کہاں وہ کوفہ کا بازار اور کہاں زینبؑ
نہ بے ردا ہوکوئی دختر علیؑ کی طرح

رضاؔ یہی ہے تقاضائے الفتِ حیدرؑ
علیؑ کوچاہو تو پھر حجر بن عدی کی طرح

❁❁❁

سلام

جناب رضاؔ سرسوی صاحب

خود سمجھ لوگے مسلمانوں پیمبر کون ہے
پہلے بس اتنا سمجھ جاؤ کہ حیدر کون ہے

تم ابھی تک بھی نہ پہچانے کہ حیدر کون ہے
یہ تو بت بھی جانتے ہیں دستِ داور کون ہے

نام جب مرحب نے پوچھا ہنس کے یہ بولے علیؑ
جاکے اپنی ماں سے کر معلوم حیدر کون ہے

جاننا ہوگر کہ اہلبیتؑ میں ہیں کون کون
دیکھ لو چادر کے اندر کون باہر کون ہے

اے ابوطالب تری اس گود پر لاکھوں سلام
سب سے پہلے جس نے پہچانا پیمبر کون ہے

یوں تو ہر اک سے پیمبر ملتے جلتے ہیں مگر
جانتے ہیں خوب ہیرا کون پتھر کون ہے

مشرکوں کے ہوش اڑ جائیں گے جب ہجرت کی شب
کھول کر دیکھیں گے آنکھیں زیرِ چادر کون ہے

سورۂ کوثر ہزاروں بار بامعنی پڑھو
تب کہیں جاکر یہ سمجھو گے کہ اصغرؑ کون ہے

تیر گردن میں ہنسی ہونٹوں پہ پیشانی میں بل
زندگی بھر سوچتے رہیے کہ اصغرؑ کون ہے

بانٹنے بیٹھے شب عاشور جب جنت حسینؑ
دی صدا تقدیر نے حُرِ دلاور کون ہے

شامیوں کا خون پی پی کر یہ کہتی تھی اجل
ہوگیا معلوم عباسؑ دلاور کون ہے

چھینک کر چلو سے پانی ہنس کے غازی نے کہا
اب بتاؤ کون ہے پیاسا سمندر کون ہے

خارزاروں سے یہ کہتی ہے گلابوں کی ہنسی
ہم سے پوچھو ہم بتائیں گے کہ اصغرؑ کون ہے

ہاتھ ملتی پھر رہی ہے کیوں بہن عباسؑ کی
جانے اس جلتے ہوئے خیمہ کے اندر کون ہے

مریم وسارہ پریشاں اماں حوّا بدحواس
شام کے بازار میں دیکھو کھلے سر کون ہے

جب فرشتے مجھ سے پوچھیں گے بتا اپنا امام
چیر کر سینہ کہوں گا دیکھ پڑھ کر کون ہے

گودیوں میں ماؤں کی کرتے ہیں جو ماتم رضاؔ
کون بتلاتا ہے ان بچوں کو سرور کون ہے

❖❖❖

حسینیت کی علمدار ہے تو زینب علیہا السلام ہے

جناب سید باقر رضاؔ نوبتوی، رہتاس

جمال احمد مختار ہے تو زینبؑ ہے
جلال حیدر کرار ہے تو زینبؑ ہے

بتول پاک کی غمخوار ہے تو زینبؑ ہے
حسنؑ کے صلح کی معیار ہے تو زینبؑ ہے

علیؑ کا خطبۂ بیدار ہے تو زینبؑ ہے
حسینیت کی علمدار ہے تو زینبؑ ہے

اسیر کنبۂ شاہنشۂ زماں لےکر شہید ظلم کی پُردرد داستاں لے کر
لہو بھرا ہوا عباسؑ کا نشاں لے کر امام وقت کو بیمار وناتواں لے کر
معین عترت اطہار ہے تو زینبؑ ہے
حسینیت کی علمدار ہے تو زینبؑ ہے

پس حسینؑ و بہتّر کی سوگوار بنی یتیم امامؑ کی غربت میں غمگسار بنی
فسانۂ حق وباطل کا شاہکار بنی جگہ جگہ پر یتیموں کی سوگوار بنی
ثبات وعزم کی للکار ہے تو زینبؑ ہے
حسینیت کی علمدار ہے تو زینبؑ ہے

چلی ہے جعفر طیارؑ کا جگر لے کر دیارِ شام میں بھائی کا اپنے سر لے کر
امام وقت کے کنبے کو نوحہ گر لے کر نبیؐ کی آل کو بندی میں ننگے سر لے کر
خدا کےدین کی غمخوار ہے تو زینبؑ ہے
حسینیت کی علمدار ہے تو زینبؑ ہے

گلے پہ شمر کی تلوار ہے تو زینبؑ ہے جہاں لٹی ہوئی سرکار ہے تو زینبؑ ہے
دمشق وکوفہ کا بازار ہے تو زینبؑ ہے جہاں یزید کا دربار ہے تو زینبؑ ہے
نبیؐ کے کنبے کی سردار ہے تو زینبؑ ہے
حسینیت کی علمدار ہے تو زینبؑ ہے

دل ودماغ کی تسخیر لے کے اٹھی ہے اک انقلاب کی تصویر لے کے اٹھی ہے
خدا کے دین کی تعمیر لے کے اٹھی ہے نبیؐ کے خواب کی تعبیر لے کے اٹھی ہے
رضائے حق کی طلبگار ہے تو زینبؑ ہے
حسینیت کی علمدار ہے تو زینبؑ ہے

نقاب کفر کو الٹا ردائے سر دے کے ستمگروں کو جواں لال کا جگر دے کر
نبیؐ کی آل کو قیدی برہنہ سر دے کر یزیدیت کو مٹاڈالا گھر کا گھر دے کر
رضاؔ حسینؑ کی غمخوار ہے تو زینبؑ ہے
حسینیت کی علمدار ہے تو زینبؑ ہے

❁❁❁

سلام

جناب سید انصار صاحب رضاؔ رضوی (قصبہ کندرکی)

تمسک جو نہیں رکھتا یہاں قرآن وعترت سے
رہے گا حشر میں محروم احمدؐ کی شفاعت سے

دراشک عزا شبیر کا ہے بے بہا موتی
خدائے پاک ہی واقف ہے اس کی قدروقیمت سے

ہوئیں روز نہم جب شمر اور عباسؑ میں باتیں
جری نے یہ کہا بیزار ہوں میں تیری صورت سے

ستم ہے، قہر ہے بلوے میں ننگے سر وہ آتے ہیں
چھپایا جن کو حق نے چادر تطہیر وعصمت سے

کٹا سر، لٹ گیا گھر، اور مقید ہوگئیں رانڈیں
نبی کا لاڈلا پھر بھی نہ باز آیا ہدایت سے

بتاکر کربلا والوں نے یہ اقوامِ عالم کو
خدا کو خوف جو رکھتے ہیں کب ڈرتے ہیں سطوت سے

رضاؔ دشوار کیا شبیرؑ کی تجھ پر عنایت ہو
تری امید برآئے مشرف ہو زیارت سے

❁❁❁

سلام

جناب سید محمد رضاؔ صاحب محمد آبادی

چاند نرجس کا جو پردہ سے عیاں ہوجائے گا
اس زمیں کا چپہ چپہ آسماں ہوجائے گا

جس گھڑی نام علیؑ ورد زباں ہوجائے گا
ہر فرشتہ عرش سے گوہر فشاں ہوجائے گا

خم میں جس دم خیر کی جانب پکاریں گے بلال
کلمۂ خیرالعمل جزو اذاں ہوجائے گا

آمد مہدیؑ سے ہوگا پھر ہرا دیں کا چمن
دور پھر اس باغ سے دور خزاں ہوجائے گا

کشتیٔ دین خدا پر ہیں تو کیا طوفاں کا ڈر
دامن آل پیمبرؐ بادباں ہوجائے گا

دیکھ کر قاسمؑ کو کہتے تھے یہ انصار حسینؑ
ایک دن بچہ یہ زیبِ داستاں ہوجائے گا

رحمۃ للعالمیں کا حق سے پائیں گے خطاب
قلب احمدؐ مرکز امن واماں ہوجائے گا

پھول زہراؑ کے جو یہ جنگل بسائیں گے تو پھر
کربلا کا گوشہ گوشہ گلستاں ہوجائے گا

نصرت سبطؑ نبیؐ کی ہوگی جب دل میں امنگ
کربلا کا بچہ بچہ نوجواں ہوجائے گا

جب پڑے گی فرق پہ تیغ علمدار حسینؑ
دشمنوں کو ضرب حیدرؑ کا گماں ہوجائے گا

مسکرائے گا جو دست شاہ پر طفل صغیر
حرملہ کی آنکھ سے آنسو رواں ہوجائے گا

آگ برسائے گی جس دم رن میں تیغ شاہ دیںؑ — دشمن دین خدا کا منھ دھواں ہوجائے گا
زندگی گزری جو اپنی الفت شبیرؑ میں — پھر تو افسانہ مرا رنگیں بیاں ہوجائے گا
تھام لیں گے ہاتھ میرا روز محشر اے رضاؔ — حال میرا کھل کے جب شہؑ سے بیاں ہوجائے گا

❁❁❁

سلام

جناب رضاؔ انصاری صاحب

دوائے دردِ دل خاص وعام کیا کہنا — سرورِ قلبِ رسولؐ انام کیا کہنا
امامؑ وہادی وابنِ امام کیا کہنا — امین ورہبرِ عالی مقام کیا کہنا
دلِ بتولؑ کے اے لالہ فام کیا کہنا — سراجِ نور کے ماہِ تمام کیا کہنا
مرے حسینؑ علیہ السلام کیا کہنا — کلام پاک ہے تو لاکلام کیا کہنا
امینِ دین نبیؐ گوچلا کیا خنجر — نماز ہوگئی لیکن تمام کیا کہنا
قتیل سجدہ سیہ پوش ہوکے کہتا ہے — تری نماز کو کعبہ سلام کیا کہنا
وفورشوق میں تونے گلے لگاکے پیا — نبی کے لعل ؟ شہادت کا جام کیا کہنا
ہلایا قصر یزیدی بہن کے خطبوں نے — فروغِ دیں میں ترا انتظام کیا کہنا
رہِ رضائے الٰہی میں نقدِ جاں دے کر — خریدلی ہے حیاتِ دوام کیا کہنا
مٹا یزید، بجے تیرے نام کے باجے — خموشیوں میں ترا انتقام کیا کہنا
شرف ہے تیرا یہ اے کربلا کہ آتے ہیں — فرشتے بحرِ زیارت مدام کیا کہنا
عزا کی آنکھ کے آنسو ہیں ایک خلد بریں — یہ دوستوں پہ عنایت امام کیا کہنا

غلام جونؑ بنوں یہ رضاؔ کی حسرت ہے
ترے غلام کا جو ہو غلام کیا کہنا

❁❁❁

سلام

جناب سید آلِ رضا مرحوم

بے تکلف ذکر شاہ کربلا ہوتا رہے — منھ سے جو نکلے ، انہیں کا تذکرہ ہوتا رہے
کس کے صدقے میں یہ اپنا روز مرہ ہوگیا — ایسی باتیں ہوں کہ دل درد آشنا ہوتا رہے

ہم نے اپنی مجلسوں کا نام رکھا، کربلا
جس کا جی چاہے شریک کربلا ہوتا رہے

نام لیواجس کے بنتے ہیں انہیں کے نام پر
کم سے کم اعلانِ مسلک بے ریا ہوتارہے

کارنامہ آل کا قائم رہے گا حشر تک
سامنے قرآن رکھ کر فیصلہ ہوتا رہے

یوں صفت والے بڑھاتے ہیں صفت کی وسعتیں
نام لو عباسؑ کاذکر وفا ہوتا رہے

جذبۂ نصرت میں یوں سرشار تھا ہرجاں نثار
زندگی ملتی رہے ناصر خدا ہوتا رہے

وقت ہے محدود لیکن کربلا کی حد نہیں
اور تھوڑی دیر ذکرِ کربلا ہوتا رہے

یون عبادت سے شہادت کا ملا تھا سلسلہ
سر جُدا ہوتا رہے سجدہ ادا ہوتا رہے

زائروں کی طرح اشک آنکھوں میں آتے ہیں رضؔا
جومرتب ہو، روانہ قافلہ ہوتا رہے

❁❁❁

سلام

جناب سیدآلِ رضاصاحب کراچی

کوئی جھڑک کے ہٹادے ہمیں مجال نہیں
طلب ہے حق کی فقیروں کا یہ سوال نہیں

ولائے آل محمدؐ میں ہے اپنے کام سے کام
کسی کی چھیڑ، ہمیں وجہِ اشتعال نہیں

غم حسینؑ ہمیشہ ہے ہرگھڑی کے لئے
ہماری بزم میں تفریق ماہ وسال نہیں

کہیں گے ہم تو یونہی بے دھڑک حسینؑ حسینؑ
یہ اپنے دل کی صدا ہے فقط خیال نہیں

وہاں تو معنئ قرآں بدل ہی جائیں گے
نبیؐ کے بعد جہاں بھی نبیؐ کی آل نہیں

تڑپ اٹھو کوئی پیاسا جومانگ لے پانی
کہ رد کرے کوئی انساں یہ وہ سوال نہیں

وہ کارنامۂ شبیرؑ اس کے وہ ٹکڑے
جدا نہ مل کے کسی کی کوئی مثال نہیں

رضؔا ضرور امامت کا دور ہے قائم
یہاں یقین کا عالم ہے احتمال نہیں

❁❁❁

سلام

جناب رضا رضوی، نیوجرسی، امریکہ

زمانہ ہم سے نہ پوچھے کہ کیا حسینؑ سے ہے
نجابتوں کا ہر اک سلسلہ حسینؑ سے ہے

ہوا کے دوش پہ حق کا دیا جو جلتا ہے
خدا گواہ کہ یہ حوصلہ حسینؑ سے ہے

علیؑ کے لال نے سر دے کے کردیا ثابت
وقار دین نبیؐ کی بقا حسینؑ سے ہے

سوال بیعت فاسق کا تھا جواب نہیں
اسی نہیں میں نہاں فلسفہ حسینؑ سے ہے

خباثتوں کا شجرہ یزید کا شجرہ
طہارتوں کی ازل سے بنا حسینؑ سے ہے

وہ دیکھو نوک سناں پھر قرآن پڑھنے لگا
سر حسینؑ کا یہ معجزہ حسینؑ سے ہے

خزاں رسیدہ چمن میں حیات نو بھردی
بہار گلشن دین خدا حسینؑ سے ہے

نماز عشق میں تیروں کی فکر کون کرے
عبادتوں کی نئی ابتدا حسینؑ سے ہے

کیا تھا ایک کا وعدہ دیئیے بہتر سر
پشیماں آج بہت کربلا حسینؑ سے ہے

نماز وروزہ وحج وزکات وخمس وجہاد
قسم خدا کی یہ سب سلسلہ حسینؑ سے ہے

علیل ذہنوں سے کہتی ہے کربلا یہ رضاؔ
ہماری خاک بھی خاک شفا حسینؑ سے ہے

سلام

سید آل رضا ایڈوکیٹ مرحوم

شرح غم یوں بھی کبھی شغل عزا ہوجائے گا
منھ سے نکلے گا حسینؑ اور مرثیہ ہوجائے گا

جی بھر آئے گا چلے جیسے مدینہ سے حسینؑ
اشک ٹپکیں گے ورود کربلا ہوجائے گا

دل جو تڑپا بندھ گئی نیت نماز عشق کی
دم جو نکلا آخری سجدہ ادا ہوجائے گا

مل گیا پیاسے کو پانی آگیا ذکر حسینؑ
موجِ کوثر کا وہیں سے سلسلہ ہوجائے گا

روح پرور ہے بہ کیف لذت کام ودہن
اور باتیں کیاں کریں منھ بد مزا ہوجائے گا

ناتمامی کی دوامی مہر ہے اس ذکر پر
جب کبھی بھی تذکرہ ہوگا نیا ہوجائے گا

عالم تخلیق میں یکتا تھی یہ وضع نماز
سرجدا ہوجائے گا سجدہ ادا ہوجائے گا

ہم کہاں اے دل ہمارے کربلا والے کہاں
ہاں اگر جنت دلادیں سامنا ہوجائے گا

جاں بہ حق ہوجا درِ شاہ شہیداں پر رضاؔ
کچھ نہ کچھ وابستگی کا حق ادا ہوجائے گا

سلام

ڈاکٹر رضاؔ مورانوی صاحب

ہمارے اشکوں کا مالک اگر صلہ دینا
کسی کی پیاس ان اشکوں سے تم بجھا دینا

ہمیں زیارتِ عباس کی تمنا ہے
ہماری آنکھوں کو تم علقمہ بنا دینا

جری کے سامنے یوں فوجِ شام ہے جیسے
اٹھانا خاک کو چٹکی میں اور اڑادینا

وہ آرہا ہے جو ہے فخر ہیبتِ موسیٰ
فراتِ کرب وبلا اس کو راستہ دینا

پلاکے نہر کو اک چلو تشنگی عباسؑ
سمندروں کو مزا پیاس کا چکھا دینا

مری تلاش کی منزل ہے جنت وکوثر
غم حسینؑ مجھے راستہ دکھادینا

ہرایک حال میں لازم ہے اتباع حسینؑ
اگر نہ جسم پہ سر ہوتو دل جھکا دینا

زمانہ سیکھ لے اندازِ زندگی ہم سے
ہمیں کو آتا ہے نیزوں پر سرسجادینا

یہی ثبوت بہت ہے برائے فتح حسینؑ
اجل کو دیکھ کے اصغرؑ کا مسکرا دینا

مزاجِ تختِ سلیماں بھی پوچھ لیتا ہوں
عزا کے فرش کا ٹکڑا ذرا اٹھادینا

کمال یہ ہے بجھا کر چراغ خیمۂ شب
دلوں کا نور بہتر گنا بڑھا دینا

ہراک زمین پہ سجدہ اسے قبول نہیں
مری جبیں کے لئے خاکِ کربلا دینا

دہن پہ تشنہ لبی کے سلگتے خیموں کو
رضاؔ تم اشک غم شاہ سے بجھادینا

سلام

جناب رضوان بنارسی صاحب

صبر کی ہرداستاں سبط پیغمبرؐ تک گئی
آخری جس کی کڑی معصوم اصغرؑ تک گئی

ہرغم دوراں کی حدِ آخری ہے کربلا
بات پھر بے لوث قربانی کی سرورؑ تک گئی

لالۂ وگل کی کلی دیکھی اگر بکھری کہیں
یاد اپنی کربلا کے ماہ واختر تک گئی

بزمِ غم میں جب وفاؤں کا کہیں ذکر آگیا
ہروفا کی داستاں شہ کے برادر تک گئی

تذکرہ آیا اسیری کا تو زینبؑ تک گیا
تشنگی کی بات جب نکلی تو اصغرؑ تک گئی

فتح کی لب پر ہنسی یہ تیرسے گردن چھدی
خوں میں ڈوبی میت بے شیر مادر تک گئی

قلب عالم ہل گیا رن ہوگیا زیروزبر
اُف بہن بھائی سے پہلے لاشِ اکبرؑ تک گئی

روکے بولیں خواب ابراہیمؑ کی تعبیر دیکھ
جب نظر ہمیشیر کی قاتل کے خنجر تک گئی

خون تھا سبطِ نبیؐ کا عرش اعظم تک گیا
قتل تھا معصوم کا تاثیر پتھر تک گئی

ہرکٹھن موقع بہ شکل کربلا حیدرؑ مثال
آل کی عقدہ کشائی دین داور تک گئی

کربلا کے خونچکاں اک آئینہ میں دیکھ لو
ہرحقیقت ضبط کی سجاد مضطر تک گئی

ہتھکڑی بیڑی میں بھی عباسؑ کی جرأت لئے
شان سے عترت نبیؐ کی اوج منبر تک گئی

اوج عرفاں پر کیا ہے صبر کا روشن چراغ
روشنی جس کی زمانے کے ہر اک گھر تک گئی

حیف رضوانؔ غم زدہ صورت نہ پہچانی گئی
جب وطن میں زینبؑ دلگیر شوہر تک گئی

❁❁❁

سلام

جناب سید ارشاد حسین صاحب کربلائی رعناؔ

اپنا سرشبیرؑ نے جب نذر ایماں کردیا
امت نااہل کی بخشش کا ساماں کردیا

کربلا میں جب ہواتاراج زہراؑ کا چمن
فرطِ غم سے چاک ہرگل نے گریباں کردیا

لاج رکھ لی دین کی اور اپنے نانا کی حسینؑ
تونے سردے کر عجب کارنمایاں کردیا

کشتئ دین محمدؐ آئی جب گرداب میں
ناخدائے دین نے خود کونذر طوفاں کردیا

اک شہادت میں تیری مضمر ہے کل تعلیم دین
شمع دیں کو کفر کی آندھی بجھاسکتی نہیں
کفر نے چہرے پہ ڈالی تھی نقاب اسلام کی
کیا ہوئی اے شمر وہ رے کی حکومت کیا ہوئی
ہاتھ پر اصغرؑ کی میت لب پہ کلمہ شکر کا
چند قطراتِ لہو کی دیکھئے رنگینیاں
اصغرؑ معصوم کا ذوق شہادت دیکھئے
بھانجے بیٹے بھتیجے بھائی گودی کے پلے
جو غم شبیرؑ میں نکلے تھے رعناؔ چشم سے

تونے جنگ کربلا کو درس قرآں کردیا
کربلا والوں نے اس کو بھی نمایاں کردیا
پاسبان دین حق نے اس کو عریاں کردیا
پارہ پارہ جس کی خاطر تونے قرآں کردیا
عالمِ انسانیت کو تونے حیراں کردیا
خارزار کربلا کو باغ رضواں کردیا
اپنے ننھے سے گلے کو نذر پیکاں کردیا
منزل صبرورضا میں سب کو قرباں کردیا
بس انہیں اشکوں نے تربت میں چراغاں کردیا

❁❁❁

سلام

جناب رعناؔ صاحب اکبرآبادی

کربلا اے منزلِ حق آسمانِ برزمیں
تیری خاک پاک میں ملفوف کس کا نور ہے
ضو ترے سینہ میں ہے توحید کے پیغام کی
تیرے دامن میں نبیؐ کا چاند محوِ خواب ہے
مدفن اہل وفا ہے قلب صدپارہ ہے تو
اللہ اللہ تکیۂ سر ہے علیؑ کے لال کی
تجھ کو آنکھوں سے لگائے ہردل غمناک ہے
جلوہ فرما تیری مسند پر ولی ابن ولی
جس نے بدلا اہلِ عالم کا نظام زندگی
قوتِ باطل کا سر جس نے جھکایا وہ حسینؑ
آج ہے جس کی بدولت گفتگوئے دردِ دل
جس نے دل کی تہہ میں گہرے نقش احساں کردیئے
جس کے غم میں چاک ہے سب کا گریباں وہ حسینؑ

تیرے قدموں پر ہے ساتوں آسمانوں کی جبیں
نور سے معمور، تیرا ذرّہ ذرّہ طور ہے
خون سے نکلی ہوئی ہے داستاں اسلام کی
ہرکرن جس چاند کی اک مہرعالم تاب ہے
خوابگہ اکبر کی ہے اصغرؑ کی گہوارہ ہے تو
اے زمیں کتنی بلندی ہے تیرے اقبال کی
عالم اسلام کے سجدے میں تیری خاک ہے
دین حق کی آیت روشن حسینؑ ابن علیؑ
زیرخنجر بھی دیا جس نے پیام زندگی
جس نے آئین حقیقت جگمگایا وہ حسینؑ
جان دے کر جس نے رکھ لی آبروئے دردِ دل
جس نے اپنے لاڈلے امت پہ قرباں کردیئے
عالم انسانیت ہے جس پہ نازاں وہ حسینؑ

دل ہو رعنا جس کے بس میں نازش دل ہے وہی | حشر تک روئیں جسے انسان کامل ہے وہی
آبروہو موت کی اور زیب وزینِ زندگی | جس کے ماتم میں ہومرجانا بھی عین زندگی

۞۞۞

سلام

جناب رفیقؔ صاحب جلالپوری

دشت بلا میں ابر بہاراں زہیرقین | پھولوں کی شان بوئے گلستاں زہیرقین
حق گو حق آشنا بھی ہیں انصار باوفا | عالی مقام صاحب ایماں زہیرقین
عرفان ومعرفت کا بیاں کیا کرے کوئی | شبیرؑ کے تھے لعل بدخشاں زہیرقین
ہمراہ لے کے آئے نہ مقتل میں کیوں حسینؑ | خوشنودی خدا کے تھے ساماں زہیرقین
نصرت کو آئے خدمت عالی مقام میں | مہمان وہیں کے ہوگئے مہماں زہیرقین
شامل یہ کاروان شہ دیں میں ہوگئے | سینے میں لے کے موت کا ارماں زہیرقین
مشغول تھے جو طاعتِ معبود میں حسینؑ | روکے ہوئے تھے ظلم کا طوفاں زہیرقین
جب تک کہ دم میں دم تھا خیام حسینؑ کے | ہرہر قدم رہے ہیں نگہباں زہیرقین
مرکرہزار بار جو ملتی انہیں حیات | کردیتے اپنی جان کو قرباں زہیرقین
آقا سے اپنے پہلے جہاں سے گذرگئے | دل میں لئے ہوئے غمِ پنہاں زہیرقین
زینبؑ کے ساتھ اہل حرم کے تھے پاسدار | یعنی سکون قلب پریشاں زہیرقین
تیرے لہو سے جذبۂ ایماں ہے سرخرو | چرخ جہاد کے مہ تاباں زہیرقین
کرکے نثار اپنے دل وجاں حسینؑ پر | ہیں آج زیب گنج شہیداں زہیرقین
اس زندگی نے ہم سے وفا کی اگر رفیقؔ | تربت پہ ہم کریں گے چراغاں زہیرقین

۞۞۞

سلام

جناب ڈاکٹر رفیق حسینؑ صاحب لکھنوی

کربلا سے شام تک ظالم جفا کرتے رہے | اور عابد طے رہِ صبرورضا کرتے رہے
خدمت اسلام اسیرانِ جفا کرتے رہے | آشکارا مقصدِ شاہِ ہدیٰ کرتے رہے

آلِ محبوب خدا کی ہم ثنا کرتے رہے
دل کے آئینے پر ایماں کی جلا کرتے رہے

جان اپنی راہِ حق میں جوفدا کرتے رہے
ہستیٔ موہوم کو وجہ بقا کرتے رہے

شرم سے سرخم ہے تیرے سامنے اے عیب پوش
ناز تھا رحمت پہ تیری ہم خطا کرتے رہے

خنجرِ کیں گردنِ شبیرؑ پر چلتارہا
اور وہ امت کی بخشش کی دعا کرتے رہے

خون اپنا کرکے شامل سب شہیدانِ وفا
کربلا کی خاک کو خاکِ شفا کرتے رہے

سرزمینِ کربلا پر جو گیا وہ رودیا
غم حسینؑ ابن علیؑ کا انبیاءؑ کرتے رہے

جب عبادت سے شب عاشور شہ فارغ ہوئے
پاک کانٹوں سے وہ میدانِ وفا کرتے رہے

دی تھی پیغمبر نے ہم کو آل بھی قرآں کے ساتھ
کیوں بہت سے پیرویٔ حسبنا کرتے رہے

کفر اور الحاد کی تاریکیوں میں شہ کے دوست
خون سے روشن عقیدت کا دِیا کرتے رہے

حرشبِ عاشور الجھن میں رہے آئی نہ نیند
خیروشر کے درمیاں وہ فیصلہ کرتے رہے

مرتے دم تک بیعت فاسق نہ کی شبیرؑ نے
مشکلوں پر مشکلوں کا سامنا کرتے رہے

عمر بھر روتے رہے سجادؑ اعزّاؑ کے لئے
روز تازہ دل میں یادِ کربلا کرتے رہے

خطبہائے ثانی زہراؑ دیارِ شام میں
حق عیاں کرتے رہے محشر بپا کرتےرہے

صبح سے تاظہر شہ دیتے رہے یوں امتحاں
میتیں لاتے رہے شکر خدا کرتے رہے

ہم غلامانِ حسینؑ ابن علیؑ اشکوں کے ساتھ
عمر بھر شرح حدیث من بکا کرتے رہے

اپنی خلقت کا ہے مقصد ہی غم سرور رفیقؔ
ہم ہمیشہ مجلس وماتم بپا کرتے رہ

❀❀❀

سلام

جناب روشؔن صدیقی صاحب

زہے عظمت وشان آلِ محمدؐ
مشیت ہے فرمانِ آلِ محمدؐ

ہوئی دینِ قائم کی بنیاد محکم
ابد تک ہے احسانِ آلِ محمدؐ

شہادت نے اعزازِ معراج پایا
بہ فیض شہیدانِ آلِ محمدؐ

ادا سجدۂ حق ہوازیرِ خنجر
عبادت ہے شایانِ آلِ محمدؐ

شمائل میں اوصاف خلق نبیؐ سے
مشرف ہیں خاصانِ آلِ محمدؐ

ابلتے ہیں قدموں سے تسنیم وکوثر
زہے تشنہ کامانِ آلِ محمدؐ

تصور میں پھر مشہدِ کربلا ہے — بیادِ شہیدانِ آلِ محمدؐ
ادھر فسق وبدعت کے تاریک بادل — ادھر مہرِ تابانِ آلِ محمدؐ
اُدھر بدنہادان کوفی وشامی — ادھر نونہالانِ آلِ محمدؐ
نثارِ رخِ آفتابِ امامت — نجومِ درخشانِ آلِ محمدؐ
وہ عباس پرچم کشائے شہادت — زعیمِ شجاعانِ آلِ محمدؐ
علی اکبرؑ پاک، اجلالِ فرما — وقارِ جوانانِ آلِ محمدؐ
وہ قاسمؑ جگر گوشۂ سبطِ اول — چراغِ شبستانِ آلِ محمدؐ
ریاضِ امامت کی معصوم کلیاں — مرادِ گلستانِ آلِ محمدؐ
وہ اصحاب حضرت فدایانِ عترت — دل وجاں سے قربانِ آلِ محمدؐ
وہ تصویر اخلاص ابن مظاہر — جلالِ رفیقانِ آلِ محمدؐ
وہ حر، حق پرستی کی قندیل روشن — وہ تصدیق برہانِ آلِ محمدؐ
اٹھا فوجِ اعدا سے نیزوں کا طوفاں — بڑھے شہسوارانِ آلِ محمدؐ
حمیت، شجاعت، صداقت نے بڑھ کر — پڑھا خطبۂ شانِ آلِ محمدؐ
اُدھر بارشِ نیزہ وتیروخنجر — ادھر، ابرِ نیسانِ آلِ محمدؐ
اُدھر آندھیاں مکروبغض وحسد کی — ادھر شمعِ ایمانِ آلِ محمدؐ
میسر ہوئی امرِ حق کو بلندی — بنامِ شہیدانِ آلِ محمدؐ
وہ خوشنودی ربّ اعلیٰ کا مژدہ — وہ تکمیلِ پیمانِ آلِ محمدؐ
درخشاں ہے آئینۂ کربلا میں — جمال جوانانِ آلِ محمدؐ
مقاماتِ تسلیم وصبرورضا ہیں — قدم بوس خاصانِ آلِ محمدؐ
جسے کشتئ نوح کہتا ہے قرآں — ہے تمثیل پاکانِ آلِ محمدؐ
مواد تسلی کہاں روزِ محشر — مگر ظلِ دامانِ آلِ محمدؐ
نگہبانِ تقدیسِ بیت الحرم ہیں — غزالانِ بستانِ آلِ محمدؐ
یہ شانِ فضائل کہ روح الامیں ہیں — خطیب خوش الحانِ آلِ محمدؐ
الٰہی درودوسلام وتحیّت — بروحِ شہیدانِ آلِ محمدؐ
بہ حُسنِ ادب ہے روش مثل جامی — غلامِ غلامانِ آلِ محمدؐ

سلام

جناب رہبر رضا رہبرؔ جلالپوری

صدائے کرب وبلا ہے سبھی کے لہجے میں
اے موت بول یہاں زندگی کے لہجے میں

فلک پہ ماہ محرم نے آکے دی ہے صدا
کلام کرنے سے بچئے خوشی کے لہجے میں

سرِ حسینؑ یہ نیزے سے دے رہا ہے صدا
تھکن نہ آئے گی تشنہ لبی کے لہجے میں

سجا کے ہونٹوں پہ اپنے اذانِ عاشورہ
بلایا حُر کو یہ کس نے نبیؐ کے لہجے میں

ستم کی فوج نے دیکھا لبوں پہ ابھرا ہے
تبسم علی اصغرؑ جری کے لہجے میں

رباب آکے ترا بے زباں سرِ مقتل
کلام کرنے لگا فلسفی کے لہجے میں

ستم کی قید میں رہ کر ہے سید سجادؑ
ڈھلی ہیں آہیں یہاں بندگی کے لہجے میں

وہ جس کے لہجے میں زینبؑ نے گفتگو کی ہے
خدا بھی بولا تھا اک دن اسی کے لہجے میں

وہ شام زادوں کی تدبیر کام آنہ سکی
خلل نہ ڈال سکے روشنی کے لہجے میں

عطش نواز لبوں تک فرات آنہ سکی
سکوت چھایا رہا تشنگی کے لہجے میں

یہ کربلا کے شہیدوں کا فیض ہے رہبرؔ
ڈھلی جو کرب وبلا شاعری کے لہجے میں

❁❁❁

سلام

جناب سید محمد سجاد علیخاں صاحب رہبرؔ لکھنوی

فوجِ ستم آرا سے یہ غُل کی صدا آئی
عباسؑ کی آمد ہے بھاگو کہ قضا آئی

عباسؑ کے شانوں تک جب تیغِ جفا آئی
جبرئیل کے رونے کی گردوں سے صدا آئی

عباسِؑ دلاور کی یاد اور سوا آئی
جب سامنے دنیا کے تاریخِ وفا آئی

عباسؑ کے احساں کو بھولے ہیں نہ بھولیں گے
عباسؑ کے صدقے میں تہذیب وفا آئی

کھولی ہی نہیں آنکھیں عباسؑ دلاور نے
جب تک نہ شہ دیںؑ کی کانوں میں صدا آئی

یہ ناز تھا زینبؑ کو عباسِؑ دلاور میں
بابا کی شجاعت کی ہر ایک ادا آئی

کچھ سوچ کے دریا سے پیاسے ہی پلٹ آئے
عباسؑ کو دریا کے پانی سے حیا آئی

نیزے کی اَنی چمکی بجلی کی طرح رن میں
عباسؑ کے غصے کی جب گھر کے گھٹا آئی

انبار ہے لاشوں کا یہ کون بتائے گا عباسؑ کے حملے سے کتنوں کو قضا آئی
انصارِ شہؑ والا یوں سب تھے وفا پرور عباسؑ کے حصے میں مخصوص وفا آئی
عباسؑ کے صدقے میں پروان چڑھے دونوں جو دل میں خیال آیا جولب پہ دعا آئی

❁❁❁

عزاداروں سے خطاب

مولانا سید ثمر عباس رومانؔ رضوی، مظفر پوری

اپنے مولا کی عزاداری کو رسوا نہ کرو
تم عزادار ہو کردار کا سودا نہ کرو

پرچم حضرت عباسؑ اٹھاتے ہو سدا
فرشِ شبیرؑ کی مجلس کا بچھاتے ہوسدا
اپنے گھر فاطمہ زہراؑ کو بلاتے ہوسدا
جس سے زہراؑ ہوں خفا کام تم ایسا نہ کرو
تم عزادار ہو کردار کا سودا نہ کرو

کس نے مانگا ہے خدا سے تمہیں یہ یاد کرو
اپنے کردار سے شبیرؑ کا دل شاد کرو
بے وجہ عمر کو اپنی نہ یوں برباد کرو
اپنے مذہب کا کبھی نام یوں نیچا نہ کرو
تم عزادار ہو کردار کا سودا نہ کرو

تم حسینی ہو خدا نے یہ فضیلت بخشی
تم کو زہراؑ نے دعا دے کے سعادت بخشی
صورت کرب وبلا میں تمہیں جنت بخشی
اپنی جنت کسی قیمت پہ بھی بیچا نہ کرو
تم عزادار ہو کردار کا سودا نہ کرو

تم عزادار ہو آپس میں تفرقہ کیسا
بھائی اور بھائی کے مابین یہ جھگڑا کیسا
کام یہ کرکے غم شاہؑ میں رونا کیسا

جب حسینی ہو تو آپس میں تفرقہ نہ کرو
تم عزادار ہو کردار کا سودا نہ کرو

آئینہ سیرت زہراؑ کو بنالو اب بھی
اپنی ناموس کی عزت کو بچا لو اب بھی
بے ردا گھر سے نہ یون ان کو نکالو اب بھی
اپنی ماں بہنوں کو لِلّٰہ بے پردہ نہ کرو
تم عزادار ہو کردار کا سودا نہ کرو

تم نمازوں سے کسی طور بھی غافل نہ رہو
علم حاصل کرو واللہ یوں جاہل نہ رہو
راہِ حق میں کرو کوشش کبھی کاہل نہ رہو
کسی عالم میں رہو ترک یوں سجدہ نہ کرو
تم عزادار ہو کردار کا سودا نہ کرو

تنگ دستی میں قناعت کا طریقہ سیکھو
بھوک اور پیاس کے عالم میں بھی جینا سیکھو
کربلا والوں سے مرنے کا سلیقہ سیکھو
کربلا والوں کی قربانی بھلایا نہ کرو
تم عزادار ہو کردار کا سودا نہ کرو

ظلم اور جور کو دنیا سے مٹانے والا
خون کے آنسو غم شاہ میں بہانے والا
پردۂ غیب سے آنے کو ہے آنے والا
دل کو مولاؑ کے مزید اور دکھایا نہ کرو
تم عزادار ہو کردار کا سودا نہ کرو

اپنے مولاؑ سے نہ رومانؔ بغاوت کرنا
ایک اک سانس میں مولاؑ کی اطاعت کرنا
اپنے ایمان کی ہر لمحہ حفاظت کرنا
جی نہیں سکتے تو مرجاؤ تماشا نہ کرو
تم عزادار ہو کردار کا سودا نہ کرو

❁❁❁

سلام

جناب میر رئیس صاحب

سلامی کیوں نہ دل شاہ کو یہ غم توڑے ۔۔۔ تڑپ کے ہاتھ پہ اصغرؑ جو رن میں دم توڑے

ریاضِ فاطمہؑ جس طرح دوپہر میں لٹا ۔۔۔ اجل نے گل کبھی ایسے نہ دمبدم توڑے

بہن سے شہؑ نے کہا، کیا لڑے محمد وعون ۔۔۔ پرے سپاہِ مخالفت کے دمبدم توڑے

کیا پھریرے کا بھائی نے سایہ وقت اجل ۔۔۔ تمہارے بھانجوں نے دم تہِ علم توڑے

حسینؑ خم ہوں نہ کیوں بارِ غم سے مثل کماں ۔۔۔ گلا صغیر کا جب ناوکِ ستم توڑے

بتوں سے پاک کیا گھر خدا کا دونوں نے ۔۔۔ ادھر نبیؐ نے علیؑ نے اُدھر صنم توڑے

ہمارے قلب نے جیسے اٹھائے ہیں صدمے ۔۔۔ کسی کا شیشۂ دل یوں نہ سنگ غم توڑے

حسینؑ کہتے تھے کیونکر وہ باپ صبر کرے ۔۔۔ کہ جس کے سامنے بیٹاجوان دم توڑے

جو دیکھ لے دل صاف وجہاں نما میرا ۔۔۔ سکندر آئینہ اور جام اپنا جم توڑے

اسی کی چشم سے نکلیں گے اشک خوں پیہم ۔۔۔ یہ ذکر جس کے کلیجے میں خارِ غم توڑے

فرس سے گر کے ترائی میں تڑپے یوں عباسؑ ۔۔۔ کہ جیسے شیر کوئی زخم کھاکے دم توڑے

سخا سے بُعد ہے یہ صاحبانِ خسّت کو ۔۔۔ خبر نہیں کوئی عاجز مَرے کہ دم توڑے

جہاں میں جنس فراغت کا ایسا توڑا ہے ۔۔۔ شکستہ حال کو ممکن نہیں کہ دم توڑے

جو تنگ دل ہیں انہیں کیا فقیر سے مطلب ۔۔۔ کبھی نہ کھولیں گے توڑے کا منھ جو دم توڑے

غنی وہ ہوں کہ میں ذرہ نظر کروں نہ ادھر ۔۔۔ ملیں جو اشرفیوں کے مجھے پدم توڑے

جہاں میں شعروسخن کی جوکوئی داد نہ دے ۔۔۔ دوات پھینک دے کاغذرکھے قلم توڑے

شہادتِ علی اصغرؑ کا کیا لکھوں احوال ۔۔۔ جگر کو تیر الم جب دمِ رقم توڑے

خوشی رہی سفرِ کربلا میں پیدل سے ۔۔۔ گلِ پیادۂ عشرت قدم قدم توڑے

یہاں تو بھوک میں حُرِ جری نے دم توڑا ۔۔۔ پہونچ کے واں ثمرِ گلشنِ ارم توڑے

رئیسؔ جیسا کہ صدموں نے ہم کو توڑا ہے ۔۔۔ کسی کو خلق میں ایسانہ رنج وغم توڑ

سلام

مولانا رئیس احمد جارچوی صاحب، دہلی

پیاس کے سورج کی جب تنویر پوری ہوگئی
کربلا میں دین کی تعمیر پوری ہوگئی

کھینچ لی ہے سینۂ اکبرؑ سے سرور نے سناں
خواب ابراہیمؑ کی تعبیر پوری ہوگئی

زیر خنجر یوں کیا سجدہ ادا شبیرؑ نے
مسجد کوفہ کی ہر تصویر پوری ہوگئی

رہ گئی تھی منبر کوفہ پہ جو کچھ ناتمام
منبر نیزہ سے وہ تقریر پوری ہوگئی

ہورہا ہے تیغ کی محراب میں سجدہ ادا
عبدیت کے قصر کی تعمیر پوری ہوگئی

نصرت شبیرؑ میں عباسؑ کے بازو کٹے
آرزوئے شاہ خیبر گیر پوری ہوگئی

لاشۂ اصغرؑ کو چھاتی سے لگاکر بولے شاہ
حفظ دیں کی آخری تدبیر پوری ہوگئی

کربلا قصہ نہیں وہ عالمی کردار ہے
جس سے ہر انسان کی تصویر پوری ہوگئی

ٹکڑے ٹکڑے دل لہوآنکھوں میں لرزش ہاتھ میں
جانے کیسے تربت بے شیر پوری ہوگئی

بے ردا زینبؑ کو دیکھا سید سجادؑ نے
اس طرح قربانیٔ شبیرؑ پوری ہوگئی

چھن گئی زینبؑ کی چادر لٹ گئے اہل حرم
محضر شبیرؑ کی تحریر پوری ہوگئی

رونے والے حضرت شبیرؑ پر سوچا ہے کیا
آرزوئے زینبؑ دلگیر پوری ہوگئی

خوں کے آنسو بھی گر آنکھوں سے بہہ جائیں رئیسؔ
کیا عزائے حضرت شبیرؑ پوری ہوگئی

❖❖❖

سلام

جناب ریاض الدین ریاضؔ غازی پوری صاحب، انصارنگرناگپور

غموں کی دھوپ میں زہراؑ کا پھول ہے کہ نہیں
یہ آزمائش سبط رسولؐ ہے کہ نہیں

غرور وجہل کے جھولے میں جھولنے والو
حسینؑ پاک کی عظمت کو بھولنے والو

تمہاری چشم بصیرت میں بھول ہے کہ نہیں
غموں کی دھوپ میں زہراؑ کا پھول ہے کہ نہیں

نہ کیوں ہوں لائق تعظیم شبّر وشبیرؑ
اٹھاکے دیکھیے تفسیر آیۂ تطہیر

انہیں کے حق میں یہ شان نزول ہے کہ نہیں
غموں کی دھوپ میں زہراؑ کا پھول ہے کہ نہیں

سلامی واقعہ کرب وبلا سے پوچھ کے دیکھ
نہ ہو یقیں تو کتاب خدا سے پوچھ کے دیکھ

اصول شاہ خدا کا اصول ہے کہ نہیں
غموں کی دھوپ میں زہراؑ کا پھول ہے کہ نہیں

حدودشان فضیلت سے دیکھ کر دے جواب
زمانہ چشم بصیرت سے دیکھ کر دے جواب

غم حسینؑ میں کعبہ ملول ہے کہ نہیں
غموں کی دھوپ میں زہراؑ کا پھول ہے کہ نہیں

پیام سرورؑ دیں ہے ہر اک مسلماں کو
سمجھ سکے نہ جو عزم شہ شہیداں کو

تواسے شخص کا جینا فضول ہے کہ نہیں
غموں کی دھوپ میں زہراؑ کا پھول ہے کہ نہیں

اسی خیال میں رہتے ہیں آج بھی یہ لوگ
یزید حق پہ تھا کہتے ہیں آج بھی یہ لوگ

دلوں میں آج بھی بغض رسول ہے کہ نہیں
غموں کی دھوپ میں زہراؑ کا پھول ہے کہ نہیں

یزیدیوں سے زیادہ نہیں بس ایک سوال
ریاضؔ کہتے ہیں ہم جس کو فاطمہؑ کا لال

بتائیں راکب دوش رسولؐ ہے کہ نہیں
غموں کی دھوپ میں زہراؑ کا پھول ہے کہ نہیں

❁❁❁

سلام

جناب ریاض احمد ریاض، مالیگانوی

جسم پر پھول جو زخموں کے سجائے ہیں حسینؑ
کیا ستم ہے کہ وہ اپنوں ہی سے پائے ہیں حسینؑ

جادۂ حق میں لگی ہے جو سروں کی بازی
اپنے ہی گھر کے کچھ افراد کو لائے ہیں حسینؑ

برسوں گذرے ہیں مگر اب بھی اجالا ہے ہی
خون سے اپنے چراغ ایسے جلائے ہیں حسینؑ

جو محمدؐ نے کیا ان کے نواسے نے کیا
پھول دشمن پہ دعاؤں کے لٹائے ہیں حسینؑ

بن گئے صبر وتحمل کی مکمل تصویر
خود ہی روئے ہیں نہ اوروں کو رلائے ہیں حسینؑ

بے سبب تو نہیں کہلائے شہید اعظم
جوسعادت تھی مقدر وہی پائے ہیں حسینؑ

کاش دیتے وہ عمل سے بھی کسی وقت ثبوت
جن کی رگ رگ میں سنا ہے کہ سمائے ہیں حسینؑ

❁❁❁

سلام

جناب ریحانؔ اعظمی صاحب (پاکستان)

سجدۂ معبود میں یوں سر دیا شبیرؑ نے — رشکِ جنت کربلا کو کر دیا شبیرؑ نے

خاک اب وہ خاک کب ہے اب ہے وہ خاکِ شفا — خلق کو دارالشفا بہتر دیا شبیرؑ نے

گھر دیا اللہ نے اپنا جوان کے باپ کو — رب کو اپنا کربلا میں گھر دیا شبیرؑ نے

نعرۂ اللہ اکبر کو بچانے کے لئے — خود اجل کی گود میں اکبرؑ دیا شبیرؑ نے

جس میں جنت کے سوا روشن کوئی منظر نہ تھا — حر کو اک لمحے میں وہ منظر دیا شبیرؑ نے

بھائی بیٹے بھانجے احباب مال و زر دیا — دامن اسلام کتنا بھر دیا شبیرؑ نے

میں نے تو ریحانؔ ان کے نام پر قطرہ دیا — اس کے بدلے میں مجھے کوثر دیا شبیرؑ نے

سلام

جناب زاہدؔ بلرام پوری صاحب

تاریخ کربلا کبھی سرورؑ کی دیکھئے — لاکھوں سے جنگ صرف بہترؑ کی دیکھئے

لکھنا ثنا تھی بنتِ پیمبر کی دیکھئے — جبرئیل سیاہی لائے ہیں کوثر کی دیکھئے

خامۂ عطا ہوا ہے پر جبرئیل کا — قرطاس پر ضیاء رخِ حیدرؑ کی دیکھئے

الفاظ خود ہی ڈھل گئے شانِ بتولؑ میں — معراجِ فکر میرے مقدر کی دیکھئے

کپڑے حسنؑ حسینؑ کے جنت سے آئے ہیں — قربت خدا سے بنت پیمبرؐ کی دیکھئے

آباد گھر ہیں ان کے دعائے بتول سے — آمد ہے جن گھروں میں بہترؑ کی دیکھئے

منزل کٹھن ہے فاطمہ زہراؑ کے صبر کی — تصویر درد خانۂ سرور کی دیکھئے

بیعت طلب یزید سے سبطِ رسولؐ سے — جرات تو آپ راہ کے پتھر کی دیکھئے

کاٹا سرِ غرور کو یوں ذوالفقار نے — تقسیم کی ہے لاش برابر کی دیکھئے

سوکھے گلے پہ سہ لیا یوں مسکرا کے تیر — ہے شیر خوار، اور ادا اصغرؑ کی دیکھئے

شیر علیؑ کو دیکھنے روباہ آئے ہیں — دیوانگی یزید کے لشکر کی دیکھئے

موجوں کے پیچ و تاب میں الجھا رہا یزید
تہہ ڈھونڈنے چلا تھا سمندر کی دیکھئے

چلتا رہے گا گردن باطل پہ حشر تک
رفتار اہل صبر کے خنجر کی دیکھئے

قاسم شہید عون محمد ہوئے شہید
بے چارگی علیؑ کے دلاور کی دیکھئے

برچھی نے چاک سینۂ اکبرؑ کو کردیا
میت پڑی ہے عکسِ پیمبرؐ کی دیکھئے

نوحہ کناں ہیں شام کے زنداں میں بیبیاں
ہرسو ہے گونج ماتم سرورؑ کی دیکھئے

کوئی بچا نہ عابدِؑ بیمار کے سوا
یہ انتہا تھی ظلم کے لشکر کی دیکھئے

زاہدؔ جو اہلبیتؑ ہیں رکھتے دل غیور
ان کو طلب نہیں مئے کوثر کی دیکھئے

❁❁❁

سلام

جناب زاہدؔ رضوی صاحب، حیدرآباد دکن

مسلکِ شبیرؑ کو ہم جلوہ گر دیکھا کئے
دوسری قوموں کی بھی فکر و نظر دیکھا کئے

ہر زمانہ میں تڑپ کر رہ گئے احساس دل
دیکھنے والے غمِ شہ کا اثر دیکھا کئے

آنکھ میں آنسو بھر آئے غم سے دل پانی ہوا
چہرۂ عاشور کو اہل نظر دیکھا کئے

موت وہ بھی اک جوان فرزند کی بے وقت موت
شاہ سے دیکھی نہ جاتی تھی مگر دیکھا کئے

کیا علمدارِؑ جری بھی تشنہ لب مارا گیا
شاہ سوئے نہر کیوں باچشم تر دیکھا کئے

اہل دل اصغرؑ کی میت دیکھ کر باچشم تر
بار ہر انسان کے احساس پر دیکھا کئے

دیکھے سر سجدے میں شہؑ نے سر بلندی پائی ہے
نیزۂ خولی پہ جو سرور کا سر دیکھا کئے

دیکھنے والے سپاہِ شام میں شبیرؑ کو
شام کی آغوش میں گویا سحر دیکھا کئے

امتِ جد سے رہا جو مرتے دم بھی باخبر
دو جہاں امت کو اس سے بے خبر دیکھا کئے

رتبہ عترت سے کیا وہ لوگ واقف ہی نہ تھے
جو علیؑ کی بیٹیوں کو در بدر دیکھا کئے

صبر کی زاہدؔ کوئی حد ہی نہ تھی شبیرؑ کے
اپنی آنکھوں اپنا ہی برباد گھر دیکھا کئے

❁❁❁

سلام

جناب سید زاہد حسین صاحب مرحوم زاہدؔ سہارنپوری

شکل نکلی نہ فراغت کی کہیں تھوڑی سی ۔۔۔ مر کے بھی ہاتھ جو آئی تو زمیں تھوڑی سی

اور مجھ مست کو مستِ مئے الفت کردو ۔۔۔ اور اے بادشہؑ عرشِ نشیں تھوڑی سی

جبہ سا ہے درِ شہ پر سرِ نو بھی شاید ۔۔۔ رہ گئی ہے جو یہ گھس گھس کے جبیں تھوڑی سی

تیغِ حیدرؑ جو نہ رکتی تو الگ تھے بازو ۔۔۔ رہ گئی تھی کسر اے، روحِ امیں تھوڑی سی

عصر تک پی نہ جناں میں مئے اطہر حرؑ نے ۔۔۔ لاکھ کہتی رہیں حوریں کہ نہیں تھوڑی سی

جسم کو بھی تو ریاضت سے گھلا او غافل ۔۔۔ متقی بن نہ بہت گھس کے جبیں تھوڑی سی

نام روشن وہی کرتا ہے کہ جو بیٹھ رہے ۔۔۔ کر کے بس ایک جگہ مثل نگیں تھوڑی سی

کہا صغریٰؑ نے یہ فضہ سے بٹھالے مجھ کو ۔۔۔ تیرے محمل میں جگہ ہے جو کہیں تھوڑی سی

صحنِ اقدس سے نہ مرکر بھی ٹلوں گا زاہدؔ ۔۔۔ جائے قبر آپ سے لونگا گا میں یہیں تھوڑی سی

❁❁❁

سلام

جناب زاہدؔ جلال پوری صاحب محلہ جعفر آباد جلال پور

روشن غم شبیرؑ کی قندیل کروں میں ۔۔۔ ہر شب، شب دیجور کی تذلیل کروں میں

آنے کو ہیں اشکوں کے لہو رنگ پرندے ۔۔۔ اب دیدۂ نم آنکھ کو پھر جھیل کروں میں

ہر اشک ہے خاتونؑ قیامت کے حوالے ۔۔۔ یوں دولتِ فردوس کی تحویل کروں میں

کرنے کو فنا ابرہہ شامی کی رعونت ۔۔۔ طے کرلیا تقلید ابابیل کروں میں

درمجلس مولاؑ دم تقسیم تبرک ۔۔۔ لبریز شہنشاہوں کی زنبیل کروں میں

حد ہوگئی بس مفتی فرعون نما ڈوب ۔۔۔ اب اشکوں کو ضد ہے کہ اسے نیل کروں میں

خوں دل کا سیاہی میں جو تبدیل کروں میں ۔۔۔ اشکال سے اشکال کی تشکیل کروں میں

اے نقطۂ با نکتۂ اجمال نجف سے ۔۔۔ دے حوصلۂ نطق کہ تفصیل کروں میں

ادراک کی محراب سے ابلاغ کا سورج ۔۔۔ ارسال سرگنبد ترسیل کروں میں

دید درِ شبیرؑ کو مفتاح قلم سے
واقفل عزاخانۂ تخئیل کروں میں

بلبل کریں تائید تو تصدیق کریں پھول
اصغرؑ کے تبسم کی جو تاویل کروں میں

قرآن عزاداری لکھے کلکِ عزا روز
پڑھنے کے لئے دعوت جبرئیل کروں میں

کرلے جو تلاوت تو شفا پائے مسیحا
اشکوں سے نوشت غم انجیل کروں میں

ہوجاتے ہیں کونین عزا گوش برآواز
جب ''آیت شبیریہ'' ترتیل کروں میں

ہوں ''مروحہ جنباتِ وفا'' ظل علم سے
تزئین خم طرۂ مندیل کروں میں

درویش دیارِ نجف وکرب وبلا ہوں
پامال زرو سیم کی اِکلیل کروں میں

پھر حکم سفر دے رہِ غربت کا مسافر
پھر سرہن سنگ درومیل کروں میں

اے خاک شفا قرص وفا مہر عقیدت
نسبت سے تری سجدوں کی تکمیل کروں میں

فرمانِ ثنا حکم قضا اذن زیارت
ارشاد جو مولاؑ کریں تعمیل کروں میں

اے خیبر غم نادِ علی یاد ہے مجھ کو
مرجاؤں گا عادت کو جو تبدیل کروں میں

اے موت نہ تاخیر کر ہمراہ علیؑ آ
تیاریٔ طیارۂ تعجیل کروں میں

ہوں سجدہ کناں روضۂ شبیرؑ میں زاہدؔ
انسب ہے کہ اب روح کی تعطیل کروں میں

❁ ❁ ❁

سلام

جناب سیدزائرحسین زائرزیدی صاحب، نیویارک

محشر میں مجھ کو ساقی کوثر کی ہے تلاش
میں جاں بلب ہوں پیاس سے ساغر کی ہے تلاش

قربت نبیؐ کی ہوگی نہ حاصل اسے جسے
درسے گریز شہر پیمبرؐ کی ہے تلاش

بغض علیؑ برا ہوترا سیدھی راہ میں
حیدرؑ کا ہاتھ چھوڑ کے رہبر کی ہے تلاش

رہ جائے تشنگی نہ حکایت میں جبرئیل
خندق میں مجھ کو چھوڑ کے رہبر کی ہے تلاش

حیدرؑ ہیں سوئے چین سے بستر پہ اس طرح
جاں کھوکے جیسے مرضیٔ داور کی ہے تلاش

ہوں گے جواں تو ہوں گے شجاعت کے بھی امام
جھولے کے دن ہیں کلۂ اژدر کی ہے تلاش

اسلام ہے اسیرِ قلعہ ہائے شیخ وشاہ
خیبر شکن کو آج کے خیبر کی ہے تلاش

حرخوش نصیب ہیں جوملی جوہری نظر
سنگریزوں میں حسینؑ کو گوہر کی ہے تلاش

اس کربلا نے اپنے بھی یوسف بھلادیئے
یعقوب کو حسینؑ کے اکبر کی ہے تلاش

ذبحِ عظیم ہے یہ نہیں کوئی اک ذبیح
دینِ خدا کو آج بہتر کی ہے تلاش

اے کربلا چڑھادے گہرہائے فاطمی
راہِ وفا کو اکبر واصغر کی ہے تلاش

مجلس میں منقبت ومصائب کی دھوم ہو
زائرؔ کے جیسے ایک سخنور کی ہے تلاش

❀❀❀

سلام

جناب سید محمد مقصود زماں صاحب اکبرآبادی

یہ بھائی کے لاشے پہ بیاں کرتے سرورؑ عباسؑ دلاور
تم مرگئے میں جیتا رہا ہائے برادر عباس دلاور

اب کس کو بلاؤں کسے آواز دوں بھائی کوئی نہیں باقی
نصرت کے لئے عون ومحمد ہیں نہ اکبر عباسؑ دلاور

آنکھوں کی بصارت گئی فرزند کے غم میں اس رنج والم میں
یاں کوئی نہیں ہے مراب مونس ویاور عباسؑ دلاور

ٹوٹی ہے کمر میری ترے ہجر میں بھائی اے میرے فدائی
اب کون خبر لے گا میر اے مرے صفدر عباسؑ دلاور

کیا حال تمہارا ہے ذرا منھ سے تو بولو اور آنکھیں تو کھولو
کس طرح اٹھاؤں تمہیں مقتل سے غضنفر عباسؑ دلاور

اعدا کی چڑھائی ہے ہراک سمت سے ہم پر اے جان برادر
مرنے سے ترے ہوگیا ویراں میرا لشکر عباسؑ دلاور

اس وقت زماںؔ حشر سے پہلے ہوامحشر جب کہتے تھے سرور
پیری میں دغا دے گئے اے میرے برادر عباسؑ دلاور

❀❀❀

سلام

جناب زوار حسین صاحب زوارؔ لکھنوی

کون قیدی برسر منبر یہ گویا ہوگیا
جس کی ہیبت سے امیر شام گونگا ہوگیا

خود اذانِ بے ضرورت کا یہی اعلان تھا
اس اذاں سے قاتل شبیرؑ رسوا ہوگیا

حرملہ کو ناز تھا جس تیر پہ وقت قتال
وہ علی اصغرؑ کے ہاتھوں کا کھلونا ہوگیا

پوچھ لو تاریخ سے بعد رسول کبریا
کس خطا پہ فاطمہؑ زہرا پہ حملہ ہوگیا

سن کے ہمشکل پیمبر کی اذاں گونجی صدا
حر تیری تقدیر کا اب اٹھ سویرا ہوگیا

جب بھی اُٹھا وارث احمدؐ سے بیعت کا سوال
مڑ گیا تاریخ کا رخ حشر برپا ہوگیا

دیکھ کر اصغرؑ کی میت رو کے کہتی تھیں ربابؑ
ذبح دست شاہ دیں یہ میرا بچہ ہوگیا

آگ خیموں میں لگی رو کر سکینہؑ نے کہا
خاک استر جو میرے بھیا کا جھولا ہوگیا

ام لیلیٰ لاشۂ اکبرؑ پر یہ کرتی تھی بین
میرے بیٹے کا کلیجہ پارہ پارہ ہوگیا

یہ بھی تو زوارؔ کو توقیر حق سے مل گئی
آج سب کہتے ہیں یہ مداحِ مولا ہوگیا

❁❁❁

سلام

مولانا زہیر کنتوری

چھا گیا شام پہ یوں امّ بنینؑ کا سورج
چاند تلوار تھی عباسؑ کا لہجہ سورج

اُن کو کیا فکر قیامت میں تپش ہو کہ نہ ہو
جن کو مل جائے گا کوثر پہ پیاسا سورج

دیکھ مغرب سے پلٹ آیا بڑی تیزی سے
خوب سمجھا تھا یہ مولاؑ کا اشارہ سورج

وجہ تخلیق جہاں کا تھا اشارہ ورنہ
کیا نکلتے ہوئے دیکھا کبھی ڈوبا سورج

نور پرتو رخِ اکبرؑ تھا منوّر اتنا
دیکھ پایا نہ کبھی غور سے چہرہ سورج

اپنی تقدیر کو پر نور بنانے کے لئے
لے گیا جونؑ کے ماتھے کا پسینہ سورج

روشنی اب بھی ہے آزاد بتانے کے لئے
بیڑیاں پہنے ہوئے شام تک آیا سورج

دن ڈھلے در پہ علی ابن ابی طالبؑ کے
روز کرتا ہے ادا شکر کا سجدہ سورج

اب نہ بھٹکے گا اندھیروں میں کبھی دین خدا
لکھ گیا ریت پہ کرنوں سے صحیفہ سورج

روشنی خون کی خنکی کے تلے چین سے تھی
جونؑ کی لاش پہ بیٹھا رہا پیاسا سورج

شام سے پوچھ رہا تھا کہ تری حد کیا ہے
اپنی کرنوں کے جنازے پہ اکیلا سورج

ہم زہیرؔ اپنی شفاعت کی سند لکھیں گے
قبر میں آئے گا جب بنتِ اسدؑ کا سورج

❁❁❁

سلام

جناب علی جواد زیدی صاحب، (سابق مشیر حکومت یو، پی محکمہ قومی یکجہتی)

علم وکمال وحسن کی دنیا حسینؑ ہے — جاہ وجلال حق کا نظارہ حسینؑ ہے
جان نجف ہے رونق بطحا حسینؑ ہے — ہر انجمن میں انجمن آرا حسینؑ ہے
تسکین قلب مصطفویؐ، روح مرتضیٰ — نور نگاہ فاطمہؑ زہراؑ حسینؑ ہے
آرام جان یونس ویعقوبؑ ونوحؑ وخضرؑ — تقدیر عزم موسیٰ وعیسیٰ حسینؑ ہے
تفسیر بن گیا ہے جو ذبح عظیم کی — سامان فخر بانی کعبہ حسینؑ ہے
کعبہ پکارتا ہے کہ مجھ کو ہے ان پہ ناز — یثرب یہ کہہ رہا ہے ہمارا حسینؑ ہے
اسلام جادہ مشعل جادہ ہے کربلا — جادے کو خوں سے سینچنے والا حسینؑ ہے
بھٹکا زمانہ لاکھوں برس تب پتہ چلا — سیدھے خدا تک آنے کا رستہ حسینؑ ہے

مطلع

بے مثل وبے نظیر ہے یکتا حسینؑ ہے — بے شبہ فکر عام ہے بالا حسینؑ ہے
نازوں پلا ہے گود میں شاہ حجاز کی — عالی گہر ہے راج دلارا حسینؑ ہے

مطلع

دین مبین حق کا مسیحا حسینؑ ہے — پیارے نبی کو جان سے پیارا حسینؑ ہے
آرائش جمال چمن ہے تو اس کی ذات — تابندگیٔ چہرۂ صحرا حسینؑ ہے
دنیا ابل پڑی ترے قدموں پہ کربلا — سمجھا تھا تو کہ یکہ وتنہا حسینؑ ہے
جیتی لڑائی ہارنے والا یزید تھا — ہاری لڑائی جیتنے والا حسینؑ ہے
صدیوں کو جس نے سینچا ہے فکر عظیم سے — تاریخِ زندگی کا وہ دریا حسینؑ ہے
ڈھونڈو چراغ لے کے تو ایسا کہاں ملے — قطرہ ہے کائنات تو دریا حسینؑ ہے
در در سے بوند علم کی مل بھی گئی تو کیا — جس سے بجھے گی پیاس وہ دریا حسینؑ ہے
اے کاش تیرے علم میں ہوتا یہ اے فرات — پیاسے تک آپ آئے وہ دریا حسینؑ ہے
پیاسی کھڑی ہے ظلم وجہالت کی دھوپ میں — آگے بڑھ اے حیات کہ دریا حسینؑ ہے
مرہم ہر ایک زخم کا ہر گھاؤ کا علاج — ہر درد زندگی کا مداوا حسینؑ ہے
خود مٹ گیا کہ رحم ومروت نہ مٹنے پائے — ہر کشمکش میں ایک سہارا حسینؑ ہے
علم وعمل کی جھولیاں خالی لئے ہوئے — زیدیؔ کہیں گے کس سے ہمارا حسینؑ ہے

اے کربلا۔ اے کربلا

جناب مصطفیٰ زیدی صاحب

بعد امام لشکر تشنہ دہاں جو کچھ ہوا
کسی سے کہوں کیسے اے کربلا اے کربلا

کیسے رقم ہو بے کسی، بے حرمتی کی داستاں — اک کنبۂ عالی نسب کی دربدر رسوائیاں
اک مشکل جس کو کرگئی سیراب تیروں کی زباں — اک سبز پرچم جھک گیا جو خاک وخوں کے درمیاں

اک آہ جو سینے سے نکلی اور فضا میں کھوگئی
اک روشنی جو دن کی ڈھلتی ساعتوں میں سوگئی

وہ دودمانِ حیدری کی، آل پیغمبر کی لاش — وہ آیتوں کی گود میں سوئے ہوئے اکبر کی لاش
وہ ایک بُریدہ بازوؤں والے علم پرور کی لاش — وہ دودھ پیتے، لوریاں سنتے علی اصغرؑ کی لاش

معصوم بچے وحشیوں کی جھڑکیاں کھائے ہوئے
عونؑ ومحمدؑ چھوٹے چھوٹے ہاتھ پھیلائے ہوئے

سجادؑ سے زینبؑ کا یہ کہنا کہ مولا جاگیے — غفلت سے آنکھیں کھولئے لٹتا ہے کنبہ جاگیے
اٹھتے ہیں شعلے دیکھیے، جلتا ہے خیمہ جاگیے — اے باقئ ذریت یٰسین وطٰہٰ جاگیے

سارے محافظ سورہے ہیں اشقیا بیدار ہیں
طوق وسلاسل منتظر ہیں بیڑیاں تیار ہیں

❖❖❖

سلام

جناب تصور زیدی صاحب

پانی کی بوند بوند کو بے جان کردیا — پھر تشنگی نے فتح کا اعلان کردیا
دریا سے خود ہٹا لئے خیمے حسینؑ نے — تشنہ لبی کے جینے کا سامان کردیا
اتنا نکھارا پیاس کو مولا حسینؑ نے — اپنے وجود پاک کی پہچان کردیا
پہلے تو اس نے فتح کیا قلعۂ فرات — پھر تشنگی کو اس کا نگہبان کردیا
بولی وفا یہ چہرۂ عباسؑ دیکھ کر — اس آئینے نے مجھ کو بھی حیران کردیا
ہاتھوں پہ شہ کے آتے ہی اک بے زبان نے — ہونٹوں کو رحل پیاس کو قرآن کردیا

روئے کچھ اتنا قبر پہ اصغرؑ کی شاہؑ دیں پورا دل ربابؑ کا ارمان کردیا
زیدیؔ تمام عمر کا حاصل یہی تو ہے شوقِ عزا کو تارِ رگِ جان کردیا

سلام

مولانا ساجد قمی صاحب

نبھائی کربلا والوں نے یوں رسم وفاداری رہے گی محو حیرت تا ابد انسانیت ساری
ہمارا ماتم ونوحہ ہمارا گریہ وزادی ہوا ثابت جفاکاروں کے ہرہتھیار پر بھاری
مرے گھر میں ہوئیں مہمان خود خاتون جنت بھی بچھایا فرش مجلس میں نے جب بہر عزاداری
مٹانے آئے تھے جو ذکر زہراؑ کے گھرانے کا مٹے نام ونشاں ان کے، رہا یہ تذکرہ جاری
علمداران دنیا لائیں گے کیسے مثال اس کی جو ہاتھوں کو کٹا کرکی ہے غازی نے علمداری
قرأت اب حشر تک ہوتی رہے گی اب تری اے قرآں کہ گویا ہوگیا نوکِ سناں پر بھی ترا قاری
بنے سردار دنیا کے نہ جانے آج تک کتنے مگر جو سرکٹا کر ہو، وہی ہے اصل سرداری
گواہی دے رہے ہیں آج تک خود یہ سیہ پرچم ہوئی مظلومیت کی جیت اور فوجِ ستم باری
خدا کی راہ میں اپنی جوانی کرگئے قرباں کرے گی ناز اکبرؑ پر قیامت تک فداکاری
دکھائی جنگ میں زینبؑ ترے وہ شاہزادوں نے کبھی دادا کی جراری، کبھی نانا کی کراری
ادھر تلوار رن میں قاسمؑ نوشاہ نے کھینچی ادھر ہونے لگی دہشت یزیدی فوج پر طاری
کہاں چھ ماہ کا پیاسا کہاں وہ تیر سہ شعبہ ہوئی بے انتہا اولادِ زہراؑ پر جفاکاری
ہے سرمایہ شفاعت کے لئے بس شاہ کی الفت وہاں کام آئے گی اپنے زمیں داری نہ زرداری
ہے طاہر نسل کی ساجد، علامت دو ہی دنیا میں حسینیت سے الفت اور یزیدیت سے بیزاری

سلام

جناب ساجد رضوی صاحب (حیدرآباد)

مسکرا کر علی اصغرؑ نے جو مانگا پانی ہوگیا دیکھنے والوں کا کلیجہ پانی
العطش کی جو صدا ہوتی تھی خیموں سے بلند شرم کے مارے ہوا جاتا تھا دریا پانی

تشنگیٔ شہ بیکس کے اثر کو دیکھو
حلق سے حرِ دلاور کے نہ اترا پانی

آیا ہنستا ہوا گہوارے سے میداں میں صغیر
ہوگیا جب سرِ شبیرؑ سے اونچا پانی

بے زباں یوں ہدفِ تیر ستم کیوں ہوتا
کاش گہوارۂ بے شیر تک آتا پانی

لحدِ اصغرؑ بے شیر جو کھودی شہؑ نے
ذوالفقارِ علوی کا نکھرآیا پانی

اللہ اللہ اثرِ صیقلِ عباسؑ یہ تھا
بڑھ گیا اور بھی کچھ تیغ علیؑ کا پانی

جانبِ علقمہ جب مشک وعلم لے کے چلے
نقشِ پا چومنے عباسؑ کے آیا پانی

روزِ عاشورقیامت کے عیاں تھے آثار
خون سستاتھا بہت اور تھا مہنگا پانی

جام اصغرؑ کے لیے لے کے سکینہ نکلیں
زوجۂ حُرِّ دلاور سے جو پایا پانی

یاد میں تشنہ لبیٔ شہ دیں کی ہے سبیل
آیئے شوق سے پی لیجئے ٹھنڈاپانی

نام جب شمر نے دربار میں زینبؑ کا لیا
مارے غیرت کے ہوئیں ثانی زہراؑ پانی

سامنے عابدِ بیمار کے جب بھی آتا
سرخ ہوجاتا تھا اشکوں سے وضو کا پانی

عصرِ عاشور حسینؑ ابن علیؑ پر ساجدؔ
سجدے میں تیروں کا ہر سمت سے برسا پانی

❁❁❁

سلام

جناب ساجدؔ صاحب بہرائچی

چھین کر باطل سے ان کی زندگی عباسؑ نے
بند کردی ہر کسی کی بولتی عباسؑ نے

طالب بیعت نے اپنی صرف کھولی تھی زباں
کھینچ لی گدی سے شہ نے کاٹ دی عباسؑ نے

قلب سے دریا کے چھینا پانی چلو میں لیا
دیکھ لی دریا کی جس دم بے رخی عباسؑ نے

بچپنے سے عمر بھر چھوڑا ہو تو بتلایئے
فاطمہؑ کے لال کو تنہا کبھی عباسؑ نے

واسطہ دے کر سکینہؑ کا جو مانگی تھی دعا
ڈال دی دامن میں میرے ہر خوشی عباسؑ نے

شہ کی نصرت کے لئے حیدرؑ بناؤں گی تجھے
ماں سے بچپن میں یہی لوری سنی عباسؑ نے

پار کرکے کربلا میں صبر کی ساری حدیں
کردیا اونچا وقارِ تشنگی عباسؑ نے

آگئے معصوم کے اوصاف سارے اس لئے
چوس لی شہؑ کی زباں بچپن میں ہی عباسؑ نے

اب کوئی بیعت کسی سے لے نہیں سکتا کبھی
خون سے اپنے عبارت یہ لکھی عباسؑ نے

دشمنان شاہِ دیں بھی آج تک حیران ہیں
ایک دن میں جنگ کیسے جیت لی عباسؑ نے

ٹھوکریں ہر روز کے معصوم کی کھائی رہے
قتل کر کے لاشہ بیعت چھوڑ دی عباسؑ نے

کون کرسکتا ہے شعروں کی ترے اصلاح اب
منقبت ساجدؔ تری جب خود لکھی عباسؑ نے

❁❁❁

سلام

جناب اقبال ساجدؔ

حسینؑ تیرے لیے خواہشوں نے خوں رویا
فضائے شہرِ تمنا بہت اداس ہوئی

غبارِ ظلم پہ رنگِ شفق بھڑک اٹھا
زمیں پہ آگ بگولا گلوں کی باس ہوئی

غموں کو کاشت کیا آنسوؤں کے موسم میں
یہ فصل اب کے بہت دل کے آس پاس ہوئی

وہ پیاس جس کو سمندر سلام کرتے ہیں
ہوئی تو تیرے لبوں سے ہی روشناس ہوئی

جو تونے خون سے لکھی حسینؑ وہ تحریر
کتاب حق وصداقت کا اقتباس ہوئی

کبھی بجھا نہ سکے گی ترے چراغ کی لو
کہ جمع تیری امانت ہوا کے پاس ہوئی

دکھوں میں ڈوب گئی دشتِ کربلا کی سحر
ہوائے شام ترے غم میں بدحواس نہیں

❁❁❁

سلام

جناب ساحرؔ نجمی ہنسوی

ملت کے پاسبان بنائے گئے ہو تم
دین خدا کی جان بنائے گئے ہو تم

بہرِ نجات امتِ عاصیٔ مصطفیٰؐ
اے فاطمہؑ کی جان بنائے گئے ہوتم

قدموں پہ آج کیوں نہ خدائی نثار ہو
نورِ خدا کی جان بنائے گئے ہوتم

جس کی ضیاسے آج منور ہے کائنات
وہ نورِ لامکان بنائے گئے ہوتم

ہاں ہاں خدا نہیں ہو مجھے ہے یہ اعتراف
لیکن خدا کی شان بنائے گئے ہوتم

پاجائیں مصطفیٰؐ بھی شہادت کا مرتبہ
یوں بہرامتحان بنائے گئے ہوتم

پہرے فرات پر ہیں یزیدی سپاہ کے
یہ کیسے میہمان بنائے گئے ہوتم

❁❁❁

سلام

مولوی سید قائم مہدی نقوی ساحرؔ اجتہادی (کراچی)

نظر میں نور جو آٹھوں پہر حسینؑ کا ہے
ہماری آنکھ کی پتلی میں گھر حسینؑ کا ہے

یہ حریت کا جو چرچا ہے آج دنیا میں
بشر کی فکر پہ یہ سب اثر حسینؑ کا ہے

کہے جو حاکمِ جابر کے منہ پہ کلمۂ حق
کسی بھی دین کا ہو، وہ مگر حسینؑ کا ہے

خدا کا ڈر بھی نہیں ہے یزید بے دیں کو
جو ڈر کسی کا اسے ہے تو ڈر حسینؑ کا ہے

نہ ہم کو جنگ پہ راضی ہو کیوں سپاہِ خدا
ابھی تو ایک سپاہی اُدھر حسینؑ کا ہے

نہ دیکھو ساحرؔ بے علم کو حقارت سے
وہ بے ہنر سہی شاعر مگر حسینؑ کا ہے

۞۞۞

سلام

جناب ساحرؔ فیض آبادی صاحب

چلی نہ کفر کی سازش رہی حسینؑ کی بات
خدا کا کام بنا بن گئی حسینؑ کی بات

یہ سب مشیت باری کے استعارے ہیں
نبیؐ کا حکم، کلام علی، حسینؑ کی بات

زمانے بھر کے اندھیروں کا سدباب حسینؑ
زمانے بھر کے لئے روشنی حسینؑ کی بات

دیا حسینؑ نے انداز گفتگو ایسا
کہ چھ مہینے کے بچے نے کی حسینؑ کی بات

جہاد صلح حسنؑ ہے حدیبیہ کی قسم
رہی حسنؑ کی خموشی میں بھی حسینؑ کی بات

منافقوں کے لئے موت ہے حسینؑ کا ذکر
ہم اہل حق کے لیے زندگی حسینؑ کی بات

زمانہ سازوں نے جب اپنے تذکرے چھیڑے
سبھی کا ذکر کیا پر نہ کی حسینؑ کی بات

عمل بھی کر کے دکھاؤ زباں سے جو بھی کہو
یہی حسینؑ کی سیرت یہی حسینؑ کی بات

حیات جہد عمل، موت ہے عمل سے گریز
ہمیں کہاں سے کہاں لے گئی حسینؑ کی بات

مقابلہ حق و باطل کا ہو تو پھر دیکھیں
ابھی تو مان رہے ہیں سبھی حسینؑ کی بات

قلم نے کاٹ دیا حرف بیعت باطل
حسنؑ نے اپنے طریقے سے کی حسینؑ کی بات

جب اپنی ذات کو پہچان کا سوال اٹھا
علیؑ کے لہجے میں زینبؑ نے کی حسینؑ کی بات

دلوں پہ لاکھ اثر ہو کسی کا اے ساحرؔ
کہاں سے لائے گا پھر بھی کوئی حسینؑ کی بات

۞۞۞

سلام

جنابِ ساحرؔ صاحب زیدپوری

بہت طوفان اٹھے اور کالی آندھیاں آئیں
چراغِ دینِ احمدؐ آج بھی جلتا ہے صدیوں سے

درِآلِ محمدؐ کی طرف سے جو گذرتا ہے
یہی وہ راستہ ہے جو نہیں بدلا ہے صدیوں سے

عزاداری شہِ کرب وبلا کی کم نہ ہوپائی
مجسم ہوکے شیطاں سب کو بہکاتا ہے صدیوں سے

کسی پر کر نہ پائے بند پانی حشر تک ظالم
کنارے نہر کے عباسؑ کا پہرہ ہے صدیوں سے

بہتر نے پیا جام شہادت روزِ عاشورہ
مثال ان کی زمانہ ڈھونڈتا پھرتا ہے صدیوں سے

خلوصِ دل سے جو بھی صرف ہوجائے غمِ شہؑ میں
وہ لمحہ زندگی کا آج بھی اچھا ہے صدیوں سے

پدر کی گود میں تھا اصغرؑ بے شیر کا لاشہ
دلوں کو آج بھی منظر وہ تڑپاتا ہے صدیوں سے

جو بن کر منتقم خون حسینؑ ابن علیؑ آئے
دل وجاں سے ہمیں تو انتظار اس کا ہے صدیوں سے

عزادارئ شہؑ کا سلسلہ ہردور میں ساحرؔ
ہمارے خاندانوں میں چلا آتا ہے صدیوں سے

❁❁❁

سلام

جنابِ سید ظفر حسین ساغرؔ مشہدی صاحب

عظمتوں کی سرزمیں ہے آستان کربلا
حاصلِ خلد بریں ہے داستانِ کربلا

خلد سے بڑھ کر کہیں ہے آستان کربلا
زینتِ عرش علیٰ ہے داستانِ کربلا

دین کی بنیاد کا پہلا سبق ہے لاالہ
اور بنائے لاالہ ہے داستانِ کربلا

جبرِ بے حد، دردِ پیہم، شوروشین، آہ وبکا
خون میں ڈوبی ہوئی ہے داستانِ کربلا

نوجوانی، برگ وگل، معصوم ہونٹوں کی ضیا
خونچکاں ہی خونچکاں ہے داستانِ کربلا

آیۂ تطہیر میں ملفوف دوعالم کا نور
خونِ ناحق کی صدا ہے داستانِ کربلا

زینبؑ وکلثومؑ کا جانا بھرے بازار میں
عبرت اہل وفا ہے داستانِ کربلا

فرض کی آتش میں قائم کی وہ جرأت کی مثال
ہرزباں پر آج بھی ہے داستانِ کربلا

نکتہ در، اہلِ سخن اور مصلحت اندیش سن
ذکر حق سے کم نہیں ہے داستانِ کربلا

گنبدِ صحنِ تصور میں وہ پیاسوں کی پکار
گونجتی رہتی ہے ساغرؔ داستان کربلا

❁❁❁

پردہ

جناب ساغرؔ نقوی صاحب

وقار دین محمدؐ ہے باخدا پردہ
عزیز فاطمہ زہراؑ کو بھی رہا پردہ

یہی ہے دین محمدؐ یہی شریعت ہے
جو بے ردا ہے فرشتوں کی اس پہ لعنت ہے

یہ پردہ فاطمہ زہراؑ کی اک امانت ہے
وہ جس کا آیۂ تطہیر نے کیا پردہ

عمل کرو تو یہ اس دور کی ضرورت ہے
حیاؤ شرم خواتین ایک دولت ہے

نہیں ہے پردہ تو اسلام سے بغاوت ہے
تمہارے سر سے یہ کیسے اترگیا پردہ

یہ کیسا آج ہے اندھیر اس زمانے میں
کہ شرم آتی ہے چادر سے سر چھپانے میں

کہاں سے آگئیں سادات کے گھرانے میں
کیوں ان کے چہروں پہ یارب نہیں رہا پردہ

سمجھ میں آتا نہیں کس کا غم مناتی ہیں
کھلے سروں سے یہ مجلس میں کیسے آتی ہیں

عمل سے فاطمہ زہراؑ کو بھی رلاتی ہیں
کہو یہ ان سے کریں بہرکبریا پردہ

نظر میں ہوتا نہیں ان کے شامِ کا منظر
چھپائے بالوں سے چہرہ ہیں زینبؑ مضطر

رکا نہ غازی کا سر اس لئے تو نیزے پر
کہ سر سے ثانیٔ زہراؑ کا لٹ گیا پردہ

جلے خیام تو عابدؑ سے یہ پھوپھی نے کہا
امام وقت ہو بتلاؤ کیا کریں بیٹا

ہے پردہ فرض تو آل رسولؐ پر بخدا
بچائیں جان کہ ساقط ہے اس جگہ پردہ

غم حسینؑ میں مصروف بس رہو ساغرؔ
کہاں پہ جانے یہ رک جائے زندگی کا سفر

سلام تم پہ اے بنت رسولؐ کی دختر
رخِ یزید سے تونے الٹ دیا پردہ

سلام

جناب ساغرؔ جعفری صاحب

احساں یہ کم نہیں ہیں شہ خوشخصال کے
چرچے ہیں آج دہر میں زہراؑ کے لال کے

دامن ہے اپنے ہاتھ میں آلِ رسول کا
رہبر چنے ہیں ہم نے بہت دیکھ بھال کے

حسنینؑ ہیں نمونہ خلق محمدیؐ
دو آئینے رسولؐ کے حسن وجمال کے

گردن پہ تیر کھانے کو اصغرؑ ہیں بے قرار
یہ ولولے ربابؑ کے ششماہے لال کے

رن میں پڑا ہے لاشۂ ہم شکل مصطفیؐ — شہ رو رہے ہیں سینے سے برچھی نکال کے
لوٹا مخدرات کو فوج یزید نے — ساغؔر جلائے خیمے محمدؐ کی آل کے

سلام

جناب حسین مہدی صاحب ساؔغر بلرامپوری

ضبط پیہم کی انتہا ہے حسینؑ — بخدا صبر کا خدا ہے حسینؑ
ہم بتائیں تمھیں کہ کیا ہے حسینؑ — خاص اک مقصد خدا ہے حسینؑ
رشک عیسیٰ کہیں تو کیا بے جا — جب ہراک درد کی دوا ہے حسینؑ
مصطفیؐ کی قسم خدا کی قسم — کشتئ حق کا ناخدا ہے حسینؑ
روز عاشور حق پہ مرنے کی — ابتداء حُر ہے انتہا ہے حسینؑ
کہہ رہی ہے خموشئ اصغرؑ — غم میں ڈوبی ہوئی صدا ہے حسینؑ
کاروان حیات کہتا ہے — منزل حق کا رہنما ہے حسینؑ
حرؑ کی تاریخ یہ بتاتی ہے — بے سہاروں کا آسرا ہے حسینؑ
پھر سے اسلام کی بنا ڈالی — حق تو یہ ہے کہ مصطفیؐ ہے حسینؑ
کر کے بیدار سارے عالم کو — مطمئن ہو کے سو گیا ہے حسینؑ

سلام

جناب سید علی حسین سالک نقوی

مقابل میں علیؑ کے مرحب وعنتر نکلتے ہیں — مثل ہے موت آئی چیونٹیوں کے پر نکلتے ہیں
علم لیکر ادھر حیدرؑ سوئے خیبر نکلتے ہیں — اُدھر روح الامیں کھولے ہوئے شہپر نکلتے ہیں
مضامیں طبع رنگیں سے جو بڑھ چڑھ کر نکلتے ہیں — ریاضِ مدح حیدرؑ میں گلِ احمر نکلتے ہیں
جو ماتم دار مجلس میں بکروفر نکلتے ہیں — درِ اشکِ عزا سے جھولیاں بھر کر نکلتے ہیں
ثنا خوانی کو جب گھر سے سخن گستر نکلتے ہیں — ملک خلد بریں سے سامعیں بن کر نکلتے ہیں
نہیں یہ قافلے اشکوں کے میرے دل سے داماں تک — حسینؑ ابن علیؑ کے نام پر لنگر نکلتے ہیں

پرِ جبریل نے یہ لکھ دیا شمشیر حیدرؑ پر
جب ایسا ہاتھ ہو تب تیغ کے جوہر نکلتے ہیں

کوئی تیور تو دیکھے حضرت عباسؑ غازی کے
گماں ہوتا ہے رن کو حیدرِؑ صفدر نکلتے ہیں

تجسس بھی سہی لیکن مقدر اپنا اپنا ہے
نکلتے ہیں جواہر بھی جہاں پتھر نکلتے ہیں

سبھی ہیں ساتھ ابناؤ نساء نفسِ پیغمبر
پرکھ لے کوئی گھر سے صاحبِ جوہر نکلتے ہیں

جو میرِ کارواں ہیں امتِ محبوبِ یزداں کے
غضب ہے کربلا سے سارباں بن کر نکلتے ہیں

پیمبر لارہے ہیں بھر کے ساغر حوضِ کوثر سے
سوالِ آب کو جھولے سے اب اصغرؑ نکلتے ہیں

مٹادی تھی لحد تک جن کی توہیناً لعینوں نے
انہیں کے احتراماً تعزیئے گھر گھر نکلتے ہیں

زباں پر تشنہ لب اصغر کا جس دم ذکر آتا ہے
امنڈ کر اشکِ ماتم صورتِ کوثر نکلتے ہیں

یہ کیوں خیمے کا پردہ بار بار اٹھتا ہے گرتا ہے
پھوپھی سے ہوکے رخصت ہونہو اکبرؑ نکلتے ہیں

قیامت ہے تلاشِ آب میں گل ابن زہراؑ کے
لئے ہاتھوں میں پھولوں کی طرح ساغر نکلتے ہیں

چلے ہیں لیکے مرنے کی اجازت لال زینبؑ کے
بہت خوش ہیں کہ ارمانِ دل مادر نکلتے ہیں

یہی ہیں جن کو حق نے چادر تطہیر بھیجی تھی
یہی شہ کے حرم لٹ کر برہنہ سر نکلتے ہیں

لہو برسارہا ہے آسماں شہ کی شہادت پر
زمینِ کربلا سے خوں چکاں پتھر نکلتے ہیں

خود آجاتی ہے کھنچ کر منزل فتح وظفر سالکؔ
ہم اپنے گھر سے جب نادِعلیؑ پڑھ کر نکلتے ہیں

سنا ہے لائیں گی خاتونِ محشر لاش اصغرؑ کی
چلو سالکؔ ابھی سے نوحہ گر بن کر نکلتے ہیں

❁❁❁

سلام

جناب سائلؔ دہلوی مرحوم

سلامی جس طرح سے عابدؑ بیمار جاتے ہیں
اسی شان وتزک سے قافلہ سالار جاتے ہیں

غم سرور میں نالے کیا کہیں بے کار جاتے ہیں
یہ دل کو چھیدتے ہیں یہ جگر کے پار جاتے ہیں

یہ کہہ کر زینبؑ بانوؑ نے تسکیں دی سکینہؑ کو
کہ پانی لینے دریاپر علمبردار جاتے ہیں

حرم میں غل ہوا نادردگہہ میں بہر قربانی
حبیب ابن مظاہر قدوۂ انصار جاتے ہیں

چلے جب حضرت قاسمؑ تو بولے کانپ کر کوفی
حسینؑ ابن علیؑ یا حیدرؑ کرار جاتے ہیں

تری خاک قدم کی آرزو میں آج تک شاہا
زمین کربلا پر لوٹتے غمخوار جاتے ہیں

حقیقت کیا ہے بے بنیاد فوج شمر بیدیں کی
حدنگِ آہ مظلوماں فلک کے پار جاتے ہیں

وقوعہِ کربلا کا حق وباطل کا سبق جانو
جو ناحق جیتے ہیں در حقیقت ہار جاتے ہیں

مدینے میں سفر کی وجہ جس نے شاہؑ سے پوچھی
کہا ہم کھولنے اک عقدۂ دشوار جاتے ہیں

چلے لڑنے کو جب عونؑ ومحمدؑ چار سوغل تھا
کہ دیکھو نورچشم جعفر طیارؑ جاتے ہیں

صدادیتی تھی یوں فتح وظفر دونوں کے پہلو سے
بہادریوں لڑا کرتے ہیں یوں رہوار جاتے ہیں

سر اعدا پہ پائے شاہؑ پر انصار کہتے تھے
کہ ہم یوں وار کرجاتے ہیں یوں دم وار جاتے ہیں

ہیوں پشتی تری کس کام کی اے آسماں آخر
پیادہ پاحرم کے قافلہ سالار جاتے ہیں

برائے نذر جدِ حضرت شبیرؑ ہم سائلؔ
لئے دامن پہ اشک چشم گوہر بار جاتے ہیں

❁❁❁

سلام

جناب شہید سبط جعفر نقوی صاحب (پاکستان)

جو بچپنے سے رکھے سر پہ خاک پائے حسینؑ
نہ اس حبیبؑ کو کیوں کربلا بلائے حسینؑ

بنائے کلمہ توحید ہیں حسین تو پھر
نہ مٹ سکے گی جہاں سے کبھی صدائے حسینؑ

وہ راز دانِ مشیت ہے، سر وحدت بھی
بشر کی عقل میں پھر کس طرح سمائے حسینؑ

بچا کے لئے گئی جب بھی پڑی کوئی مشکل
کبھی ولائے علیؑ اور کبھی عزائے حسینؑ

خدا ہو دینِ خدا ہو کہ راہب و فطرس
ہر آڑے وقت میں ہر اک کے کام آئے حسینؑ

رہے گا تازہ نفس تا ابد یہ دینِ خدا
کبھی وہ مر نہیں سکتا جسے جلائے حسینؑ

جہاں میں نزع میں، مرقد میں اور محشر میں
ہے کون اپنا مددگار ماسوائے حسینؑ

چمک دمک مہ وانجم کی ماند پڑنے لگی
سناں کی نوک پہ اس طرح جگمگائے حسینؑ

ہے ہمنوائے خدا سبط جعفری حق گو
خدا بھی کرتا ہے قرآن میں ثنائے حسینؑ

❁❁❁

سلام

جناب سید سبطین کاظمی مرحوم، کینڈا

جو دل میں حق ستائی کی جرأت بہم کریں
شہ کے حضور وہ سرتسلیم خم کریں

زنجیر ہے زباں وبیاں میں تو کیا ہوا
اشکوں سے کربلا کی حکایت رقم کریں

آؤ غم حسینؑ میں سینہ زنی سے آج
حق کی نظر میں خود کو ظفریاب ہم کریں

سرمایۂ نجات بنے گی یہ حشر میں
دل سے ولائے آلِ نبیؐ کیسے کم کریں

رکھتے تھے ان کو دل سے رسولِ امم عزیز
ہم کیوں نہ پیرویٔ رسولِ امم کریں

ہم کو خدا نے اس لیے بخشی ہے آگہی
تا ذکرِ اہل بیتؑ سپردِ قلم کریں

بے زر سے بوذری میں بدل جائے زندگی
جس پر یہ ایک بار نگاہِ کرم کریں

جاں کو فدا حسینؑ کے قدموں پہ کردیا
عباسؑ نامدار کا کیسے نہ غم کریں

دامن میں تارِ اشک نہ ہوں دستیاب اگر
کیسے رفوئے سینۂ صدچاک ہم کریں

دیجے حضورؐ اپنے وہ دامن کا برگِ گل
خوشبو کو جس کی روحِ فسردہ میں ضم کریں

سبطینؑ روح تک غمِ سرور اتر گیا
خونِ جگر سے اب سرِ مژگاں کو نم کریں

❁❁❁

سلام

جناب سید علی محمد رضوی صاحب (سچےؔ)

جز خدا کوئی نہیں ہے اپنے سر پر دوسرا
ہے سہارا آلِ کا بعد پیمبر دوسرا

بند ہے کعبہ کا در تو کیا ہوا بنت اسد
گھر کا مالک خود بنالے گا نیا در دوسرا

وہ تو اعلیٰ تھے علیؑ تھے نورحق تھے نور تھے
لا نہیں سکتا زمانہ آج قنبر دوسرا

فصل سے وہ مانتے ہیں اور بغیر فصل ہم
ان کا حیدر دوسرا ہے اپنا حیدرؑ دوسرا

ماتم شبیرؑ نے بخشی ہے یہ عظمت مجھے
چشم پرنم میں لیے پھرتا ہوں کوثر دوسرا

بھاگتی جاتی ہیں فوجیں بڑھتے آتے ہیں حسینؑ
بھیج اے ابن زیاد اب کوئی لشکر دوسرا

وہ درکوفہ سے ٹکراتی ہیں فوجیں شام کی
ڈھا رہا ہے فاطمہ کا لال خیبر دوسرا

واہ رے صبر حسینی واہ رے عزم حسینؑ
بعد اکبرؑ لارہے ہیں رن میں دلبر دوسرا

کون ہے جو بڑھ کے روکے تیر کا برچھی کا وار
اب نہ اصغرؑ ہے زمانے میں نہ اکبرؑ دوسرا

❁❁❁

سلام

جناب سخنؔ فتح پوری صاحب (کراچی)

خلاصۂ صفتِ انبیاء حسینؑ کا دل
تتمۂ شرفِ ماسوا حسینؑ کا دل

وقارِ شانِ شہ لافتیٰ حسینؑ کا دل
قرارِ قلبِ رسول خدا حسینؑ کا دل

شگوفۂ چمنِ ھل اتیٰ حسینؑ کا دل — بہارِ گل کدہ وانما حسینؑ کا دل
سکون وجرأت وضبط و رضا و طاعت وصبر — یہ سب جو ہوگئے یک جابنا حسینؑ کا دل
اصول زیست کی وابستگی حسینؑ سے ہے — کہ زندگی کا ہے اک آئینہ حسینؑ کا دل
یہ عزم اور یہ ہمت یہ صبر و استقلال — ہے ماں کے دودھ کی تاثیر یا حسینؑ کا دل
زمینِ کرب وبلا قتل گاہِ آلِ نبیؐ — ہرایک ذرے میں تیرے ملاحسینؑ کا دل
صغیر کو بھی نہ پانی پلا سکا افسوس — تڑپ تڑپ کے یہ کہتا رہا حسینؑ کا دل
شبابِ عزم وعمل تھی حسینؑ کی پیری — جبھی تو داغ جواں سہہ گیا حسینؑ کا دل
وہ خم کمر وہ ضعیفی وہ لاشۂ فرزند — جواھل دل ہیں وہ دیکھیں ذرا حسینؑ کا دل
نگاہ میں تھی جو عاشور کی برہنہ سری — بہن کو دیکھ کے روتارہا حسینؑ کا دل
سنان وتیر سے داغوں سے فکر امت سے — ہزار طرح سے زخمی ہوا حسینؑ کا دل
مرے سخنؔ میں نہ کیوں کر ہو درد کی تاثیر — زباں سخنؔ کی ہے اور رہنما حسینؑ کا دل

❁❁❁

سلام

جناب سید نواب حسن رضوی صاحب سخنؔ الہ آبادی

غم دنیا سے اپنی آنکھ کو پرُنم نہیں کرتے — سوائے اک غم شبیرؑ کوئی غم نہیں کرتے
طلب کرتے ہیں سائل بھیک بھی ان کے وسیلے سے — کسی کا نام لے کر رزق اپنا کم نہیں کرتے
اگر آیات قرآنی میں ذکر اہل بیتؑ آیا — توان آیات کی تفسیر ہم مبہم نہیں کرتے
مبارک ہو تمہیں فخرِ رسالت کو بشر کہنا — ہمیں تو بخش دو للہ ایسا ہم نہیں کرتے
نصیری نے بڑھایا درجۂ حیدرؑ کو یزداں تک — بڑھانا اک طرف، ہم صرف درجہ کم نہیں کرتے
ہدایت کے لئے جن کو کتاب اللہ کافی ہے — وہ احکامِ نبوت پر سر اپنا خم نہیں کرتے
رسول اللہؐ اور اللہ جب اک فیصلہ کردیں — پھر ایسی بات پر ہم مشورہ باہم نہیں کرتے
سرِ تسلیم خم ہے مصلحت پر حکمِ داور کی — کسی تاویل پر اصرار ہم پیہم نہیں کرتے
غم وماتم تقاضا عقل کا اور حکمِ دیں بھی ہے — سخنؔ ہم منکروں کی عقل کا ماتم نہیں کرتے

❁❁❁

سلام

جناب سراجؔ لکھنوی

سلام فاطمہؑ زہرا کے لال حق کے ولی
سلام تجھ پہ سلام اے حسینؑ ابن علیؑ

اگر رسولؐ نے پہنا فراز عرش کا تاج
حیات تیری بھی انسانیت کی ہے معراج

تووارث ازلی ہے پیام حق کی قسم
ترے حقوق ابدی ہیں کلام حق کی قسم

ہے ہر نفس کی صدا میں ترا پیام حسینؑ
زباں پہ آتا ہے رہ رہ کے تیرا نام حسینؑ

سب اپنا کہتے ہیں تجھ کو کسی سے بیر نہیں
تواجنبی کی نگاہوں میں بھی تو غیر نہیں

ہے شرح دین نبیؐ تیرا نسل بے تقصیر
ہے تیرا حسن عمل لاالہ کی تفسیر

دلوں پہ نقش ہیں تیری وفا کے نقش قدم
نشاط خاطر کونین بن گیا ترا غم

سکون قلب ہے خاک شفا کے ذروں میں
نہاں ہیں طور تری کربلا کے ذروں میں

طلسم توڑ کے کفار کی سیاست کا
لکھی ہے خون سے تاریخِ ملتِ بیضا

حقیقت آئینۂ انتخاب بن کے رہی
صداقت آخر کار آفتاب بن کے رہی

عمل عمل ترا آئینۂ شریعت ہے
نفس نفس ترا قرآن کی تلاوت ہے

ہراشک آئینہ دار لطافت غم ہے
دل سراجؔ میں تیری امانت غم ہے

❁❁❁

سلام

جناب سرتاج عابدی صاحب سرتاج نوگانوی

جنت کی ہے کلید محبت حسینؑ کی
اللہ کا غضب ہے عداوت حسینؑ کی

سردے کے جس نے دین خدا کو بچالیا
دین خدا پہ ہے یہ عنایت حسینؑ کی

ظلم وستم کے جور وتشدد کے برخلاف
ہردور کو رہے گی ضرورت حسینؑ کی

خنجر کے نیچے سجدۂ خالق ادا کیا
کتنی عظیم تھی وہ عبادت حسینؑ کی

کل انبیاء کے کار رسالت سے بھی بلند
میدانِ کربلا میں شہادت حسینؑ کی

ذبح عظیم معنیٔ قرآن بنے حسینؑ
قرآن میں رقم ہے یہ فضیلت حسینؑ کی

قربانیٔ حسینؑ سے کعبہ کا ہے وقار
حج سے بھی ہے بلند زیارت حسینؑ کی

حر کا رسالہ آپ نے سیراب کردیا
غربت میں دیکھئے یہ ضیافت حسینؑ کی

ذکر خدا کی ایسی کہاں ہے کوئی مثال
نیزہ پہ سربلند تلاوت حسینؑ کی

اندازِ مرتضیٰؑ سے وغا کی جو وقت عصر
فوجِ عدو نے دیکھ لی طاقت حسینؑ کی

سرتاج بادشاہ جہاں تو حسینؑ ہیں
ہے مومنوں کے دل پہ حکومت حسینؑ کی

❁❁❁

سلام

پروفیسر سردار نقوی صاحب

مل گئی توفیق حر کو، حضرت شبیرؑ کی
جانے یہ تقدیر کی خوبی تھی یا تدبیر کی

مدتوں ہم نے ڈبوئیں خون دل میں انگلیاں
تب کہیں جاکر حدیث کربلا تحریر کی

ظلم سے نفرت بالآخر عین فطرت بن گئی
کربلا نے اس طرح کردار کی تعمیر کی

ہرطرف اب عظمت دین خدا کا تذکرہ
ہے حکایت عظمت قربانی شبیرؑ کی

خواب ابراہیمؑ کی تعبیر زندہ ہے وہی
جس نے بنیاد منیٰ پر کربلا تعمیر کی

مٹ گیا سطح شہادت پر تضادموت وزیست
کربلا نے زندگی کی موت سے تفسیر کی

بدر ہے پھر فتح مکہ پھر جہاد کربلا
کس قدر مربوط ہے اک اک کڑی زنجیر کی

بات ہجرت سے چلی تھی کربلا تک آگئی
پوچھ لو تاریخ سے کس نے کہاں تقصیر کی

یاد آتے ہیں برابر حضرت زینبؑ کے لال
گفتگو ہوتی ہے جب بھی دودھ کی تاثیر کی

سینۂ تہذیب انسانی ہے اب تک خونچکاں
کم نہیں ہوتی اذیت حرملہ کے تیر کی

دل کو تڑپاتا ہے دو ننھے گلوں کا تذکرہ
اک کہانی ہے رسن کی اک کہانی تیر کی

❁❁❁

سلام

جناب سلطان عالم سرورؔ

چھوڑدیں ہم دامنِ آلِ نبیؐ ممکن نہیں
تم ابھی کی بات کرتے ہو کبھی ممکن نہیں

ظلم کے ہاتھوں پہ بیعت ہوش کی باتیں کرو
کل بھی ناممکن تھا یہ اور آج بھی ممکن نہیں

منکر شبیر جنت کی امیدیں چھوڑدیں
دشمنی سورج سے کرکے روشنی ممکن نہیں

بندش اشک عزا ہے جاگتی آنکھوں کا خواب — اس طرح کی فالتو باتیں کبھی ممکن نہیں
اے سپاہ شام دریا کا علاقہ چھوڑ دے — شیر کی زد پر کسی کی زندگی ممکن نہیں
وہ حسینؑ تھا جو تیروں کے مقابل ہنس دیا — ورنہ ہنسنا کیا ہنسی کا ذکر بھی ممکن نہیں
ماتم شبیرؑ کی اجرت ملے گی حشر میں — دل کا یہ سودا ہے اس میں پیشگی ممکن نہیں

صرف اہلبیتؑ زیر سایۂ تطہیر ہیں
یہ نبی کا گھر ہے کوئی اجنبی ممکن نہیں

❁❁❁

سلام

جناب محمد آغا سروشؔ صاحب (حیدرآباد)

کربلا کی لہروں کے دائرے کہاں تک ہیں — بنتِ فاطمہؑ تیرے معرکے کہاں تک ہیں
راہیں شام وکوفہ کی پوچھنے لگیں تھک کر — اور صبر زینبؑ کے راستے کہاں تک ہیں
سن کے خطبۂ زینبؑ سوچنے لگی دنیا — ''منبر سلونی کے سلسلے کہاں تک ہیں''
ہرخزاں کی آمد پر سوچتا ہوں شہزادیؑ — تیری بے ردائی کے مرثیے کہاں تک ہیں
قصرِ شام وکوفہ کی ہل گئی ہیں بنیادیں — قیدیوں کے ماتم سے زلزلے کہاں تک ہیں
اب بھی دستِ زینبؑ ہے ظلم کے گریباں پر — دیکھنا ہے یہ ہم کو ہم بچے کہاں تک ہیں
کربلا میں اُٹھ اُٹھ کر دیکھتی تھیں تلواریں — سرکٹانے والوں کے حوصلے کہاں تک ہیں
کل حسینؑ کے ساتھی کُل کے کُل بہتر تھے — اب حسینؑ کی فوجیں دیکھئے کہاں تک ہیں
ہم دعائے زہراؑ کی سرحدوں تک آئے ہیں — کیا خبر ان اشکوں کے قافلے کہاں تک ہیں
اب سروشؔ مجلس میں آئے عرش والے بھی — دیکھ فرشِ مجلس کے رابطے کہاں تک ہیں

❁❁❁

سلام

جناب سروشؔ صاحب مچھلی شہری

دنیا میں جو ذی قدربہت نام وفا ہے — آخر اسے سمجھا بھی کسی نے کہ یہ کیا ہے
انسان نہ دے دھیان کچھ اس پر تو خطا ہے — گونجی ہوئی ہر دل میں عمل کی یہ صدا ہے

محفل میں ستاروں کی اگر چاند ہے روشن | یہ آدمی کی خوبیوں میں جلوہ نما ہے
خوبیٔ صفات اس کی بلندی پہ ہے نازاں | چھوٹا سا ہے یہ لفظ مگر نام بڑا
ظاہر میں تو اک لفظ ہے یہ ضد میں جفا کی | باطل میں یہ تکمیل محبت کی بنا ہے
توقیر پئے آبروئے ہستی انساں | کردار کی عظمت کے لئے آب بقا ہے
وہ حضرت شبیرؑ ہوں یا حضرت عباسؑ | کردار جو دونوں کا ہے وہ ایک ہی سا ہے
کل بیٹوں کو حیدرؑ نے جو سونپا ہے حسنؑ کو | عباسؑ کو شبیرؑ کے ہاتھوں میں دیا ہے
قدرت کو بھی یہ ساتھ پسند آیا ہے بے حد | شبیرؑ کے محضر میں بھی عباسؑ لکھا ہے
دونوں کو رہ حق میں نہیں جان کی پروا | دونوں میں ہر اک حق کے بچانے پہ تلا ہے
میں کسی کو نہیں دنیا سے سروکار | دونوں میں ہر اک راہرو راہ خدا ہے
ہے تربیت اک بھائی کی آغوش نبی میں | اور دوسرا آغوش میں حیدرؑ کی پلا ہے
یہ خوئے نبی رکھتے ہیں وہ جرأت حیدرؑ | اک وقت کا احمدؐ ہے تو اک شیر خدا ہے
اک باپ کے دونوں ہیں پسر فرق ہے اتنا | معصوم کوئی ہے کوئی معصوم نما ہے
ثانی کوئی دونوں کا نہ ہوگا نہ ہوا ہے | اک تکملۂ صبر ہے اک شرح وفا ہے
عباسؑ کا خون زیب وہ ساحل دریا | شبیرؑ کا خوں نقش گر کرب و بلا ہے
عباسؑ کا درباب حوائج کی ہے چوکھٹ | خاک در شبیرؑ جو ہے خاک شفا ہے
شبیرؑ کا دامن ہو کہ عباسؑ کا دامن | دونوں کی ہوا خوف میں قرآں کی ہوا ہے
شبیرؑ کا ہر حسن عمل صبر کی معراج | عباسؑ کا ہر نقش قدم نقش وفا ہے
ہوذکر وفا جب بھی تو یاد آتے ہیں عباسؑ | جیسے یہی ذکر ان کے لئے قطب نما ہے
عباسؑ وہ ہیں جن کی سند خدمت شبیرؑ | عباسؑ وہ ہیں نام وفا جن سے چلا ہے
اب جس کو بھی اللہ دے تقلید کی توفیق | سب کے لئے عباسؑ کا پیغام وفا ہے
عباسؑ سا نقش اب نہ بنے گا نہ بنا ہے | نقاش نے خود اپنا قلم توڑ دیا ہے
عباسؑ کو شمشیر کی حاجت نہیں کوئی | عباسؑ کا تیور ہی عجب قہر خدا ہے
معصوم نہیں ہیں اگر عباسؑ تو کیا ہے | معصوم کی خدمت ہے تو معصوم وفا ہے
وہ آئینۂ حیدرؑ کرار ہیں عباسؑ | شبیرؑ کی خدمت کی نئی جس پہ جلا ہے
وہ جنگ کا کیا اذن بھلا صبح کو دیتا | جس نے کئی شب شیر کے تیور کو پڑھا ہے

جس روز سے سوتا ہے یہ بھائی کا وفادار
بیدار ترائی میں اسی دن سے وفا ہے

ہے مدحت حاضر میں سروشؔ اتنی بلندی
جیسے علم حضرت عباسؑ اٹھا ہے

سلام

جناب سرفرازؔ جمانی صاحب، دوبئی

اشاعت دین کامل کی ہوئی سبط پیمبر سے
فضائیں گونج اٹھیں نعرہ اللہ واکبر سے

لیا کچھ بھی پیمبرؐ سے نہ اولاد پیمبر سے
سبق حاصل کئے امت نے دارا وسکندر سے

وہ جلوہ ریزیاں ہیں ذرّہ ذرّہ مظہر حق سے
ملی ہے روشنی دنیا کو شمعِ بزم حیدرؑ سے

ثناخوانِ حسینؑ ابن علیؑ ہوں اس پہ ہوں نازاں
شفاعت کے لئے کافی ہے یہ سرخی مقدر سے

مجھے بھی قوت پرواز ہے درکار عالم میں
ملے فطرس کو بال وپر میرے مولا ترے در سے

بلالو اپنے روضے پر شہِ کرب وبلا مجھ کو
کہ نکلے کشتیٔ دل میری عصیاں کے سمندر سے

نبیؐ کی گود میں یہ مسکرانا میرے مولا کا
سبک بارِ شفاعت کردیا دوش پیمبر سے

پشیماں ہوں گناہوں پر میں اپنے اے شہِ والا
شفارش روز محشر کیجئے خاتون محشر سے

ثباتِ دہر کیوں صدقے نہ جائیں عزم محکم پر
حسینؑ آئے ہیں تجھ میں حوصلے یہ شیر مادر سے

بہت موجوں کو اپنی ناز تھا بحر مسرت پر
یہاں دریا بہا ڈالے ہزاروں دیدۂ تر سے

تلاطم میں پھنسا ہوں ناخدائے کشتیٔ امت
خبر لو اب تو اونچا ہوگیا پانی میرے سر سے

ہماری مشکلیں آسان ہوجاتی ہیں دم بھر میں
ہمیں اے سرفرازؔ امید ہے مولائے قنبر سے

سلام

جناب سیدعزیزالحسن سرشارؔ صاحب

اے نا فہم انساں تو کہاں ڈھونڈھ رہا ہے
جس سمت ہیں شبیرؑ اسی سمت خدا ہے

ہم خود نہیں کہتے ہیں یہ قرآں نے کہا ہے
سب مل کے اسے تھام لو جو جبل خدا ہے

ہیں نوحؑ کی کشتی کی طرح آلِ محمدؐ
وہ ڈوب گیا جس نے انھیں چھوڑ دیا ہے

پتوار ہیں اس کشتی کے وہ دست بریدہ
کیوں نکہت گل پھرتی ہے اڑ اڑ کے چمن میں
آواز یہ آئی کہ وہ آتا ہے جہاں میں
ہے موڑ پہ بچپن سے شہادت کی گھڑی تک
دریا پہ کہا شیر نے او سعد کے بچے
پھر ہاتھ میں لے کر یہ کہا نہر کا پانی
اُس چلو میں اب ڈوب مرے فوجِ ستمگر
بیچین تھا بچوں کی عطش سُن کے جو دریا
معصوم نہ ہو کر حد عصمت کے قریں ہے
پیدا بھی ہوا مقصدِ معصوم کی خاطر
بچپن ہی بھی معصوم کی آغوش میں کھیلا
القصہ یہ دو لفظوں میں سن لیجے حقیقت
حیدرؑ ہوئے اللہ کے گھر پیدا تو یہ بھی
حیدرؑ تھے اگر بازوئے سلطان مدینہ
حیدرؑ نے بھی کی جنگ مگر پیاس نہیں تھی
توہین ہے پیشانی کی ہر ڈیوڑھی پہ جُھکنا

عباسؑ نے جو بھائی پہ قربان کیا ہے
اور ابر فضاؤں میں کسے ڈھونڈھ رہا ہے
جو روح وفا شاہِ وفا شانِ وفا ہے
عباسؑ کا ہر نقشِ قدم نقش وفا ہے
کہا نہر ترے باپ نے پٹے میں لکھا ہے
کیا خوب اسی زعم پہ یہ پہرا لگا ہے
جولے کے علمدار نے پھر پھینک دیا ہے
موجوں نے بصد خوش قدم چوم لیا ہے
عصمت نے بھی خود ھٰذا قمر اس کو کہا ہے
انجام بھی معصوم کے مقصد پہ ہوا ہے
دنیا سے بھی معصوم کے زانو پہ گیا ہے
معصوم نہ ہونے پہ بھی معصوم رہا ہے
اک فرقے کے اللہ کے گھر پیدا ہوا ہے
عباسؑ بھی بازوئے شہؑ کرب و بلا ہے
یہ شیر ہزاروں سے مگر پیاسا لڑا ہے
سرشارؔ تو بس بابِ حوائج پہ جُھکا ہے

❁❁❁

سلام

مولانا سید علی ناصر سعیدؔ عبقاتی صاحب قبلہ آغا روحی، لکھنوٴ

جہادِ عصر کا منظر عجیب منظر تھا
ہجومِ سنگِ عداوت جسے نہ روک سکا
طوافِ کعبۂ عشق ووفا میں جاں دیدی
نسب میں حر کے خرابی نہ تھی جناں پائی

علیؑ کا خون اکیلا خدا کا لشکر تھا
حسینؑ صبر کا اک ایسا آئینہ گر تھا
حبیب ابن مظاہر خلیلِ سرورؑ تھا
یہ اور بات کہ بگڑا ہوا مقدر تھا

میانِ لشکر اہل ستم علی اکبرؑ
خدائے صبر کا بھیجا ہوا پیمبر تھا

تبسمِ علی اصغر نے جس کو توڑ دیا
مزاجِ ظلمِ یزیدی وہ بابِ خیبر تھا

چراغ جس نے جلائے تھے زندگی کے لئے
حصار شام غریباں تھا اور وہ گھر تھا

صدف پرست زمانے نے سیپیاں چن لیں
مرے نصیب میں اشک عزا کا گوہر تھا

کرم ہے یہ ترا ناصر سعیدؔ پرورنہ
یہ ایک ذرۂ افتادہ کب سخنور تھا

❖❖❖

سلام

جناب سلطان عباس صاحب پھرسوی

سبط رسول خدا شاہ سلامٌ علیک
لختِ دل فاطمہؑ شاہ سلامٌ علیک

پھر یہ کہاں شوروشین اے دل زہرا کے چین
ختم ہے بزم عزا شاہ سلامٌ علیک

سینہ زنی ہوچکی غم میں کمی ہوچکی
دل کو ہے یہ غم سوا شاہ سلامٌ علیک

بزم کی یہ رونقیں پھر یہ کہاں مجلسیں
دلبر شیر خدا شاہ سلامٌ علیک

ہوتے ہیں ٹھنڈے علم اس کا نہایت ہے غم
اٹھتا ہے اب تعزیہ شاہ سلامٌ علیک

رخصت بزم عزا دل کو کہانی ہے کیا
رنج ہے جس کا سوا شاہ سلامٌ علیک

اس کو بلالو شہا جلد سوئے کربلا
بحر السلطان کا شاہ سلامٌ علیک

❖❖❖

سلام

جناب میر سلیسؔ صاحب

دل عالم پہ نقش حکمِ ناطق بے جدل بیٹھے
سلامی چاہیے ملک سخن میں یوں عمل بیٹھے

نظر آنے لگی اعدا کو شانِ صاحب دلدل
فرس پر گرتے گرتے شاہِ والا جب سنبھل بیٹھے

محل عبرت کا ہے نازاں نہ ہو اے راحت اندیشو
اٹھے جو آج قصر آسماں شوکت وہ کل بیٹھے

خدا کی یاد میں یوں معتکف ہوں کنج عزلت میں
کہ جیسے پاؤں زانوں سے لگا کر کوئی شل بیٹھے

جگر قاتل کا بھی ٹکڑے ہوا شہ کی غریبی پر — دعا کو ہاتھ اٹھا کر یوں تہ تیغِ اجل بیٹھے
سلیسؔ افسوس گوہر ہیں یہ جوہر داں نہیں باقی — عبث درج دہن سے یہ جواہر ہم اگل بیٹھے

❁❁❁

بھائی کی مثالی بہن جناب زینب علیہا السلام

جناب سفیر اعظمیؔ صاحب

کتاب کرب وبلا میں ہے یہ لکھا زینبؑ — ثبات فکر وعمل پیکر وفا زینبؑ
علیؑ کے لہجہ میں خطبہ ترا ہوا زینبؑ — کوئی بھی مثل تمہارا نہ ہوسکا زینبؑ

یزیدی تخت خلافت ہلا دیا تو نے
علیؑ کی بیٹی ہوں سب کو بتا دیا تو نے

شریک کار امامت محافظ اسلام — سنایا ظلم کے دربار میں خدا کا پیام
ہے جس کے دم سے زمانہ میں باقی دین کا نام — قبول کیجئے شہزادی مومنوں کا سلام

بہن حسینؑ کی اسلام کا وقار ہیں آپ
پڑے جو وقت تو حیدرؑ کی ذوالفقار ہیں آپ

نہ تھے حسینؑ تو زینبؑ حسینؑ بن کے چلیں — قدم قدم پہ بھتیجے کا چین بن کے چلیں
سمجھ لو فاتح بدروحنین بن کے چلیں — علیؑ کی بیٹی شہ مشرقین بن کے چلیں

امیر شام کو کرکے خطاب زینبؑ نے
یزیدیت کو کیا بے نقاب زینبؑ نے

علیؑ کے عزم وشجاعت کی ورثہ دار ہیں یہ — رسول پاک کی عظمت کی ذمہ دار ہیں یہ
ستمگروں کے لئے مثل ذوالفقار ہیں یہ — حسینیؑ صبر پہ ہر طرح سے نثار ہیں یہ

یہی ہیں ثانئ زہرؑا علیؑ کی جائی ہیں
زمانہ جان لے عباسؑ ان کے بھائی ہیں

یزید سن یہ نبیؐ کی ترے نواسی ہیں — نبیؐ کی جان مدینہ کی رہنے والی ہیں
یہ فاطمہؑ کی دلاری علیؑ کی بیٹی ہیں — بہن حسنؑ کی ہیں کوفہ کی شاہزادی ہیں

یہ بات اور ہے پابندۂ رسن ہیں یہ
یزیدجان لے عباسؑ کی بہن ہیں یہ

جلال حیدر کرار یہ دکھا دیں گی ۔۔۔ یہ اپنے خطبوں سے دربار کو ہلا دیں گی
نبیؐ کے کلمہ کی عظمت کو بھی بتا دیں گی ۔۔۔ نقابِ ظلم کے چہرہ سے بھی اٹھا دیں گ
یزید تیری حقیقت تجھے بتائیں گی
محل کو تیرے عزاخانہ یہ بنائیں گی

خدا کی راہ مسلمانوں کو دکھاکے گئیں ۔۔۔ پیام بھائی کا ہر ایک کو بتاکے گئیں
یزیدیت کے مقاصد کو بھی مٹا کے گئیں ۔۔۔ دیار شام میں فرش عزا بجھا کے گئیں
خدا کا دین سلامت رہے گا حشر تلک
نصیب تجھ کو نہ ہوگی یزیدقبر تلک

یزید داغ خجالت کو بھی مٹا نہ سکا ۔۔۔ ذلیل ایسا ہوا پھر وہ سر اٹھا نہ سکا
غرور اپنا زمانے کو بھی دکھا نہ سکا ۔۔۔ دو بارہ آل محمدؐ پہ ظلم ڈھانہ سکا
علیؑ کی بیٹی نے خطبوں سے ایسا وار کیا
اسی کے تخت پہ اس کو ذلیل وخوار کیا

بقائے دین محمدؐ کی جان ہیں زینبؑ ۔۔۔ ابوتراب کی گویا زبان ہیں زینبؑ
وقار سبط پیمبرؐ کی شان ہیں زینبؑ ۔۔۔ سفیرؑ فاطمہؑ کی آن بان ہیں زینبؑ
بہن حسینؑ کی عالی مقام شہزادی
سدا ہو آپ پہ میرا سلام شہزادی

❁❁❁

سلام

جناب سہیل شاہ صاحب

جہاں میں مجھ کو یہ عزت حسینؑ نے بخشی ۔۔۔ مرے کلام کو شہرت حسینؑ نے بخشی
جیوتو حق پہ جیو اور مرو تو حق پہ مرو ۔۔۔ مجھے یہ کہنے کی جرأت حسینؑ نے بخشی

یہ مجلسیں یہ جلوس اور یہ عزاخانے
قدم قدم پہ یہ جنت حسینؑ نے بخشی

درِ حسینؑ پہ لایا گیا تو فطرس کو
دوبارہ اڑنے کی قوت حسینؑ نے بخشی

میری نظر میں جو کرب وبلا کے جلوے ہیں
مجھے حُسین بصارت حسینؑ نے بخشی

کبھی کہیں جو کسی نے پکارا ہائے حسینؑ
شکستہ قلب کو راحت حسینؑ نے بخشی

طفیل بابِ حوائج بقدرِ ظرف سہیلؔ
مجھے یہ دین کی دولت حسینؑ نے بخشی

❖❖❖

سلام

جناب سہیلؔ آفندی صاحب اکبر آبادی

حُسنِ قاسم اور اکبر کا شباب
آفتاب آمد ولیلِ آفتاب

دستِ شہؑ پر منقلب جان رباب
عالمِ انسانیت میں اضطراب

روحِ پیغام حسینؑ ابن علیؑ
انقلاب وانقلاب وانقلاب

بڑھ گئے حق پر قدم شبیرؑ کے
مل گیا دوٹوک باطل کو جواب

حق نما وہ ہاشمی قربانیاں
ہوگئی اموی سیاست بے نقاب

سر برہنہ ہیں علیؑ کی بیٹیاں
ہاں گہن میں منھ چھپالے آفتاب

لاش اکبرؑ پر ہے لیلیٰ کی نظر
خالی جھولا دیکھ لیتی ہے رباب

❖❖❖

سلام

جناب سید صاحب ہوشنگ آبادی

ثنائے مرتضیٰ میں جب قلم یہ گل فشاں ہوگا
یقینا صفحۂ قرطاس رشک بوستاں ہوگا

خدا شاہد کہ اک آنسو جہنم کو بجھادے گا
غم شہ میں جو اک قطرہ بھی آنکھوں سے رواں ہوگا

بھلا ہوگا حسینؑ ابن علیؑ کا حال کیا اس دم
تڑپتا خون میں دیکھا جو فرزند جواں ہوگا

خدا کی راہ میں قربان شبیہ ہوا پیاسا
کوئی دنیا میں ایسا کیا بہادر بے زباں ہوگا

نبھاہا خوب حق آقا کا اپنے آخری دم تک
وفائے ابن حیدر کا قیامت تک بیاں ہوگا

حبیب حق بٹھا کر اپنے کاندھے پر نواسے کو
یہ کہتے تھے مجھے ہے فخر تو شاہ زماں ہوگا

بلائیں، مشکلیں ٹل جائیں گی ہر ایک دنیا کی
اگر نام علی ہردم ترے وردزباں ہوگا

ہراک سے پوچھتی تھیں یہ بصد یاس والم بانو
علی اکبرؑ کہاں ہوں گے علی اصغرؑ کہاں ہوگا

بیاں میں جو حلاوت ہے شہ دیں کے تصدق سے
کسے معلوم تھا سیدؔ بھی یوں رطب اللساں ہوگا

❁❁❁

سلام

جناب سیف حنفی صاحب (حیدرآباد دکن)

جمال احمد مختار ہیں امام حسینؑ
جلال حیدر کرار ہیں امام حسینؑ

وقار سبط پیمبر کا پوچھنا کیا ہے
جناں کے مالک ومختار ہیں امام حسینؑ

خداکی راہ میں قربان کردیا سب کچھ
عجب نمونۂ ایثار ہیں امام حسینؑ

یہ مصلحت بھی عجب ہے کہ جان کر سب کچھ
مصیبتوں میں گرفتار ہیں امام حسینؑ

ہیں سبط ختم رسل خاتم شہادت ہیں
ہر اک شہید کے سردار ہیں امام حسینؑ

اب اس سے بڑھ کے ادا کون کرسکے قیمت
رضائے حق کے خریدار ہیں امام حسینؑ

خدا بھی ناز نہ کیوں کرکرے خدائی پر
کہ بندگی کا وہ معیار ہیں امام حسینؑ

نہ گرم ہوکہیں پھر کارزار کرب وبلا
اسی طرح کے پھر آثار ہیں امام حسینؑ

یہی سمجھ کے انہیں دشمنوں نے لوٹ لیا
متاع احمد مختار ہیں امام حسینؑ

ترے نصیب پہ اے سیفؔ رشک ہوتا ہے
کہ تیرے یارومددگار ہیں امام حسینؑ

❁❁❁

سلام

جناب سیمابؔ صاحب اکبرآبادی

سلامی ہوں غم آل عبامیں نوحہ گر اب بھی
ہے تیرہ سوبرس کا سانحہ پیش نظر اب بھی

مسلط ہے غریبی قہر بن کر نوعِ انساں پر
مدینے والوں کی غربت کا باقی ہے اثر اب بھی

وہ چہرے وسعتِ کونین میں جن سے اجالا تھا
انہیں کو ڈھونڈتے پھرتے ہیں خورشیدوقمر اب بھی

جدھر سے پابجولاں عترتِ شبیرؑ گزری تھی
ہے زخمِ دیدۂ اہل نظر وہ رہ گذر اب بھی

خدا ہی جانے کیا اس واقعہ کی کیفیت ہوگی
لرز جاتے ہیں جس کے ذکر سے دیوار و در اب بھی

نیازِ مشرب شبیرؑ کا ہے پاس فطرت کو
بغیر سجدۂ مومن نہیں ہوتی سحر اب بھی

جگر بندانِ حیدرؑ کا لہو چھڑکا گیا جس پر
وہ ہی خاکِ شفا ہے مرہم زخمِ جگر اب بھی

جنھیں جنگل میں لوٹا بند جن پر کردیا پانی
انہیں کے ہاتھ میں ہے انتظام بحروبر اب بھی

یہ دورِ انقلاب اک سیزدہ صدسالہ برسی ہے
شہیدوں کا لہو ہے دعوتِ فکر ونظر اب بھی

تہہ خنجر گلا ہو، پشت پر ہوپاؤں قاتل کا
جھکا سکتا ہے کیا ایسے کوئی سجدے میں سر اب بھی

کہا کرتا ہوں کچھ اشعار اے سیمابؔ سالانہ
کیا کرتا ہوں یادِ رفتگان مقدور بھر اب بھی

❁❁❁

سلام

جناب شادؔ الہ آبادی

کچھ بھی نہ ہواظلم وستم جوروجفا سے
باقی غم شبیرؑ ہے زہراؑ کی دعا سے

روشن جو ہوئے خون شہیدان وفا سے
کچھ خوف نہیں ایسے چراغوں کو ہوا سے

اعلان ولایت کا ہوا عرش علیٰ پر
تفسیر بیاں جس کی ہوئی صل علیٰ سے

آزاد سدا رہتی ہے جو خوف قضا سے
وہ زندگی ملتی ہے فقط کرب وبلا سے

بیمار جو ہوجائے کوئی بغض علی میں
اچھا وہ کبھی ہوگا دعا سے نہ دوا سے

یہ کہہ کر قضا لپکی سوئے مرحب وعنتر
تم آئے ہو لڑنے کے لئے شیر خدا سے

کیا وصف لکھے حضرت عباسؑ کے کوئی
دنیا ابھی حیران ہے غازی کی وفا سے

وہ سجدہ سرکرب وبلا تونے کیا ہے
حیران فرشتے بھی ہوئے جس کی ادا سے

باطل کا گلا گھٹ گیا دیں کو ملا سایہ
سجادؑ کی زنجیر سے زینبؑ کی ردا سے

کیا ظلم ہوا چھوٹی سی بچی پہ کہ اب تک
رونے کی صدا آتی ہے زندان بلا سے

دربار سلونی سے مدد ملتی ہے اے شادؔ
چلتا ہے قلم اذنِ امام دوسرا سے

❁❁❁

سلام

جناب شادؔ صاحب فرخ آبادی

وہ کشش ہے حضرتِ شبیرؑ کے کردار میں
دونوں عالم سرنگوں ہیں شاہ کے دربار میں

ہاتھ پر ظالم کے بیعت کس طرح کرتے حسینؑ
عظمت اسلام تھی شبیر کے افکار میں

کربلا کے آئینے میں صاف آتا ہے نظر
دینِ حق ہے جیت میں اور دین باطل ہار میں

جانب حق آگیا باطل کی چوکھٹ چھوڑکر
حر جو تھا ایمان والا لشکر کفار میں

دل دہلتے ہیں جہاں کے ماتم شبیرؑ سے
قوتِ ایمان ہے زنجیر کی جھنکار میں

لیکے آئے کشتئ اسلام ساحل تک حسینؑ
آخری دم تک نہ چھوڑا دین حق منجدھار میں

سست ہوتی جارہی ہے نبض ایمان وعمل
کیجئے پیدا حرارت پھر لہو کی دھار میں

دشمنِ اسلام سے لینے کو لوہا آج تک
حوصلہ ہے خاندانِ عابدِ بیمار میں

دشمنوں پر عمر بھر گرتی رہیں گی بجلیاں
وہ چمک ہے حضرت شبیرؑ کے کردار میں

کس طرح بے موت مرجاؤں انہیں دیکھے بغیر
شادؔ صاحب میں ہوں زندہ حسرت دیدار میں

❖ ❖ ❖

سلام

مولانا حکیم اختر حسن صاحب رضوی شاہؔ جیر پوری

اے نہال فاطمہؑ کے غنچۂ گل پیرہن
اے حسینؑ بے نوا کے دلبر خونیں کفن

ہوگیا درسِ عمل کامل شہادت سے تری
مثلِ قرآں تیری خاموشی تھی کتنی مبرہن

شاہ کے قدموں سے طے کیں راہ حق کی منزلیں
تھا سکوں میں ہی تیری ساری امامت کا چلن

مسکرا کر کردیا شبیرؑ کا دل باغ باغ
تھی رواں موجِ تبسم میں تری نہر لبن

ہے قیامت کی تپش میں بھی رخ شہہ لالہ زار
لہلہا اٹھا ترے خوں سے شفاعت کا چمن

حق کی تنویریں سموئیں ڈوب کر ذرات میں
بن گیا دن دوپہر مہر امامت کی کرن

مڑ کے تربت کی بلائیں لے رہا ہے آفتاب
تیری کروٹ نے بدل دی گردش چرخ کہن

نور سے معمور اے چھ ماہ کی شمع حیات
بجھتے ہی گل ہوگیا تیرے چراغ پنجتن

آہ سرور کی نظر سے تیرے اوجھل ہوتے ہی
لگ گیا اے چاند خورشید امامت کو گہن

ہنسلیوں والے ڈھلاجاتا ہے عاشورہ کا دن
طوق منت کا بڑھائے کیسے پابند رسن

شمع تربت ہے نہ تربت ہی ہے کوئی آس پاس — دل پھٹا جاتا ہے اصغرؑ دیکھ کر سنسان بن
ماں کے تارے ہورہی ہے روشنی سورج کی مانند — قبر کے بالے سے آ گودی میں اے معصوم چاند

❁❁❁

سلام

جناب شاداںؔ صاحب دہلوی

ولولے پر ضبط کا قبضہ رہا — ایک طوفاں اس طرح ٹھہرا رہا
یہ وفا کا ایسا سورج ہے کہ جو — ڈوب کر بھی روشنی دیتا رہا
مدحتِ عباسؑ تھی پیش نظر — میں فقط لفظِ وفا لکھتا رہا
اک اطاعت، ایک تحمل ایک وفا — عمر بھر غازی کا سرمایہ رہا
بن گیا خود ایک دریائے وفا — چھین کر دریا بھی جو پیاسا رہا
عمر بھر عباس کی تلوار پر — حضرت شبیر کا قبضہ رہا
یہ بھی ہے اس کی شجاعت کا کمال — اس کو ٹھہرایا تھا وہ ٹھہرا رہا
اس پہ ہے باب الحوائج کا کرم — وہ جوقرانِ وفا پڑھتا رہا
ہم رہے محفوظ غم کی دھوپ میں — پرچم عباسؑ کا سایہ رہا
ہے علمداری بھی سقائی کے ساتھ — رشتۂ مشک وعلم یکجا رہا
ہم صدا دیتے رہے عباسؑ کو — کام ہر بگڑا ہوا بنتا رہا
عمر بھر شاداںؔ ہمیں اس نام سے — ایک احساس تحفظ سارہا

❁❁❁

سلام

جناب سید یمین احمد صاحب علوی شاربؔ کوثر کاکوری

کربلا میں تشنہ لب سرکو کٹایا آپ نے — تشنگی کو آب خنجر سے بجھایا آپ نے
اک نمونہ صبر کا سب کو دکھایا آپ نے — زیر خنجر نغمۂ توحید گایا آپ نے
یہ دکھایا اس طرح رہتے ہیں راضی بر رضا — گوستم جوروجفا کتنا اٹھایا آپ نے

راہ حق میں کردیا قربان سارا گلستاں
واسطے اسلام کے سب کچھ لٹایا آپ نے

ہوکے قرباں راہِ حق میں اے حسین ابن علیؑ
امت نانا کو دوزخ سے بچایا آپ نے

رفتہ رفتہ سب عزیزو اقربا چھٹتے گئے
داغ ہر اک کی جدائی کا اٹھایا آپ نے

دی صدا جب دشمنوں نے ہوگئے اکبرؑ شہید
کس طرح پھر صبر سے ان کو اٹھایا آپ نے

آسماں کپنپنے لگا تھرائی ارض کربلا
رخ سے اصغرؑ کے ردا کو جو ہٹا یا آپ نے

کرکے قرباں اصغرِ معصوم شکر حق کیا
صبر وتسلیم ورضا کو یوں نبھایا آپ نے

ہونہ سکتا تھا کسی سے جو کیا وہ آپ نے
راہِ حق میں جان دیدی سرکٹایا آپ نے

اس طرح اب کس سے ہوسکتا ہے شاربؔ جس طرح
منظرِ صبرورضا سب کو دکھایا آپ نے

❁❁❁

سلام

جناب محمد وصی شاربؔ موضع اکروٹیہ مراد آباد

غم حسینؑ کے پہلو میں اپنا غم رکھ کے
شریکِ بزمِ تقدس ہیں اتنا کم رکھ کے

حسینؑ والوں نے رکھا ہے باغِ حق زندہ
عقیدتوں کی زمیں آنسوؤں سے نم رکھ کے

دلوں میں اہل وفا کے بنائے گھر ہم نے
درِ حسینؑ پہ اپنے سروں کو خم رکھ کے

کہے یہ خاک شفا ہنس کے اس سے کیا ہوگا
کفن میں لے بھی گیا گر کوئی رقم رکھ کے

جواب ہوگیا خود ہی فضیلتوں کا سوال
کھڑے ہیں دوش نبیؐ پر علیؑ قدم رکھ کے

جنہیں علیؑ سے ہے نسبت وہ بیچتے ہیں کہاں
ترازوؤں میں زر و مال کی قلم رکھ کے

کسی کی دنیا اجاڑی اور آخرت اپنی
بشر نے سینے میں بغض و حسد کے بم رکھ کے

گزارنا ہے ہمیں ساری عمر اے شاربؔ
دعائے زہراؑ کو نظروں میں محترم رکھ کے

❁❁❁

سلام

جناب شاربؔ صاحب لکھنوی

اندھیری قبر میں اہل زمانہ ساتھ کیا دیں گے
بڑا احساں کریں گے شمع تربت پر جلادیں گے

مگر وہ شمع بھی کب تک جلے گی قبر کے اوپر
ہوا کے تیز جھونکے جب بھی چاہیں گے بجھادیں گے

بہر صورت تہہ تربت نہ ہوگی روشنی کوئی
مگر اس وقت کچھ آنسو ستاروں کی ضیادیں گے
وہ آنسو جن کے ہر قطرے میں پنہاں وسعتِ جنت
وہ آنسو بڑھ کے جو دوزخ کے شعلوں کو بجھادیں گے
وہ آنسو جن کی منزل دستمال حضرت زہراؑ
وہ آنسو جن کی قیمت خود محمد مصطفیٰؐ دیں گے
وہ آنسو جلوۂ ایماں کے سائے میں جو نکلے ہیں
وہ آنسوقبر کو اک نور کی منزل بنادیں گے
یہ آنسو حد بنیں گے درمیانِ دوزخ وجنت
یہ آنسو حشر میں اپنے پرائے کاپتہ دیں گے
قیامت میں یہ لے جائیں گے دامانِ پیمبرؐ تک
زمانے میں یہ آنسو ہم کو قائم سے ملادیں گے
حسینؑ ابن علیؑ کے غم میں جو نکلیں گے اے شاربؔ
وہ آنسو حشرتک ہر ہر قدم پر آسرا دیں گے

❖❖❖

حضرت عباس علیہ السلام

جناب آغا شاعر صاحب قزلباش

اس وقت خداجانے ہو کس رنگ سے مانی
تھی بزم عزا میں مجھے تصویر دکھانی
وہ دھوپ وہ سایہ وہ چھلکتا ہوا پانی
وہ سبزہ لب جووہ طراوت وہ روانی
آنکھیں ہوں تو اب جعفر طیار کو دیکھو
کوثر پہ ذرا حیدر کرار کو دیکھو

تھا سرو بہشتی کا نمونہ قدِ بالا
وہ سبزۂ خط وہ گل عارض کا اوجالا
آنکھیں کہ ہر اک ہیں مئے کوثر کا پیالا
وہ شیر کی چتون کہ جگر میں پڑے چھالا
تر بھر ہوئی جاتی ہیں بڑھی آتی ہیں پلکیں
برچھے لئے سینے پہ چڑھی آتی ہیں پلکیں

بینی پہ نہیں، ابروئے پیوستہ کا عالم
ٹکراتے ہیں یہ دومہِ نوشمع پہ باہم
الماس پہ وہ ڈالیاں سبزے کی ہیں پرچم
یا اک الف نور پہ دونوں ہیں تُو ام
ذکر لب ودندان پہ فدا اہل نظر ہیں
یہ غنچہ وہ ہے جس میں کہ بتیس گہر ہیں

تکبیر کی آواز سے ہیں کان مزین
سنتے ہی نہیں بھول کے یہ کفر کا شیون
دوغنچے ہیں گویا ورق مہر سے روشن
پائی ہے کسی نے کہیں یہ نور کی گردن

اللہ رے نزاکت سے اک چھیڑ ہے خود سے
کیا صاف جھلکتا ہے نفس آمدوشد سے

جلنے سے خجل حور کا آئینہ رخسار گنجینۂ احکام خدا مخزنِ اسرار
سوروپ پہ ہیں آج تو بازوئے علمدار سب شان وہی دست خدا کی ہے نمودار

چیرا تھا انہیں ہاتھوں سے اژدر کو علیؑ نے
توڑا تھا انہیں سے درِ خیبر کو علیؑ نے

❁❁❁

سلام

جناب سید شاہد حسین صاحب شاہدؔ محمود آبادی، لکھنو

کربلا میں وہ دلاور تھے شہ صفدر کے پاس
تھے علیؑ کے پاس ایسے اور نہ پیغمبر کے پاس

اس طرح سب کے علیؑ مولا بنے روز غدیر
لوگ منھ تکتے رہے بیٹھے ہوئے منبر کے پاس

غیر کے در پر یہ کیوں پھرتے ہو کھاتے ٹھوکریں
جام کوثر کا ملے گا ساقئ کوثر کے پاس

دیکھ کر جوش سخاوت ڈر گئے تھرا گئے
چھوڑ دی گھبرا کے رسی جو کہ تھی قنبر کے پاس

تجھ کو بخشش کا تردد کیا عزادارِ حسینؑ
گوہر نایاب بھی ہیں کچھ ترے محضر کے پاس

حر یہ کہتا تھا کہ اب جاتا ہوں میں سوئے حسینؑ
حُلّۂ جنت ملیں گے سبط پیغمبرؐ کے پاس

خیر سے واپس ہوئے لیکر علم اسلام کا
دیکھئے تو کوئی بھی پہونچا درخیبر کے پاس

دیدنی ہے کیا شب ہجرت کے متوالے کی نیند
دشمنوں نے رات بھر پہرہ دیا بستر کے پاس

اہل دنیا کو بھلا کیا دین حق سے واسطہ
کچھ سمجھ کر آگئے تھے دین کے رہبر کے پاس

حملۂ عباسؑ سے ہلتا تھا دشت کربلا
جنگ میں بس ایک نیزہ تھا فقط سرورؑ کے پاس

چند آنسو ہیں مرے مالک انہیں کرلے قبول
اور تو کچھ بھی نہیں ہے شاہدؔ مضطر کے پاس

❁❁❁

سلام

جناب شاہدؔ سیتا پوری

نہ ریسماں نہ سلاسل نہ دار باقی ہے
دلوں پہ غم کا مگر کوہسار باقی ہے

خزاں کے سائے میں گویا بہار باقی ہے
غم حسینؑ تیرا اقتدار باقی ہے

ابھی جو جھولے میں اک شیر خوار باقی ہے — وہی تو ضربت حیدر سا وار باقی ہے
میں رن میں لے کے تبسم کا تیر جاؤں گا — کہا صغیرؑ نے میرا شکار باقی ہے
مرا حسینؑ ہے مجھ سے تو میں حسینؑ سے ہوں — خزاں کے بیچ حدیث بہار باقی ہے
کوئی یزید کبھی سر اٹھا نہ پائے گا — حسینی عزم کا جب تک حصار باقی ہے
ہر اک ستم کی حکومت کو یہ خبر دے دو — کہ چشم تر میں ابھی آبشار باقی ہے
سبھی زبانوں میں کرب وبلا رقم ہوگی — بہ شکل اشک جو نامہ نگار باقی ہے
گلا کٹا کے ہمیں جو بھی دے گئے سرورؑ — اسی سے آج ہمارا وقار باقی ہے
فتح تو پائیں گے ہم زندگی کے خیبر پر — ابھی تو نادِ علیؑ کی پکار باقی ہے
اسی تو فکر میں دبلے ہیں شہر کے قاضی — حسینیت کی ابھی ذوالفقار باقی ہے
شمار ان کا بھی ہوتا ہے اب شہیدوں میں — نہ جن کے نام کوئی کارزار باقی ہے
وہیں پہ ہم کو یزیدی شعور ملتا ہے — بہ نام دین جہاں لوٹ مار باقی ہے
عزاء حسینؑ کی ہم کیسے چھوڑ دیں شاہدؔ — یہی تو ایک رہِ استوار باقی ہے

❁❁❁

سلام

جناب شاہدؔ نقوی صاحب

غم کے دن ہیں سیدہ کی مہمانی چاہئے — دل کے آنگن میں صف ماتم بچھانی چاہئے
تشنہ لب شبیرؑ سے مل جائے گا اتنا ہی خون — کشتِ دین مصطفیٰ کو جتنا پانی چاہئے
کربلا میں امتحان صبر سرور ہو چکا — بہرِ سجادؑ اب محاذ امتحانی چاہئے
ہے شبیہ تربت مظلوم تابوت امام — یوں اٹھا جیسے کوئی میت اٹھانی چاہئے
قطع کرنا ہے سرِ باطل کو اے ذکر حسینؑ — تیرے ہر فقرے میں خنجر کی روانی چاہئے
نسخۂ اکسیر ہے یہ روحِ مومن کے لئے — دشمن آل عبا سے سرگرانی چاہئے
قطع کرنا ہے کلام حق کو تیر حرملہ — خود زباں بن جائے اب وہ بے زبانی چاہئے
شام کے زنداں سے خاک قبر ہی لادے کوئی — ماں کو یثرب میں سکینہ کی نشانی چاہئے
کم نہیں ہیں ہم میں اب بھی اہل فن شاہدؔ مگر — ارتقائے فن کو بامِ قدر دانی چاہئے

❁❁❁

مخمس

جنابِ شاہد لکھنوی

شرف میں کعبہ سے جو نہیں کم وہ کربلا تیری سرزمیں ہے وہ عرش ہے ارضِ نینوا تو جہاں ملک کی جھکی جبیں ہے
وہ اوج ہے خاک ماریہ تو جہاں پہ معراج مومنیں ہے وہ نحن واقرب کی تو ہے منزل، جہاں بشر سے خدا قریں ہے
فضیلتیں جو ملی ہیں تجھ کو یہ صدقہ قبر شاہ دیں سے

حسینؑ کے نقش پا سے تیری بلند تقدیر ہوگئی ہے جناں میں کیسے کہوں کہ تو تو جناں کی توقیر ہوگئی ہے
تھی خاک کل تک پہ آج تیری عجیب تاثیر ہوگئی ہے کہیں یہ خاکِ شفا بنی ہے، کہیں پہ اکسیر ہوگئی ہے
کہیں پہ تسبیح بن گئی ہے کہیں پہ سجدوں کی تو امیں ہے

فسانۂ کن فکان چھڑا ہے جہاں کو خالق سجا رہا ہے جناب آدم سنور چکے ہیں وہ جسم اب روح پا رہا ہے
بشر کا یہ اوج ہے، ملک بھی بہ حکم حق سر جھکا رہا ہے کیا ہے انکارِ سجدہ جس نے، وہ ہو کے مردود جا رہا ہے
خدا کی لعنت کا طوق جس میں پڑا ہے وہ گردنِ لعیں ہے

نبی کی تعظیم واجبی ہے اصول حق نے بتا دیا ہے نبی کو کمتر سمجھنے والے نے حکم خالق بھلا دیا ہے
جو حکم خالق بھلا دیا ہے تو کب وہ اسلام میں رہا ہے کیا تھا انکار سجدہ جس نے اسی کا پیرو وہ بن گیا ہے
وہ لاکھ خود کو کہے مسلماں نبی کی امت میں وہ نہیں ہے

کھڑے ہیں سکّان عرش کرسی، کہ تذکرہ تیرا ہو رہا ہے پڑا ہے کہرام قدسیوں میں شعورِ آدم بھی رو رہا ہے
بشر کی فطرت میں آج خالق غمِ حسینی سمو رہا ہے یہ بے ادب شورشرک وبدعت حضور معبود سو رہا ہے
بساط کُن پر صفِ عزا کی یہی تو بنیاد اولیں ہے

یہ شرک بدعت کی آندھیوں میں چراغ ایماں جلایا کس نے چراغ ایماں جلایا کس نے جہانِ حق جگمگایا کس نے
جہانِ حق جگمگایا کس نے، نشانِ باطل مٹایا کس نے نشانِ باطل مٹایا کس نے، خدا کے دیں کو بچایا کس نے
خدا کے دیں کو بچانے والا حسینؑ سا خلق میں نہیں ہے

جہاں پہ ہے عرش بھی نگوں سر، حسینؑ کی وہ صفِ عزا ہے صفِ عزائے حسینؑ ہے یا وسیلۂ قرب کبریا ہے
وسیلۂ قرب کبریا ہے کہ باعث فخرِ انبیاء ہے یہ باعث فخر انبیا ہے کہ مسکن رحمت خدا ہے
یہ مسکن رحمت خدا ہے کہ قابِ قوسین بھی قریں ہے

حسینؑ وہ جس نے حل کئے زندگی کے پیچیدہ مسئلوں کو حسینؑ وہ جس نے طے کئے ہیں اجل کے دشوار مرحلوں کو
حسینؑ وہ جس نے کر دیئے پست دشمن دیں کے حوصلوں کو حسینؑ وہ جس نے روند ڈالے ہیں کفر و بدعت کے ولولوں کو
حسینؑ وہ جس کی ٹھوکروں میں شکست خوردہ سرِ لعیں ہے

غرور کا سر کچل کے جس نے یزیدیت کو جھنجھوڑ ڈالا گلوئے اسلام کی طرف جو بڑھا وہ پنجہ مروڑ ڈالا

بنے تھے باطل کے نقش جس پر وہ آئینہ بڑھ کے توڑ ڈالا
حدِ تحمل دکھا کے ظلم وستم کا دامن نچوڑ ڈالا
پس امام حسینؑ بیعت کا اب کہیں ذکر بھی نہیں ہے

چراغ دین محمدی کو بجھانے والے بجھارہے ہیں
محافظ دینِ حق ہیں قائم بچانے والے بچارہے ہیں
عزائے سرور کو شرک وبدعت بتانے والے بتارہے ہیں
حسینؑ بیکس کا خون ناحق چھپانے والے چھپارہے ہیں
پکار اٹھے گی یہ روز محشر لہو میں ڈوبی جو آستیں ہے

❁❁❁

سلام

جناب شاہدؔ صدیقی صاحب اکبرآبادی (حیدرآباددکن)

جفا کی ظلمت نوازیوں میں وفا کی شمعیں جلا رہے ہیں
حسینؑ نورِ حیات بن کر تمام عالم پہ چھارہے ہیں
امامِ برحق کو ہر زمانے میں ربط ہے کاروبار حق سے
پیمبری ختم ہوچکی ہے ، مگر پیامات آرہے ہیں
حسینؑ کے ساتھیوں کی راہوں میں حشر تک روشنی رہے گی
یہ اہل ہمت ہوا کے رُخ پر چراغ اپنا جلا رہے ہیں
خود آگہی منزل حضوری مام غفلت مقام دوری
شعور بیدار ہورہا ہے حسینؑ نزدیک آرہے ہیں
علیؑ کو آواز دے کے اٹھئے ، اگر نہیں ہے کوئی سہارا
حسینؑ کا نام لے کے بڑھئے اگر قدم ڈگمگا رہے ہیں
میری نگاہوں میں بزم ماتم بھی منزل امتحاں ہے شاہدؔ
جنہیں مشیت نے آزمایا وہ اب ہمیں آزما رہے ہیں

❁❁❁

سلام

جناب ماسٹر سید شاہد حسین صاحب شبابؔ اکبرآبادی

کربلا والو تمہاری یاد جب جب آئے ہے
اپنے سینہ میں اسی دم آگ سی لگ جائے ہے
کیا خطا اصغرؑ کی دیکھی تونے ظالم سچ بتا
کیا یوں ہی معصوم کو پانی پلایا جائے ہے
کیوں ستاتا ہے سکینہ کو لعیں کچھ خوف کر
بے پدر کی آہ سے تو عرش بھی تھرائے ہے
ملک رے کی طمع ظالم تجھ کو خوں رلوائے گی
بیکسوں پر ظلم کرنے سے نہ کچھ ہاتھ آئے ہے
خوب کی مہماں نوازی کوفہ والو مرحبا
گھر سے بلواکے کوئی اس طرح دکھ پہنچائے ہے
شمر درّے مارتا ہے بے خطا بیمار کو
راہ میں کانٹوں کے باعث وہ جو رک رُک جائے ہے

مصطفیؐ کی آل کی بے پردگی منظور تھی
ورنہ یوں ناموس کو دردر پھرایا جائے ہے

چند روزہ سلطنت پر کیوں ہے نازاں اے یزید
شان وشوکت ایک دن سب خاک میں مل جائے ہے

کیا رقم ہو وقت ذبح شہ کی حالت اے شبابؔ
دل تڑپ جاتا ہے اپنا اور قلم رک جائے ہے

❁❁❁

سلام

جناب شائقؔ صاحب اکبرآبادی

گیسوئے شب ہے غم شہ میں پریشاں اب تک
ہے بدستور سحرچاک گریباں اب تک

صبح عاشور ہے ہر صبح درخشاں اب تک
ہرحسیں شام ہے اک شامِ غریباں اب تک

مرحبا سبط نبیؐ تونے کیا ہے وہ کرم
مرحلے زیست کے دنیا پہ ہیں آساں اب تک

تیرے ایثار پہ نازاں ہے زمانہ تاحال
اپنے اقدام پہ ہے ظلم پشیماں اب تک

مشعلِ راہ ہے دنیا کے لئے تیرا عمل
تیرا کردار ہے سرمایۂ انساں اب تک

اب بھی سجدوں میں تری یاد سے لطف آتا ہے
توہے تسکینِ دلِ سجدہ گزاراں اب تک

ہمرکابی میں تھے جس طرح تری عزم وثبات
ہیں اسی رخ سے تری ذات پہ نازاں اب تک

یہ بھی ٹھہرا تری باطل شکنی کا صدقہ
ورنہ کونین میں رہتا کہیں ایماں اب تک

حادثہ گرچہ ہے صدیوں کا مگر اے شائقؔ
آنسوؤں کا ہے ہر اک آنکھ میں طوفاں اب تک

❁❁❁

سلام

جناب ریاضت علی صاحب شائقؔ

جہاں میں جب نہیں اصغرؑ سے مہ لقا کا جواب
توکیا ملے گا بھلا شیر کبریا کا جواب

کوئی بشر نہ ملا ہم کو مرتضیٰ کی طرح
کہاں سے لائیں نصیری ترے خدا کا جواب

ترے قدم پہ جھکے شیخ وبرہمن آخر
جہاں میں مل نہ سکا جب تری ادا کا جواب

وہ جس کی شان میں گویا ہے خود کلام خدا
نہ قل کفیٰ کا ہے کوئی نہ ہل اتیٰ کا جواب

احد ہو بدر ہو، خندق ہو یا کہ خیبر ہو
کہیں بھی مل نہ سکا شیر کبریا کا جواب

علم بھی مل گئے سالار بھی بنے لیکن
نہ بن سکا کوئی خیبر میں مرتضیٰؑ کا جواب

یہ بات ہوگئی سب پر عیاں شب ہجرت
کہ مرتضیٰؑ ہیں فقط شانِ مصطفیٰؐ کا جواب

خدا کے گھر میں ولادت خدا کے گھر میں وفات
نہ ابتدا کا ہے کوئی نہ انتہا کا جواب

وہ جس ردا میں سمایا ہو پنجتن کا وجود
کہاں ملے گا زمانے میں اس ردا کا جواب

اثر ہے یہ ابوطالبؑ کی گود کا شاید
کہ مصطفیٰؐ کا ہے کوئی نہ مرتضیٰؑ کا جواب

سکونِ قلب کا باعث ہے الفتِ حیدرؑ
برائے دل نہیں دنیا میں اس دوا کا جواب

ہو جس کا آخری نائب بھی انبیاء کا امامؑ
کہاں ملے گا بھلا ایسے رہنما کا جواب

یہ وہ زمیں ہے کہ کعبہ نثار ہے جس پر
کہیں جہاں میں نہیں خاکِ کربلا کا جواب

جہاں میں حضرت زینبؑ کو چھوڑ کر شائقؔ
نہ مل سکا کہیں عباسؑ کی وفا کا جواب

❁❁❁

سلام

مولانا ابن علی صاحب قبلہ واعظ، شائقؔ غازی آبادی

وہ ایک بندہ کہ بندے خدا کہیں اس کو
لغت ہے گنگ، زباں چپ کہ کیا کہیں اس کو

خدا کا نفس کہ عینِ خدا کہیں اس کو
بشر سے جب ہے وہ اعلیٰ تو کیا کہیں اس کو

وہ جاگتا ہو جو شب بھر تو اس کو کیا کہیے
جو سو رہا ہو تو سب مصطفیٰؐ کہیں اس کو

یہ مفلسی جو نہیں عقل کی تو پھر کیا ہے
کہ تجھ سے مانگے کوئی اور گدا کہیں اس کو

عجیب ضد ہے کہ سونا جوان کے ہاتھ میں ہے
کھرا نہیں ہے مگر ہم کھرا کہیں اس کو

انہیں تو ہم نے فقط آئینہ دکھایا تھا
عجب کی جا ہے اگر وہ گلہ کہیں اس کو

جو اچھی بات کہے تلخ ہو کہ شیریں ہو
ہے اچھی بات برے گر بُرا کہیں اس کو

وہ اجتہاد جو قرآن کے مقابل ہو
جفا نہیں ہے اگر ہم جفا کہیں اس کو

کلامِ حق لبِ غالبؔ پہ جبکہ ہو شائقؔ
بجا ہے اہل نظر گر بجا کہیں اس کو

یہ اجتہاد عجب ہے کہ ایک دشمن دیں
علیؑ سے آکے لڑے اور خطا کہیں اس کو

اگر خطا ہے تو پھر کفر کس کو کہتے ہیں
حضور جانیں، ہمیں کیا، بجا کہیں اس کو

بھلا ستم پہ ستم اور کس کو کہتے ہیں
حسینؑ قتل ہوں اور حادثہ کہیں اس کو

ہوا جو کرب وبلا میں گواہ ہے تاریخ
پرانا ظلم ہے چاہے نیا کہیں اس کو

علاجِ دردِ دلِ دینِ حق کرے جو خاک
یہ اس کا حق ہے کہ خاکِ شفا کہیں اس کو

نبیؐ کے لال نے جنت بنادیا ہے اسے
یہ اور بات ہے سب کربلا کہیں اس کو

ہمیشہ رہتی ہے یادِ حسینؑ جس دل میں
غلط نہیں ہے اگر کربلا کہیں اس کو

ہوئی نصیب یہ شاہنشہی کسے کہ اگر
شہید ہوتو شہؑ کربلا کہیں اس کو

❁❁❁

سلام

جناب شائق سانکھنوی

علیؑ سے ہوبہوملتی ہے جب تقریر زینبؑ کی
بھلا پھر کیوں نہ ہو ہر بات پُرتاثیر زینبؑ کی

ہے ہر ہر لفظ میں جس کے ادا نہج البلاغہ کی
زمانے میں مثالی کیوں نہ ہو تقریر زینبؑ کی

انہیں سب کربلا کی شیردل خاتون کہتے ہیں
بنی شامِ غریباں عزم کی تفسیر زینبؑ کی

ملی ہے ان کو ورثہ میں خدا کے شیر کی جرأت
رگوں میں موجزن ہے فاطمہؑ کا شیر زینبؑ کی

کہیں حیدرؑ کہیں زہراؑ کہیں عباسؑ ہیں زینبؑ
بیاں کیونکر کریں ہم عظمت وتوقیر زینبؑ کی

نبیؐ نانا ہیں دادا محسنِ اسلام ابوطالبؑ
خدیجہؑ ان کی نانی ہیں یہ ہے تقدیر زینبؑ کی

ہیں ماں خاتونِ جنت، ساقی کوثر پدر ان کے
توفردوس معلّٰی کیوں نہ ہوجاگیر زینبؑ کی

یہ وہ زینبؑ ہیں جو ہمشیر ہیں دودواماموں کی
کہاں سے لائے دنیا میں کوئی تقدیر زینبؑ کی

بجز عباسؑ کے کوئی نہیں ثانی زمانے میں
وفاداری میں یہ شہرت ہے عالمگیر زینبؑ کی

تھا فرمانِ یزیدی کردو گل شمع امامت کو
امامت کی محافظ بن گئی تدبیر زینبؑ کی

یزیدِ نحس تیری موت کا ساماں نہ بن جائے
ذراکرنے سے پہلے سوچ لے تشہیر زینبؑ کی

سرِ محشر وہ ہاتھوں ہاتھ لیں گے شافع محشر
شفاعت کا سبب بن جائے گی تحریر زینبؑ کی

وہ جس سے شام اور کوفہ میں شائقؔ انقلاب آیا
وہ تھی جانِ فصاحت یاکہ تھی تقریر زینبؑ کی

❁❁❁

سلام

ڈاکٹرمحمد شبر، فاطمہ ہاسپیٹل اکبرپورامبیڈکرنگر

زندگی ہے درحقیقت زندگی شبیرؑ کی
افتخار زندگی ہے موت بھی شبیرؑ کی

فہمِ انساں سے پرے ہے آگہی شبیرؑ کی
نازش ربِ دوعالم بندگی شبیرؑ کی

کربلا خون ابوطالب کا ایک عکس جمیل
کربلا جلوہ گہہ پیغمبری شبیرؑ کی

شاہ دیں عکس جمال مصطفیٰ حُسن ازل
کربلا حُسنِ ازل میں دلکشی شبیرؑ کی

کربلا دُلدُل، عزاخانہ، علم اور تعزیے
کربلا کی گونج بھی ہے ماتمی شبیرؑ کی

کربلا سوزوسلام ومرثیہ اور مجلسیں
کربلا زینبؑ کا ماتم ذاکری شبیرؑ کی

کربلا مشکِ سکینہ، کربلا اصغرؑ کی پیاس
کربلا آب بقا پر تشنگی شبیرؑ کی

کربلا کا عزم ہے عزمِ علیؑ عزمِ رسولؐ
کربلا ہے دست حق باطل کُشی شبیرؑ کی

کربلا اکبرؑ کا سینہ، کربلا بازوئے شیر
کربلا خیمے کی ہلچل، بے کلی شبیرؑ کی

کربلا لوح وقلم، قرآں، رسالت اور غدیر
کربلا مہدیؑ دیں میں رہبری شبیرؑ کی

کربلا اجرِ رسالت کا سرِ دربار قتل
کربلا توقیر ہے اللہ کی شبیرؑ کی

راستہ شبیرؑ ہی کا ہے صراط مستقیم
کربلا اس راستہ میں روشنی شبیرؑ کی

وہ خطیبہ جس نے قائم کی بلاغت کی نہج
شام میں ثابت ہوئی ایک شیرنی شبیرؑ کی

مل نہیں سکتی کبھی شاہوں کو بھی یہ منزلت
حُر نے حاصل کی ہے جیسی قنبری شبیرؑ کی

سلسلہ گریہ کا ہے ماں کی دعاؤں کا ثمر
زینتِ مجلس ہیں جانِ عسکریؑ شبیرؑ کی

❀❀❀

سلام

مولانا ڈاکٹر سید شبیب رضوی سری نگر کشمیر

علیؑ کی لختِ جگر فاطمہؑ کی جاں زینبؑ
ہے تیرا ذکر مصائب کی داستاں زینبؑ

قدم قدم پہ دیئے ایسے امتحاں زینبؑ
مثال لائے گی دنیا تیری کہاں زینبؑ

وہ قیدظلم وہ دُرّے وہ ریسماں زینبؑ
زمیں پہ پھٹ کے گراکیوں نہ آسماں زینبؑ

دکھادی قید نے یوں تیری عزوشاں زینبؑ
کہ چومتی رہی ہاتھوں کو ریسماں زینبؑ

پہنچ کے عصر کو مقتل کے درمیاں زینبؑ
تری نظر میں پھرا حشر کا سماں زینبؑ

جو دیکھا مرتے ہوئے اپنا بھائی جاں زینبؑ
سنبھالا تونے بہت قلب ناتواں زینبؑ

وہ جلتے گھر کا قیامت نشاں سماں زینبؑ
تری نظر میں جہاں تھا دھواں دھواں زینبؑ

ستم کا بڑھتا ہوا ہاتھ یہ سمجھ نہ سکا
کہ تیرے گوشۂ چادر میں تھی جناں زینبؑ

بتارہے ہیں کہ برداشت کی حدیں کیا ہیں
جو تیری پشت پہ دُرّوں کے ہیں نشاں زینبؑ

ہراک دیار ہرایک شہر میں ہوئی گویا — زبان تیری، شہیدوں کی ترجماں زینبؑ
خطیب منبر ناقہ بنی جو کوفے میں — علیؑ کے لہجے میں ڈوبی تری زباں زینبؑ
کبھی نہ چین ملا تجھ کو بعد کرب وبلا — لہو رلاتی رہی یادِ رفتگاں زینبؑ
جوآئے آنکھوں کے تارے لہومیں ڈوبے ہوئے — بکھرگئی تری اشکوں کی کہکشاں زینبؑ
شبیبؔ حق کی اشاعت کا کام تھا ورنہ — کہاں مدینہ، کہاں کربلا، کہاں زینبؑ

❁ ❁ ❁

سلام

مولوی سید ممتاز حسین صاحب شرفؔ حسینی مدرس جامعۂ ناصریہ جون پور

روبروحشر کا منظر ہے زمانے والو — حلقِ شبیرؑ پہ خنجر ہے زمانے والو
جس نے روکا تھا شہ دیں کو بہ ہنگام سفر — یہ وہی حرِ دلاور ہے زمانے والو
اب وہی شاہ کی نصرت میں ہے سرگرمِ وغا — اپنا اپنا یہ مقدر ہے زمانے والو
ظالموں اکبرؑ مہرو کو نہ برچھی مارو — یہ تو سرتا پا پیمبرؐ ہے زمانے والو
جس کے حلقوم کا لیتے تھے پیمبرؐ بوسہ — اب وہی حلق تہِ خنجرہے زمانے والو
جوکہ آغوش پیمبرؐ میں رہاکرتا تھا — آج نیزہ پہ وہی سر ہے زمانے والو
سامنے بچوں کے لاشے ہیں مگر زینبؑ کے — شکر خالق کا زباں پرہے زمانے والو
بولے شہ اصغرؑ ناداں کو پلادوں پانی — جان اس کی تولبوں پرہے زمانے والو
روزوشب مدحتِ شبیر جو کرتا ہے شرفؔ — شغل سب سے یہی بہتر ہے زمانے والو

❁ ❁ ❁

سلام

جناب شرفؔ صاحب نوگانوی

تیرے لہوسے دین میں تب وتاب زندگی — شبیرؑ تجھ سے بڑھ گئی ہے آب زندگی
جس سے اجل نکل نہ سکے روز حشر تک — ہرموج خوں میں تیری وہ گرداب زندگی
ہرقطرہ تیرے خون کا ہے چشمۂ حیات — تونے بہایا موت سے سیلاب زندگی

جس سے اجل کی تیرگی کافور ہوگئی — توہے وہ آفتاب جہاں تاب زندگی

تعبیر اس کی دہر میں ذاتِ حسینؑ ہے — انسانیت نے دیکھا تھا جو خواب زندگی

جینا زمانے بھر میں کوئی جانتا نہ تھا — تونے سکھائے دہر کو آداب زندگی

تیرے لہو نے کوٹ کے بھردی ہیں بجلیاں — فولاد کے بنادیئے اعصاب زندگی

تیرے فدائی موت کے ہاتھوں نہ مرسکے — وہ ڈوب کر لہو میں ہیں غرقاب زندگی

جس پہ ہیں خود خزانۂ قدرت کو لاکھ ناز — توہے بس ایک وہ درنایاب زندگی

تیری نظر اجل کے لئے برق ہے اماں — آنکھیں تری صواعق بیتاب زندگی

وہ موت سے بھی مرنہیں سکتے خداگواہ — جن جن کو تونے کردیا سیراب زندگی

پھولے پھلے گا گلشنِ اسلام حشرتک — تونے لہو سے ایسا دیا آبِ زندگی

شبیر تیرا خون تھا یا بارش حیات — چلتے ہیں زور شور سے میزاب زندگی

تیرا ہراک عمل ہے اجل کے لئے اجل — تیرا ہراک قول مئے ناب زندگی

تیرے فدائیوں نے پچھاڑا ہے موت کو — تیرا ہراک غلام ہے سہرابِ زندگی

تیرے گلے سے بہ پڑی رنگینیٔ حیات — ہرقطرہ خوں کا ہے پرسرخاب زندگی

خطروں سے پھوٹ پڑتے ہیں نغمے حیات کے — خطرات ہی جہاں میں ہیں مضرابِ زندگی

خنجرکے نیچے ہوتے ہیں سجدے حیات کے — مردان حق کو تیغ ہے محراب زندگی

جس نے پیا اسی کو حیاتِ ابدملی — دراصل آبِ تیغ میں ہے آب زندگی

تیرے غلام برق شرربار بن گئے — ایسا دلوں میں بھر دیا سیماب زندگی

تاریکیٔ حیات میں چٹکی ہے چاندنی — تیرے لہوکی بوند ہے مہتاب زندگی

مردہ دلوں میں روح نئے سر سے پھونک کر — تونے جہاں میں کھول دیا بابِ زندگی

ایثار وسرفروشی وعزم صمیم سے — ملت میں پیدا کردئے اسبابِ زندگی

جوپیر تھے جوانوں سے ان کو بڑھادیا — تونے بنایا شیب کو بھی شاب زندگی

مردہ دلوں میں بھرتا ہے شادابیٔ حیات — ہے ذکر تیرا دہر میں دولاب زندگی

شبیریت ہو حیدریت یا حسینیت — دنیا میں چند ہیں یہی القاب زندگی

ثابت جہاں میں ہوگا تو ہی آدم حیات — تدوین جبکہ پائیں گے انساب زندگی

حق کے لئے فشارسے امراض کے نکال — گہنا چلا ہے دیر سے مہتاب زندگی

ہے سوکھنے کو دیکھنا چشمہ حیات کا — توچاہے تو شرف بھی ہو شاداب زندگی

سلام

جناب سید عطا حسین صاحب شررؔ فیض آبادی

الفت آلِ پیمبر کا جسے سودا نہیں
پھر خدا کا گھر بھی اس کا قبلہ وکعبہ نہیں

کون سی وہ ہے جگہ جاکر جہاں دیکھا نہیں
دشمن آل پیمبرؐ کس جگہ رسوا نہیں

تجھ کو جو کچھ مانگنا ہوتو بھی بڑھ کرمانگ لے
کون ہے جس نے در شبیرؑ سے پایا نہیں

بیٹے راہب کو دیئے حُر کو جناں فطرس کو پر
کس نے کس نے سبط پیغمبرؐ سے کیا پایا نہیں

کشمکش میں حر نہ سویا رات بھر سوچا کیا
ہے سویرا اب بھی غافل تونے کچھ کھویا نہیں

خود کو قرباں مقصد شبیرؑ پر کردیجئے
جان کے بدلے ملے باغ جناں گھاٹا نہیں

شامیولے سکتے تھے حر دلاور سے سبق
حر نے کیا تدبیر سے تقدیر کو بدلا نہیں

بے لڑے ہیبت سے اپنی جاکے قبضہ کرلیا
آج تک دریاپہ کیا عباسؑ کا قبضہ نہیں

ظالموکشتوں کو اپنے دفن تم نے کرلیا
لائق تدفین کیا شبیرؑ کا لاشہ نہیں

ظالموں کا حکم ہے دریاپہ آسکتے ہیں سب
صرف آلِ مصطفیٰؐ کے واسطے دریا نہیں

قید خانے میں اسیروں پر ہے یہ ظلم وستم
دھوپ کی تیزی سے بچنے کے لئے سایہ نہیں

ہورہے ہیں روز سجدے اور ہوں گے حشر تک
سجدۂ شبیرؑ کا ہمسر کوئی سجدہ نہیں

عالم علم لدنی کاکرم ہے اے شررؔ
ورنہ شاعر ہونے کا مجھ کو کوئی دعویٰ نہیں

❁❁❁

شہید اعظم علیہ السلام

جناب شکیبؔ صاحب جلالی

نہ زلزلوں سے ہراساں نہ آندھیوں سے ملول
مثال کوہ تھے دشت بلا میں سبط رسولؐ

وہ زخم پائے مبارک وہ برچھیاں وہ ببول
وہ العطش کی صدائیں وہ تپتی ریت، وہ دھول

شہید خاک پہ تڑپیں، ردائیں چھن جائیں
یہ امتحاں بھی گوارہ، وہ امتحاں بھی قبول

❁❁❁

زمین کرب وبلا تجھ کو یاد تو ہوگی
لہو میں ڈوب کے نکھری تھی داستان حسینؑ

ہزار ظلم وتشدد کی آندھیاں آئیں
کسی طرح نہ مٹا دہر سے نشانِ حسینؑ

لبوں پہ کلمۂ حق ہے دلوں میں ذوق جہاد
جہاں میں آج بھی رہتے ہیں ترجمان حسینؑ

❁❁❁

اگر حسینؑ نہ دیتے سراغ منزل حق
زمانہ کفر کی وادی میں سوگیا ہوتا

جہاں پہ چھاگئے ہوتے فنا کے سناٹے
شعور زیست اندھیروں میں کھوگیا ہوتا

❁❁❁

سلام

جناب شکیلؔ حسن شمسی صحافی، دہلی

ساری دنیا ساکت تھی ہرسمت خموشی طاری تھی
آواز سلاسل صحرا میں ہرایک صدا پر بھاری تھی

ناقوں پر بے پردہ بہنیں، گردن کیسے اٹھتی آخر؟
اس کی خاطر وہ رسوائی طوق سے زیادہ بھاری تھی

قیدی کنبہ تاجِ امامت دینِ محمدؐ، فتح شام
اک بیمار کے کاندھوں پر کونین کی ذمہ داری تھی

اب مسخ شدہ تصویریزیدی دیکھ کے ایسا لگتا ہے
ہرگام پہ اس نے ظلم وستم کے منھ پر ٹھوکر ماری تھی

شام کے سارے زریں ایواں آناً فاناً خاک ہوئے
اس کے پاؤں کی زنجیروں سے نکلی اک چنگاری تھی

ان کے نام سے اب تک لاکھوں لوگ شفا پاجاتے ہیں
کیسا مقدس قیدی تھا اور کیسی وہ بیماری تھی

آلِ نبیؐ کا کون تھا مونس کوفہ کے بازاروں میں
رسی بازوتھامے تھے اور خاک کی پردہ داری تھی

ایک اشارہ کردیتے تو دوڑ کے خود ہی آجاتا
اہل حرم کی خاموشی ہی دریا کی لاچاری تھی

تن تھا چھلنی نیزوں سے اور اس کا سر تھا نیزہ پر
جس کے قدموں پر سر رکھے جنت کی سرداری تھی

جب سانس بھی لینا مشکل تھا اس وقت شکیلؔ اک صحرا میں
سجادؑ کے لب پر خطبے تھے تبلیغ امامت جاری تھی

❁❁❁

سلام

جناب شفقؔ صاحب شادانی، محمد پوروادی، چندوسی مرادآباد

فکر دنیا عظمت محراب ومنبر ساتھ ساتھ
دوستو!لے کر چلو کردار حیدرؑ ساتھ ساتھ

کربلا کی ظلمتوں میں روشنی کا یہ سفر
دین کی اک شمع پروانے بہتر ساتھ ساتھ

حر نے مولاؑ کے قدم پر لاکے رکھ دی تشنگی
دور تک آیا سرابوں کا سمندر ساتھ ساتھ

مصطفیٰ کے وارثوں کی قسمتیں بھی خوب ہیں
ملتے ہیں میراث میں زنجیر وخنجر ساتھ ساتھ

نوکِ نیزہ پر سرِشبیرؑ کا وہ احتجاج
شام وکوفہ تک گئی زینبؑ کی چادر ساتھ ساتھ

منزل صبر وشجاعت پائے عابدؑ کے نثار
چل رہے ہیں لے کے آنسو اور خیبر ساتھ ساتھ

جاہ ومنصب کی طلب ظالم کا ڈرنام حسینؑ
رہ نہیں سکتے کبھی اک دل کے اندر ساتھ ساتھ

نزع میں عباسؑ کی آنکھوں میں کتنی حسرتیں
داستاں پیاسوں کی اور دریاکا منظر ساتھ ساتھ

نوجواں اکبرؑ کے دم سے کتنے ارماں کتنے خواب
مامتا کے دل میں تعبیروں کا خنجر ساتھ ساتھ

اے شفیقؔ اس کربلا کو پھر بھی پہچانا نہیں
جس کو لے کر ہم چلے ہیں زندگی بھر ساتھ ساتھ

❁❁❁

سلام

جناب شفیق مراد صاحب

ظلمتوں کی بدلیاں چھائی ہوئی ہیں ہرطرف
قافلے کوفے کی جانب آج کیوں جاتے نہیں

ہو رہا ہے آج بھی فتووں کا ہر سو کاروبار
آج بھی سوچوں پہ پہرہ ہے کسی کی سوچ کا

آج بھی انصاف کی باتیں پرانی ہو گئیں
آج پھر ہم کو ضرورت ہے علیؑ کی آلؑ کی

آج پھر پیدا کرو روحِ حُسینی قلب میں
کربلا کا سو سہارا باندھ کر سر پہ کفن

قافلوں کو لے چلو کوفے کی جانب آج پھر
قافلے کوفے کی جانب آج کیوں جاتے نہیں

❁❁❁

سلام

جناب شمسؔ صاحب لکھنوی حنفی

شہ قتل ہوئے اندھیر ہوا اسلام کا سورج ڈوب گیا
کہتی ہے زمینِ کرب وبلا اسلام کا سورج ڈوب گیا

باطل کو حقیقت کرکے گیا بخشائشِ امت کرکے گیا
دکھلا کے بقامیں رنگِ فنا اسلام کا سورج ڈوب گیا

دنیا کا اجالابن کے رہا پُرنورکیا ذرّہ ذرّہ
رنگین بناکر دیں کی فضا اسلام کا سورج ڈوب گیا

دنیا سے تو وہ منھ موڑ گیا انوار سب اپنے چھوڑ گیا
کیوں چھائے نہ دل پہ غم کی گھٹا اسلام کا سورج ڈوب گیا

راضی برضائے رب علیٰ تھی تیغ گلے پر اور چُپ تھا
ہرایک کودے کر درسِ وفااسلام کا سورج ڈوب گیا

توحیدکی باتیں سمجھا کر اسلام کی راہیں دکھلا کر
تاریک دلوں کو دے کے ضیا اسلام کا سورج ڈوب گیا

تھا راہِ عمل کا راہ نما ہر ظلم وستم برداشت کیا
راہوں کو بنا کر شمع ہدیٰ اسلام کا سورج ڈوب گیا

دنیا میں کرو جس سے بھی وفا کرتا ہے وہ ظالم بن کے جفا
جب رنگِ زمانہ دیکھ لیا اسلام کا سورج ڈوب گیا

مغموم ہے شب دھندلی ہے سحر کرنوں کی نہیں پہلی سی نظر
سنسان ہے عالم بھر کی فضا اسلام کا سورج ڈوب گیا

تاروں کو بنایا جس نے قمر راتوں کو بنایا جس نے سحر
وہ روشن روشن چمکیلا اسلام کا سورج ڈوب گیا

کیوں شمسؔ نہ ہر سو خاک اڑے آنکھوں سے نہ کیونکر خون بہے
غمگین نہ کیوں ہوں ارض وسما اسلام کا سورج ڈوب گیا

❖❖❖

سلام

جناب شمس الدین صاحب شمسؔ اکبرآبادی

شبیرؑ کا غم دل سے بھلایا نہیں جاتا
یہ داغ کلیجہ سے مٹایا نہیں جاتا

شہ کہتے تھے اعدا سے یہ دستور ہے کیسا
پانی بھی جو مہماں کو پلایا نہیں جاتا

کس شان سے اکبرسرِ میدان کھڑے ہیں
پر تیروں سے سینہ کو ہٹایا نہیں جاتا

شہ کہتے تھے اصغر کو لئے ہاتھوں پہ ہے، ہے
اس لاشہ کو مٹی میں چھپایا نہیں جاتا

آتی ہے صدا کان میں یہ شمر لعیں کے
اس حلق پر خنجر تو چلایا نہیں جاتا

اے شمر لعیں دیکھ ذرا خوف خدا کر
مظلوموں کو ایسا تو ستایا نہیں جاتا

ہے قاتلِ شبیرؑ بھی امت میں نبیؐ کی
اے شمسؔ یہ مصرع تو سنایا نہیں جاتا

❖❖❖

سلام

جناب سید جواد حسین صاحب شمیمؔ امروہوی

مجرئی جس دل میں حُبِ ساقئ کوثر نہیں
باغ ہے سبزہ نہیں، آئینہ ہے جوہر نہیں

نظم رنگیں مدحِ پیغمبرؐ سے خالی ہے اگر
گل تو ہے خوشبو نہیں محبوب ہے زیور نہیں

کربلا جانے سے قاصر ہے اگر کوئی محب
بحر ہے جاری نہیں جبرئیل ہے شہپر نہیں

صورتِ فرزند سرور دیکھ کر بولے ملک
مہر ہے مہرو نہیں، احمدؐ ہے یہ اکبرؑ نہیں

بیکس وتنہا کھڑے ہیں دشت میں سبطِ نبی
چاند ہے تارے نہیں سردار ہے لشکر نہیں

دیکھ کر شانِ علیؑ چلائے سارے خیبری — ہے ملک انساں نہیں ضرغام ہے حیدر نہیں
دختران فاطمہؑ کیونکر چھپائیں اپنا سر — شرم ہے مقنع نہیں، بازار ہے چادر نہیں
بزمِ ماتم میں نہیں گرذاکرِ سرورؑ شمیمؔ — طور ہے جلوہ نہیں، خورشید ہے خاور نہیں

❁❁❁

زینب علیہا السلام کی کلائی میں رسن ہے کہ نہیں ہے

جناب شمیمؔ صاحب لکھنوی

اجڑا ہوا زہراؑ کا چمن ہے کہ نہیں ہے — پژمردہ ہر اک غنچہ دہن ہے کہ نہیں ہے
جسم شہ والا پہ کفن ہے کہ نہیں ہے — یہ ظلم نیاچرخ کہن ہے کہ نہیں ہے
زینبؑ کی کلائی میں رسن ہے کہ نہیں ہے

جس چاند پہ قربان ہوئے انجم واختر — جوکرگیا اسلام کے چہرے کو منور
کاندھے پر چڑھاتے تھے جسے اپنے پیمبرؐ — وہ سروردیں لخت دل ساقئ کوثرؐ
اے ظالموحروم کفن ہے کہ نہیں ہے

خوں اپنا بہایا تھا جیالوں نے بھی اس کے — موجوں نے تری بڑھ کے قدم چومے تھے جس کے
جوہر سرے سیلاب سے گم ہوگئے جس کے — اے نہرفرات آج بھی یہ ذکر ہیں کس کے
وہ یاد مجھے تشنہ دہن ہے کہ نہیں ہے

بارغم آلام کو شانوں پہ اٹھا کر — مہ پارے کو جلتی ہوئی ریتی پہ لٹا کر
شبیرؑ یہ بولے علی اصغرؑ کو دکھا کر — پوچھا کئے انسانوں کو تصویر بناکر
یہ حجت حق غنچہ دہن ہے کہ نہیں ہے

کٹواچکے جب شانوں کو عباسؑ دلاور — میداں میں جب کھاچکے نیزہ علی اکبرؑ
ہاتھوں پہ تڑپتے ہوئے آئے علی اصغرؑ — شہ نے کہا بے رحموں سے بچے کو دکھا کر
معصوم مرا تشنہ دہن ہے کہ نہیں ہے

❁❁❁

سلام

الحاج مولانا سید شمیم الحسن صاحب قبلہ بنارس، شمیمؔ

اشک غم آنکھوں میں دل میں کربلا رکھ دیجئے
نام چشم تر کا مری علقمہ رکھ دیجئے

بہتے اشکوں کا لقب آب بقا رکھ دیجئے
نام نامی آرزوئے فاطمہؑ رکھ دیجئے

مرہم زخم شہیداں بن گئے آنسو مرے
اشک غم کے روبرو خاک شفا رکھ دیجئے

آپ سے ہر بات میں کھاجائے گا باطل شکست
نطق حق کا دل کے اندر حوصلہ رکھ دیجئے

راکھ کا تودا بنے وہ عشق کی تاثیر سے
روند کر ہر بدعتی آتش کدہ رکھ دیجئے

آتش شوق زیارت نے تو خاکستر کیا
خاک کے ذروں کو اب تو زیر پا رکھ دیجئے

کس کی قربانی بنی پیش خدا ذبح عظیم
سامنے لاکر منیٰ کے کربلا رکھ دیجئے

سرخیٔ خون شہیداں خون اصغرؑ ہے حسینؑ
ایک نقطہ میں کتاب کربلا رکھ دیجئے

باب خیبر ہے گراں یا لاش اکبر تولئے
عدل کی میزان پر اے مرتضیٰؑ رکھ دیجئے

واں کٹا سجدے میں سر یاں کٹ گیا سوکھا گلا
مسجد کوفہ میں لاکر کربلا رکھ دیجئے

آپ تو درزی بنے حسنین کے رضوان خلد
ایک چادر لاش پر لاکر ذرا رکھ دیجئے

تن پہ رہنے پایا نہ سرور کے بوسیدہ لباس
بے کفن لاشے پہ طیبہ کی ردا رکھ دیجئے

چادریں تو لُٹ گئیں اس کو نہ چھینے گا کوئی
چہروں پر اشکوں کا رومال عزا رکھ دیجئے

بیٹیاں ہیں سربرہنہ آپ کی دربار میں
ہاتھ سر پر آکے اے مشکل کشاؑ رکھ دیجئے

چن ہی لے گی اس کو زہراؑ کی نگاہ معتبر
موتیوں میں گوہر اشک عزا رکھ دیجئے

قبر میں کہہ دیں فرشتے خود حسینی ہے شمیمؔ
داغ ماتم ہوعیاں سینہ کھلا رکھ دیجئے

❖❖❖

سلام

ڈاکٹر شمشیر حسن صاحب، جلال پور

غم شبیرؑ ہم لوگوں کو اپنے غم سے پیارا ہے
حسینی کہلوانے کا جہاں میں حق ہمارا ہے

مقامِ فخر ہے صد آفریں اے ہند کے شیعو!
تہہِ خنجر شہِ مظلوم نے تم کو پکارا ہے

یہ شب بیداریاں یہ مجلسیں یہ گریہ وماتم
یہی سب تو عزاداروں کے جینے کا سہارا ہے

درِ حیدرؑ کی عظمت کو زمانے والے پہچانیں
فلک سے رہنمائی کے لئے اترا ستارہ ہے

احد میں بدر میں صفین میں خیبر میں خندق میں
جہاں دیکھو نبیؐ نے یا علیؑ تم کو پکارا ہے

چلا کہتا ہوا حرؑ فوج اعدا سے سوئے سرورؑ
ادھر دوزخ کے شعلے ہیں اُدھر کوثر کا دھارا ہے

شکستِ فاش مانی ہے یزیدی فوج نے روکر
ہنسی نے صرف اک بے شیر کی میدان مارا ہے

کیا جب بڑھ کے حملہ ازرقِ شامی پہ قاسمؑ نے
ادھر سے یاعلیؑ گونجا ادھرازرق دوپارہ ہے

گواہی دے رہی ہے چہرۂ اسلام کی عزت
بہتر کربلا والوں نے دین حق نکھارا ہے

بچائی دے کے سر شبیرؑ نے اسلام کی عزت
ردا دے کر بہن نے دین کا گیسو سنوارا ہے

کہا عباسؑ نے کافی ہوں اس لشکر پہ میں تنہا
مگر افسوس مولاکو نہیں لڑنا گوارا ہے

گئے ہیں مثلِ حیدرؑ جھومتے عباسؑ میداں میں
لب دریا وہ دیکھو جنگ خیبر کا نظارہ ہے

تڑپتی ہیں ابھی صدیوں سے موجیں ہوکے شرمندہ
کہ اک پیاسے نے پانی علقمہ کے منھ پہ مارا ہے

نظر آتا ہے عکس روضۂ عباسؑ پانی پر
عجب نقش وفادریا کے سینے پر ابھارا ہے

صدائے الاماں گونجی ترائی کی فضاؤں میں
نظر ڈالی جہاں تک شیر نے خالی کنارہ ہے

نبیؐ کا پڑھ کے کلمہ کس طرح ابن انس تونے
سناں ہمشکل پیغمبرؐ کے سینے میں اتارا ہے

مسلماں شام وکوفہ کے بلا گوروکفن رن میں
دمکتی ریت کے اوپر محمدؐ کا دلارا ہے

سرِ شبیرؑ قرآں پڑھ رہا ہے نوک نیزہ پر
یزید اب تو ہی بتلاکون جیتا کون ہارا ہے

شرف حاصل ہوا مداحئ آلِ پیمبرؐ کا
بلندی پر تری شمشیرؔ قسمت کا ستارہ ہے

❁❁❁

سلام

جناب سید فیضان حسین رضوی صاحب شمومؔ لکھنؤ

وطن سے دور جو ایماں پہ جان دیتے ہیں
انہیں کو لوگ دلوں کے مکان دیتے ہیں

نبیؐ کی امت بیجاں کو جان دیتے ہیں
برستے تیروں میں اصغرؑ اذان دیتے ہیں

نہ کیوں ہو شکر کے سجدے میں حسرت عباسؑ
حسینؑ لشکرِ دیں کا نشان دیتے ہیں

زبان طالب بیعت کی پھر کھلے کیسے
شکست ظلم کو جب بے زبان دیتے ہیں

فدک کے چھیننے والوں کی خونہیں بدلی
عدالتوں میں بھی جھوٹے بیان دیتے ہیں
درحسینؑ پہ ہندوبھی کیوں نہیں آئیں
سخی ہیں مانگنے والون کو دان دیتے ہیں
بدل بدل کے نئے بھیس ظلم آتا ہے
قدم قدم پہ حسینؑ امتحان دیتے ہیں
جہاں صبرورضا کو حسینؑ ابن علیؑ
نئی زمیں نیا آسمان دیتے ہیں
خود اپنی پیاس کی شدت کو بھول جاتے ہیں
دہن میں شہ کے جو اکبرؑ زبان دیتے ہیں
بناکے اپنے تبسم کو شاہکار جہاد
برستے تیروں میں اصغر اذان دیتے ہیں
تصورات میں ہوتے ہیں جب بہتر چاند
شمومؔ فکر سخن کو اڑان دیتے ہیں

❁❁❁

آئین شہادت

جناب عظیم جاہ شجیعؔ شاہزادہ دکن

قائد سجدہ گزاران محبت ہے حسینؑ
معنی صبر ہے مفہوم شہادت ہے حسینؑ
بزم ہستی میں پیمبرؐ کی امانت ہے حسینؑ
ناز پروردۂ آغوش رسالت ہے حسینؑ

موت کی شان دکھانے کے لئے پالا تھا
جانِ اسلام بچانے کے لئے پالا تھا

جوہے توحید کا دنیا میں سہارا وہ حسینؑ
جس کو اسلام نے مشکل میں پکارا وہ حسینؑ
موت غربت کی ہوئی جس کو گوارہ وہ حسینؑ
شرع کی زیست بنا جس کا اشارہ وہ حسینؑ

ناخدائی کے مقدر کو سنوارا جس نے
تہ پہ بیٹھی ہوئی کشتی کو ابھارا جس نے

جس نے تقسیم کیا درد کا جوہر وہ حسینؑ
آج تک جس کی حکومت ہے دلوں پر وہ حسینؑ
چن کے لایا تھا مجاہد جو بہتر وہ حسینؑ
سرخروجس سے ہوا دین پیمبر وہ حسینؑ

ابر باطل کا چھٹا حق کا ستارہ چمکا
چھپ گیا تھا جو نگاہوں سے دوبار چمکا

کی عطا جس نے شریعت کو جوانی وہ حسینؑ
لفظ اسلام میں ہے جس کی کہانی وہ حسینؑ
جس نے پتھر کے جگر کردیئے پانی وہ حسینؑ
جس کی ہر قوم میں ہے مرثیہ خوانی وہ حسینؑ

حسن صورت ہے جمال اور جلالی جس کا
صبر ہے صفحۂ ہستی پہ مثالی جس کا

جوخموشی سے بھی طوفان اٹھاسکتا تھا　　جس کا اک لفظ مخالف کو مٹا سکتا تھا
دشت میں خون کا دریا جو بہاسکتا تھا　　موت کی نیند زمانہ کو سلاسکتا تھا

ذہن انساں میں رہا جانِ لطافت بن کر
سوگیا خون کے بستر پہ قیامت بن کر

صحن مسجد میں بڑھادامن زہراؑ میں پلا　　جو خود اپنے ہی بتائے ہوئے رستہ پہ چلا
جس کو بچپن ہی سے تھا ولولۂ کرب وبلا　　ظلم پر ظلم سہے بات سے اپنی نہ ٹلا

مرکز کفر کی بنیاد ہلادی جس نے
دین کی بگڑی ہوئی بات بنادی جس نے

جو ہے زینت گہِ اور رنگ جلالت وہ حسینؑ　　جس کی تخلیق ہے آئین شرافت وہ حسینؑ
جس کی مرضی ہے ہم آواز مشیت وہ حسینؑ　　جس کے ماتم سے ہے نبضوں میں حرارت وہ حسین

حُسن اخلاق کا پیغام ہے جس کی مجلس
گرمی محفل اسلام ہے جس کی مجلس

❁❁❁

مسدس

جناب احمد شجاعؔ صاحب

جب تختِ شام پر متمکن ہوا یزید　　دیکھا زمانے نے اثر دورِ ناسعید
احکامِ شرع پاک کی مٹی ہوئی پلید　　ہونے لگے ہر ایک طرف ظلم ناشنید

چھائیں فضامیں ظلمتیں فسق وفجور کی
کافور روشنی ہوئی اللہ کے نور کی

سب حامیانِ شرعِ متیں رہبران دیں　　بے کار وبے نوا وسرافگندہ برزمیں
حیرت میں تھے کہ کس کو کریں دین کا امین　　ہے کون جو ہو آج محمدؐ کا جانشیں

دیکھا تو اک مدینہ پر جاکر نظر پڑی
واں فاطمہؑ کے نورِ نظر پر نظر پڑی

لکھا کہ آج شام میں آفت کا وقت ہے امت پہ تیری آج مصیبت کا وقت ہے
اسلام نزع میں ہے قیامت کا وقت ہے آ اے حسینؑ تیری رفاقت کا وقت ہے
گر آج تو نہ آیا تو اسلام مٹ گیا
نانا کا تیرے نام تو کیا کام مٹ گیا

خط پڑھ کے بیقرار ہوا فاطمہؑ کا لال اسلام اور نزع میں؟ یہ کیا ہے قیل وقال
ابنِ علیؑ کی زیست میں اسلام کو زوال یہ زندگی وبال ہے یہ زندگی وبال
لکھا کہ آ رہا ہے محمدؐ کا جانشیں
اب ان کے دینِ پاک کو خطرہ کوئی نہیں

پھر قافلہ امام زمین کا رواں ہوا ہر اہل دل فدائے رہِ کارواں ہوا
تھے راہ میں کہ ماہِ محرم عیاں ہوا دیکھا اسے تو پیرو جواں نوحہ خواں ہوا
تھا جس کا انتظار وہ تقدیر دیکھ لی
ابنِ علیؑ کے قتل کی تحریر دیکھ لی

وہ وقت بھی ہے یاد تجھے اے مہہ منیر تھے درپے شہادت خیرالوریٰ شریر
مکے میں ہوگیا تھا بپا حشر داروگیر شاہِ امم کی ذات تھی اور حضرت امیرؑ
اس وقت دو تھے آج اکیلا حسینؑ ہے
یارب ہو خیر فاطمہؑ کا نورِ عین ہے

جب بیکسوں کا قافلہ آیا سرفرات دیکھا کہ فوجِ کفر لگائے ہوئے ہے گھات
ہیہات کیوں نہ ٹوٹ گئے ظالموں کے ہات وہ بات کی کہ کہنے کی ہرگز نہیں ہے بات
بٹہ لگایا دین محمدؐ کے نام کو
ٹکرے کیا حسینؑ علیہ السلام کو

اب فاطمہؑ کے لال کے رحمت قریب ہے ناموس سرمدی کی شہادت قریب ہے
وقت وداع شافع امت قریب ہے جنت کے بادشاہ سے جنت قریب ہے
ہے خاتمہ قریب امام زینب کا
بجھنے کو ہے چراغ خدا کے حبیب کا

یہ دودمان پاک ہو اس طرح سے تباہ اس کی رضا کے سامنے کس کو مجال آہ
اللہ رے تیرا عشق ترے عشق کا نباہ صلوات تجھ پہ واہ محمدؐ کے لال واہ

عشق خدا کی راہ میں تو سر تو کھوسکا
نبیوں کا کام آج فقط تجھ سے ہوسکا

اب دشتِ کربلا میں بلاؤں کا ہے نزول — اجسام پاک اور لکدکوب صدخیول
حیران وبے قرار جگر گوشۂ بتولؑ — فرشِ زمیں پہ گریہ کناں عابدؑ ملول
ارماں نکل رہا ہے یزیدِ پلید کا
نوکِ سناں پہ سر ہے حسینؑ شہید کا

کیوں کر بیاں ہوں ظالموں کی چیرہ دستیاں — حق کے مقابلے میں وہ باطل پرستیاں
نشّے میں فتح کفر کے ان کی وہ مستیاں — افسوس زیرِمشقِ ستم تھیں وہ ہستیاں
جوضامنِ شفاعتِ خیرالانام تھیں
بعد ازنبی، نبیؐ کی وہ قائم مقام تھیں

وہ ظلم ڈھائے آل محمدؐ کی ذات پر — دل خوں فشاں ہے آج تک ان سانحات پر
طوفانِ قہر عاجزوں کی بات بات پر — امت کاہاتھ سیدوں کی محرمات پر
ان ظالموں کے ہاتھ سے وہ بے ردا ہوئیں
جوپردہ دارِ امتِ خیرالوریٰ ہوئیں

بیکس غریب ظلم کے پالے پڑے ہوئے — آنکھوں میں حلقے پاؤں میں چھالے پڑے ہوئے
پابندقید خانہ کے لالے پڑے ہوئے — گردن میں طوق وبند کو ڈالے پڑے ہوئے
وہ تین دن کی پیاس کہ جینا محال تھا
پسماندگانِ ختم رسلؐ کا یہ حال تھا

اس سال سے یہ قافلۂ آل مصطفیؐ — سوئے دمشق حکمِ شمر سے رواں ہوا
گھوڑوں پہ فوج آلِ محمدؐ پیادہ پا — سادات بے عباوقبا پردہ وردا
وہ ضعف ایک ایک قدم پر کھڑے ہوئے
چلتے تھے پرزمیں میں تھے پاؤں گڑے ہوئے

اس پر یہ حکم ان کا بھگاتے ہوئے چلو — نوکِ سناں سے ان کو ہنکاتے ہوئے چلو
ناموسِ مصطفیؐ کو ستاتے ہوئے چلو — ان کو گراگرا کے اٹھاتے ہوئے چلو
کیا ظلم کی یہ بات ہے یہ ظلم وہ کریں
جو ان کے جدِ پاک کے مذہب کا دم بھریں

مرتے ہیں سب حسینؑ سامرنا کسے نصیب — عشقِ خدا میں سر کو دیا واہ رے نصیب
گھر بارراہِ حق میں لٹایا زہے نصیب — فوجِ یزید کے تھے مگر کیا برے نصیب

نیزے پہ اس کے سر کو چڑھایا غضب کیا
یوں جنگلوں میں ان کو پھرایا غضب کیا

حیرت ہے کیسے صاحب ایمان تھے یہ لوگ
شاید برائے نام مسلمان تھے یہ لوگ
انکار عقل کو ہے کہ انسان تھے یہ لوگ
ایمان کہہ رہا ہے کہ شیطان تھے یہ لوگ
آل نبیؐ کو دیکھ کر اس غم میں مبتلا
اک شخص کے بھی دل میں نہ محشر ہوا بپا

واں شوخیاں تو دیکھئے دربارِ شام کی
آرائشیں دمشق کے دیوار وبام کی
بزم طرب ہے دور میں گردش ہے جام کی
آتی ہے لاش سید خیرالانام کی
کیا رونقیں ہیں چہرۂ شمر ویزید پر
کتنی خوشی ہے مرگِ حسینؑ شہید پر

مسند پہ ہے یزید ستمگار اک طرف
صف بستہ فوجِ کفر کے سالار اک طرف
ناموسِ مصطفیؐ سردربار اک طرف
زنجیر بستہ عابدؑ بیمار اک طرف
اوربیچ میں بنوکِ سناں ہے سرِ حسینؑ
امت کے ہاتھوں ایسی ہوئی خاطر حسینؑ

اب کیا لکھیں کہ آل محمدؐ پہ کیا ہوا
سب جانتے ہیں شام میں جو ماجرا ہوا
قربانیوں کی ان کی مگر یہ صلاہوا
ہے لوحِ آسمان وزمیں پر لکھا ہوا
وہ بانیانِ ظلم تو ناپید ہوگئے
مرکر حسینؑ زندۂ جاوید ہوگئے

یارب بحقِ خونِ شہیدانِ کربلا
وہ قلب ان کی امتِ عاصی کو کرعطا
جس میں ہو فوجِ کفر سے لڑنے کا حوصلہ
جو سنتِ حسینؑ وحسنؑ کو کرے ادا
کٹ جائے سرنہ کفر کے آگے مگر جھکے
تیرے سوا کسی کے بھی آگے نہ سرجھکے

❁❁❁

سلام

جناب شفقت کاظمی صاحب

میری نظر کا نور مرے دل کا چین ہے
وہ مرد جس کا اسمِ گرامی حسینؑ ہے
خود وہ بھی ہے دلوں پہ حکومت کئے ہوئے
مانا کہ باپ فاتح بدر وحنین ہے

جوتشنہ لب شہید ہوئے بر لب فرات آفاق میں انہیں کے لئے شوروشین ہے
محشر میں کیا حضور کو وہ منھ دکھائے گا جو بدنصیب مانعِ ذکر حسینؑ ہے
کوفی ہوئے ہیں اس کے مٹانے پہ مستعد گلزارِ ہست، بود کی جو زیب وزین ہے
ذکر حسینؑ پاک ہے میری زبان پر اللہ کا کرم ہے محمدؐ کی دین ہے
اس کے سوا کسی کا سہارا نہیں مجھے شفقتؔ مری نجات کا ضامن حسینؑ ہے

❁❁❁

سلام

جناب ڈاکٹر سخاوت علی صاحب شوخؔ اکبر آبادی

نہ تھے تم جیسے انصار پیمبرؐ کربلا والو وفاداری میں تم تھے مثلِ حیدرؑ کربلا والو
زہے شانِ شجاعت تم بہتّر کربلا والو کئے زیروزبر لشکر کے لشکر کربلا والو
تمہاری سعیٔ بے پایاں کا کب احساس ممکن ہے خدا مشکور ہے اللہ اکبر کربلا والو
یہی ہے راستہ جنت کا سیدھا یہ بتانے کو گئے تم کربلا کی راہ ہوکر کربلا والو
تمہارا قافلے کا قافلہ بے سر جب آئے گا بپا اک حشر ہوگا روزِ محشر کربلا والو
تمہارا سر رکھا سبط نبیؐ نے اپنے زانو پر ہواکس کا تمہارا سا مقدر کربلا والو
تمہارا ایک ایک نقشِ قدم خضر طریقت ہے تمہاری راہ ہے دنیا کی رہبر کربلا والو
محبت میں شہ تشنہ گلوکی مرگئے پیاسے تمہیں روئیں گے سب تاروز محشر کربلا والو
بلالو شوخؔ کو بھی اپنے قدموں میں تو جی جائے بہت بے چین ہے اب جانِ مضطر کربلا والو

❁❁❁

سلام

شور بھارتی صاحب فیض آبادی

غم ہم نے لیا ہے جو محبت کا صلہ ہے اور عیش زمانے کے لئے چھوڑ دیا ہے
دانش کدۂ دہر میں غم کتنے ہیں جس کو ہر زخم کا مرہم ہے تو ہر دل کی دوا ہے
ہے بس یہی غم خواب براہیم کی تعبیر اس غم ہی سے روتا ہوا انسان ہنسا ہے
اس غم ہی کی برکت نے یہ اعجاز دکھایا اسلام کی رگ رگ میں لہو دوڑ رہا ہے

ہر شاخ ہے گلبار معطر سی فضا ہے ۔۔۔ سنکی ہوئی کچھ آج گلستاں کی ہوا ہے
مستی کا یہ عالم کہ شجر جھوم رہے ہیں ۔۔۔ نغمات سے لبریز ہر ایک موج صبا ہے
اک صف میں نظر آنے لگے میکش و زاہد ۔۔۔ ہر ایک پہ اب تو در میخانہ کھلا ہے
بیٹھے ہیں قدح نوش پرے اپنے جمائے ۔۔۔ ساقی سے ہر اک جام ولا مانگ رہا ہے
اے ساقئ میخانہ ذرا جام ادھر بھی ۔۔۔ دیوانہ کہاں جائے کہ گھنگھور گھٹا ہے
جس سمت نظر اٹھتی ہے سرخی وفا ہے ۔۔۔ شاید کہ چمن میں گل عباسؑ کھلا ہے
شبیرؑ پہ خالق کی یہ مخصوص عطا ہے ۔۔۔ عباسؑ سا بھائی کسے دنیا میں ملا ہے
عباسؑ کو معصوم تو کہتے نہیں لیکن ۔۔۔ دامان وفا سرحد عصمت سے ملا ہے
کیونکر نہ بنے قوت بازوئے حسینؑ ۔۔۔ عباسؑ تو حیدرؑ کی تمنا ہے دعا ہے
یہ فضل خدا ہے کہ نصیری کے خدا نے ۔۔۔ بیٹا بھی وہ پایا جو وفاؤں کا خدا ہے
لب ملتے ہی تازہ ہوا وحدت کا تصور ۔۔۔ عباسؑ کا جس نے بھی کہیں نام لیا ہے
عباسؑ علمدار کے بہتے ہوئے خوں سے ۔۔۔ پانی پہ لکھی آج بھی تاریخ وفا ہے
رک سکتا نہیں شیر علیؑ نہر سے پہلے ۔۔۔ بڑھتا ہوا طوفاں کہیں روکے سے رکا ہے
ہوں آخری لمحات بھی اک جہد مسلسل ۔۔۔ عباسؑ نے جاں دے کے ہمیں درس دیا ہے
اے بازوئے شبیرؑ ذرا جلد خبر لے ۔۔۔ مدت سے ترا شورؔ مصائب میں گھرا ہے

❖❖❖

سلام

جناب شورش صاحب کاشمیری

قرنِ اول کی روایت کا نگہدار حسینؑ ۔۔۔ بسکہ تھا لختِ دلِ حیدر کرار حسینؑ
عرصۂ شام میں سی پارۂ قرآن حکیم ۔۔۔ وادئ نجد میں اسلام کی للکار حسینؑ
سرکٹانے چلا منشائے خدا وند کے تحت ۔۔۔ اپنے نانا کی شفاعت کا خریدار حسینؑ
کوئی انسان کسی انساں کا پرستار نہ ہو ۔۔۔ اس جہاں تاب حقیقت کا علمدار حسینؑ
ابوسفیان کے پوتے کی جہانبانی میں ۔۔۔ عزتِ خواجۂ گیہاں کا نگہدار حسینؑ
کرۂ ارض پہ اسلام کی رحمت کا ظہور ۔۔۔ عشق کی راہ میں تاریخ کا معمار حسینؑ

جان اسلام پہ دینے کی بنا ڈال گیا
حق کی آواز صداقت کا طرفدار حسینؑ

وائے یہ جور جگر گوشۂ زہراؑ کے لئے
ہائے نیزہ کی انی پر ہے جگردار حسینؑ

دینِ قیّم کے شہیدوں کا امامِ برحق
حشر تک امتِ مرحوم کا سردار حسینؑ

ہرزمانے کے مصائب کو ضرورت اس کی
ہرزمانے کے لئے دعوتِ ایثار حسینؑ

کربلا اب بھی لہورنگ چلی آتی ہے
دورِ حاضر کے یزیدوں سے ہے دوچار حسینؑ

❁❁❁

سلام

مولانا مرزا محمد اشفاق صاحب شوقؔ لکھنوی

مجلس شبیرؑ میں جو شخص روسکتا نہیں
پائے وہ جنت کا پروانہ یہ ہوسکتا نہیں

جس طرح سوئے شب ہجرت علی مرتضیٰ
کوئی یوں سائے میں تلواروں سے سوسکتا نہیں

اے مسلماں کچھ تو ظاہر ہو غم شہ کا اثر
چشم ترکرلے اگر دامن بھگو سکتا نہیں

وجہ خلقت ہے ہماری ماتم سبط رسول
ہم نہ روئیں شاہ کے غم میں یہ ہوسکتا نہیں

یادِ شہ میں رات دن شام وسحر روتا ہوں میں
بحرِ عصیاں حشر میں مجھ کو ڈبو سکتا نہیں

چن کے مژگاں نے رکھے رومال زہراؑ کے لئے
جوہری ان موتیوں کو توپروسکتا نہیں

واحسینا کی صدائیں گونجتی ہیں روزوشب
دشمنِ سرورؑ اسی انجمن میں سوسکتا نہیں

جس طرح سجادؑ نے آنسو بہائے عمر بھر
اس طرح یادِپدر میں کوئی رو سکتا نہیں

حیف آنکھوں سے نہ دیکھا شوق یہ عہد انیسؔ
اب پلٹ کر آئے پھر سورج یہ ہوسکتا نہیں

❁❁❁

سلام

جناب شوقؔ صاحب بہرائچی

کعبہ ہو یا کہ بت کدہ دونوں میں فرق ہی ہے کیا
یہ بھی ہے تیرا نقش پاوہ بھی ہے تیرا نقش پا

بوہے تیر کی ختن ختن، عشق ترا چمن چمن
ذکر ترا عدن عدن توہے وہ دربے بہا

کون ومکاں کی زیب وزین اہل ولا کے دل کا چین
تیرے ہی دم سے ہے حسینؑ رونقِ دین مصطفیؐ

پیچ نکل نکل گئے، نظم بدل بدل گئے
لوگ سنبھل سنبھل گئے، نام جو تیرا لے لیا

بھوک میں گل فشانیاں، پیاس میں خوش بیانیاں
جس پر فدا جوانیاں، پیری میں ہے وہ حوصلہ

طبع کو کرنہ ڈانواں ڈول سبط نبی کا غم نہ تول
اس پہ نہ ہوگا کنٹرول دشمن ابن مرتضیٰ

پر ہے مقام تحت وفوق، بیٹھے ہوئے ہیں اہل ذوق
نغمۂ نوسنا دو شوقؔ، ہے جو ہراک کا مدعا

❖❖❖

سلام

جناب سید علی اشتیاق صاحب شوقؔ، نیموتنوی (ادرئی)

واقعات کربلا پر کان دھرنا چاہیے
اتباعِ اسوۂ شبیرؑ کرنا چاہیے

نرغۂ اعداء دیں ہو یا مصیبت کا ہجوم
بندگیٔ خالق کونین کرنا چاہیے

مبتلائے رنج وغم ہونے پہ شکوہ ہے عبث
شکر کرنا چاہئے اور صبر کرنا چاہیے

گرچہ خنجر ہوگلے پر سچ ہمیشہ بولئے
جان جاتی ہو تو جائے حق پر مرنا چاہئے

چھوڑ کر باطل پرستی حق پرستی سیکھئے
قہر سے اللہ کے ہروقت ڈرنا چاہئے

گھر لٹا یا سرکٹایا حضرت شبیرؑ نے
راہِ حق میں یوں قدم ہم سب کو دھرنا چاہئے

کرلیا راضی خدا کو حضرت شبیرؑ نے
امتحاں میں ہم کو بھی پورا اترنا چاہئے

تھے بہتّر کربلا میں کام کیا کیا کرگئے
خون قلت کا دلوں سے دور کرنا چاہئے

چھوڑ کر کفر وضلالت چھوڑ کر فسق وفجور
نورایمانی سے روشن دل کو کرنا چاہئے

کفر دنیا سے مٹادو قوت ایمان سے
اور اور غرقاب فنا ہوکر ابھرنا چاہئے

ہیچ ہے دنیا کی دولت یہ نہیں وجہ نجات
دولت ایماں سے بس دامن کو بھرنا چاہئے

ایک دن مرنا ہے سب کو موت آئے گی ضرور
عاقبت کا کچھ نہ کچھ سامان کرنا چاہئے

❖❖❖

سلام

جناب شوکتؔ ایوبی مبارکپور، ضلع اعظم گڈھ یوپی

بن گیا ناصرنبی کا لاڈلا اسلام کا
ورنہ ہوجاتا یقیناً خاتمہ اسلام کا

تشنہ لب ہیں علقمہ پر اہل بیتؑ مصطفیٰ
یالبِ دریا ہے پیاسا قافلہ اسلام کا

بند کی ہیں شاہ پر راہیں یزید نحس نے
کفر نے روکا ہے گویا راستہ اسلام کا

ہے سپاہ شام کے نرغے میں جانِ فاطمہؑ
یا حوادث میں ہے ظلمت کی دیا اسلام کا

پیش گر بروقت کردیتا نہ گردن بے زباں
حرملہ کے تیر سے چھدتا گلا اسلام کا

شمر کے خنجر تلے ہے گردن سبطِ رسولؐ
یا کہ زیرِ تیغ باطل ہے گلا اسلام کا

اے شہید راہِ خالق اے ذبیح کربلا
تیری قربانی میں تھا راز بقا اسلام کا

شاہ کے انکار بیعت نے یہ ثابت کردیا
سرِدرِ باطل پہ جھکنے سے رہا اسلام کا

کربلا میں تھی بظاہر جنگ شبیرؑ ویزید
اصل میں وہ رن پڑا تھا، کفر کا اسلام کا

کربلا کے فاتح اعظم کے شوکتؔ فیض سے
آج ہراک دل پہ ہے سکہ جما اسلام کا

❖❖❖

سلام

جناب شوکت تھانوی صاحب

دردِ حسرت اور ہے صحرائے غربت اور ہے
رنج سب کے اور ہیں شہؑ کی مصیبت اور ہے

خاک وخوں میں لوٹتا ہے ایک شاہ تشنہ کام
کربلا کیا اب بھی دل میں کچھ کدورت اور ہے

اک مسافر سے زمانہ برسر پیکار ہے
کیا ستم کی اس سے بڑھ کر بھی کدورت اور ہے

ہاتھ کرتے ہو قلم تھوڑے سے پانی کے لیے
ظالموں اس سے بھی بڑھ کر کیا شقاوت اور ہے

آگے عونؑ و محمدؑ رن میں ماں کو چھوڑ کر
کیا کسی کمسن کے دل میں اتنی جرأت اور ہے

ظاہراً مظلوم سے معلوم ہوتے ہیں حسینؑ
غور سے دیکھے جو کوئی تو حقیقت اور ہے

ملکِ دنیا سے کہیں پائندہ ہے ملک بقا
باغِ شدّاد اور ہے گلزار جنّت اور ہے

شمر یوں غربت زدہ سے کوئی لڑتا ہے کبھی
اے ستم ایجاد ہمت کرکہ ہمت اور ہے

حرتمہیں رن کی طرف کچھ اور بڑھنا چاہئے
سامنے ہے خلد تھوڑی سی مسافت اور ہے

خارزار کربلا ہے آج تک دنیائے دوں
ہوبہو عالم وہی ہے صرف صورت اور ہے

جانشیں شمر لعیں کے ہیں بہت سے آج بھی
جانشین شاہؑ کی ہم کو ضرورت اور ہے

❖❖❖

سلام

جناب شہابؔ کاظمی صاحب، امریکہ

کچھ ثنائے شاہ میں کچھ مدح حیدر میں کٹی
آج کی شب پھر خیابانِ پیمبرؑ میں کٹی

اول شب چاند جب دیکھا کبھی شعبان کا
رات پھر ساری خراجِ دیدۂ تر میں کٹی

شافعِ محشر کی مدحت نے ہمیں فرصت نہ دی
اور ہوں گی عمر جن کی فکرِ محشر میں کٹی

مدح حیدرؑ کا تقاضا تھا کہ ہوتی عمرِ خضرؑ
عمر دودن کی بیانِ فتح خیبر میں کٹی

زندگی بھر مدحتِ آل علیؑ کرتے رہے
خیر سے محشر میں گذری چین سے گھر میں کٹی

ہوتے ہوتے رہ گئے جبرئیل کے شہپر قلم
شہ رگِ باطل علیؑ کے ہاتھ خیبر میں کٹی

حاسدوں کے دل بھی ٹکڑے ہوگئے خندق میں جب
گردنِ عَمرو ابن وداک ضرب حیدرؑ میں کٹی

اس کے آگے خلد کی خوش منظری کا ذکر کیا
جس کی ایک ساعت بھی دید قبر سرور میں کٹی

عمر بھر سینچا کئے اشکِ غمِ شبیرؑ سے
فصلِ سعیِ خلد آخر کار محشر میں کٹی

یہ نہ لیلیٰ سے کوئی پوچھے کہ شب عاشور کی
کیوں سحر تک شانۂ گیسوئے اکبرؑ میں کٹی

کچھ محلِ شکرِ خالق کم نہ تھا یہ بھی شہابؔ
زندگانی جیسے لکھی تھی مقدر میں کٹی

❖❖❖

سلام

جناب محرم علی صاحب شہرتؔ نوگانوی

حسینؑ جلوۂ حق نورِ کبریا تم ہو
حسینؑ لختِ دل وجانِ مصطفیٰ تم ہو

حسینؑ قلب علیؑ روحِ سیدہ تم ہو
حسینؑ کون بتائے تمہیں کہ کیا تم ہو
حسینؑ مصلحتِ دین کبریا تم ہو

حسینؑ دینِ پیمبر کا ارتقا تم ہو
حسینؑ جانِ کساء شان ہل اتی تم ہو

حسین کرب وبلا تم مباہلہ تم ہو

رسول و خالقِ عالم کا مدعاتم ہو
حسینؑ مصلحتِ دینِ کبریا تم ہو

تمہارے نام سے ہے آج بھی خدا کا وجود نہ ہوتے تم تو جدا ہوتی منزل معبود
تمہیں سے دائم وقائم ہیں یہ قیام وسجود
قسم خدا کی صداقت کا راستہ تم ہو
حسینؑ مصلحتِ دینِ کبریا تم ہو

رُخِ رسول دوعالم کی آبروتم ہو نگاہِ فاطمہ زہراؑ کی جستجو تم ہو
زبانِ ساقئ کوثر کی گفتگوتم ہو
کتاب خالقِ اکبر کا آئینہ تم ہو
حسینؑ مصلحتِ دینِ کبریا تم ہو

ورق ورق پہ تمہارا ہے تذکرہ موجود سوا تمہارے نہیں کوئی دوسرا موجود
یقیں کروکہ یہ ہے مصحف خداموجود
تمہارا عکس ہے دیں عکس مصطفیؐ تم ہو
حسینؑ مصلحتِ دینِ کبریا تم ہو

تمہیں ہو دین تمہیں سے ہے دین حق کو ثبات شعورِ ذات خدا و نبی تمہاری ذات
بتارہی ہیں یہ قرآن پاک کی آیات
مزاج سورۂ اخلاص وہل اتی تم ہو
حسینؑ مصلحتِ دینِ کبریا تم ہو

خدا کا دین بنادین کی پناہ بنا بقولِ خواجۂ اجمیر بادشاہ بنا
تمہارا نام ہی بنیادِ لاالہٰ بنا
بجاہے کلمۂ توحیدکی بقاتم ہو
حسینؑ مصلحتِ دینِ کبریا تم ہو

تمہیں سے رہ گیا قائم وقار آدم کا تمہیں سے نام چلا ہے رسولؐ اکرم کا
خطاب پایا ہے تم نے ذبیحہ اعظم کا
وقارِ خونِ شہیدانِ کربلا تم ہو
حسینؑ مصلحتِ دینِ کبریا تم ہو

ستون دینِ پیمبر ہیں تم سے مستحکم بنے ہو تم ہی توبنیادِ قصر شاہ امم

تمہاری ذاتِ گرامی ہے رازدارِ حرم
مدینہ تم ہو نجف تم ہو کربلا تم ہو
حسینؑ مصلحتِ دینِ کبریا تم ہو

تمہارا عزم جواں ہے تمہارا نام بلند — تمہاری شان بڑی ہے تمہارا کام بلند
تمہارا دونوں جہاں میں رہا مقام بلند
ابوترابؑ ہو تم اور مصطفیؐ تم ہو
حسینؑ مصلحتِ دینِ کبریا تم ہو

تمہارا نانا بھی معصوم اور مادر بھی — پدر بھی لختِ دل وجاں بھی اور برادر بھی
تمہیں ہو عصمت ومعصومیت کا پیکر بھی
درست ہے کہ طہارت کی انتہا تم ہو
حسینؑ مصلحتِ دینِ کبریا تم ہو

ہے تم پہ امن دوعالم کا انحصار حسینؑ — ہر ایک ٹوٹے ہوئے دل کا ہو قرار حسینؑ
تمہیں تو ہوید قدرت کا شاہکار حسینؑ
حَسیں مرقع وتصویرِ دلرُبا تم ہو
حسینؑ مصلحتِ دینِ کبریا تم ہو

❖❖❖

سلام

جناب شہزاد احمد صاحب

وعدہ کرکے بھی نہیں ساتھ نبھانے والے — کتنے بیدرد ہیں یہ لوگ زمانے والے
اہل کوفہ نے بلایا تو چلے آئے ہیں — کیسے سادہ ہیں محمدؐ کے گھرانے والے
رحم کرتے ہیں تو اس کی بھی نہیں حد کوئی — کسی سفاک کو خاطر میں نہ لانے والے
فیصلہ آپ کریں، آپ کو کرنا کیا ہے — آپ پر چھوڑتے ہیں شمع بجھانے والے
ظلم کے تیروں سے چھلنی ہیں حسینؑ ابن علیؑ — غلبۂ کفر سے دنیا کو بچانے والے
ظلم کرنے پہ تلی بیٹھی ہے دنیا ساری — اور ہم لوگ فقط سوگ منانے والے
عرصۂ دہر میں باقی نہیں رہتا کچھ بھی — خاک ہوجاتے ہیں خیموں کو جلانے والے

کس کو معلوم کہ دن بھر کے تھکے ہارے ہوئے
شام کو اپنے لہو میں ہیں نہانے والے

کیا بتائیں تجھے کیا چیز ہے یہ تشنہ لبی
خشک ہوجاتے ہیں دریا نظر آنے والے

جو بچاتے نہیں کل کے لیے اک دانہ بھی
وہی درویش ہیں عقبیٰ کے خزانے والے

درمولا پہ پڑے ہیں تو بڑے ہیں شہزادؔ
یہ پرندے نہیں اڑ کر کہیں جانے والے

❁❁❁

سلام

جناب شہید یار جنگ شہیدؔ حیدر آباد دکن

یہ کون بیٹے کی میت اٹھا کے لاتا ہے
قدم خلیل سے بندے کا ڈگمگاتا ہے

غضب ہے سینۂ شبیرؑ پر ہوشمر شقی
نبی کا دوش مسلماں کو یاد آتا ہے

حرم حسینؑ کو رونے نہ پائیں دنیا میں
یہ ذکر آج زمانہ کو خوں رلاتا ہے

سناں جو سینۂ اکبرؑ سے کھینچتے ہیں حسینؑ
دل حسینؑ نہیں عرش تھرتھراتا ہے

رباب خواب میں بھی ہاتھ یوں ہلاتی ہے
کہ جیسے بچے کا جھولا کوئی جھلاتا ہے

حسینؑ لاش پہ اصغرؑ کی ڈال دیجے عبا
ملائکہ کی عبادت میں فرق آتا ہے

اسی پہ بھیجتا ہے کبریا سلام ودرود
جو نوک نیزہ پر پیغام حق سناتا ہے

خیال آتا ہے پھر کربلا کا رہ رہ کر
شہیدؔ آؤ چلیں پھر کوئی بلاتا ہے

❁❁❁

سلام

مولانا صبغۃ اللہ صاحب شہیدؔ، انصاری فرنگی محلی لکھنؤ

جوگریہ بہر شہ تشنہ کام کرتا ہوں
نئے مراد سے لبریز جام کرتا ہوں

درود پڑھتے ہیں لکھتے ہیں کاتبانِ عمل
وہ نام ورد میں ہرصبح وشام کرتا ہوں

شہید تشنہ وبیکس حسینؑ ابن علیؑ
جواب دیجئے مولا سلام کرتا ہوں

وہ آپ کا رخِ پُرخون وزلف رنگیں ہے
کہ جس کی یاد میں ہر صبح وشام کرتا ہوں

بروز حشر مقدر میں سرخروئی ہے
کہ ہر شہید کا میں احترام کرتا ہوں

زباں سے آہ نکلتی ہے آنکھ سے آنسو
جو یادِ سرورِ عالی مقام کرتا ہوں

خیال بھولے سے آتا نہیں ہے جنت کا
جو کربلا و نجف میں قیام کرتا ہوں

سوائے اک دلِ پرخوں نصیب ہی کیا ہے
سو نذر دلبر خیرالانام کرتا ہوں

ملیں گے ساقیِ کوثر سے مجھ کو جام پہ جام
کہ اہلبیتؑ کا میں احترام کرتا ہوں

مرادیں میری برآئیں غم و ملال ہوں دور
توسل آپ سے میں یا امام کرتا ہوں

جو دل جلاتا ہوں گریۂ کربلا سے شہیدؔ
سمجھ لو آتشِ دوزخ حرام کرتا ہوں

❁❁❁

سلام

جناب شہیدؔ صفی پوری صاحب

ثبات عشق رہا کارساز کیا کہنا
کنارِ موت میں ذوقِ نماز کیا کہنا

سمٹ کے رہ گئی باطل کی ظلمت افزائی
ترا جمالِ حقیقت طراز کیا کہنا

مفادِ دہر کو ترجیح اپنی ذات پہ دی
حسینؑ مایہ نگہِ امتیاز کیا کہنا

نہ حرص جاہ و حشم تھی نہ دہشت باطل
یہ عزمِ دل، یہ دلِ بے نیاز کیا کہنا

ثباتِ غم سے تشدّد ہے آج بھی لرزاں
الم ہے کیا ترا جرأت نواز کیا کہنا

طریقِ کار ترا ہے کہ درس ایمانی
تری شجاعتِ آئین ساز کیا کہنا

مدار جن پہ تھا تفسیر موت و ہستی کا
بتادیئے وہ نشیب و فراز کیا کہنا

جہادِ نفس وہ تیرا وہ ہدیۂ آخر
کہ جس پہ خود ہے مشیت کو ناز کیا کہنا

شہیدؔ روحِ شجاعت ہے دردِ مظلومی
جہاں پہ کردیا افشا یہ راز کیا کہنا

❁❁❁

سلام

جناب حکیم شیدا اعظمی

جس حسینی کو مزاج کربلا معلوم ہے
گلشن جنت کا سیدھا راستہ معلوم ہے

غیر ممکن ہے شعور وسعت صبر و رضا
ہاں مگر ظلم و ستم کی انتہا معلوم ہے

وہ کسی در پر جبیں اپنی ٹکا سکتا نہیں
جس بشر کو عظمت خاک شفا معلوم ہے

نیکیوں کا حشر میں پلہ گراں ہوجائے گا
کس کو وزنِ قطرۂ اشک عزا معلوم ہے

خود سے بن سکتا نہیں کوئی ولی اللہ کا
جو ہوابعد نزول انما معلوم ہے

تم درزہراؑ کی عظمت کو نہیں پہچانتے
آسماں والوں کو شان ہل اتیٰ معلوم ہے

تیرگیٔ ظلم و کوہ امتحاں کے درمیاں
شاہ دیں کو جادۂ صبرورضا معلوم ہے

مقصد سرورؑ کیا پورا کٹا کر ہاتھ کو
ورنہ تھا کتنا بہادر باوفا معلوم ہے

کم نہیں تھا ناقۂ صالح سے فرزند رباب
شاہ نے بچہ کو کیوں دفنا دیا معلوم ہے

پوچھتی تھی یہ شب عاشور بھائی سے بہن
کون دکھیا پشت خیمہ پر خدا معلوم ہے

بادۂ حُبِ علیؑ کی دیکھیے پاکیزگی
ہم کو شیداؔ جام کوثر کا مزہ معلوم ہے

❁❁❁

سلام

جناب سید علی حسین نقوی شیداؔ

غم حسینؑ کا ہر دل پہ یہ اثر دیکھا
تڑپ اٹھا کسی مظلوم کو اگر دیکھا

بنادیا انہیں خالق نے زندۂ جاوید
جنہیں حسینؑ نے الفت سے اک نظر دیکھا

حسینؑ آپ ساپایا نہ صابر وشاکر
فلک نے عرش پہ ہم نے زمین پر دیکھا

یقیں ہے عاقبت اس کی بخیر ہوگی وہاں
یہاں حسینؑ کے روضے کا جس نے در دیکھا

حسینؑ بن کے جہاں میں نہ آیا کوئی نظر
بشر کو بنتے خدا کا پیامبر دیکھا

عجب مقام ہے میدانِ کربلا کہ یہاں
عروجِ مہریقیں بعد دوپہر دیکھا

سکون ملتا ہے تیغِ جفا کا پھل کھا کر
یہ ہم نے الفتِ شبیرؑ کا ثمر دیکھا

قدم اکھڑگئے پسپا ہوئی سپاہ ادھر
نگاہِ غیض سے عباسؑ نے جدھر دیکھا

ملی تھی دوشِ پیمبرؐ پہ کل جسے معراج
اسی حسینؑ کا نیزہ پہ آج سر دیکھا

جوابِ تیرِ سہ پہلو دیا تبسم سے
نہ ایسا دل نظر آیا نہ یہ جگر دیکھا

حرِ جری کے مقدر کا ذکر کیا شیداؔ
فلک نے بھی کہاں اس طرح کا بشر دیکھا

❁❁❁

سلام

جناب صباؔ لکھنوی صاحب

ہم سمجھ لیتے کہ ہوسکتا ہے حیدرؑ کا جواب
بزم وحدت میں اگر ہوتا پیمبرؐ کا جواب

غیر ممکن تھا خدائی بھر میں جعفر کا جواب
بازوئے حیدر دیا تو نے برابر کا جواب

کتنی جلدی تونے اے حر لے لیا گلزار خلد
کون دے سکتا ہے خوبئ مقدر کا جواب

سر سے پاتک ہے وہ تصویر شباب مصطفیٰ
لائے کوئی پھر کہاں سے حسن اکبرؑ کا جواب

ڈھونڈھتی ہے تیغ عباسؑ جری مرحب سا دیو
انگلیوں کو چاہئے ہے باب خیبر کا جواب

جاں نثارانِ حسینؑ ابن علیؑ تھے بے نظیر
ایک کا ممکن نہیں کیسا بہتّر کا جواب

کٹ نہیں سکتیں گلوئے خشک سرورؑ کی رگیں
ذبح میں تھا شمر سے یہ کند خنجر کا جواب

تیر مارے تو اسے دکھلائے جو سوکھی زباں
حرملہ بتلایہی تھا پیاسے اصغرؑ کا جواب

اپنی اپنی حد میں زہراؑ و علیؑ دونوں ہیں فرد
ہے خدائی میں نہ زوجہ کا نہ شوہر کا جواب

دیکھیں اربابِ نظر ادنیٰ ید الٰہی کی شان
طاعتِ کونین کیا ہے ضرب حیدرؑ کا جواب

کم نہیں رہتے ہیں زینبؑ کی ردا اے ظالمو!
ہے اگر تو بس یہی زہراؑ کی چادر کا جواب

رہ گئے شبیرؑ بھی اصغر کی صورت دیکھ کر
مسکرا کر یوں دیا تیر ستمگر کا جواب

عابد بیمار سے اے ظالموں یہ کیا سلوک
قید کی ایذا نہ تھی آرام بستر کا جواب

اے صباؔ گلزار احمدؐ پر خزاں آئے ہزار
خار ہوسکتا نہیں ہرگز گل تر کا جواب

❖❖❖

سلام

حضرت صباؔ اکبرآبادی صاحب

راہ رضا میں کچھ غم نقصانِ جاں نہیں
اس راستہ میں کوئی قدم رائیگاں نہیں

غم کس کو تیرا سید تشنہ دہاں نہیں
آنسو زمین کے ہیں یہ دریا رواں نہیں

یہ ابتلا ہے تشنہ دہانی تیری حسینؑ
دنیا کا امتحاں ہے ترا امتحاں نہیں

دل سے نہ جانے دیں گے تجھے ہم غم حسینؑ
اجڑی ہوئی سی بزم ہے وہ تو جہاں نہیں

سب چل بسے حسینؑ کی آنکھوں کے سامنے
اب میر کارواں ہے مگر کارواں نہیں

ہے کربلا عروج فلک سے بلند تر
یہ وہ زمین ہے جو تہ آسماں نہیں

تجھ کو مٹانے آئے تھے جو اے حسینیت
تیری جگہ وہی ہے انہیں کا نشاں نہیں

کیوں دل پکڑ کے بیٹھ گیا قاتل شقی
اصغر کے پاس تیر نہیں ہے کماں نہیں

اے شاہِ کربلا رہے یہ وضع برقرار
تیرے سوا کسی کا صبؔا مدح خواں نہیں

❁❁❁

سلام

جناب سبط علی صاحب صبؔا

جمود ذہن پہ طاری تھا انقلاب نہ تھا
سکونِ قلب کہیں سے بھی دستیاب نہ تھا

حصارِ ظلم کی بنیاد کو اکھاڑ دیا
جہاں میں تجھ سا کوئی بھی تو فتح یاب نہ تھا

کچھ اس لیے بھی ترے نام کے ہوئے دشمن
تو وہ سوال تھا جس کا کوئی جواب نہ تھا

کچھ اس طرح سے بہتر کا انتخاب کیا
کسی رسولؐ کا بھی ایسا انتخاب نہ تھا

حسینؑ ابن علیؑ کو نہ آفتاب کہو
وہ جب تھا جب کہ کہیں نام آفتاب نہ تھا

حسینؑ مصدرِ ام الکتاب کیا کہنا
بجز تمہارے کوئی وارثِ کتاب نہ تھا

حسینؑ باعثِ تخلیق کائنات ہے تو
غضب ہے تیرے لیے کربلا میں آب نہ تھا

❁❁❁

سلام

جناب غلام صابرؔ صاحب قدیری سندیلوی

زخم ہائے غمِ سرورؑ ہیں فروزاں کیا کیا
میرے سینے میں ہیں مہرومہ تاباں کیا کیا

شہؑ کی صف میں ہیں بشر نازش دوراں کیا کیا
اور درندے ہیں ادھر صورت انساں کیا کیا

انجم وماہ میں ہیں مہردرخشاں کیا کیا
آج اے کرب وبلا تیرے ہیں مہماں کیا کیا

صبروتسلیم ورضا جرأت وایثار ووفا
کربلا تیرے فسانے کے ہیں عنواں کیا کیا

کوئی ہمشکلِ نبیؐ کوئی سراپائے علیؑ
گردشبیرؑ ہیں رشکِ مہ کنعاں کیا کیا

حرملہ، شمر ویزید، ابن سعد، ابن زیاد
درپئے سبط محمدؐ ہیں مسلماں کیا کیا

شہؑ پہ قربان ہوجنت ملے راضی ہوخدا
حر کے سینے میں مچلنے لگے ارماں کیا کیا

دین کو نرغۂ اعدا سے بچانے کے لئے
دیں پہ قربان ہوئے دیں کے نگہباں کیا کیا

لختِ دل نورِ نظر، راحتِ جاں وجہ سکون
شاہؑ دیں کرگئے اسلام پہ قرباں کیا کیا

مہرشبیرؑ ولیؑ فضل خدا لطف نبیؐ
دیکھ صابرؔ تیری بخشش کے ہیں ساماں کیا کیا

❁❁❁

سلام

جناب صابرؔ عابدی صاحب علی پور (کرناٹک)

خدا کے دین کی توقیرسجدۂ شبیرؑ
عمل کی عزم کی تصویر سجدۂ شبیرؑ

ہرایک دور میں پائے یزیدیت کے لئے
ہے ایک آہنی زنجیر سجدۂ شبیرؑ

رہے گا یاد زمانے کو روز عاشورہ
وہ سنسناتے ہوئے تیر سجدۂ شبیرؑ

نصیب دینِ محمدؐ کا پھر چمکنے لگا
بناہے کاتبِ تقدیر سجدۂ شبیرؑ

سوار پشت پہ ظالم گلے پہ کند چھری
نہ بھول پائے گی ہمشیرسجدۂ شبیرؑ

نداخلیلؑ خدا کی فضا میں گونج اٹھی
ہمارے خواب کی تعبیر سجدۂ شبیرؑ

علیؑ کو فخر محمدؐ کو ناز ہے جس پر
ہے دیں کی اصل میں جاگیرسجدۂ شبیرؑ

بھلا سکا نہ بھلاپائے گا کبھی صابرؔ
بناکے تربت بے شیر سجدۂ شبیرؑ

❁❁❁

سلام

مولانا صابرؔ علی عمرانی صاحب، لکھنؤ

شعور عظمت انساں کے ارتقاء کا سفر
وفور عشق الٰہی ہے کربلا کا سفر

وہ مشکلات کا صحرا عبور کر کے بڑھے
کیا حسینؑ نے طے حق کی جب رضا کا سفر

جہاں پہ تونے شہ دیں کے پاؤں چوم لئے
وہیں پہ ختم ہوا حر تری خطا کا سفر

زیارت شہ مظلوم کربلا کا ثواب
میری نگاہ میں ہے قول مصطفیؐ کا سفر

حسینؑ آپ کے مقصد کا یہ عروج نہیں
ابھی بھی جاری ہے کعبہ کا اور منیٰ کا سفر

صدائے وہب یہ آتی ہے دشت کربل سے
میری فنا کا سفر ہے مری بقا کا سفر

یہ زائرین کا سیلاب اوریہ جوش عزا
بتا رہا ہے کسی ماں کی ہے دعا کا سفر

وجود ظاہری و باطنی کو پاک کرے
اگر خلوص سے ہم طے کریں وفا کا سفر

ہزاروں آندھیاں بدعت کی راستہ روکیں
نہیں رکے گا کسی طور بھی عزا کا سفر

چٹخ کے دیتا ہے ہر غنچہ یہ صدا اب بھی
گلوں تک آگیا اصغر تری ادا کا سفر

سکون ملتا ہے ہر درد و غم کے ماروں کو
تمام ہوتا ہے ان کی یہاں دوا کا سفر

یہ آرزو ہے شہ کربلا سے صابرؔ کی
مری زباں پہ رہے آپ کی ثنا کا سفر

❖❖❖

سلام

جناب محمد صادق صاحب صادقؔ شمس آبادی

ملاہے قبر کی ظلمت میں گھر حسینوں کو
گہن لگا ہے لحد میں قمر جبینوں کو

عجیب مسکن صافی ملے ہیں کینوں کو
مکاں ہیں سینۂ احباب ان کمینوں کو

بشر ہیں سیلِ حوادث میں بے خبر کیسے
فنا کی موج ہے گہوارہ ان سفینوں کو

نہیں نظر میں قضا کی سطورِ دست نویس
سنور کے دیکھتے ہیں آستیں کی چینوں کو

مثالِ مورزمانے میں دانہ زد کہلائے
ہوانصیب یہ خرمن سے خوشہ چینوں کو

انہیں کے دم سے ہمارے ہنر ہوئے بے عیب
ہم اپنی آنکھوں میں رکھتے ہیں عیب بینوں کو

کشیدگی نہیں روشن دلوں کی خاطر میں
جگہ ہلال کے ابرومیں کب ہے چینوں کو

نہ چھوڑیں خاک میں بھی رزق ناتوانوں کا
حلال مور کی روزی ہے خوشہ چینوں کو

عیاں نہ گنج گہر ہوں ہم اشکباروں کے
رکھے ہیں اس لئے آنکھوں پہ آستینوں کو

جگر کے سوز سے چھالے نہیں یہ سینے میں
سجا کے لائے ہیں کشتی میں آبگینوں کو

پئے عروج وکمال انتہا ہیں نقص وزوال
یہ مہروماہ ہیں عینک مآل بینوں کو

وہ جلد ٹوٹتے ہیں دل جو بے کدورت ہوں
صفا سبب ہے نزاکت کا آبگینوں کو

یہ اشک جور کو تابع کریں پری کیسی
شرف ہے مُہر سلیماں پر ان نگینوں کو

مدینے میں علی اکبرؑ تو مصر میں یوسف   دیا جمال خدانے انہیں حسینوں کو
یہ دن عزا کے لئے آئے پھر مقدر سے   نہ روئے اب تو محرم گیا مہینوں کو
مثالِ شمع صباحت میں دستِ اصغر تھے   ملا تھا جلوۂ فانوس آستینوں کو
نبیؐ کی آل کو ہے گوشۂ اماں مفقود   نہیں زمیں پہ ٹھکانا فلک نشینوں کو
جھکائے سجدے میں زخمی نمازیوں نے جوسر   زمیں نے چوم لیا خوں بھری جبینوں کو
برنگِ مردہ تھیں صادقؔ جوخاکِ نسیاں میں   ملی حیات ترے دم سے ان زمینوں کو

❁❁❁

ہلال محرم سے خطاب

جناب آغاصادق حسین صاحب

فلک پہ چاند نمایاں ہوا محرم کا   گلوئے دل پہ ہوا، وارخنجر غم کا
جہاں میں شور بپاہے فغانِ پیہم کا   زمین سے تابہ فلک غلغلہ ہے ماتم کا
وفورِ درد سے سینہ فگار ہوتا ہے
ہلال بن کے چھری دل کے پار ہوتا ہے

ہلال کیا ہے؟ کتابِ الم کی ہے تفسیر   ورق ورق پہ ہے اس کے ملال کی تحریر
بروئے صفحۂ گردوں یہ پارۂ تنویر   ہے پھر مرقعِ اندوہ و یاس کی تصویر
تڑپ رہے ہیں اشارات خونچکاں اس میں
لکھی ہوئی ہے شہیدوں کی داستاں اس میں

یہ چاند وہ ہے جسے غم کا مایہ دار کہیں   سکوں، رجائے دل دردمندزار کہیں
عدوئے صبرکہیں رہزنِ قرار کہیں   پیامِ گریہ پئے چشمِ اشکبار کہیں
جگر گداز اشارے ہیں نوکِ ابرو میں
پگھل نہ جائے دلِ دردمند پہلو میں

سوال

مجھے بتا تو سہی اے شرارِ شعلۂ طور   فلک کے لختِ جگر زادۂ کنارِ نور
چمک رہا ہے فرازِ فلک پہ کتنی دور   ترے وجود میں کچھ شے چھپی ہوئی ہے ضرور

تری نمود سے محشر بپا ہے عالم میں
تڑپ رہا ہے زمانہ یہ کس کے ماتم میں

جواب

میں آئینہ ہوں شہیدوں کے دشتِ غربت کا　　خبر نہیں کہ سبب کیا ہے میری حیرت کا
مراجگر ہے امیں فتنۂ قیامت کا　　مری جبیں پہ نوشتہ ہے اس مصیبت کا
سوادِ کرب وبلا میری جلوہ گاہ میں ہے
عجیب منظرِ محشر مری نگاہ میں ہے

❖❖❖

سبطِ اصغر علیہ السلام سردارِ جوانانِ جناں

جناب ملا صادق صاحب کراچی

مدحت حضرت شبیرؑ میں عاجز ہے قلم　　ہاں انہیں کا ہے مرے سرپر سدا ابرِ کرم
فَرَسِ فکر کے رکتے نہیں روکے سے قدم　　حاملِ سورۂ کوثر کا ہوکیا وصف رقم
اس کی تعریف میں لفظوں کا سفینہ ٹھہرے
جوکہ مِنّیِّتِ سرکارِ مدینہ ٹھہرے

آپ کانام ہے مشہور حسینؑ ابن علیؑ　　والدہ فاطمہؑ نانا ہیں رسول عربی
آپ کے باب ولادت میں لکھا ہے بہ جلی　　تین تاریخ تھی شعبان کی چوتھی ہجری
گود میں فاطمہؑ کی اس طرح شبیرؑ آئے
رخِ مہتاب پہ جس طرح کہ تنویر آئے

کان میں سید والا نے اذاں بھی دی ہے　　دامنِ سایۂ رحمت میں اماں بھی دی ہے
دہن طفل میں واللہ زباں بھی دی ہے　　سندِ سید وسردارِ جناں بھی دی ہے
لقب ومنصبِ سبطین انہیں بخشا ہے
تاجِ مِنّیِّتِ دارین انہیں بخشا ہے

خلعتِ علم لدنی بھی انہیں پہنایا　　ان کی مدحت کے لئے سورۂ کوثر آیا

ردِ ابتر میں یہ انعام نبیؐ نے پایا　　وجہ ابنائنا خالق نے انہیں فرمایا

کربلا کے لئے فدیہ انہیں فرمایا ہے

آیۂ ذبح عظیم ان کے لئے آیا ہے

تربیت آپ کی واللہ نبیؐ نے کی ہے　　فاطمہؑ، زوجہ سرکارِ علیؑ نے کی ہے

زورِ حیدرؑ کی قسم حق کے ولی نے کی ہے　　اسماء سلمٰی وخولہ نے سبھی نے کی ہے

پنجتن پاک کی کشتی میں روانی آئی

ناز برداریاں کی ہیں تو جوانی آئی

نہرواں اس کی جوانی کی ہے شاید پل پل　　اس جوانی کی گواہی میں ہے میدان جمل

اس گواہی میں ہے صفین کا پورا مقتل　　میسرہ پر وہ دکھائے ہیں غضب کے کس بل

تیغ شبیرؑ فضاؤں میں جو لہراتے تھے

سورما جتنے تھے ڈھالوں تلے چھپ جاتے تھے

جب زبرقان سے لڑنے کے لئے آئے حسینؑ　　حسن عون ومحمد ہوئے بے حد بے چین

لوحِ صفین پہ لکھا ہے بصد زینت وزین　　تھرتھرانے لگے بن بدر بصد شیون وشین

تاب لڑنے کی نہ تھی سبط نبیؐ کے آگے

پھینکے ہتھیار حسینؑ ابن علیؑ کے آگے

ہیں لقب ان کے بہت آپ کو معلو بھی ہے　　سبط اصغرؑ بھی ہے سید بھی ہے مظلوم بھی ہے

کیوں نہ سردارِ جناں ہوکہ یہ معصوم بھی ہے　　نام محضر پہ قتیل جفامرقوم بھی ہے

میل کھاتا نہیں یہ نام کسی نام کے ساتھ

زندہ اسلام رہے گا تو اسی نام کے ساتھ

دس محرم کی ہے تاریخ سبھی کو معلوم　　سن ہجری تھی وہ اکسٹھ ہے کتب میں مرقوم

سیدِ والا کا جب شمر نے کاٹا حلقوم　　شدت پیاس سے تڑپا تھا زمیں پر معصوم

یہ الگ بات کہ اسلام کا تارا ابھرا

قمرِ سبط نبیؐ پھر نہ دوبارا ابھرا

❁❁❁

سلام

جناب صدقؔ جائسی صاحب

لاج رکھ لی ملت بیضا کی قربانِ حسینؑ
کس کی گردن پر نہیں ہے باراحسان حسینؑ

کیمیا ہے سایۂ دیوار ایوان حسینؑ
صرف قسمت کے دھنی ہوتے ہیں مہمان حسینؑ

وہ شرف پایا جوموسیٰ کو نہ عیسیٰ کو ملا
دوسرا شاہ شہیداں ہے نہ ہم شان حسینؑ

داڑھیا نوچیں کہ دشمن دل کے شعلوں میں جلیں
بجھ نہیں سکتی کبھی شمع فروزانِ حسینؑ

زیرِخنجر کی نماز عصر سید نے ادا
کس قدر مضبوط ومستحکم تھا ایمان حسینؑ

جرأت وعزم وعمل بھی کربلا والوں سے سیکھ
درسِ شیون ہی نہیں دیتا دبستان حسینؑ

غل تھا فوج شاہ میں جب وار کرتے تھے حبیب
ہاتھ اس بوڑھے کے دیکھو اے جوانان حسینؑ

ہوگیا ایمان تازہ اے ہوائے کربلا
آگئی جب نکہتِ زلفِ نہالان حسینؑ

اس طرف تنہا علی اکبرؑ ادھر فوجوں کے دَل
برق اس بادل میں سیف ماہ تابان حسینؑ

گلشن ہستی سے اک مدت میں جاتی ہے بہار
ہوگیا تاراج دم بھر میں گلستان حسینؑ

کی وفا ایسی کہ روشن کردیا نام وفا
تم پہ رحمت ہوخدا کی اے غلامان حسینؑ

تیری رحمت ہاتھ جس عاصی کا چاہے تھام لے
ورنہ اے غفار دستِ صدقؔ ودامان حسینؑ

❁❁❁

سلام

مولوی سید علی یاور صاحب صدرؔ اجتہادی

زینبؑ یہ بولیں حشر کا منظر نظر میں ہے
بھائی کا حلق شمر کا خنجر نظر میں ہے

صغریٰ وہ رن میں آخری سانسیں حسینؑ کی
بجھتا ہوا چراغِ پیمبر نظر میں ہے

عاشور کو رسولؐ کی تصویر مٹ گئی
لیکن وہی جوانی اکبرؑ نظر میں ہے

دریائے ظلم وجور کا دھارا کہیں جسے
وہ بے پناہ شام کا لشکر نظر میں ہے

رن میں ستم کا تیر پڑا قبر بن چکی
اب تک وہ زخمِ گردنِ اصغرؑ نظر میں ہے

جلتی ہوئی زمین پہ روتے ہوئے یتیم
شعلے تھے جس میں آگ کے وہ گھر نظر میں ہے

جس پر تھے محوِ خواب رفیقانِ باوفا
اب تک وہ ریگ گرم کا بستر نظر میں ہے

کالا لباس تن پہ ہے لب پر مرے حسینؑ
گیسوکھلے ہیں صورتِ مادر نظر میں ہے

مثلِ علیؑ وہ نہر پہ حملہ دلیر کا — اب تک وہی جلالت حیدرؑ نظر میں ہے
کانوں میں ہے تلاوت قرآن کی صدا — نیزے پہ آج بھی سرِ سرور نظر میں ہے
جس میں کبھی چراغ جلایا نہیں گیا — صغریٰ وہ قیدِ شام کا منظر نظر میں ہے
دیکھو، نشاں رسن کے ہیں بازو میں آج بھی — جوچھن چکی تھی سر سے وہ چادر نظر میں ہے
مجھ کو حسینؑ خلد میں بلوائیں گے ضرور — حرِ جری کا صدرؔ مقدر نظر میں ہے

۞۞۞

سلام

جناب صریرؔ صاحب سیتھلی

سجادنامدارؑ کی مجھ کو ولا ملی — شکر خدا کہ درد سے پہلے دوا ملی
عاصی کے سر پہ رحمت رب علیٰ ملی — معصومیت سے جاکے جو حر کی خطا ملی
آدم سے دیکھ لیجئے خاتم کے دور تک — شبیرؑ ہی میں سیرت کل انبیاء ملی
بے مانگے آج باب حوائج سے پاؤں گا — مانگے سے گرمراد ملی بھی تو کیا ملی
جب چاک پیرہن کیا اپنا امامؑ نے — واللہ تار تار یزیدی قبا ملی
ظاہر حسنؑ کا رنگ تو باطن حسینؑ کا — رنگ حسنؑ حسینؑ میں مجھ کو حنا ملی
جاکربلا میں دیکھ ذرا زائر حرم — خواب خلیلؑ پاک کی تعبیر کیا ملی
حج بھی تراقبول دعا بھی قبول ہے — کعبے کی رہگذر میں اگر کربلا میں
میں نے کیا جو آگ پہ ماتم امام کا — باغِ خلیلؑ کی مجھے ٹھنڈی ہوا ملی
بیعت کا کل تقاضہ تھا بدعت کا آج ہے — بیعت کی بات سرحد بدعت سے آملی
معصومۂ جناں کی تمنا کے سائے میں — یہ زندگی صریرؔ برائے عزا ملی

۞۞۞

سلام

جناب صغیر حسن صاحب صغیرؔ مصطفیٰ آبادی

قرآن ہے حسینؑ کی صورت کا آئینہ — تفسیر پیش کرتی ہے سیرت کا آئینہ
در ہے ترا حسینؑ سخاوت کا آئینہ — دیکھا جہاں عطاؤں کی کثرت کا آئینہ

تونے جہاں میں راہب وفطرس کا اے حسینؑ
بگڑا ہوابنادیا قسمت کا آئینہ

دوزخ سے بچ کے حر کا مقدر چمک اٹھا
ایسا حسینؑ کی ہے مروّت کا آئینہ

سر کو لئے ہتھیلی پہ انصار شاہِ دیں
کرتے ہیں پیش جذبۂ نصرت کا آئینہ

قرآن لے کے طے نہیں ہوگی رہِ صراط
جب تک نہ ہوگا ساتھ میں عترت کا آئینہ

بدعت کہو یا جو کہو توڑیں گے ہم نہیں
ذکرِ غمِ حسینؑ کی عادت کا آئینہ

روتے ہیں اور روتے رہیں گے حسینؑ کو
دل کو بنالیا ہے محبت کا آئینہ

سردے کے اپنا راہِ خدا میں حسینؑ نے
چمکا دیا نبیؐ کی شریعت کا آئینہ

اب تک علم کی شان سے ظاہر ہے دیکھ لو
عباسؑ باوفا کی شجاعت کا آئینہ

سیرت میں ہے علیؑ، علی اکبرؑ حسینؑ کا
صورت ہے مصطفیؐ کی شباہت کا آئینہ

سیلابِ اشک بہتے ہیں آنکھوں سے اے حسینؑ
جب دیکھتے ہیں شہ کی مصیبت کا آئینہ

لرزی زمیں فلک سے گراخوں گہن لگا
ہنگام عصر تھا کہ قیامت کا آئینہ

❁❁❁

سلام

جناب سید صغیر الحسن صغیرؔ عابدی، لکھنؤ

جو صداقت پہ ہے مبنی وہ عدالت کہیے
کربلا ہے اسے آئینِ شریعت کہیے

کربلا ہے یہاں مذہب نہیں پوچھا جاتا
عشق کہیے اسے تائیدِ محبت کہیے

یہ کسی حلقۂ تہذیب کی جاگیر نہیں
کربلا ہے اسے دنیا کی ضرورت کہیے

کربلا سے ہی سنورجاتے ہیں گیسوئے حیات
اسکو آئینۂ تمثال مشیت کہیے

حق پہ ڈٹ جائیں جو میداں میں بہتر آکر
کثرت لشکر شامی کو بھی قلت کہیے

جو تبسم سے کرے تیر ستمگر سے کلام
بے تکلم علی اصغرؑ کی بلاغت کہیے

آئینہ حضرت قاسم کا مقابل رکھ کر
موت کے تلخ تصور کو حلاوت کہیے

تذکرہ کیجئے شجاعت کا ضعیفی میں اگر
کچھ حبیب ابن مظاہر کی بابت کہیے

جب بھی تاریکئ شب میں کہیں تارا چمکے
حر کی تابانئ قسمت کی علامت کہیے

تذکرہ جون کے چہرے کا جو آئے لب پر
پرتو مہر منور کی نہایت کہیے

تشنہ لب پھیک دے دریا میں اگر آب حیات — اسکو سقائے سکینہ کی حمیت کہیے
گر ٹھر جائے تو بن جائے وفا کی تصویر — گر رواں ہو اسے دریائے اخوت کہیے
تخت شامی پہ ہے سرشار جو شاہی کا غرور — چند روزہ اسے اللہ کی مہلت کہیے
ظلمت شام پہ روشن کئے الفت کے چراغ — نکتہ داں سیدِ سجادؑ کی حکمت کہیے
جتنا حق تھا نہ بہے آنکھ سے اتنے آنسو — میرے اشکو کی روانی کو ندامت کہیے

سج گیا گھر میں عزاخانۂ شبیرؑ صغیرؔ
مجھکو کہیے نہ مکیں مالک جنّت کہیے

❁❁❁

سلام

جناب صفدر ہمدانی صاحب

نوحے کا ربط حمد وثنا سے ملادیا — کرب وبلا کو عرشِ علا سے ملادیا
زینبؑ کی جنگ دیکھتے دربار شام میں — بے پردگی کو اپنی حیا سے ملادیا
احسان اہلبیتؑ کا سب کائنات پر — خوشبو کو گل سے گل کو صبا سے ملادیا
یہ معجزہ تھا کرب وبلا میں حسینؑ کا — پل بھر میں حر کو اہل وفا سے ملادیا
اللہ کے نبی کے نواسے کی مجلسیں — اہل ولا کو اہل عزا سے ملادیا
صفدر یہ فیض آلؑ محمدؐ کا فیض ہے — سجادؑ نے دعا کو شفا سے ملادیا

❁❁❁

سلام

جناب ڈاکٹر سید صفدر حسین زیدی صاحب

برستے ہیں ترے مشہد پہ سجدے بے حساب اب تک — جبیں رکھے ہوئے ہے آستاں پر آفتاب اب تک
گرفتِ ذہن سے بالا ہے اکبرؑ کا شباب اب تک — زلیخا آرزوئے دید میں محوِ خواب اب تک
ہنوز اس کی فضا میں ہے صدائے العطش گونجی — کہ موجیں علقمہ کی کھارہی ہیں پیچ وتاب اب تک

حسینؑ ابن علیؑ چن چن کے لائے تھے شجاع ایسے
مورخ دے رہا ہے دادِ حُسنِ انتخاب اب تک

فلک پر لہلہاتی ہے شفق خونِ شہیداں کی
اسے خونِ جگر سے سینچتا ہے آفتاب اب تک

ابھی تک ضربِ حیدر کی دھمک سینے میں ہے اس کے
پکاراُٹھتی ہے خیبر کی زمیں یا بوترابؑ اب تک

علیؑ مرتضیٰ کا حکمِ رجعت یاد ہے اس کو
گزرتا ہے نجف سے تھرتھراتا آفتاب اب تک

مرض امت کا مُہلک ہے مگرصحت کا امکاں ہے
لہو اپنا دیئے جاتا ہے اکبرؑ کا شباب اب تک

زمانہ کررہا ہے شرح پیغامِ حسینیؑ کی
خَلا میں گونجتے ہیں نعرہ ہائے انقلاب اب تک

جلوسِ تعزّیت میں ہیبتِ عباسؑ کہتی ہے
علمدارِؑ حسینی چل رہا ہے ہمرکاب اب تک

ہے اب بھی ذرّہ ذرّہ مضطربِ گنجِ شہیداں کا
محبت دے رہی ہے استغاثے کا جواب اب تک

وہ تاثیرِ سخن فیضِ غمِ سرورؑ نے بخشی ہے
کہ صفدرؔ کی ہر اک مجلس رہی ہے لاجواب اب تک

مولانا صفی لکھنوی مرحوم

جوداغ سبطِ رسالت مآب لے کے چلے
وہ تیرہ گور میں اک آفتاب لے کے چلے

اٹھے جہاں سے توچشم پر آب لے کے چلے
غمِ ثبات بہ شکلِ حباب لے کے چلے

لحد میں ہم دلِ پُر اضطراب لے کے چلے
کہاں سے جان پر اپنی عذاب لے کے چلے

جب آنکھ بند ہوئی اپنی صبح پیری میں
غمِ درازئ شب ہائے خواب لے کے چلے

ملے گا ساقئ کوثر سے اس کو جامِ شراب
جگر جو آتشِ غم سے کباب لے کے چلے

گرائے بیٹھ کے بزمِ عزائے شہ میں جو اشک
اٹھے تو ہاتھ میں درِ خوش آب لے کے چلے

یہاں جو روئے تو سب دھوگئی سیہ کاری
گناہ لائے تھے دیکھو ثواب لے کے چلے

ادھر سے دستِ کرم رحمتِ خدا کا بڑھا
ادھر ملک میری فردِ حساب لے کے چلے

پس فنا بھی گیا دل کے ساتھ داغِ حسینؑ
ولائے سبط رسالت مآب لے کے چلے

سنا جو تھا کہ لحد ہے مقام تیرہ وتار
بجائے شمع ہم اک آفتاب لے کے چلے

فدائے تشنہ دہانئ حضرت عباسؑ
لبِ فرات تمنائے آب لے کے چلے

نشانِ نعش پسرڈھونڈھنے میں کوئی نہ تھا
کہ ساتھ اسے خلفِ بوتراب لے کے چلے

یہی کلام تھا ان سے کوئی ملادے ہمیں
جو داغ دے کے چلے ہیں شباب لے کے چلے

ہوئے سوار جو شہ مڑ کے بے کسی نے کہا — جلو میں کہہ دے شہادت رکاب لے کے چلے
غش آرہا ہے محبّانِ شہ کو ماتم میں — کہاں ہے خازنِ جنت گلاب لے کے چلے
حرم سے دیر میں لایا ہے اب صفی دیکھیں — کہاں ہیں وہ دلِ خانہ خراب لے کے چلے

❁❁❁

ہر مرض کی ہے دوا خاکِ شفا

جناب مولوی مرزا بہادر علی صاحب قبلہ صفی حیدر آبادی

کان اصحاب صفا خاکِ شفا — جان ارباب وفا خاکِ شفا
قدسیوں کے سر بھی جھکتے ہیں یہاں — سجدہ گاہ اولیا خاکِ شفا
نسخۂ اکسیر میں کیا خاک ہے — آبروئے کیمیا خاکِ شفا
اس کو کعبہ پر شرف کیونکر نہ ہو — قبلہ اہل ولا خاکِ شفا
چرخ چارم پر یہی کہتے ہیں شیخ — ہر مرض کی ہے دوا خاکِ شفا
باغِ زہرؑا کے ملے ہیں اس میں پھول — ہاں کجا جنت کجا خاکِ شفا
ہوگئی کافور ظلمت قبر کی — شمع نورانی ہے یا خاکِ شفا
بس گیا خوشبوئے جنت سے کفن — مرحبا صد مرحبا خاکِ شفا
کربلا کا واقعہ تو کر بیاں — داستان غم سنا خاکِ شفا
کارواں کوئی وہاں آیا بھی تھا — قافلہ وہ کیا ہوا خاکِ شفا
تیرا مہماں تین دن تک آہ آہ — نہر پر پیاسا رہا خاکِ شفا
حاجیوں کی ہوگئیں قربانیاں — کربلا تھی یا منیٰ خاکِ شفا
ہاں بتادے تجھ پہ عاشورہ کے دن — خون کس کس کا بہا خاکِ شفا
کس کے سینہ پر لگا زخم سناں — کس کا دل ٹکڑے ہوا خاکِ شفا
نہر پر کس کا بہا پانی سا خوں — ہوگئے شانے جدا خاکِ شفا
باپ کے ہاتھوں پر تیر ظلم سے — چھد گیا کس کا گلا خاکِ شفا
کس کا سر کاٹا گیا سجدے میں ہائے — کس کا تن روندا گیا خاکِ شفا
بالیاں کس کی اتاریں شمر نے — چھن گئی کس کی ردا خاکِ شفا
بیڑیوں سے پاؤں تھے کس کے فگار — کون کانٹوں پر چلا خاکِ شفا

طوق تھا گردن میں کس بیمار کے | کوڑے تھے کس کی دوا خاکِ شفا
تجھ میں مل جائے صفیؔ کی خاک بھی | بس یہی ہے مدعا خاکِ شفا

❁❁❁

سلام

جناب میر غلام حسین ضاحک

قلم نے لوح پہ جب مصطفیٰؐ کا نام لکھا | وصی شاہ اسی مرتضیٰؑ کا نام لکھا
انہیں کے پاس لکھا اسمِ حضرت زہراؑ | انہیں پہ عصمت وعفّت کا احتشام لکھا
انہیں کے پاس حسنؑ کو لکھا بہ خُلقِ حَسَن | شہِ سریزبرجد بہ احترام لکھا
جو چاہا نامِ مبارک حسینؑ کا لکھے | قلم سے خون بہا، چہرہ لالہ فام لکھا
پھر ان کے بعد لکھا نامِ پاکِ زین عبادؑ | صبورِ کرب وبلا، اصبر الانام لکھا
امام ہردوطرف باقرِ علومِ خدا | سخی خواجۂ عالم بلاکلام لکھا

❁❁❁

سلام

پروفیسر ضامن علی ضامن الہ آبادی

خدا گواہ کہ سوجان سے ہوں اس پہ نثار | نہ جس کے شوق میں ہے قلبِ مضطرب کوقرار
جو ذکر اس کا کریں تو ہو قلب کو تسکین | جو چھیڑیں اس کا فسانہ تو روح کو ہو قرار
یہ عشق جس کو خدادے اسی کو ملتا ہے | ہزار سعی کرے کوئی ہوتی ہے بے کار
وہ جس نے ہم کو بتائے حیات کے معنی | وہ جس نے فاش کئے زندگی کے سب اسرار
وہ جس نے ہم کو پڑھایا ہے حرّیت کا سبق | وہ جس نے طرزِ عمل سے کیا ہمیں ہشیار
وہ جس نے ہم کو مساوات کے بتائے طور | وہ جس نے ظلم پرستی سے کردیا بیزار
وہ کون بندۂ حق جاں نثارِ ملت ہے | کہ جس نے خوابِ گراں سے کیا ہمیں بیدار
حسینؑ تشنہ لب وتشنہ کام وتشنہ جگر | کہ جس کے غم میں ہے قلب شکستہ نشترزار
شہید تیغ جفا جاں نثارِ دینِ خدا | کہ جس پہ روتے ہیں سب اہل درد زاروقطار

اسی نے دہر میں اسلام پھر کیا جاری
اسی نے زندگی دی دینِ حق کو دیگر بار

مٹائیں لاکھ عدو یاد مٹ نہیں سکتی
مزار پاک ہے مابینِ قلب ہردیندار

زمینِ روضۂ اقدس ہے سجدہ گاہ ملک
ہے باربار کا خورشید اس زمیں کا غبار

❁❁❁

سلام

جناب سید ضمیر اختر نقوی کراچی پاکستان

جب غمِ شبیرؑ سے ہم آشنا ہوجائیں گے
کشتئ انسانیت کے ناخدا ہوجائیں گے

بابِ شہر علم سے جو آشنا ہوجائیں گے
ان پہ علم وعدل کے دروازے وا ہوجائیں گے

مجلسِ تہذیب سکھلاتی ہے قدرِ زندگی
بے ادب جو ہیں ادب سے آشنا ہوجائیں گے

اس لئے ہوتے ہیں خاکِ کربلا پر سجدہ ریز
خاک ہوکر ایک دن ہم کیمیا ہوجائیں گے

اس کے صدقے میں تو پائی ہے صراطِ مستقیم
ہم غم شبیرؑ سے کیسے جدا ہوجائیں گے

بے نوائے کربلا کا ذکر چھیڑوساتھیو!
رفتہ رفتہ خود مخالف ہم نوا ہوجائیں گے

پاس کیا آئے گی ان کے گردش لیل ونہار
جن کے دل وقفِ ولائے مرتضیٰ ہوجائیں گے

رخصتِ آخر یہ شہؑ کی کہتے تھے اہل حرم
آپ کا سایہ اٹھا ہم بے ردا ہوجائیں گے

بولے سرورؑ شمر کا خنجر چلا جب حلق پر
شکر حق اب میرے سب وعدے وفا ہوجائیں گے

کیا خبر تھی کلمہ گو ڈھائیں گے اس درجہ ستم
بے ردا بلوے میں آل مصطفیؐ ہوجائیں گے

ہے ضمیرؔ اختر کی قسمت کا ستارہ اوج پر
اشک پیہم بہرِ بخشش آسرا ہوجائیں گے

❁❁❁

سلام

جناب مرتضیٰ حسین صاحب ضو لکھنوی

حضرتِ زینبؑ کی کیامنزل ہے کیا معیار ہے
یہ سمجھنا اہل عالم کا بہت دشوار ہے

کیا کہوں اس کے سوا یہ وقت کی رفتار ہے
سربرہنہ فاطمہؑ کی جاں سرِ بازار ہے

کربلا میں دین خالق کو عطا کرکے حیات
منزلِ رفعت میں زینبؑ احمدؐ مختار ہے

غیر ممکن ہے زمانہ لائے زینبؑ کی مثال
طبقۂ نسواں میں ایسی صاحب کردار ہے

روند کر کانٹوں کو یوں گزرے اسیرانِ حرم
آج اپنی زندگی کا راستہ ہموار ہے

فرض کے پیش نظر بھولی ہے اپنا دردِ دل
کیا کرے مولاؑ کے مقصد کی امانت دار ہے

کہہ دو خطروں سے کہ ہے بنتِ علیؑ کا سامنا
اتنی ہی ہمت ہے منزل جس قدر دشوار ہے

ہل گیا ظلمِ یزیدی دیکھ کر رعب وجلال
کیوں نہ ہو سیرت میں زینبؑ حیدر کرار ہے

کربلا میں مقصدِ حق کے امیں شبیرؑ تھے
مقصدِ شبیرؑ کی زینبؑ علمبردار ہے

کربلا میں چادرِ زینبؑ اگر چھینی گئی
گردنِ شبیرؑ پر بھی ظلم کی تلوار ہے

کربلا تک شاہِ دیں نے قافلہ پہنچادیا
کربلا کے بعد زینبؑ قافلہ سالار ہے

❁❁❁

سلام

جناب طارق قمر طارقؔ صاحب ای ٹی وی نیوز لکھنو

آنسوجو بے ردا سرِدربار ہوگئے
لہجے بدل کے پھول سے تلوار ہوگئے

اصغر بھی دیکھو علم کے کہسار ہوگئے
حیدرؑ کے لال حیدرِ کرارؑ ہوگئے

ذلت ہوئی نوشتۂ دیوار اے یزید
بیعت کے مسئلے پسِ دیوار ہوگئے

پیاسا گلا حسینؑ کا بے شک قلم ہوا
لیکن ستم کے خواب بھی مسمار ہوگئے

حر ایک شب حسینؑ کی چاہت میں جاگ کر
تم ہی نہیں نصیب بھی بیدار ہوگئے

ظالم سے احتجاج ہیں طارق ہمارے اشک
ہرعہد میں حسینؑ کی للکار ہوگئے

❁❁❁

سلام

جناب سید طاہر حسن محلہ بخارہ ضلع بجنور

دل میرا حب علیؑ سے ہے گلستاں کی طرح
ضوفشاں میرا قلم ہے مہ تاباں کی طرح

اپنی عسرت نظرآئے گی سلیماں کی طرح
بن کے دیکھے تو کوئی بوذر وسلماں کی طرح

چوم لیتا ہوں قلم لکھتا ہوں جب نام حسینؑ
تذکرہ آل پیمبرؐ کا ہے قرآں کی طرح

آسماں کردے ستاروں کو نثارِ اکبرؑ
ہیں یہ مشہور جہاں یوسفؑ کنعاں کی طرح

باپ کے ہاتھوں پہ جو فتح کا اعلان کرے
کب سپاہی ہے کوئی اصغرؑ ناداں کی طرح

خط میں صغریٰ نے لکھا شوق وصال اکبرؑ
آپ کے بن مجھے گھر لگتا ہے زنداں کی طرح

سونپ کر گھر کیا زینبؑ کو شہ دیں نے مقال
میں نے سمجھا تمہیں خواہر ہے سدا ماں کی طرح

ہرطرف پھیل گئی بوئے عزاداریٔ شہؑ
تیرا ہر شعر ہے طاہرؔ گل ریحاں کی طرح

❁❁❁

سلام

ڈاکٹر طاہر حسین صاحب طاہرؔ لکھنوی نخاس لکھنؤ

تذکرہ عباسؑ کا اہل وفا کے سامنے
گویا آئینہ ہے ایک بخت رسا کے سامنے

سراٹھانا کفر اور دین خدا کے سامنے
غیر ممکن تھا یہ شاہِ کربلا کے سامنے

کفر وباطل کے دیئے جل جل کے ٹھنڈے ہوگئے
ہے چراغ دین حق روشن ہوا کے سامنے

حر کے احساس خطا نے حر کو یہ آواز دی
شہ کے قدموں سے لپٹ کر چل خدا کے سامنے

جرأت بے شیر کی معراج دنیا دیکھ لے
ہیں تبسم ریزیاں تیر قضا کے سامنے

سارے عالم کو الٹ دیتا جو آجاتا جلال
تھیں صفیں کیا ضیغم خیبر کشا کے سامنے

ہیبتِ عباسؑ کا دریانے نظارہ کیا
دم بخود موجیں تھیں شیر کربلا کے سامنے

شام کے بادل ہیں جس دم چھپ گیا لیلیٰ کا چاند
تھا اندھیرا نورعین مصطفیؐ کے سامنے

بعد عباسؑ دلاور تھے سکینہ کے یہ بین
کیا طمانچے مارتا کوئی چچا کے سامنے

کس بلندی پر ہے طاہرؔ سرزمینِ کربلا
خاک ہے ہر خاک کربلا کے سامنے

❁❁❁

سلام

پروفیسر سید طاہر حسین صاحب طاہرؔ ایم، اے

موت کی آغوش میں تھی زندگی عاشور کو
درپئے ظلم وستم تھا آدمی عاشور کو

مرجعِ کون ومکاں تھا جن کا دروازہ کبھی
دیکھ لی ان سے جہاں کی بے رُخی عاشور کو

جو نہ ہونا تھا وہ بالآخر یہاں ہوکر رہا
خون کی مشعل سے راہوں کے اندھیرے چھٹ گئے
کربلا کے دشت میں مشکل کشا کی آلؑ پر
لٹ گیا گھر بار سارا فاطمہؑ کے لال کا
تیر نے حلقومِ اصغرؑ خون سے تر کردیا
نوشۂ کرب وبلا کو خون کی مہندی لگی
پھول گلزارِ نبوتؐ کے سبھی مرجھا گئے
دشتِ غربت میں وہ ھل من ناصرٍ کہنا ترا
وار خنجر کے چلے جب ان کے نورعین پر
فاطمہؑ بنت نبیؐ یثرب میں تھیں ماتم کناں
جودرِ بنتِ محمد پر سلگتی تھی کبھی
ہوگئی طاہرؔ یکایک مرتعش قبرِ رسولؐ

جونہ دیکھی تھی کبھی وہ دیکھ لی عاشور کو
دینِ پیغمبرؐ کو منزل مل گئی عاشور کو
کیاکہیں کیونکر کہیں کیا کیا بنی عاشور کو
ہوگئی لیکن کسی کی دل لگی عاشور کو
بجھ گئی بے شیر کی یوں تشنگی عاشور کو
غم کی صورت بن گئی تھی ہر خوشی عاشور کو
دشت میں بادِ سموم ایسی چلی عاشور کو
ہائے اے شبیرؑ تیری بے کسی عاشور کو
ہوگئے بے چین مرقد میں نبیؐ عاشور کو
تھے نجف میں نوحہ خواں مولاعلیؑ عاشور کو
آگ بالآخر وہ خیموں میں لگی عاشور کو
ایک شمشیر جفا ایسی چلی عاشور کو

❁❁❁

سلام

جناب طاہر شمسی صاحب طاہرؔ

ہوگا نہ رائیگاں رگِ شبیرؑ کا لہو
ملتا رہا جو خاک میں تطہیر کا لہو
خاکہ نبیؐ کے دین کا تصویر بن گیا
جو تیر کربلا میں تھا تشنہ تھا خون کا
اصغرؑ کا دیکھیے تویہ انجامِ تشنگی
دنیا ودیں میں ہوگئے شبیرؑ سرخرو
چہروں پہ احتجاج کی بن بن کے سرخیاں
ہرقطرہ دردوکرب کا طوفان بن گیا
شاہوں کی دردناک اسیری کو دیکھ کر
ٹپکاجو چشم شاہ سے وہ خون بن گیا

شاہد رہے گا سینۂ شمشیر کا لہو
ہوتا رہا کتاب کی توقیر کا لہو
وہ رنگ بھر گیا دلِ شبیرؑ کا لہو
اک تیر پی گیا تن بے شیر کا لہو
ارمان بن کے بہہ گیا اک تیر کا لہو
چہرے پہ مل کے اصغرؑ بے شیر کا لہو
لائے گا رنگ گردنِ شبیرؑ کا لہو
ٹپکا جو دستِ ظلم سے شبیرؑ کا لہو
بہتا تھاچشم حلقۂ زنجیر کا لہو
افسانۂ حیات کی تحریر کا لہو

یہ سرخ سے خطوط جو ہیں راہِ شام میں
ٹپکا تھا آنکھ سے کسی راہگیر کا لہو

ہوتا ہے آسماں پہ نمودار شام کو
بنتِ علیؑ کے شعلۂ تقریر کا لہو

فطرت نبیؐ کی آل کا خود لے گی انتقام
برسے گا آسمان سے شبیرؑ کا لہو

ان حادثات کوکوئی کیسے رقم کرے
اشکِ قلم سے ہوتا ہے تحریر کالہو

طاہرؔ یہ داستان بیاں کس طرح کرے
ہوتا ہے لفظ لفظ پر تقریر کا لہو

❁❁❁

سلام

جناب طباطبائی صاحب

چمکا خدا کا نور عرب کے دیار میں
پھیلی شعاع ہند میں چین وتتار میں

پہنچا ستارہ اوج پہ دینِ حسینؑ کا
اب تک تھا گردشِ فلکِ کج مدار میں

چونکیں ذرا یہود ونصاریٰ تو خواب سے
آئی نسیم صبح شبِ انتظار میں

وردِ زبانِ پاک صحیفہ ہے نور کا
اترا تھا جو خلیل پہ گلزار نار میں

ہے یاد دشت میں گہر افشانیٔ کلیم
اور موعظ مسیح کا وہ کوہسار میں

موسیٰ کی رات کی مناجات طُور پر
داؤد کا وظیفہ وہ صبح بہار میں

بت ہوگیا ہے سنگ سرِ بت پرست پر
سرکہ بنی شراب کہن بادہ خوار میں

وہ جام پی کے اٹھ گئے پردے نگاہ سے
دریائے علم ونور کا پایا کنار میں

❁❁❁

سلام

مکرم العلماء مولانا سید سجاد حسین صاحب طورؔ نانپاروی طاب ثراہ

آخری فصل عزا ہے اب یہ اے اہل عزا
کیجیئے دل کھول کر ماتم بصد آہ و بکار

اٹھ گئے اس عالم فانی سے دو معصومؑ آج
سید مسموم شبرؑ اور محبوب خداؐ

باپ کی میت پہ بیٹھی رو رہی ہیں فاطمہؑ
شبرؑ و شبیرؑ گریاں ہیں تو نالاں مرتضیٰؑ

بیکس و نادار بیٹی کو نبی کی آہ آہ
کوئی پرسہ بھی نہیں دینے کو آتا باپ کا

باپ کے ماتم میں اور بیٹے کے غم میں ہائے ہائے
ساتھ میں تابوت کے ہیں نوحہ گر خیر النساء

ہائے بابا کہتی ہیں رو کر کبھی با شور و شین
اور کبھی فرزند کو روتی ہیں بنت مصطفیٰ

مومنو! تم بھی جناب سیدہ کا ساتھ دو
رو کے پرسہ دو انہیں با نالہ و آہ و بکا

کس کا پرسہ دو یا کس منھ سے کہوں واحسرتا
ہے غم شبیرؑ ماں کے قلب پر سب سے سوا

مٹ چکا تھا دین اسلام آج کی تاریخ سے
لیکن عاشورہ محرم کو میان کربلا

گھر کا گھر اپنا لٹا کر جان دے کر شاہ نے
دین حق کو اپنے نانا جان کے قائم رکھا

خوں سے اپنی کردی مستحکم بنائے لاالہ
سرورؑ گلگوں قبا نے نام دیں کا رکھ لیا

خنجر شمر آہ اور شبیرؑ کا سوکھا گلا
اور اس پر یہ ستم یہ ظلم یہ جور و جفا

قتل بھائی کو کیا بے کس بہن کے سامنے
رو کے زینبؑ رہ گئیں اور شہؑ کا سر کٹتا رہا

کیا عجب ہے آج اس تابوب کے ہمراہ بھی
روتی ہوں شبیرؑ بے کس کے لئے خیر النساء

غم رسیدہ ماں کو دو پرسہ شہؑ مظلوم کا
پیٹ کر سینہ کہو ہے ہے شہید کربلاؑ

احمدؐ و سبطینؑ زہراؑ و علیؑ کا واسطہ
طورؔ کے دل کا برآئے یا الٰہی مدعا

❁❁❁

سلام

جناب طیّب حسین کاظمی صاحب طیبؔ

جب سے آنکھوں نے غمِ شاہ کی بیعت کی ہے
ہم نے جی جان سے اشکوں کی حفاظت کی ہے

سب سے پہلے غمِ سرور سے طہارت کی ہے
پھر مرے اشکوں نے زہراؑ کی زیارت کی ہے

ہم سے کیوں پوچھتے ہو سود و زیاں کی بابت
ہم نے کب اشکِ غمِ شہؑ کی تجارت کی ہے

نامِ شہؑ سنتے ہی اشکوں کے چھلک جانے کا راز
آپ کیا سمجھیں گے یہ بات محبت کی ہے

رخ کو تنویر عطا کی ہے بدن کو خوشبو
شہ نے کتنی حَبَشی خون کی عزت کی ہے

میرے سجدوں نے شفا خاکِ شفا سے پائی
میں نے خالق کی عبادت بھی بصحّت کی ہے

خوں کا اک قطرہ بھی ضائع نہ گیا مقتل میں
شہ نے اس طرح سے تعظیم شہادت کی ہے

پہلے سرورؑ کی طرف بعد میں جنت کی طرف
حر نے اک روز میں دو مرتبہ ہجرت کی ہے

ایک ششماہے تبسم کی گراں باری نے
ابدی بن کے ہراک غم پہ حکومت کی ہے

مجلس وماتم سرورؑ کے ذریعہ طیبؔ
ہم نے ہردور میں شبیرؑ کی نصرت کی ہے

❁❁❁

سلام

جناب ظریفؔ جبلپوری صاحب

کہنا سلام شاہ کی سرکار کے لئے
ہے فرضِ عین مردمِ دیندار کے لئے

وہ کون تھا اٹھا تا جو عشق خدا کا بار
حق نے چنا حسینؑ کو اس بار کے لئے

مانا کہ بات بگڑی تھی روکا تھا شاہ کو
قسمت بنی تھی حر سے وفادار کےلئے

سب مرچکے اور ان کو اجازت نہیں ملی
وہ کیسا وقت ہوگا علمدارؑ کے لئے

یوں کربلا میں اجرِ رسالت دیا گیا
نولاکھ فوج ایک تن زار کے لئے

ناناکے کلمہ گو توسبھی تھے مگر حسینؑ
ہرسمت دیکھتے تھے مددگار کے لئے

کچھ بے کجاوہ اونٹوں پہ کنبہ تھا ننگے سر
یہ قافلہ تھا قافلہ سالار کے لئے

رونا غم حسینؑ میں بدعت نہیں ظریفؔ
پروانہ ہے یہ خلد کے گلزار کے لئے

❁❁❁

سلام

جناب بہادرشاہ ظفر

سلام امامؑ کا کہہ پڑھ کے صبح وشام نماز
تواے سلامی ادا کرنہ بے سلام نماز

نہ ہووے دل میں جو حب نبیؐ وآلِ نبیؐ
توکام آئے نہ روزہ نہ آئے کام نماز

جو اس امام کا ہے دوست ہے خدا کا دوست
قبول ہوتی ہے اس کی علیٰ الدوام نماز

جوہوحسینؑ کا دشمن اسے کہاں ایماں
اگرچہ پڑھتا بھی ہو وہ برائے نام نماز

حسینؑ کا ہے وہ رتبہ کہ جانیں فخراپنا
اگر پڑھائے فرشتوں کو وہ امام نماز

نہ ہوئے کوئی مجھے غم بجز غم شبیرؑ
ظفرؔ یہ مانگ دعا پڑھ کےتومدام نماز

❁❁❁

سلام

مولانا محمد ظفرالحسینی صاحب بنارس

فراز طور نہ عرش علیٰ کے دامن میں — بلندیاں تو ہیں فرش عزا کے دامن میں
سکون دل کی ضمانت ہیں یہ درود وسلام — پناہ لیجئے صلِّ علیٰ کے دامن میں
کہاں نصیب شقی کو متاع عشق علیؑ — نہ ڈھونڈھو درِّ نجف حرملہ کے دامن میں
فروغ اشک عزا سے دھواں دھواں ہے ستم — دیئے نے آگ لگادی ہواکے دامن میں
بہاریں خلد بریں سے طواف کو آئیں — کھلے وہ لالہ وگل کربلاکے دامن میں
دفاعِ حق جو کیا آئی ایسی چین کی نیند — جیالے سوگئے تیغ جفا کے دامن میں
شہید ہوگئے لیکن بچالی دولتِ دیں — ملی حیات کو منزل قضا کے دامن میں
اٹھا تھا دشت منیٰ سے سوال ذبح عظیم — جواب جاکے ملا کربلا کے دامن میں
کٹا کے بازو، ترائی میں سوتے ہیں عباسؑ — بسا ہے شہر وفا علقمہ کے دامن میں
ہوں جس کی گود میں زہراؑ کے لولوؤمرجاں — یہ سوچو کیا نہیں اس نینواکے دامن میں
سمیٹے نیّر صبرورضا کی تنویریں — کہاں یہ وسعتیں ارض وساکے دامن میں
بجاہے جتنی بلائیں لے کوثروزمزم — بھری ہے خاک شفا کربلا کے دامن میں
ظفرؔ کو چاہئے اب کیا غم حسینؑ کے بعد — سمٹ کے آگیا سب کچھ ولا کے دامن میں

❁❁❁

سلام

جناب ظفرعباس ظفرؔ

حسینؑ کرب وبلا کو بَسا کے سوئے ہیں — مدینہ چھوڑ کے جنگل میں آکے سوئے ہیں
اسی کے واسطے مانگی تھی مہلتِ یک شب — حسینؑ حرؑ کا مقدر جگاکے سوئے ہیں
جو ساتھ لے کے گئے داغِ ماتم شبیرؑ — چراغ اپنی لحد میں جلا کے سوئے ہیں
سکینہؑ پاس نہ جھولا نہ گود مادر کی — کہاں پہ اصغرؑ نادان جاکے سوئے ہیں
زبانِ خشک سے مانگا تھا پیاس میں پانی — ملا ہے تیر مگر مسکراکے سوئے ہیں
اٹھا نہ زوجۂ حرؑ ان یتیم بچوں کو — طمانچے شمر کے معصوم کھاکے سوئے ہیں
لحد بھی تر نہ ہوئی ہائے بے کسئ حسینؑ — پسر کی لاش پہ آنسو بہاکے سوئے ہیں

❁❁❁

سلام

مولانا ظفر علی خاں ظفرؔ

اے کربلا کی خاک اس احسان کو نہ بھول | تڑپی ہے تجھ پہ لاش جگر گوشۂ بتول
مظلوم کے لہو سے تری پیاس بجھ گئی | سیراب کر گیا تجھے خونِ رگِ رسولؐ
دیتی رہے گی درس شہادت حسینؑ کی | آزادیٔ حیات کا یہ سرمدی اصول

چڑھ جائے کٹ کے سرترا نیزہ کی نوک پر
لیکن یزیدیوں کی اطاعت نہ کر قبول

❁❁❁

سلام

جناب ظفرؔ اعظمی

نام عباسؑ پہ دولت جو لٹا دیتا ہے | رزق اس شخص کا اللہ بڑھا دیتا ہے
فاطمہ خلد سے آتی ہیں زیارت کے لئے | اپنے گھر پرچم غازی جو سجا دیتا ہے
زندہ انسان شفا پائے تو حیرت کیا ہے | نام عباسؑ تو مردے کو جلا دیتا ہے
دھوپ غربت کی ستاتی ہے تو نام عباسؑ | حوصلہ درد کے ماروں کا بڑھا دیتا ہے
ہم کسی در پہ بھلا ہاتھ بڑھائیں کیوں کر | بے طلب ہم کو سکینہ کا چچا دیتا ہے
نام عباسؑ سنو اور میں سجدہ نہ کروں | کوئی تو ہے جو مرے سر کو جھکا دیتا ہے
کہہ رہا ہے غم شبیرؑ کو بدعت مفتی | کتنا نادان ہے شعلوں کو ہوا دیتا ہے
اپنے چلو کے سمندر کا پلا کر پانی | تشنگی نہر کی عباسؑ بجھا دیتا ہے
اس سے اللہ کبھی ہو نہیں سکتا راضی | میرا مولا جسے نظروں سے گرا دیتا ہے
یہ تو اولاد رسولؐ عربی کا دل تھا | ورنہ دشمن کو بھلا کون دعا دیتا ہے
چودہ صدیوں سے غم شہ کی قسم دنیا کو | ذکر عباسؑ جری درس وفا دیتا ہے
باوضو کیوں نہ ظفرؔ میں کروں ذکر عباسؑ | مجھ کو قرآں کی تلاوت کا مزہ دیتا ہے

❁❁❁

سلام

سید ظہور حیدر صاحب ظہورؔ رضوی جارچوی

مشکل کشا کو دل جو پکارے چلے گئے
ہر موج کو ہراتے کنارے چلے گئے

ہم شانۂ عمل سے بہ فیض شہ نجف
زلفِ عروس زیست سنوارے چلے گئے

ظلم یزیدیت سے نہ گھبرائے اہل بیتؑ
کردار کائنات سنوارے چلے گئے

ظلمات بحر غم میں جمالاتِ کربلا
ڈوبے ہوئے دلوں کو ابھارے چلے گئے

منزل بتا کے اہل زمیں کو حیات کی
عرش الوہیت کے ستارے چلے گئے

شبیرؑ اہل کفر کی ہستی بگاڑ کر
اسلام کا نظام سدھارے چلے گئے

سجادؑ اپنے چہرے پہ مل کر غبار راہ
توحید کا جمال نکھارے چلے گئے

بے پردگی سے اپنی نہ گھبرائے اہل بیتؑ
کفار کے حجاب اتارے چلے گئے

یہ کون پوچھتی ہے مزارِ رسول سے
نانا کدھر حسینؑ تمہارے چلے گئے

بولیں سکینہؑ کیوں رہیں ہم قیدِ زیست میں
جب اپنی زندگی کے سہارے چلے گئے

اعمال تھے ظہورؔ کے ناقابل قبول
کوثر تک آنسوؤں کے سہارے چلے گئے

❁❁❁

سلام

جناب سید ظہورؔ مہدی صاحب

کربلا تاریخ ہے اسلام کی
جنگ تھی یہ کفر اور اسلام کی

حق کی نصرت کے لئے اٹھے حسینؑ
لاج رکھ لی مصطفیؐ کے نام کی

حرمت کعبہ بچائی شاہ نے
کی حفاظت دین کے احکام کی

اس طرف کل تھے بہتّر جانثار
اس طرف لاکھوں تھیں فوجیں شام کی

کربلا کے سب شہیدوں کو سلام
خلد ہے جاگیر نیک انجام کی

وقت رخصت شہؑ نے زینبؑ سے کہا
سرمہم کرنی ہے تم کو شام کی

شاہ کی ہمشیر نے خطبات سے
کی اشاعت دین کے پیغام کی

فاتح کرب و بلا شبیرؑ ہیں
ثانیٔ زہرا ہیں فاتح شام کی

پاؤں میں سجادؑ کی زنجیر تھی
اک کڑی ایماں کے استحکام کی

دیں کے لب پر ہرنفس تسبیح ہے فاطمہ زہراؑ ترے گلفام کی
حشر تک آتی رہے گی اب صدا یاحسینؑ ابن علیؑ کے نام کی
کربلا آواز دیتی ہے ظہورؔ جنگ جاری ہے ابھی اوہام کی

❁❁❁

سلام

جناب ظہیرؔ جعفری صاحب، مدراس

چڑھے ہوئے تھے جو دریا اترگئے ہیں حسینؑ تمہارے نام سے طوفاں ٹھہر گئے ہیں حسینؑ
جہاں پہونچ کے حد صبر ختم ہوتی ہے یقیناً اس سے بھی آگئے گذرگئے ہیں حسینؑ
یہ پیاس کیا ہے سمندر ہوں میں صداقت کا لب فرات یہ اعلان کرگئے ہیں حسینؑ
تمہارا روضہ ہے وہ کعبۂ یقیں کہ جہاں فلک نشینوں کے سجدے بکھرگئے ہیں حسینؑ
لگاکے جان کی بازی تمہارے روضہ تک ہیں خوش نصیب جو اہل نظر گئے ہیں حسینؑ
تمہارے نام کی نسبت کا آسرا لے کر بڑے بڑوں کے مقدر سنور گئے ہیں حسینؑ
یزید تیری حکومت کا دور چل نہ سکا ہرایک دور کے دل میں اترگئے ہیں حسینؑ
ظہیرؔ کیوں نہ منور ہوآگہی کا جہاں یہ اہتمام چراغاں جو کرگئے ہیں حسینؑ

❁❁❁

سلام

جناب سید ظہیرالدین ظہیرؔ دہلوی

سلام لڑگئی تقدیر شہ پر رونے والوں کی یہ آنکھیں جنت الماویٰ کی ہیں مہریں قبالوں کی
عجب پیچیدگی میں فکر ہے نازک خیالوں کی ثنا ہے کن گل اندامون کے گھونگھروالے بالوں کی
علیؑ کی تیغ سے فوجِ عدو میں چہرے کٹتے تھے قضا بیٹھی ہوئی تھی ان میں چھپ کر خود رسالوں کی
شبِ عاشور دشت نینوامیں اک قیامت تھی صدائیں رات بھر آتی رہیں زہراؑ کے نالوں کی
ظہیرؔ مدح خواں، جو جو ثناسنجِ محمدؐ ہیں زبانیں شکر افشاں ہیں انہیں شیریں مقالوں کی

❁❁❁

سلام

جناب سید عابدؔ جعفری صاحب

وہ سر جو برسرِ نیزہ دکھائی دیتا ہے
فرازِ عرش سے اونچا دکھائی دیتا ہے

رخِ علیؑ سے نگاہیں ہٹا کے کیا دیکھوں
رخِ علیؑ کے سوا کیا دکھائی دیتا ہے

بہ اعتبارِ عزائے حسینؑ، قطرۂ اشک
تجلیوں میں گہر سا دکھائی دیتا ہے

فرات کچھ نہیں امواجِ تشنگی کے سوا
نہ جانے کیوں ہمیں دریا دکھائی دیتا ہے

مصیبتوں میں بھی راحت ہے غمزدوں کے لئے
حسینؑ آپ کا چہرہ دکھائی دیتا ہے

بس ایک قوم ہے تنہا ابوالحسنؑ کی طرح
جہاں میں سارا سقیفہ دکھائی دیتا ہے

ادا ہوئے ہیں جو ان بے شمار سجدوں میں
فقط حسینؑ کا سجدہ دکھائی دیتا ہے

خیامِ آلِ عباؑ کے بھڑکتے شعلوں میں
جلا ہوا درِ زہراؑ دکھائی دیتا ہے

یہ معجزہ بھی فقط مجلسِ حسینؑ کا ہے
جو اس میں آگیا اچھا دکھائی دیتا ہے

طلوعِ صبحِ ہدایت میں شام کا منظر
عجیب طرفہ تماشہ دکھائی دیتا ہے

اے خاکِ کرب وبلا کیا ترا مقدر ہے
ہر ایک ذرّہ چمکتا دکھائی دیتا ہے

سلام

جناب زیدؔ، عابدؔ صاحب (بھیمڑی)

اے فخرِ بوتراب پیمبر ادا حسینؑ
ہے میری مشتِ خاک تری خاکِ پا حسینؑ

سانسوں کے اس سفر کی ہے تو انتہا حسینؑ
ہے منزلِ حیات ترا نقشِ پا حسینؑ

سیراب تیرے خوں سے ہے دشتِ وفا حسینؑ
تیرا لہو ہے قلزم آبِ بقا حسینؑ

اسلام تجھ سے زندہ ہے لاریب یاحسینؑ
اسلام کی بقا ہے ترا خوں بہا حسینؑ

ہاں پھر دھڑک رہا ہے دلِ کربلا حسینؑ
پھر گونجتی ہے دہر میں آواز یا حسینؑ

سردیدیا پہ بیعت فاسق نہ کی قبول
اللہ رے یہ جرأت حق مرحبا حسینؑ

کاٹی ہے تونے گردنِ رعبِ شہنشہی
تیغِ ستم کی دھار پہ رکھ کر گلا حسینؑ

تیغِ یزید وشمر کا پانی اتر گیا
باطل کو موت آگئی حق جی اٹھا حسینؑ

تیروں کی باڑھ، دھوپ کی شدت بلا کی پیاس
حق بندگی کا تونے ادا کردیا حسینؑ

رکھ لی ہے تونے حریت پیغمبریؑ کی لاج
خود آشنا حسینؑ خدا آشنا حسینؑ

ساحل عرق عرق ہے سمندر ہے آب آب
صحرا ہے آگ آگ کہ پیاسا رہا حسینؑ

قرآں حشم شہیدِ وفا، مصطفیٰؐ وقار
ہم جس قدر سمجھتے ہیں اس سے سوا حسینؑ

دنیا اسیر حلقۂ زنجیر ظلم ہے
عابدؔ ہے منتظر کہ کوئی معجزہ حسینؑ

❁❁❁

سلام

جناب عابدؔ حشری صاحب

ضمیروذہن کی سچائیوں کا سوداتھا
ادھر رسولؐ کی امت ادھر نواسہ تھا

سمجھ سکا نہ زمانہ وہ کون تھا کیا تھا
جو اپنی ذات میں دریا تھا اور پیاسا تھا

وہ خود رسولؐ سے تھا اور رسولؐ اس سے تھے
رسول تو وہ نہ تھا ہاں رسول جیسا تھا

وہ جس کے در سے زکاتِ حیات بٹتی ہے
جو سب کو کرگیا زندہ وہ شخص کیسا تھا

یہ کس کے قدموں کی برکت ہے کربلا کا نصیب
وہ آج خلد ہے کل تک جو ایک صحرا تھا

نہ ہوسکی کبھی بے پردہ عصمتِ ایماں
یہ بے ردائ زینبؑ کا ایک صدقہ تھا

فضا میں گونجا ہے جو سازِ حریت بن کر
وہ اک اسیر کی زنجیر کا چھنا کا تھا

جوابِ تیرِ سہ شعبہ تبسم بے شیر
یہ ظلم وجور کے چہرے پہ ایک طمانچہ تھا

فضائے شامِ غریباں سے ایسی لوپھوٹی
پھر اس کے بعد اندھیرا نہ تھا اجالا تھا

یزید باقی نہ فکرِ یزید ہی باقی
حسینؑ آج بھی زندہ ہے کل بھی زندہ تھا

❁❁❁

پانی

جناب سید صغیر عابد رضوی صاحب ایڈوکیٹ، بہرائچ

اتارا جب علیؑ کے لال نے رہوار پانی میں
توموجیں بول اٹھیں اب آگیا حقدار پانی میں

ہوا محسوس جب دریا کو موجوں نے قدم چومے
لگا رکھا ہو جیسے شیر نے دربار پانی میں

ادھر باطل کا لشکر اس طرح حق کا مجاہد ہے
کھڑی کردی علیؑ کے لال نے دیوار پانی میں

یہ فخر حضرت موسیٰ ہیں دنیا دیکھ لے آکر
ڈبودیتے ہیں ہرفرعون کی سرکار پانی میں

کیا دریا پہ قبضہ اور خود پیاسا نکل آیا
وفا تب ہوگئی خود فخر سے سرشار پانی میں

بھتیجی اس طرح غالب رہی اوسانِ غازی پر
نظر آئے چچا کو پھول سے رخسار پانی میں

علی کے شیر کی تشنہ لبی سے ہیں خجل اب تک
یہ موجیں سر پٹکتی ہیں جو سو سو بار پانی میں

اگر باطل کا لشکر آگیا ہوتا لب دریا
لگا دیتا جری کشتوں کا اک انبار پانی میں

یزیدی فوجیو جرأت اگر ہے سامنے آؤ
کھڑا ہے شیر مثل آہنی دیوار پانی میں

کرم باب الحوائج کا ہے جو کچھ کہہ دیا ورنہ
ردیف ایسی کہ بہہ جائے سبھی اشعار پانی میں

وہ دیکھو سید سجاد کا اک معجزہ عابدؔ
بنا ہے ہاتھ کا دھون درِ شہوار پانی میں

❁❁❁

سلام

پروفیسر سید وزیر الحسن صاحب عابدیؔ

کیا زمیں سے پوچھئے کیا آسماں سے پوچھئے
راز عالم لامکاں کے رازداں سے پوچھئے

ہے اہم یہ مسئلہ کیا ہے حقیقی تخت وتاج
عرشِ اعظم کے گرامی مہماں سے پوچھئے

صاحبِ معراج کا مفہوم قولِ متکلم
دوکمانوں کے حجابِ درمیاں سے پوچھئے

کیوں بنا دوشِ نبوت مرکبِ ناز حسینؑ
اس محبت کا سبب نوکِ سناں سے پوچھئے

کن مراحل سے گزرتی ہے وفا اسلام کی
اس حقیقت کو حسینی کارواں سے پوچھئے

غم میں کتنا جوش ہے اشکوں سے کیجے امتحاں
دل میں کتنا سوز ہے طرزِ فغاں سے پوچھئے

موت سے ڈرتے نہیں جو حق پہ ہیں اور حق کے ساتھ
اکبرؑ غازی کے ذوقِ ہم عناں سے پوچھئے

کربلا میں دیکھئے آلِ نبیؐ کا معجزہ
شیوۂ اتمامِ حجت بے زباں سے پوچھئے

عابدؑ بیمار کو کرتا ہے سجدہ آسماں
معنیِ بار امامت ناتواں سے پوچھئے

جس کے جھکتے ہی زباں انساں کی ہوجاتی ہے بند
وہ مزہ شبیرؑ کے کڑیل جواں سے پوچھئے

بے زباں ہیں اصغرؑ معصوم اور صابر بھی ہیں
شدّت ضربِ ستم تیروکماں سے پوچھئے

ہے طلب حق کی تو اہل ذکر سے کیجے سوال
کیوں یقیں کی بات اربابِ گماں سے پوچھئے

گو قدم بادِ مخالف کے کہیں رکتے نہیں
کیوں بڑھے جاتی ہے کشتی بادباں سے پوچھئے

چھپ گیا سورج مگر ہنگامۂ ہستی ہے گرم
راز اس غیبت کا مہرِ ضوفشاں سے پوچھئے

اپنا غم ہے عابدیؔ حدِ بیان سے ماوراء
پوچھنا بھی ہے تو کچھ رنگ بیان سے پوچھئے

❁❁❁

سلام

جناب عابسؔ صاحب جلالپوری

فکر انسانی سے بالا تر ہیں انصارِ حسینؑ
پست دنیا کیا سمجھ سکتی ہے معیار حسینؑ

ایسے میں کوہ گراں کے بھی اکھڑجاتے قدم
جس قیامت میں جمے تھے پائے انصارِ حسینؑ

خامشی ہو یا تکلم، صلح چاہے جنگ ہو
بس وہی اسلام ہے جو بھی ہے کردار حسینؑ

ناردونوں کا ٹھکانا دونوں کا انجام ایک
جیسا غدارِ خدا ویسا ہی غدار حسینؑ

دشمن آل عباؑ پر بوئے جنت ہے حرام
یہ چمن مخصوص ہے بہرطلبگارِ حسینؑ

کس کا دوزخ کس کی جنت فیصلہ خود کیجئے
وہ طرفدار یزید اور ہم طرفدار حسینؑ

عرش والے کرتے ہیں آ آ کے روضہ پر طواف
اللہ اللہ کس قدر اونچا ہے مینار حسینؑ

فرش مجلس پر ہیں وہ بھی صاحب معراج بھی
اے زہے معراج تقدیر عزادارِ حسینؑ

کربلا ہو یا مدینہ فطرس وحر ہیں گواہ
ہومحل کوئی ہے یکساں فیض دربارِحسینؑ

یہ شرف کچھ کم نہیں ہے میری بخشش کے لئے
میں ہوں عابسؔ از یکے خدام سرکارِ حسینؑ

❁❁❁

سلام

جناب میر عارفؔ صاحب

ماتم شہؑ میں جو غم سے پُرغبار آنکھیں ہوئیں
سوز دونا ہوگیا جب اشک بار آنکھیں ہوئیں

تھا قضا کا سامنا ظاہر تھا رحمت کا جلال
دم لبوں پر آگئے جس وقت چار آنکھیں ہوئیں

جو نہ روئیں نور عین مصطفیٰ کے لال پر
آپ ہی اپنی نگاہوں میں وہ خوار آنکھیں ہوئیں

حائر پاک شہِ والا میں جب زائر گیا
پہلے گرد قبر شہ پھر کر نثار آنکھیں ہوئیں

پرضیا حلقے ہوئے پہنچی جو اکبرؑ نے زرہ
ایک نورجسم سے روشن ہزار آنکھیں ہوئیں

کھل گیا اہلِ بصیرت پر کہ حافظ ہے کوئی
جب سے بہرِ مردمِ دیدہ حصار آنکھیں ہوئیں

ہوگئے غش حضرت موسیٰ مقام غور ہے
کیا وہ جلوہ ہوگا جس کی پردہ دار آنکھیں ہوئیں

عارفؔ اتنی بھی بہت ہے دوستوں کی دوستی
کچھ مروت آگئی، جس وقت چار آنکھیں ہوئیں

❁❁❁

مصیبت کی گھٹا

جناب سید عسکری حسین صاحب عارفؔ میرٹھی

شبیرؑ کو گھیرے ہوئے طوفان جفا ہے　　نرغے میں ملاعین کے شاہِ شہدا ہے
فرزندِ پیمبر پہ عجب وقت پڑا ہے　　زہراؑ کا قمر شام کے بادل میں چھپا ہے
چھائی ہوئی بیکس پہ مصیبت کی گھٹا ہے

گرمی کے ہیں دن آگ برستی ہے زمیں پر　　موجیں شکن غیظ ہیں دریا کی جبیں پر
ہرسمت سے یورش ہے ستم کی شہِ دیں پر　　طاری ہے شقاوت کا جنوں فوجِ لعیں پر
لخت دل زہراؑ عجب آفت میں پھنسا ہے

ہمراہ کوئی فوج مدد کو ہے نہ لشکر　　تعداد رفیقوں کی ہے گنتی میں بہتر
دشمن ہیں ہزاروں کی بھی تعداد سے بڑھ کر　　ہر سمت سے اُمڈے چلے آتے ہیں ستمگر
طوفانِ ستم سینۂ گیتی سے اٹھا ہے

شبیرؑ کے ہیں ساتھ کچھ اطفال وخواتیں　　لے دے کے جوانوں میں ہیں عباسؑ خوش آئیں
یہ واقعہ کتنا ہے جگر سوز وغم آگیں　　دریا کے ہیں ہرگھاٹ کو روکے ہوئے بے دیں
شبیرؑ کے خیموں میں نہ پانی نہ غذا ہے

مقبول ہوئی جس کے سبب توبۂ آدم　　خم جس کے ہے قدموں پہ سرِ عرش معظم
کاندھوں پہ چڑھاتے تھے جسے سید عالمؐ　　یہ دیکھ کے دنیا نہ کرے کس لئے ماتم
خنجر لئے اس جسم پہ جلاد چڑھا ہے

بے رحموں نے پیاسوں کو بڑے مکر سے مارا　　مہمانوں کو جور وستم وجبر سے مارا
زہراؑ کے جگر پاروں کو کس عذر سے مارا　　اولادِ نبیؐ کو عمداً فخر سے مارا
کیا خوب محمدؐ کا زباں پر کلمہ ہے

لپٹے ہوئے سرتابہ قدم خونی کفن میں　　میدانِ شجاعت کے دھنی سوتے ہیں بن میں
پھولوں کی طرح زخم مہکتے ہیں بدن میں　　زہراؑ کے مرقع کے ورق بکھرے ہیں رن میں
مرقد میں سیہ پوش بتولِ عذرا ہے

اس ظلم کو تاحشر نہ بھولے گا زمانہ　　دنیا سے کبھی محو نہ ہوگا یہ فسانہ
اک گود کا بچہ ہوا ناوک کا نشانہ　　کیا ڈھونڈھیں گے محشر میں ملاعین بہانہ
بچہ تو ہر اک دین میں بے جرم وخطا ہے

زہراؑ کے جگر بند کا کردار تو دیکھو لطف وکرمِ سید ابرار تو دیکھو
امت کے لئے ہمتِ جرار تو دیکھو احمدؐ کے نواسے کا یہ ایثار تو دیکھو
گردن تہہِ خنجر ہے مگر لب پہ دعا ہے

جن بیبیوں کی شان کا قرآن ہے قائل آیت ہوئی تطہیر کی جن کے لئے نازل
جو عصمت وعفت میں بہرطور ہیں کامل پڑھتے ہیں ملک جن کے شب وروز فضائل
بے مقنعہ وچادر انہیں تشہیر کیا ہے

ہاں اہلِ عزا ظلمت باطل کو مٹادو تکبیر کے نعروں سے دوعالم کوہلادو
سوئی ہوئی دنیا کو پھر اک بار جگا دو اسلام کی عزت کے لئے خون بہادو
اس عزم میں تبلیغ کا اک راز چھپا ہے

ہاں اسوۂ شبیرؑ زمانے کوسکھادو حق پر اگر آنچ آئے تو گردن کو کٹا دو
آفاق سے اب نقشِ یزیدی کو مٹادو یوں مٹتے ہیں توحید پہ دنیا کو دکھادو
عبرت دہ عالم سبقِ کرب وبلا ہے

ملتا ہے سبق اسوۂ شاہِ شہداء سے اٹھا کریں طوفانِ ستم لاکھ بلا سے
گھبرایئے عارفؔ نہ کبھی ظلم وجفا سے مٹ جائے گا باطل کا نشاں فضل خدا سے
ظلمت کے حجابوں میں کہیں نور چھپا ہے

❖❖❖

سلام

ڈاکٹر رضا عارفؔ رضوی صاحب لکھنوی

غم شبیرؑ کا احسان کیا احسان ہوتا ہے ہرآنسو سے چمن ایمان کا گنجان ہوتا ہے
عطش کا تذکرہ جب شعر کا عنوان ہوتا ہے نکلتا ہے جو مصرع درد کا طوفان ہوتا ہے
عزائے شہ کے دشمن کی الگ ہی بات ہے ورنہ اندھیری رات کا بھی نور پر ایمان ہوتا ہے
بناڈالے ہیں کتنے آئینے اے حر ترے دل نے تجھے جب دیکھتا ہے آئینہ حیران ہوتا ہے
علم کو دیکھ کر کیوں ظلم کے وارث نہ کترائیں نظر کے سامنے ہارا ہوا میدان ہوتا ہے
ابھی چلتے ہیں قاسمؑ خون برسانے سرِمقتل ابھی اے تیغ تیرے لطف کا سامان ہوتا ہے
بچھا کر جانمازیں اشکِ شبنم کی علیؑ اکبر سنے تیری اذاں ہرصبح کا ارمان ہوتا ہے
تمنا ہے یہ جنت کی وہ کہہ دے کربلا آکر عظیم الشان کا روضہ عظیم الشان ہوتا ہے

موذّن کی صدا گونجی ہے دربارشفاعت میں | کوئی دیکھے یہ کس کی فتح کا اعلان ہوتا ہے
ہوئی ہے کب الگ سورج سے اس کی روشنی عارفؔ | جہاں شبیرؑ ہوتے ہیں وہیں قرآن ہوتا ہے

❁❁❁

سلام

جناب سید علی عارفؔ کاظمی صاحب، نیوجرسی امریکہ

اتنا تو جانتا ہوں کہ عاقل نہیں ہوں میں
پر عظمت حسینؑ سے غافل نہیں ہوں میں

نسبت درِ علوم سے رکھتا ہوں اس لئے
اب در بدر کی خاک کا قائل نہیں ہوں میں

ہے مستقل وجود میں اُلفت حسینؑ کی
فہرست منکرین میں شامل نہیں ہوں میں

اظہار عشق شاہؑ پہ ہو خوف کیوں
فرش عزا گواہ کہ بزدل نہیں ہوں میں

یہ مسکرا کے کہہ گئی کربوبلا کی جنگ
مشکل کشاؑ کے لال پہ مشکل نہیں ہوں میں

سیکھا سبق حیات کا میں نے حسینؑ سے
کیا سوچتے ہو قابل و فاضل نہیں ہوں میں

مشت غبار نقش قدوم حسینؑ ہوں
پرواہ کب کے خلد میں داخل نہیں ہوں میں

اُن اُن عقیدتوں کا بیاں مجھ سے مت کرو
جن جن حصوصیات کا حامل نہیں ہوں میں

میں شاہؑ مشرقین کا عارفؔ غلام ہوں
کم درجۂ حیات پہ مائل نہیں ہوں میں

❁❁❁

سلام

جناب سید عاشورؔ کاظمی صاحب (لندن)

اے حسینؑ ابن علیؑ کے نام لیواؤ سنو
تم سے کیا کہتی ہے ارض کربلا آؤ سنو

سورہے ہیں گیسوؤں والے مری آغوش میں
فاطمہؑ کی گود کے پالے میری آغوش میں

معرکے دیکھے ہیں میں نے ظلم کے اور جبر کے
میں نے دیکھے ہیں مناظر شکر کے اور صبر کے

میں نے دیکھے ماؤں سے بچے جدا ہوتے ہوئے
میں نے دیکھے بھائی پر بھائی فدا ہوتے ہوئے

میں نے دیکھے ہیں مجاہد تشنہ لب باطل شکن
میں نے دیکھا ہے اجڑتا گلستاں پنجتنؑ

میں نے دیکھا ہے گلا قاسمؑ کو کٹواتے ہوئے
میں نے اکبرؑ کو بھی دیکھا برچھیاں کھاتے ہوئے

حیف دیکھے ہیں نہ بادل چور کے چھٹتے ہوئے
میں نے دیکھے بازوئے عباسؑ بھی کٹتے ہوئے

میری آنکھوں نے جو دیکھا ہے نہ دیکھے گا کوئی — گردن مظلوم پر دیکھی چھری چلتے ہوئے
ضبط ظلم وجور سے دیکھے ہیں دم گھٹتے ہوئے — میں نے دیکھے قافلے سادات کے لٹتے ہوئے
میری آنکھوں سے نہ وہ دیکھا گیا لیکن سماں — جب ہوئی بے مقنع وچادر حرم کی بی بیاں
آہ وہ آواز دینا اکبرؑ مظلوم کو — ڈھونڈھنا آکر کسی کا اصغرؑ معصوم کو
ذبح کرکے شمر ذی الجوشن کا ہٹنا لاش سے — وہ کسی ننھی سی بچی کا لپٹنا لاش سے
بھول سکتا ہی نہیں منظر وہ داروگیر کا — ڈھونڈھنا بھائی کے لاشے کو کسی ہمشیر کا
آخرش دیکھا شکست فاش باطل کو ہوئی — اور حق کو سربلندی وسرفرازی کی ہوئی
موت کی تاریکیوں سے زیست کی پہچان ہے — کربلا ایثار کی تاریخ کا عنوان ہے

❁❁❁

سلام

مولانا سید احمد حسن صاحب عاصمؔ محمد آبادی

سرحسینؑ کٹا فاطمہؑ کے دامن میں — پسر کا قتل ہوا ماتا کے دامن میں
کشش تو دیکھو کہ چاروں طرف سے دین خدا — سمٹ کے آگیا کرب وبلا کے دامن میں
خدا کے نام پہ جائے نہ لوٹ کر محروم — دعائے خیر ہی رکھ دو گدا کے دامن میں
وہ جوئے آب رُکی تھی مگر پس عاشور — بھری ہے آگ سی اب علقمہ کے دامن میں
خدا گواہ ہے ان کے خلوص نیت کا — سند ملے گی تمہیں ھل اتی کے دامن میں
رضائے رب پہ بھرا گھر لٹادیا شہؑ نے — الٹ دی ساری کمائی خدا کے دامن میں
چھلک سکا نہ ابھی تک ایاغ صبر حسینؑ — اُدھر بچا نہیں کچھ بھی جفا کے دامن میں
ولائے آل کے ایمان کی حفاظت کی — کلیم پلتے رہے آسیہ کے دامن میں

❁❁❁

سلام

جناب عاجزؔ ماتوی صاحب

اس دم سپاہ شام میں محشر بپا ہوا — جب سوئے نہر شیر چلا جھومتا ہوا
مشکیزہ لیکے شیر بڑھا جب سوئے فرات — لشکر کا لشکر آیا نظر بھاگتا ہوا

پانی کو لے کے چلو میں پھینکا جو شیر نے ‫ اس وقت پاش پاش دل علقمہ ہوا
دو لاکھ ادھر بہتر ادھر کربلا میں ہیں ‫ دنیا میں ایسا کوئی کہیں معرکہ ہوا
حر اور حرملہ بھی یہ دونوں تھے اہل شر ‫ قسمت سے حر تو لشکر شر سے جدا ہوا
حر جری کو خلد بریں میں ملا مقام ‫ دروازہ وا سقر کا پئے حرملہ ہوا
صدیاں گزر گئیں مگر اب بھی یزید کے ‫ ماتھے پہ ہے کلنک کا ٹیکہ لگا ہوا
تاریخ ہے گواہ کہ دنیا میں آج تک ‫ عباس سا نہ کوئی بھی صاحب وفا ہا
عشرے کے روز خون برس کر نکل گیا ‫ بادل جو کربلا میں کھڑا تھا لدا ہوا
اس کا نشان صفحہ ہستی سے مٹ گیا ‫ اسلام کے مٹانے پہ جو تھا تلا ہوا
عاجزؔ جہاں میں حضرت عباس کے سوا ‫ بعد علیؑ نہ اور کوئی سورما ہوا

❁❁❁

عشرے کی سحر

جناب عالمؔ الرضوی صاحب مدیر ساحل کراچی

کونین کے دل کو جنبش ہے عشرے کی سحر یوں ہوتی ہے ‫ اکبرؑ کی جوانی سوتی ہے ماں شمع جلائے روتی ہے
اکبرؑ کی نگاہیں مقتل پر، لیلیٰ کی نگاہیں اکبرؑ پر ‫ مقتل کی اندھیری دنیا میں قسمت کی سحر یوں ہوتی ہے
کیا تجھ کو بتاؤں اے ہمدم اس اشک فشانی کا رتبہ ‫ جو بہہ نہ سکا وہ آنسو ہے جو آنکھ سے ٹپکا موتی ہے
شبیرؑ کا وعدہ مرضی حق، اصغرؑ کی جدائی حشر نما ‫ ماں کوکھ جلی یہ کس سے کہے، کیا کیا پاتی ہے کیا کھوتی ہے
وہ کرب وبلا میں سناٹا، وہ شام غریباں کا عالم ‫ شبیرؑ کے بچے روتے ہیں اور ساری دنیا سوتی ہے

اکبرؑ کی جوانی اے عالمؔ جب یاد مجھے آجاتی ہے
کانٹا سا جگر میں چبھتا ہے اک ٹیس سی دل میں ہوتی ہے

❁❁❁

سلام

جناب عالمؔ نقوی صاحب نصیر آبادی، رائے پور

حسینؑ ابن علیؑ کے ذکر سے انجان لگتا ہے ‫ مسلمان اس لئے ہی بے سروسامان لگتا ہے
جلوس وتعزیہ، سینہ زنی، یہ اشک، یہ ماتم ‫ یہ سب کچھ ظالموں کے ظلم کا اعلان لگتا ہے
ابوطالبؑ کے ایماں پر وہی انگلی اٹھاتے ہیں ‫ جنھیں خیرِعمل میں فتنۂ شیطان لگتا ہے

جہاں آیاتِ قرآنی میں خشک وتر نظر آئے
وہ ذکر کربلا کا ذکر ہی قرآن لگتا ہے

جنھیں ہے بھاگنے کا فن بہت اچھی طرح حاصل
انہیں ہر معرکہ دشوار بھی آسان لگتا ہے

عقیدت سے عزاخانے سجا رکھتے ہیں ہندو بھی
محرم میں یہ ہندوستاں حسینستان لگتا ہے

بڑھادیتے ہیں رونق ہند کی مولا یہاں آکر
محرم میں ہمیں کرب وبلا ویران لگتا ہے

بنے گا زینت رومالِ زہراؑ آنکھ سے گر کر
یہ آنسو آنکھ میں کچھ دیر کا مہمان لگتا ہے

سمجھ پائے نہ عالم بائے بسم اللہ کی عظمت
جسے کہتے ہیں حافظ وہ بڑا نادان لگتا ہے

❁❁❁

سلام

جناب جلیل عالیؔ صاحب

بندگانِ ریا کی نگاہوں میں شام وسحر اور تھے
اور اہلِ صفا کے رموزِ قیام و سفر اور تھے

آبجو پاس تھی بوند پانی کو ترسے ہواؤں کے لئے
منتظر باغِ جنّت میں صبرورضا کے ثمر اور تھے

نور پیشانیوں پر فروزاں تھا جو فیصلہ اور تھا
چور چہروں پہ ٹھہرے ہوئے تھے جو اندر کے ڈر اور تھے

گو رہِ عشق میں شان پہلے بھی بے مثل تھی آپ کی
کربلا میں مگر سُرخرو تھے سوا ، معتبر اور تھے

سطحِ صحرا پہ عالی کہاں کوئی تحریر ٹھہری کبھی
لفظ لیکن لہو سے جو لکھے گئے ریت پر اور تھے

❁❁❁

سلام

جناب ملک غلام محمد رضا صاحب عاصیؔ مرحوم

لہرائے گا تاحشر علمدار کا پرچم
لختِ جگرِ حیدرِ کرارؑ کا پرچم

ہرقوم کی عظمت کا نشاں ہوتا ہے پرچم
مسلمؑ کا نشاں ہے یہ علمدار کا پرچم

اس قوم کے پرچم کو بہتّر نے رنگا ہے
کہلاتا ہے یہ دیں کے مددگار کا پرچم

خیبر میں یہی حیدرؑ وصفدر کو ملا تھا
پرچم تھا یہی جعفر طیارؑ کا پرچم

ورثہ میں اسے حضرت عباسؑ نے پایا
مشہور تھا یہ احمدؐ مختار کا پرچم

اس پیکر ایثار پہ قربان ہوں جس نے
جھکنے نہ دیا عترتِ اطہار کا پرچم

جو درسِ وفا آج بھی دیتا ہے جہاں کو | وہ سبطِ پیمبرؐ کے ہے سالار کا پرچم
خود فوجِ لعین کرنے لگی گھاٹ کو خالی | آیا جو نظر ہاشمی سردار کا پرچم
جبرئیل نے بھی اپنے پروبال سمیٹے | جب رن میں کھلا حیدر کرارؑ کا پرچم
اسلام نہ کیوں ناز کرے اس پر اے عاصیؔ | ہے دین کی اک شان یہ جرار کا پرچم

❁❁❁

سلام

جناب عامر عباس رضوی صاحب، عامرؔ کانپوری

گونجا جہاں میں ڈنکا عباسؑ باوفا کا | نظروں کے بل پہ چھینا قبضہ جو علقمہ کا
پاجاتے اِذن شہ سے عباسؑ گروغا کا | قصہ تمام ہوتا تاریخِ کربلا کا
اربابِ معرفت کو کہتے ہوئے سنا ہے | عباسؑ نامور ہے آئینہ مرتضیٰؑ کا
تشنۂ لبی کے لب سے انکار آب کرکے | توڑا بھرم جری نے اک پل میں علقمہ کا
رہتا ہے جس طرح سے بچے پہ اس کی ماں کا | عباسؑ پہ ہے سایہ اس طرح سے کساء کا
دشمن عزاء کے سن لیں اہلِ عزاکے سرپہ | لہرا رہا ہے پرچم عباسؑ کی وفا کا
ہے اس سے آشکارا آلِ نبیؐ کی منزل | مدحت سرا ہے سورۃ قرآں میں ھل اتیٰ کا
معراج مصطفیٰ جو اب تک سمجھ نہ پائے | سمجھیں گے کیا وہ رتبہ محبوب کبریا کا
وابستہ ہیں علیؑ سے اس طرح اہلِ ایماں | ہوتا ہے جیسے رشتہ رہروسے رہنما کا
شبیرؑ کا فدائی زینبؑ کی دل کی ڈھارس | چرچا ہے قریہ قریہ مولا تیری وفا کا
منکر عزاء شہ کے ہرگز نہ بچ سکیں گے | پردے سے آئے گا جب فرزند مصطفیؐ کا
ٹکڑے جگر کے لاکے کرب وبلا میں شہ نے | ساماں جمع کیا تھا اسلام کی بقا کا
ہرایک زباں پہ عامرؔ محفل میں تذکرہ ہے | عباسؑ کی شجاعت عباسؑ کی وفا کا

❁❁❁

سلام

جناب میر عثمان علی خاں نظام حیدر آباد دکن

بہائے اشک جو چشم پر آب سے پہلے | گہر ملیں اسے شہ کی جناب سے پہلے
علیؑ پئے مدد آتے ہیں اے لحد دم لے | فشار دے نہ مجھے بوتراب سے پہلے

ثنائے آلِ نبیؐ ہم نے کی ہے جب آغاز — زبان دھوئی ہے برسوں گلاب سے پہلے
چلے حسینؑ جو میداں میں سرکٹا نے کو — سکینہؑ دوڑ کے لپٹی رکاب سے پہلے
زباں وہ خشک ہوئی آہ روز عاشورہ — جو تر ہوئی تھی نبیؐ کے لعاب سے پہلے
قضا پہونچتی تھی لینے کو سر لعینوں کے — صفوں میں شاہ کی تیغ خوش آب سے پہلے
رخِ حسینؑ سے تشبیہ دے اگر عثمان — تو داغ دور کرے ماہ تاب سے پہلے

❁❁❁

سلام

جناب مفتی محمد عثمانؔ صاحب میرٹھی انسپکٹر پولیس

شفیع عاصی روز جزا سلام علیک — بہارِ گلشنِ خیرالوریٰ سلام علیک
ضیا دہِ فلکِ کربلا سلام علیک — سبیل منبع بحرالہدیٰ سلام علیک
حسینؑ ابن علیؑ مرحبا سلام علیک

امیر قافلۂ کربلا سلام علیک — گل حدیقۂ شمس الضحیٰ سلام علیک
شمیم گل کدۂ اصطفیٰ سلام علیک — چراغ طاق درِ کبریا سلام علیک
حسینؑ ابن علیؑ مرحبا سلام علیک

ہرایک دور کے عقدہ کشا سلام علیک — ہراک غریب کے حاجت روا سلام علیک
ضیائے چشم حبیب خدا سلام علیک — پسند خاطرِ رب علیٰ سلام علیک
حسینؑ ابن علیؑ مرحبا سلام علیک

جو کہتے آب رگِ سنگ سے نکل پڑتا — سمندر ایک اشارے ہی میں ابل پڑتا
اگرچہ غیظ میں ابرو پر تیرے بل پڑتا — نظام دہر میں محشر نما خلل پڑتا
حسینؑ ابن علیؑ مرحبا سلام علیک

نڈھال پیاس سے اور بھوک سے ہلاک تھے تم — حضور سرور عالم کی آل پاک تھے تم
ستم رسیدہ وغم خوردہ دردناک تھے تم — بس عشق دین محمدؐ سینہ چاک تھے تم
حسینؑ ابن علیؑ مرحبا سلام علیک

❁❁❁

سلام

جناب سید عبدالحمید صاحب عدمؔ

جرأت وکردار کی بادبہاری کو سلام
اے غرور فقر تیری شہریاری کو سلام

اے جسارت، آدمیت اور شرافت کے امام
تیری بر موقع ادائے جاں نثاری کو سلام

اصل اثاثہ، دھن نہیں تابانئ کردار ہے
اے اثاثہ دار تیری مالداری کو سلام

غربت جمہور کا بوٹا ثمرور ہوگیا
تیرے ہاتھوں کی مبارک آبیاری کو سلام

موت سے پہلے نماز اور وہ بھی صحن حرب میں
اس شعورِ فرض اس سجدہ گزاری کو سلام

ریت پر آیات خوں سے آیتیں کرنا رقم
اس انوکھی شان کو قرآن نگاری کو سلام

عقل دیتی ہے عدمؔ وقتی سیاست کو فروغ
عشق کرتا ہے چلن کی استواری کو سلام

❋❋❋

سلام

جناب سید عرفانؔ حیدر صاحب زنگی پوری

ہے یہ دنیا واقعی دنیائے دوں کھل کر کہو
کون سنتا ہے اگر روداد خیر وشر کہو

گلشن ہستی میں رنگ لالہ وگل دیکھ کر
ہم کہیں خونِ جگر تم بادۂ احمر کہو

خاروخس کو رونق بزم چمن کا دوخطاب
نرگس بے نور کو گلشن میں دیدہ ور کہو

راست گوئی پر نہ اس کی حرف آئے گا کبھی
آئینے کو زعم ناقص میں اگر پتھر کہو

کیوں زباں کھولو خلافت عقل و دانش دوستو
تول کر ہر بات میزان عدالت پر کہو

حق نوائی میں نہ دوہرگز رواداری کو راہ
دشمن آل پیمبرکو برا کھل کر کہو

کربلا سے درس لو رکھو تمیز خیروشر
موت سے آنکھیں ملاؤحق تہہ خنجر کہو

پاؤگے ہربیت کے انعام میں باغ جناں
منقبت کوئی کرو یا نعت پیغمبرؐ کہو

خلد کے سردار ہوں آغوشِ زہراؑ میں جہاں
کیوں نہ پھر ایسے مکاں کو خلد سے بہتر کہو

آج ہے دیدہ وری کا امتحان اے جبرئیل
نور کس کس کا درخشاں ہے تہہ چادر کہو

بوسۂ گہوارۂ بے شیر بدعت ہے اگر
کس طرح حاصل ہوئے فطرس کو بال وپر کہو

ہے ضیائے بزم شاہ دین وفا عباسؑ کی
یا سرِتاجِ امامت ضوفشاں گوہرکہو

کربلا کا اک علیؑ ہے ثانئ حیدرؑ لقب
اک علیؑ وہ ہے جسے ہمشکل پیغمبر کہو

شوق دیدار محمدؐ میں جسے دیکھیں حسینؑ — کربلا میں اور کوئی ہے بجز اکبرؑ کہو
ہے سپاہ ظلم کے چہرے پہ لکھا یہ سوال — کیا سمجھ کر مسکرائے تم علیؑ اصغر کہو
اعتبار اہل حق بن جائے عرفانؔ کا کلام — میرے مولاؑ گر اسے اپنا ثنا گستر کہو

❁❁❁

سلام

جنابعرفانؔصاحب

سلسلہ میرا نسل کوثر ہے — جو بھی دشمن ہے میرا ابتر ہے
تیر ، تلوار اور خنجر ہے — زد پہ طوفان کے میران گھر ہے
میرے بابا کا صبر مہر مبیں — صبر ایوب شاہِ انور ہے
جنگ میں بے مثال میرا چچا — نامع البس ابن حیدرؑ ہے
شہ کے نانا کی ہو بہو تصویر — نوجواں میرا بھائی اکبرع ہے
ہم ہی تطہیر کے حصار میں ہیں — خلق میں کون ہم سے بہتر ہے
ہم جہاں ہوں گے حق وہاں ہوگا — اپنا کردار حق کا محور ہے
مسکراتا ہوں میں سر مقتل — آزمائش میں ہر گل تر ہے
اک کماں دار کی حقیقت کیا — ہیچ نظروں میں سارا لشکر ہے
مقصد حق میں کیا صغیر و کبیر — قد مرا شاہ کے برابر ہے
اک تبسم، سے زیر کردوں گا — سامنے میرے کیسا یہ لشکر ہے
مدح اصغرؑ کا معجزہ یہ ہے — اہل عرفانؔ ہر اک سخنور ہے

❁❁❁

سلام

جنابعرفانؔصدیقی

سب داغ ہائے سینہ ہویدا ہمارے ہیں — ا ب تک خیام دشت میں برپا ہمارے ہیں
وابستگانِ لشکرِ صبرورضا ہیں ہم — جنگل میں یہ نشان ومصلیٰ ہمارے ہیں
نوکِ سناں پہ مصحف ناطق ہے سربلند — اونچے علم تو سب سے زیادہ ہمارے ہیں

یہ تجھ کو جن زمین کے ٹکڑوں پہ ہے غرور — پھینکے ہوئے یہ سنگ اے دنیا ہمارے ہیں
سر کرچکے ہیں معرکۂ جوئے خوں سے آج — روئے زمیں پہ جتنے ہیں دریا ہمارے ہیں

❁❁❁

سلام

جناب عرفانؔ احمد صدیقی لکھنؤ

حشر برپا تھا کہ سبطِ مصطفیٰ مارا گیا — بے وطن جنگل میں بے جرم وخطا مارا گیا
چشمۂ خوں سے بجھا کے لشکر اعدا کی پیاس — بادشاہ کشور صبرورضا مارا گیا
برگ گل سے کون سا خطرہ کمانداروں کو تھا — پھول کی گردن میں کیوں تیر جفا مارا گیا
گونج کر گم ہوگئی صحرا میں اکبرؑ کی اذاں — اڑتے اڑتے طائر صورت و صدا مارا گیا
کیسے کیسے سرفروش اس مہرباں کے ساتھ تھے — ایک ایک آخر سرراہ وفامارا گیا
تم نکل کر کس کا استقبال کرنے آئے ہو — شہر والودشت میں وہ قافلہ مارا گیا
چھٹ گیا آشفتگاں کے ہاتھ سے دامان صبر — سینۂ صد چاک پردست دعا مارا گیا
پردۂ خیمہ تک آنے ہی کو تھی موج فرات — ناگہاں سقائے بیت مرتضیٰؑ مارا گیا
زندہ ہم سب نوحہ گر بس یہ خبر سننے کو ہیں — لٹ گئے رہزن گروہ اشقیا مارا گیا

❁❁❁

سلام

جناب دولہا صاحب عروجؔ

منکسر ہوں عیب کچھ طبع ہنر ور میں نہیں — جس کو کہتے ہیں تکبر وہ مرے سر میں نہیں
حشر میں داغِ غمِ شہ دیکھ کر ہوگا یہ غل — اس قیامت کی چمک کورشید محشر میں نہیں
جس سے ہے نشوونما محتاج اسی کا ہے جناب — آب میں ساغر ہے لیکن آب ساغر میں نہیں
کورہے بے شک وہ دل جس میں نہیں یادخدا — پھر اندھیرا کیوں نہو جب روشنی گھر میں نہیں
قبر کہتی ہے کہ اوغافل یہاں راحت نہ ڈھونڈ — میری گودی میں ہے تو آغوشِ مادر میں نہیں

سلام

جناب عروجؔ بجنوری صاحب

جو شخص غمِ شہ کا عزادار نہیں ہے
وہ خواب کے عالم میں ہے بیدار نہیں ہے

دنیا کے مٹانے سے کبھی مٹ نہیں سکتا
شبیرؑ کا غم ریت کی دیوار نہیں ہے

عباسؑ کی عظمت کا جو قائل نہیں دل سے
وہ شخص کسی کا بھی وفادار نہیں ہے

زنجیر وسلاسل میں چلا ہے جو سوئے شام
ذہنوں کا مسیحا ہے وہ بیمار نہیں ہے

کیوں مدحتِ حیدرؑ سے پریشان ہوئے ہو
یہ میرا قلم ہے کوئی تلوار نہیں ہے

آپس میں مسلمان ہیں کیوں دست وگریباں
کیا سامنے شبیرؑ کا کردار نہیں ہے

لکھے نہ عروجؔ آلِ محمدؐ کی جو عظمت
الفاظ کا تاجر ہے وہ فنکار نہیں ہے

❁❁❁

سلام

جناب مہدی عزمیؔ صاحب بھادوی

تقویٰ کی آبرو ہے طہارت حسینؑ کی
معراجِ بندگی ہے عبادت حسینؑ کی

ہم کیا سمجھ سکیں گے حقیقت حسینؑ کی
اللہ جانتا ہے فضیلت حسینؑ کی

ہر آنکھ سے چھلکتا ہے اشکِ غمِ حسینؑ
ہر دل میں موجزن ہے محبت حسینؑ کی

سیلابِ صبر روک نہ پائی ستمگری
دنیا میں پھیلتی گئی شہرت حسینؑ کی

آزادیٔ ضمیر کے ہیں پاسباں حسینؑ
ہر قوم کو ہے آج ضرورت حسینؑ کی

ہر زخم تیر ظلم تھا، سجدہ حسینؑ کا
ہر سانس بن گئی تھی عبادت حسینؑ کی

اے حر ترے نصیب کے صدقے ہو کائنات
ہے محوِ راہ چشم عنایت حسینؑ کی

کچھ اس طرح مٹا دیا خود کو برائے حق
ہر دل پہ ہو گئی ہے حکومت حسینؑ کی

جتنا دبا رہا ہے زمانہ حسینؑ کو
اتنی ابھر رہی ہے حقیقت حسینؑ کی

دُہرائے انقلاب لٹاتی ہوئی چلی
پُرخار راستوں سے شہادت حسینؑ کی

جنت میرے حسینؑ کے قدموں کی خاک ہے
انسان کیا لگائے گا قیمت حسینؑ کی

نامِ یزید صفحۂ ہستی سے مٹ گیا
اے ظلم تو نے دیکھ لی طاقت حسینؑ کی

دربار میں یزید کا سر ہے جھکا ہوا
کم ہوسکی نہ رفعت وحشمت حسینؑ کی

میداں میں فوج ظلم کی کثرت کے باوجود
ٹوٹی نہیں کمندِ شہادت حسینؑ کی

اس غم کو کیامٹائے گی دنیا کی کاوشیں
جس غم کو مل گئی ہے ضمانت حسینؑ کی

جو کربلا میں حق کی حمایت نہ کرسکے
اب تک ہے ان کے دل میں کدورت حسینؑ کی

کردار میں پروکے فراوانیٔ عمل
عقبیٰ سنوارتی ہے محبت حسینؑ کی

ہردور میں یزیدملیں گے سناں بکف
ہردور میں پڑے گی ضرورت حسینؑ کی

آباد مسجدیں ہیں اذانوں کی گونج بھی
کام آرہی ہے آج ریاضت حسینؑ کی

لاکھوں کی فوج بھی نہ قدم ڈگمگا سکی
تھی مختصر ضرور جماعت حسینؑ کی

ہونٹوں پہ تشنگی کا سمندر تھا موجزن
پھر بھی ہوئی شکست نہ ہمت حسینؑ کی

آنکھیں نہ جن کی تر ہوئیں سن کر غمِ حسینؑ
ان کو نہیں ملے گی حمایت حسینؑ کی

عزمؔی ادب سے دولتِ عقبیٰ سمیٹ لے
ہیں قطرہ ہائے اشک امانت حسینؑ کی

❁❁❁

سلام

جناب عزمؔ حیدری صاحب بھاگلپور، بہار

ذہن اور دل کی طہارت ہے یہ یادِ شبیرؑ
اپنا اظہار محبت ہے یہ یادِ شبیرؑ

دوستو! حق کی عبادت ہے یہ یادِ شبیرؑ
بخدا روحِ عبادت ہے یہ یادِ شبیرؑ

اس امانت کو کلیجے سے لگائے رکھنا
یادِ شبیرؑ کی یہ شمع جلائے رکھنا

ذہن پر چھایا رہے رنج والم کا احساس
روز عاشور کے ان ظلم وستم کا احساس

تشنہ لب بچوں کے ان دیدۂ نم کا احساس
سونے پائے نہ یہ جاگا ہو اغم کا احساس

غم کے احساس کو ہرلمحہ جگائے رکھنا
یادشبیرؑ کی یہ شمع جلائے رکھنا

بہتے دریا کے قریں سبطِ پیمبرؐ کی پیاس
قاسمؑ واکبرؑ وعباس ولاور کی پیاس

تپتے صحرا میں محمدؐ کے بھرے گھر کی پیاس
نکلی پڑتی تھی زباں، اُف علی اصغرؑ کی پیاس

پیاس کو کرب کا عنوان بنائے رکھنا
یادِ شبیرؑ کی یہ شمع جلائے رکھنا

مدتوں کتنے ہی دکھ اہل عزانے پائے — تب چراغِ غمِ شبیرؑ جلانے پائے
دیکھنا، اس پر کوئی آنچ نہ آنے پائے — کل اسے کفر کا طوفاں نہ بجھانے پائے
تم اسے سینہ سپر ہوکے بچائے رکھنا
یادِ شبیرؑ کی یہ شمع جلائے رکھنا

جوچھدی تیر سے اس مشک سکینہ کی قسم — غم سے جو چھلنی ہوا اس دلِ خستہ کی قسم
تم کو عباسؑ کی امید شکستہ کی قسم — اس علمدار کے بازوئے بریدہ کی قسم
اپنے ہاتھوں میں علم حق کا اٹھائے رکھنا
یادِ شبیرؑ کی یہ شمع جلائے رکھنا

دل میں ہے عزم جواں قاسم واکبر کے طفیل — دکھ میں ہے لب پہ تبسم علی اصغرؑ کے طفیل
زندگی کیا ہے یہ جانا ہے بہتر کے طفیل — حق کو پہچانا ہے شبیرؑ کے اس در کے طفیل
اپنا سرحیدرؔ اس در پہ جھکائے رکھنا
یادِ شبیرؑ کی یہ شمع جلائے رکھنا

❁❁❁

سلام

ڈاکٹرغیورعرقیؔ صاحب، سنگورہ بارہ بنکی

گھرچکی تھیں جب گھٹاؤں کی طرح تاریکیاں — ڈھونڈھتی پھرتی تھی جب ہرروشنی جائے اماں
ہرغلاف ماہ وانجم پر غلاف جورتھا — فکر محوِ خواب تھی تیرہ شبی کا دور تھا
سحر کے کہرے میں گم تھی فہم ودانش کی نظر — خم تھا صبح علم کا سر، پائے شامِ جہل پر
امن کا جلوہ تھا قیدی، ظلمتِ شر تھی بحال — عیش وعشرت کی شبستاں میں تھی عصمت پائمال
ظلم کی مٹھی میں تھیں انصاب کی تابانیاں — گھٹ چکا تھا ہرطرف رسم غلامی کا دھواں
قلب تیرہ، مسکن انسانیت تاراج تھا — بستیوں کے دشت میں حیوانیت کا راج تھا
بھول بیٹھا تھا زمانہ طور کی جلوہ گری — مٹ چکی تھی درس عیسیٰؑ کی ہر اک تابندگی

آذری ظلمت نے چھینی تھی خلیلی کائنات
تھے مکانِ لامکاں میں خیمہ زن لات ومنات

اس اندھیرے دور میں اک نور کا پیکر اٹھا
وہ خدا کا نور جس کے جسم کا سایہ نہ تھا

خالقِ کونین کی جو پہلی خلقت تھا وہ نور
جس کے دوحصوں کا مقصد درس وحدت تھا وہ نور

ایک ذہنوں کے لئے حق کی تجلی کا نظام
وہ سرتاپائے دیں کی حفاظت کا نظام

حق کے تعلیمات نے فکروں کو روشن کردیا
جلوۂ وحدت سے دل کے بتکدوں کو بھردیا

جبر واستبداد کی شب کٹ گئی جاگے ضمیر
جگمگا اٹھا جہاں میں عدل کا مہرِمنیر

آخری نورنبوت نے منور کی فضاء
دوجہاں کو مل گئی پہلی امامت کی ضیاء

ہرگھڑی پیش نظر رہنے لگا روز حساب
مل گئی اللہ کے احکام کی روشن کتاب

سجدۂ خلاقِ مہروماہ سے چمکی جبیں
بھاگئی مسند نشینوں کو قناعت کی زمیں

دل کی بستی میں اخوت کا اجالا ہوگیا
ہرمنور گھر سے ہمسائے کا گھر روشن ہوا

تند خوئی کو پسند آیا متانت کا چلن
صبحِ تقویٰ سے مٹی شاہی اندھیرے کی گھٹن

اس اجالے کی فضاء میں جی رہا تھا آدمی
ہرطرف اک روشنی تھی ،ہر طرف تابندگی

دل منور ہوچکے جب صبح کے پیغام سے
ایک اندھیرے کی گھٹا پھر اٹھی ملک شام سے

اس تجلی اس اجالے کو نگلنے کے لئے
قامت روشن ضمیری کو کچلنے کے لئے

ظلم کی آندھی بجھاتی پھررہی تھی ہرچراغ
قیدکرتی جارہی تھی تیرگی روشن دماغ

رفتہ رفتہ ظلمتوں کا حوصلہ اتنابڑھا
نور سے شامی اندھیراطالب بیعت ہوا

راستے میں آکے حائل ہوگئی جب فوج شام
کربلا کے دشت میں ٹھہرا اجالوں کا امامؑ

جگمگااٹھی فضا چہروں نے جب الٹی نقاب
نور اپنے ساتھ لایا تھا بہتّر آفتاب

ظلمتوں میں اک کرن تھی جس نے پہچانا نہیں
باعثِ تابانئ ارض وسماجانا انہیں

اک کرن کس طرح رہتی تیرگی کی ہم رکاب
نور کی خدمت میں آئی بن گئی اک آفتاب

صبح عاشورہ ابھی سجدوں میں تھیں پیشانیاں
سورجوں پر تیر برسانے لگیں تاریکیاں

تیرگئ شام وکوفہ کی اُدھر فوج کثیر
نور کی اک مختصر صف میں ادھر مہرمنیر

جسم میں جب تک تھی جاں سورج رہے سینہ سپر
نور تک آنے نہ پائے شام کے تیروتبر

ہاں مگر وہ عصر کا ہنگام پھر بھی آگیا
کانپ اٹھے ارض وسما دن میں اندھیرا ہوگیا

ہوگئی ظلمت بظاہر روشنی پر فتح یاب
ہوگیا قید رسن ہرجلوۂ عصمت مآب

قیدیوں کو لے چلی یوں فوج ظلمت سوئے شام
حلقۂ طوق وسلاسل میں اجالوں کا امام

شام میں لایا گیا جب روشنی کا قافلہ
تیرہ بختوں کا بھی ذہن ودل منور ہوگیا

جل اٹھی یوں شمع ذکر واقعات کربلا
تیرگی کے شہر میں گھر گھر اجالا ہوگیا
نور کے ہر خون کا قطرہ ہوایوں ضوفگن
ذرّہ ذرّہ سے زمین ذہن کے پھوٹی کرن
مہرِ مظلومی نے روشن کردئے قلب ونظر
شام میں طالع ہوئی پھر دین وایماں کی سحر
مٹ گئی اک بار پھر حیوانیت کی تیرگی
مل گئی افکار کو انسانیت کی روشنی
پردۂ غیبت میں ہے جب تک اجالوں کا امامؑ
اے محبان تجلّی اب تمہارا ہے یہ کام
ساری دنیا میں جہاں بھی سراٹھائے تیرگی
ذکرِ کردارِ حسینی کی بڑھادو روشنی

❀❀❀

سلام

جناب عزتؔ لکھنوی

یہ عقیدہ نہیں حقیقت ہے
کربلا پھر تری ضرورت ہے
کربلا پھر تیر ی ضرورت ہے
دین کے نام پر سیاست ہے
غصب حق کا ہے سلسلہ جاری
غور کیجئے وہی علامت ہے
سرابھارا ہے پھر یزیدوں نے
کربلا وقت کی ضرورت ہے
یہ عبادت یہ مسجدوں میں اذاں
جہدِ شبیرؑ کی بدولت ہے
غمِ دوراں سے مل گئی فرصت
غمِ سرور عظیم نعمت ہے
وقت کے مصطفیٰ ہیں سبط نبی
یہ جو کہہ دیں وہی شریعت ہے
کس کو ہے کربلا سے کتنا لگاؤ
اب یہ معیار آدمیت ہے
کہتے کہتے گزر گئیں صدیاں
ہم کو ظالم سے اب بھی نفرت ہے
شوق اکبرؑ کو ہے شہادت کا
بیاہ کی ماں کے دل میں حسرت ہے
خوب اکبرؑ کو دیکھ لو لیلیٰ
صرف اک شب کی اورمہلت ہے
لاش اکبرؑ پہ چپ کھڑے ہیں حسینؑ
دل کی لیکن عجیب حالت ہے
دے رہا ہے صدا گلوئے صغیر
دست ظالم میں کتنی طاقت ہے
مسکرا کر جواب تیر دیا
ایک بچے میں اتنی ہمت ہے
قبرِ اصغرؑ سے کہہ رہے ہیں حسینؑ
لے زمیں یہ تیری امانت ہے
سرجھکاتے نہیں ہیں آل نبیؐ
سرکٹانے کی ان کو عادت ہے
شامیو! کس کو کررہے ہو اسیر
یہ تمہارے نبیؐ کی عترت ہے

خالی جھولا جھلا رہی ہے ماں علی اصغرؑ تیری ضرورت ہے
رات دن ہورہا ہے ذکرِ حسینؑ بس اسی مشغلے میں عزتؔ ہے

سلام

جناب سید جعفر حسین صاحب عزمؔ بارہ بنکوی

ہمیں تو فیصلہ حر یہی بتاتا ہے نصیب اپنے عمل سے بشر بناتا ہے
غم زمانہ نہیں پست ہمتی کا ثبوت غم حسینؑ میرے حوصلے بڑھاتا ہے
فقط علیؑ کا پسر ہے جو دشت غربت میں کٹا کے اپنا گلا دیں کا سر بچاتا ہے
کوئی جو کرتا ہے دنیا میں پیروی حر کی تو پھر وہ سوچ سمجھ کر قدم اٹھاتا ہے
دیا جلاتے ہیں جب دل میں اپنے ایماں کا ثواب ذکر علیؑ تب سمجھ میں آتا ہے
دیا تبسّم اصغرؑ نے حرملہ کو جواب شکست کھایا ہوا تیر کیوں چلاتا ہے
علیؑ کا پوتا ہے بے شیر دشت میں ورنہ کوئی قضا کو بھی ہنس کے گلے لگاتا ہے
خدا کا بندہ ہے انساں جو عزمؔ دنیا میں علیؑ کا لال بھی انسانیت کا داتا ہے

سلام

جناب عزیزؔ صاحب لکھنوی مرحوم

لائے تھے اصغرؑ کو شہ پانی پلانے کے لئے یعنی اپنی قوت صبر آزمانے کے لئے
کیا جھجکتے کثرت اعداء سے انصار حسینؑ تھی شجاعت پیشرو ہمت بڑھانے کے لئے
ابن خیبر گیر تجھ سا مرد میداں چاہئے گھر لٹانے کے لئے اور سر کٹانے کے لئے
ختم گردوں نے مصائب کربلا میں کردیئے گردشیں باقی نہ رکھیں پھر زمانے کے لئے
اے زمین کربلا فردوس پر کرافتخار شاہ لیتے ہیں تجھے قبریں بنانے کے لئے
کتنے ظلم ایجاد دشت کربلا میں ہوگئے سبحۂ زہراؑ ترے اک ایک دانے کے لئے
آل مروان وامیہ بہر تخت سلطنت عترت پاک محمدؐ خاک اڑانے کے لئے
کیوں عزیزؔ اس بے کسی میں کون سی تاثیر ہے بے زباں بچے چلے ہیں تیر کھانے کے لئے

سلام

جناب سید حسین مرزا صاحب المتخلص بہ عشقؔ مرحوم

طور اس کلام کا دلِ حاسد کو سم ہوا — ہر مصرعہ سلام حسام دودم ہوا
مردم کو اور حور ملک کو الم ہوا — دردِ ہلاک سرورِ والاہمم ہوا
ہردم رہا کلامِ ولا حر کا اس طرح — مولامہ رسولؐ سا واللہ کم ہوا
حاصل ہوا ادھر دلِ اعدا کو دردِ مرگ — طالع ادھر ہلال حسام دودم ہوا
صحرا ہلا ہوادلِ آہو دلِ اسد — درکار اس حسام کواعدا کا دم ہوا
حاکم کو لکھا سرورِ عالم ہواہلاک — مسرورہوکہ سہل وہ امرِ اہم ہوا
دل کو ہواگلِ اسد اللہ کا علم — ہرسرد آہ ہمسرِ سردِ ارم ہوا
دل ماہ کا ہلاکہ گرا مہر عصر کو — محوِ دعا وحمد امامِ امم ہوا
کس کس طرح کہا کہ مددگار آہ آہ — حرکا کمال امامِ امم کو الم ہوا
حکمِ امام عصر علمدار کو ملا — مہرِ الٰہ حاملِ ماہ علم ہوا
اول ہوا مہ اسد اللہ کا کرم — مطلع ہمارا مطلعِ مہرِ کرم ہوا
مولا مدد کرو اسدِ کردگار ہو — آؤ کہ دردؔ موردِ درد و الم ہوا

❁❁❁

سلام

جناب ڈاکٹر عظیمؔ امروہوی صاحب

جو ہیں نبیؐ کے چراغ اور ہیں علیؑ کے چراغ — وہ سرکٹا کے جلاتے ہیں زندگی کے چراغ
وہ جن کے سامنے ہوجائیں گل سبھی کے چراغ — جہان میں ایسے ہیں بس خانۂ نبیؐ کے چراغ
مقام بزم عشیرہ سے خم کے منبر تک — علیؑ کے سامنے کب جل سکے کسی کے چراغ
گواہ ہے شب ہجرت کے اب قیامت تک — علیؑ کے نام ہیں مرضی ایزدی کے چراغ
کیا ہے آیۂ بلغ نے آکے خود روشن — لب رسولؐ ہے اللہ کے ولی کے چراغ
احد میں، بدر، میں ، خندق میں اور خیبر میں — بجھادیئے ہیں علیؑ نے ہراک جری کے چراغ
بشکل احمدؐ وحیدرؑ بس اے ابوطالبؑ — جلائے تم نے ہی ایوان ایزدی کے چراغ
وہیں پہ کھولی ہیں آنکھیں حسینؑ نے آکر — ہیں جس مقام پر روشن پیمبری کے چراغ

کٹا کے سر کو رہ حق میں انکسار کے ساتھ
بجھا کے رکھ دیئے باطل کی خودسری کے چراغ

وہ دشمنی کی ہواؤں سے بجھ نہیں سکتے
حبیب نے جو جلائے ہیں دوستی کے چراغ

حسینؑ اپنے اجالے لٹا دیئے تم نے
مگر بچالئے ایوان ایزدی کے چراغ

اندھیرا موت کا قصر یزید پر چھایا
سر سناں ہوئے روشن جو زندگی کے چراغ

ہوائے ظلم کی سانسیں اکھڑ گئیں اس دم
جلائے صبر نے جب لہجۂ علیؑ کے چراغ

مثال ان کی نہ تاریخ میں ملے گی کہیں
جلائے ہیں علی اصغرؑ نے جو ہنسی کے چراغ

خدا کے نام کو عابدؑ نے یوں رکھا روشن
جلائے ظلمت زنداں میں بندگی کے چراغ

نہ بجھ سکیں گے، ابد تک رہیں گے یہ روشن
یزید سن لے یہ ہیں مرقد نبیؐ کے چراغ

انھوں نے پھونک دیا پل میں قصر بیعت کو
جلے تھے جو لب اصغرؑ پہ تشنگی کے چراغ

حسینیت کا اجالا تو آج گھر گھر ہے
امیر شام ترے بجھ گئے کبھی کے چراغ

بجھا دیئے ترے خطبات کی ہواؤں نے
جلے تھے ظلم کے دربار میں جو گھی کے چراغ

نکالا جس نے اندھیروں سے اے مسلمانوں
غضب تو یہ ہے بجھاتے ہو تم اسی کے چراغ

یہی دکھائیں گے جنت کا راستہ اک دن
جو جگمگاتے ہیں مولا تری گلی کے چراغ

عظیمؔ مدحت مولا کا نور ہو جن میں
جلاؤ ایسے ہمیشہ سخنوری کے چراغ

❁❁❁

سلام

جناب عنبرؔ بہرائچی صاحب

اس مخزنِ جرأت کی وفاؤں کا صلا ہے
آرائش کونین ہے تزئین بقا ہے

ہو شہر وفا کیوں نہ مصفیٰ و مجلیٰ
یہ آیۂ تطہیر کے سائے میں بسا ہے

صحرائے کثافت میں لطافت کا وہ گلشن
خوشبوئے ولا رنگ صفا چھوڑ گیا ہے

اک بحر شجاعت کو نہیں اذنِ شجاعت
واللہ یہی شوکت تسلیم و رضا ہے

دل میں رخ شبیرؑ ہے آنکھوں میں ہے قرآن
رگ رگ میں تڑپتی ہوئی زہراؑ کی دعا ہے

ہے مزرع ایثار شہنشہ کی کف پا
اشجار مودت کی جہاں نشو و نما ہے

بازوئے مطہر کے شفق پاش لہو سے
دست و کف ایمان میں خوش رنگ حنا ہے

مداحی عباسؑ ہے خوش بختی عنبرؔ
منزل ہے یہی اور یہی راہ نما ہے

❁❁❁

کربلا

جناب قیصر عقیل آنوگانوی (ممبئی)

علم و یقیں و فہم و فراست ہے کربلا — شرم وحیا خلوص ومحبت ہے کربلا
ہوش و حواس ہمت و جرأت ہے کربلا — تسنیم و سلسبیل ہے جنت ہے کربلا
یہ سرزمین صبر کی اونچی اڑان ہے
کرب وبلا زمیں نہیں آسمان ہے

طوفان کفر وشرک میں ساحل ہے کربلا — اسلام مطمئن ہے وہ منزل ہے کربلا
کافرسپاہِ شام کی قاتل ہے کربلا — دینِ رسول پاک کا حاصل ہے کربلا
رائج جہانِ دین میں سکہ اسی کا ہے
کوثر پہ اور خلد پہ قبضہ اُسی کا ہے

سیلابِ موت میں ہے یہ دم سازِ زندگی — ہنگامۂ وغا میں ہے آواز زندگی
آؤ یہاں ملے گا تمھیں راز زندگی — کرب وبلا کا دیکھ لو اعجازِ زندگی
پتھر کوایک رات میں گوہر بنادیا
کرب وبلا نے حر کا مقدر بنادیا

رخسارِ بندگی ترا غازہ ہے کربلا — اسلام کی جبین کا ٹیکا ہے کربلا
حق کی نگاہِ ناز کا سرمہ ہے کربلا — سازوفا پہ زیست کا نغمہ ہے کربلا
اس نے نبیؐ کے نام کو رسوا نہیں کیا
دینِ خدا کا کفر سے سودا نہیں کیا

شبیرؑ سے جمالِ شہادت لئے ہوئے — عباسؑ سے وفا کی ہے نکہت لئے ہوئے
اکبرؑ سے نوجوان کی ہمت لئے ہوئے — قاسمؑ سے ہے یہ حُسن کی دولت لئے ہوئے
یہ مطلعِ حیات کا ماہِ مبین ہے
یوسف کریں طواف یہ ایسی حسین ہے

صبروثبات وعزم کا اونچا ہمالیہ — ہاتھوں میں زندگی کے بقاکا ہے آئینہ
جنت کے شامیانے پہ آویزاں قمقمہ — یارویہاں کی موت کا میٹھا ہے ذائقہ
کعبہ اسی کا مکہ مدینہ اسی کا ہے
دیں کی رگوں میں خون پسینہ اسی کا ہے

کرب وبلا ہے نام عجب انقلاب کا جانِ بتول سبطِ رسالت مآبؐ کا
زہراؑ کا دودھ ہے یہ لہوبوترابؑ کا جلوہ ہے حق کے چڑھتے ہوئے آفتاب کا
صدیاں جواب مانگیں گی جب کون تھا حسینؑ
کہنا پڑے گا بادشہ کربلا حسینؑ

بہرِ یزید تیغ ہے خنجر ہے کربلا قلبِ ستم میں موت کا اک ڈر ہے کربلا
شاہی کے تخت وتاج پہ ٹھوکر ہے کربلا نوکِ سناں ثبوت ہے برتر ہے کربلا
نعرہ زباں سے اس کی ''نہیں'' کا نکل گیا
انکار کی صدا سے زمانہ دہل گیا

رکھ دی نظامِ ظلم کی دنیا اجاڑ کر توڑا شجر غرور کا جڑ سے اکھاڑ کر
مارا ہے پیاس میں بھی لعیں کو پچھاڑ کر پھینکا کتابِ بیعت فاسق کو پھاڑ کر
ہراہل شر کی تیغ کا پانی اتار کر
سوئی سکوں سے کربلا میدان مار کر

راہِ خدا میں اپنا سبھی کچھ لٹا دیا پھر بھی کیا ہے شکر ہی شکوہ نہیں کیا
ہروار ظلم وجور کا خود دل پہ سہہ لیا لیکن نبیؐ کے دین کو مٹنے نہیں دیا
قیصرؔ نبیؐ کے دیں پہ یہ احسانِ کربلا
کر کلمہ گوتلاوتِ قرآنِ کربلا

❁❁❁

مدحتِ اہلبیت علیہ السلام

جناب محمد عمر صاحب مدیر ماہنامہ ''سنی'' لکھنؤ

وہی مومن ہے جس کے دل میں سرور کی محبت ہے وہی ہے اہلسنت اور وہی حقدار جنت ہے
حسینؑ ابن علیؑ کا نام لینا شرک وبدعت ہے مسلمانوں یہ کیسا ظلم ہے کیسی قیامت ہے
خدا مداح احمدؐ ہے نبیؐ مداح سرور ہیں تعالیٰ اللہ کیا سبط نبیؐ کی شان عظمت ہے
خدا کی شان ہے شبیرؑ پیاسے ذبح ہوتے ہیں یہ وہ ہیں جن کا ناناما لک تسنیم وجنت ہے
علی شیر الٰہی تھے علیؑ کے شیر کو دیکھو اکیلے دم پہ بھی اللہ اکبر کتنی ہمت ہے
نبی کے اہل بیتِ پاک کی عظمت کا کیا کہنا خدا خود مدح خواں ہے آیہ تطہیر حجت ہے

یہ وہ ہیں فرض ہے جن کی محبت اہل ایماں پر
انہیں کے حق میں اتری آیۂ پاک مودت ہے

قدم ابن علیؑ کے دیکھ کر دوش رسالت پر
کہا اہل بصیرت نے یہ معراجِ محبت ہے

نبیؐ سجدے میں ہیں سبطِ نبیؐ پشت نبی پر ہیں
رضا شبیرؑ کی بھی دیکھ لو جزوِ عبادت ہے

یہ علم وفضل سب انساں کی کوشش کا نتیجہ ہیں
مگر آل نبیؐ ہونا خدا داد اک شرافت ہے

کلام اللہ پر ایمان ان کا ہونہیں سکتا
رسول اللہ کے فرزند سے جن کو عداوت ہے

رسول پاک کی توہین ان کی آل پر حملے
خدا کے دشمنوں کی بس یہی گویا عبادت ہے

مخالف کہتے ہیں جب خلد میں سید تمہارے ہیں
توان کو کیا درودوفاتحہ شربت کی حاجت ہے

کہوان سے کہ قرآں میں ہے کیوں حکم نماز آیا
خدا ہے بے نیاز اس کو پھر اس کی کیاضرورت ہے

نبی پر کیوں درود پاک پڑھتے ہیں مسلماں سب
وہ کیا محتاج ہیں پھر کس لئے یہ فعل امت ہے

یہ کیوں قرآن خوانی ہوتی ہے نام صحابہ کی
طفیل آل احمدؐ مل چکی جب ان کو جنت ہے

اٹھاتے کیوں ہیں اصحاب نبی کے نام سے جھنڈے
وہ جنت میں ہیں ان چیزوں سے ان کو کون نسبت ہے

یہ کیوں پھر عرس ہوتا ہے مجددالف ثانی کا
کہ ثابت جس میں اکثر عالمان حق کی شرکت ہے

یہ سب جائز ہے لیکن نام جب آتا ہے سرور کا
تو کہتے ہیں کہ بدعت ہے ضلالت ہے جہالت ہے

سنوہم سے یہ سب اعمال بخشش کا وسیلہ ہیں
نہیں ان کو ضرورت ہے مگر ہم کو ضرورت ہے

درود و فاتحہ نذر و نیاز و مجلس و محفل
مسلمانو ں کی باتیں ہیں انہیں کو واقفیت ہے

مٹانے سے کسی کے یاد جو ان کی نہیں مٹتی
شہید کربلا کی یہ بھی اک زندہ کرامت ہے

رسول پاکؐ کے فرزند بھی ہیں اور صحابی بھی
عمرّ حسنینؑ کو حاصل فضیلت پر فضیلت ہے

❁❁❁

سلام

جناب علی احمد جلیل صاحب ایم، اے

غم شہؑ کا تازہ ہوگیا فکرِ سلام سے
کچھ اور پیاس بڑھ گئی پانی کے نام سے

آنکھیں بھر آئیں اکبرؑ واصغرؑ کے نام سے
حسرت ہے ان دیوں پہ جو بجھ جائےشام سے

اسلام کو حسینؑ نے بیدار کردیا
آواز دے کے صبرورضا کے مقام سے

ہرذرّہ کربلا کا حرم درکنار ہے
جھک اے جبینِ شوق یہاں احترام سے

روشن یہاں چراغِ وفا گام گام ہیں
آہستہ اے نسیم گزر اس مقام سے

ایک ایک سر کے واسطے نیزے ہزار تھے
لوٹے گئے غریب بڑے اہتمام سے

پلکوں پہ آ کے رک گئے اشکِ غمِ حسینؑ
یہ مسئلے نہیں ہے وہ جو چھلک جائے جام سے

مرکر شہید زندۂ جاوید ہوگئے
ٹکرا سکی نہ موت حیاتِ دوام سے

دیکھے نہ ہوں گے ایسے ستمگار دہر نے
دیتے تھے آبِ تیغ جو پانی کے نام سے

پہنچی کہاں یہ لے کے عقیدت حسینؑ کی
دامن بندھا ہے دامنِ خیرالانام سے

نوکِ قلم لہو میں ڈبوتا ہوں اے علیؔ
لینی ہے داد امام علیہ السلام سے

❁❁❁

سلام

جناب غبارؔ ملیح آبادی صاحب

ہرگز نہ مٹ سکیں گے دلاور کے تذکرے
ہوتے رہیں گے حشر تک حیدرؑ کے تذکرے

ہوتے نہیں ہیں مرحب وعنتر کے تذکرے
باقی مگر ہیں فاتح خیبر کے تذکرے

ہر بزم میں ہیں چھوٹے سے لشکر کے تذکرے
موضوع گفتگو ہیں بہتر کے تذکرے

جب سے چھڑے ہیں سبط پیمبرؐ کے تذکرے
کرتا نہیں کوئی مہ واختر کے تذکرے

دنیا میں جو کسی کے بھی آگے جھکا نہیں
ہرسمت ہورہے ہیں اسی سر کے تذکرے

جس پر نزول رحمت پروردگار ہے
جن وبشر کے لب پہ ہیں اس در کے تذکرے

تنہا مقابلہ کیا اعدا کی فوج سے
مشہور ہیں دلیریٔ اکبرؑ کے تذکرے

معصوم کے جوتیر لگا مسکرا دیا
دانشوروں میں ہیں علی اصغرؑ کے تذکرے

مومن کے ہیں لبوں پہ مصیبت زدوں کے نام
کرتے ہیں لوگ زینبؑ مضطر کے تذکرے

قرطاس سطحِ آب پر ہیں درج اے غبارؔ
عباسؑ نامدار دلاور کے تذکرے

❁❁❁

سلام

جناب غضنفرؔ صاحب مرادآبادی کندرکی (مرادآبادی)

آج تک بھی تومزاج کربلا بدلا نہیں
حق کے جلوؤں کا یہ روشن آئینہ بدلا نہیں

لاکھ دشمن زہردیدیں لاکھ خنجر پھیر دیں
پر امامت کا ابھی تک سلسلہ بدلا نہیں

کل نفسٍ ذائقۃ سے دوستولینا سبق
ہو اگر فرعون بھی وقت قضا بدلا نہیں

اے خدا تو ہی بتادے تیری مرضی پہ تھا کون
راستے کتنوں نے بدلے ایک کا بدلا نہیں

حضرت مسلم ہی کوفہ کے لئے اک درس ہیں
بے وفا بدلے مگر وہ باوفا بدلا نہیں

کتنے ہی آئیں مقابل دشمن دین خدا
جوکیا شبیرؑ نے وہ فیصلہ بدلا نہیں

کتنی ہی پانی کی منت شمر سے بچی نے کی
اس پہ بھی لیکن مزاج اشقیا بدلا نہیں

مشکلیں کتنی ہی آئیں اے غضنفرؔ دھر میں
لوگ بدلے خادم مشکل کشا بدلا نہیں

❁❁❁

سلام

جناب ڈاکٹر غضنفرؔ جعفری صاحب

جب بھی قدرت مجھے توفیق ثنا دیتی ہے
ایک نئی فکر مجھے ارض وسما دیتی ہے

ہونے لگتے ہیں فضائل کے سمندر نازل
فکر اشعار کے گلزار سجادیتی ہے

مجھ کو جبرئیل سکھاتے ہیں سخن کے آداب
شاعری نطق کو عرفان ولادیتی ہے

ہونے لگتی ہے مضامین کی بارش مجھ پر
کربلا جرأت اظہار وفادیتی ہے

پڑھ بھی دومطلع پر نور غضنفرؔ اب تم
اب فضاآمد زہراؑ کی ندادیتی ہے

یہ مقدر تو فقط خاک شفا دیتی ہے
موت کے بعد بھی جینے کا مزادیتی ہے

اس لئے کہتے ہیں اس خاک کو ہم خاک شفا
قبر میں جاکے یہ جنت کا پتہ دیتی ہے

خون سرور نے اسے یہ بھی فضیلت بخشی
یہ وہ مٹی ہے جو مُردوں کو جلادیتی ہے

ساقیا آج پلا جام مئے کرب وبلا
یہ وہ مے ہے کہ جونسلوں کاپتہ دیتی ہے

جام زمزم سے ہرایک جام ارم سے بڑھ کر
مدحت حضرت شبیرؑ مزہ دیتی ہے

کیا بتاؤں ہمیں کیا کرب وبلا دیتی ہے
داغ دامن سے گناہوں کے مٹادیتی ہے

بیٹھ جائے جو اگر پشت پہ ذات شبیرؑ قدپیمبرؐ کی عبادت کا بڑھادیتی ہے
کربلا سر سے کفن باندھ کے جب بھی اٹھی چڑھ کے نیزے پہ دوعالم کو بلادیتی ہے
غیظ میں حضرت عباسؑ دلاور کی نظر کثرت لشکر کفار مٹادیتی ہے
کرکے مجلس کو بپا قصر میں بنت حیدرؑ فتح شبیرؑ کا اعلان سنادیتی ہے
ایک خطبہ سے سرقصریزیدی زینبؑ دھجیاں دامن ظلمت کی اڑادیتی ہے
یہ الگ بات ہے ہم سن نہیں پاتے لیکن کربلا آج بھی ھل من کی صدا دیتی ہے
خلد تو دیدی غضنفرؔ کو شہ دیں نے مگر اب خدا جانے وہاں فاطمہؑ کیا دیتی ہے

❁❁❁

سلام

جناب فاتحؔ واسطی صاحب علی پور

حسینؑ والے قضا سے ذرا نہ گھبرائے کہ تھے حسینؑ نے آداب مرگ سکھلائے
خدا کی شان ہے دشمن جلائیں گھی کے چراغ اور اہل بیتؑ کا گھر بے چراغ ہوجائے
درست ہے کہ یہ دنیا فریب ہے لیکن فریب خوردہ زمانے کو کون سمجھائے
یہ انقلاب زمانہ بھی کیا عجب شے ہے جو قوم کُش تھے مسیحائے قوم کہلائے
وبال جاں ہے یہ جاں جان چھوڑتی ہی نہیں فرشتۂ اجل آئے تو جاں میں جاں آئے
لحد میں کس نے یہ خیر النساء کو تڑپایا حسنؑ کی لاش پہ کس نے یہ تیر برسائے
یہ فرش خاک پہ کون ایڑیاں رگڑتا ہے یہ کس کے سر پہ گھر آئے ہیں موت کےسائے
رکھا ہے طشت میں پیشِ یزید سر کس کا کھڑے ہیں کون یہ قیدی سروں کو نہوڑائے
کٹا حسینؑ کا زینبؑ کے سامنے حلقوم خدا کسی کی بہن کو یہ دن نہ دکھلائے
نبیؐ کا خون ہے خون حسینؑ ابن علیؑ یہ خون وہ نہیں جو خوں بہا سے ٹل جائے
فلک نے دیکھی ہے شہؑ کی جبین خوں آلود جو شرم ہو تو کسی کو بھی منہ نہ دکھلائے
شکست موت کو اور موت ظلم کو دے کر حسینؑ فاتحؔ مرگ و حیات کہلائے

❁❁❁

سلام

مولانا نواب سید اصغر حسین صاحب فاخرؔ اجتہادی

داغ سینہ میں چھپا کر بعد مردن لے چلے
ہم چراغ حب حیدر زیر مدفن لے چلے

قلب پر داغ غم شہ بعد مردن لے چلے
باغ جنت کے لئے گلشن کا گلشن لے چلے

روح اب ممنون احسانِ احباء کیوں نہ ہو
دوست میری لاش اٹھا کر سوئے مدفن لے چلے

مجلس سبط نبیؐ سے جب پسِ گریہ اٹھے
آنسوؤں کے موتیوں سے بھر کے دامن لے چلے

حسرت پا بوسی صرصر بھی نکلی دشت میں
شاہ دیںؑ آہستہ آہستہ جو توسن لے چلے

دھوپ میں ممکن نہ تھا سایہ بجز اس کے کوئی
شہؑ علی اصغرؑ کو رن میں زیر دامن لے چلے

کچھ نتیجہ بھی نہیں افسردہ دل کے داغ سے
کس لئے خاموش فاخرؔ شمع مدفن لے چلے

❖❖❖

سلام

جناب فاخرؔ صاحب جلالپوری

حسینیت اہنسا ، امن قومی ایکتا بھی ہے
مریض عہد حاضر کی حسنیت دوا بھی ہے

حسینیت رگ باطل کے حق میں ایک نشتر ہے
حسینیت صدائے نعرۂ اللہ اکبر ہے

حسینیت جواب سطوت کسریٰ و قیصر ہے
حسینیت مزاج فقر سلمان و ابوذر ہے

حسینیت رضائے حق کی تائید مکمل ہے
حسینیت وفا کی ایک تفسیر مکمل ہے

حسینیت تو پیاسوں کیلئے کوثر کی چھاگل ہے
کہیں پیراہن اصغر کہیں زہرا کا آنچل ہے

حسینیت تو خوشبو ہے رسول اللہؐ کے آنگن کی
حسینیت مہک ہے رحمت عالم کے دامن کی

حسینیت گھٹا ہے جانب بطحا کے ساون کی
حسینیت نسیم صبح ہے نانا کے آنگن کی

حسینیت جلال فاتح خیبر کو کہتے ہیں
حسینیت کمال حق کے سنگ در کو کہتے ہیں

حسینیت علی مرتضیٰؑ کے گھر کو کہتے ہیں
علی اکبرؑ کو کہتے ہیں علی اصغرؑ کو کہتے ہیں

حسینیت مصائب صبر اور آلام ہے لوگو
حسینیت متاع ملت اسلام ہے لوگو

حسینیت ہی اک تشنہ لبی کا نام ہے لوگو
حسینیت ہی کوثر کا فروغ جام ہے لوگو

حسینیت نگاہ شاہ مرداں شیر یزداں ہے
حسینیت جہاں میں امتیاز کفر و ایماں ہ
حسینیت ہی سے ہر عہد میں باطل پشیماں ہ
حسینیت ہی تو ہر کربلا کا ایک عنواں ہے

حسینیت کہیں وحی الٰہی کا اک آئینا
حسینیت براہیمی دعاؤں کا ہے اک منشا
حسینیت کلیم اللہ کی شان ید بیضا
حسینیت مریض دل کو معیار دم عیسیٰ

حسینیت ہے اہلبیتؑ کے معصوم پھولوں میں
حسینیت کا جذبہ کار فرما تھا رسولوں میں
حسینیت مہکتی ہے کہیں اصغرؑ کے جھولوں میں
حسینیت کا خوں ہے کربلا کی ساری دھولوں میں

حسینی تو امن و ایکتا کی ایک علامت ہے
حسینیت تو بس مرضی مولیٰ سے عبارت ہے
حسینیت کا ذکر خیر کرنا اک عبادت ہے
حسینیت بلندیٔ مقام آدمیت ہے

❁❁❁

سلام

جناب فارؔغ صاحب بخاری

حسینؑ نوعِ بشر کی ہے آبرو تجھ سے
حدیث حرمتِ انساں ہے سرخرو تجھ سے
ملایا خاک میں تونے ستمگروں کا غرور
یزیدیت کے ارادے ہوئے لہو تجھ سے
بہت بلند ہے تیری جراحتوں کامقام
صداقتوں کے چمن میں ہے رنگ وبوتجھ سے
ترے لہو کا یہ ادنیٰ سا اک کرشمہ ہے
ہوئی ہے عام شہادت کی آرزو تجھ سے
کبھی نہ جبر کی قوت سے دب سکافارؔغ
ملی ہے ورثے میں یہ سرکشی کی خُو تجھ سے

❁❁❁

سلام

جناب فارغؔ سیتاپوری

جہاں میں آئے نحیف و نزار بن کے چلے
ہوا چمن کی یہ بگڑی کے خار بن کے چلے

اڑا سکے گا نہ چالیں سمندِ سرورؑ کی
چکور باغ جہاں ہزار بن کے چلے

عدو بڑھے تو چڑھے رخشِ خاص پر شبیرؑ
دہم کو ضیغم آہو شکار بن کے چلے

یہ کیا کلام ہے ضیغم کہاں امام کہاں
شبیہ باد شہ ذو الفقار بن چلے

شبیہ باد شہ ذو الفقار ہیں عباسؑ
یہ کہہ کہ احمدؐ عالی وقار بن کے چلے

غضب ہے قبضۂ قدرت میں جب کرم کی طرح
تو پھر یہ کہ ہمہ تن اقتدار بن کے چلے

جلو میں خسرو ایماں کے اقتدار بھی ہے
جلال داور روز شمار بن کے چلے

وہ ہوگا حشر میں، یاں بہر فصل باطل وحق
حسامِ معدلتِ کردگار بن کے چلے

کلام قطع ہو فارغؔ یہ کیوں نہیں کہتا
حسینؑ قدرت پروردگار بن کے چلے

❁❁❁

سلام

مولانا علی حماد فاضل صاحب فیض آبادی

شہ نے روشن نام ارض حاضر یہ کردیا
پاک کرکے خاک کو تاروں سے اونچا کردیا

دانۂ تسبیح زہرا ، سجدہ گہ خاک شفا
ایک ارض کربلا کو شہ نے کیا کیا کردیا

مدحت شہ میں حسینؑ منی کہ کر اے حسینؑ
اس حدیث مختصر کو اک قصیدہ کردیا

تجھ پہ جان و دل فدا ہوں اے حسینؑ ابن علیؑ
خود فدا دیں پر ہوئے اسلام زندہ کردیا

کارناموں نے ترے اے وارث دین نبیؐ
غیر قوموں کو بھی دل سے اپنا شیدا کردیا

باوفا نے دین حق میں دے کے شانوں کا لہو
بازوئے دین محمدؐ کو توانا کردیا

تھے بہتّر جسم لیکن روح سب میں ایک تھی
جذبۂ نصرت میں شہ کی سب کو یکجا کردیا

انبیاء و اوصیا قیمت لگاسکتے نہیں
گوہر اشک عزا کو حق نے یکتا کردیا

حرملہ تجھ سے برأت کرتے ہیں اہل جہاں
مصحف ناطق کو کیسا پارہ پارہ کردیا

پر اثر خطبوں نے تیرے شام میں بنت علیؑ
صبح محشر تک علیؑ کا نام اونچا کردیا

جان دے دی حق پہ عباسؑ جری نے یا علیؑ
ہاتھوں کو کٹوا کے باطل کو نہتا کردیا

پھر کبھی دیکھا نہ آنکھوں نے کسی تاریخ کو
کربلا والوں نے سچ ہے کام اچھوتا کردیا

شام میں تونے بچھا کر بھائی کا فرش عزا
قائم اک نشر و اشاعت کا ادارہ کردیا

تیر کھا کر مسکرایا گھٹ گیا ظالم کا زور
جرأت بے شیر نے باطل کو رسوا کردیا

شاعری اور ذاکری میری ہے فضل کردگار
اللہ اللہ فاضلؔ طینت نے کیا کیا کردیا

❁❁❁

سلام

جناب فائق صاحب

زباں پہ نام شہ تشنہ لب ہو اور مرجائے
خوشا نصیب جو اس طرح سوئے کوثر جائے

ہزارمرتبہ بیہوش ہوکے بھی ساقی
کھلے جو آنکھ تو پھر ہاتھ سوئے ساغر جائے

یہ باتیں کرتے تھے انصار روزِ عاشورہ
خیالِ نصرت شہؑ آج دل سے کیونکر جائے

اجل حیات ابد زیست حرز جانِ امامؑ
اگرجئے توجئے یوں مرے تو یوں مرجائے

حسینؑ کہتے تھے اے میرے نوجواں فرزند
ضعیف باپ سے لاشہ تمہارا کیونکر جائے

بروز عید یہ روروکے کہتے تھے عابدؑ
خوشی خوشی نہیں رہتی جو غم سے دل بھر جائے

❁❁❁

سلام

جناب بابو صاحب فائقؔ

مہ زہرا جو آیا کربلا میں میہماں ہوکر
دکھایا اوج صحرا کی زمین نے آسماں ہوکر

کہا بانو نے ہے ہے مرگئے اکبر جواں ہوکر
مری قسمت کہ میں بیٹھی رہیں رونیکوماں ہوکر

تصور تو ذرا کیجئے سوا سجاد بیکس کے
چلا ہے منزلوں بیمار کوئی سارباں ہوکر؟

بہائیں گر غم شبیر میں دیندار آنکھوں سے
دکھائے راستہ کوثر کا ہر آنسو رواں ہو کر

ہوئے اکبر جو پیدا ماں نے خوش ہوکر کہا دل میں
یہ مہ طلعت پڑے گا اپنے دادا پر جواں ہوکر

عیاں ہوتا تھا گویا ناگنیں لہراتی پھرتی ہیں
اُڑے تھے رن میں یوں کالے پھریرے دھجیاں ہو کر

چلے مرنے کو ہمشکل پیمبر جب کمر کس کے
بلائیں مادر ناشاد نے لیں شادماں ہوکر

اثر اتنا تو ہو سوز غم سرور کا آہوں میں
نہاں ہوں دل میں آتش بن کے ظاہر ہوں دھواں ہوکر

نہاں ہوں دل میں آتش بن کے ظاہر ہوں دھواں ہوکر
بہار آئی تھی گلزار پیمبر میں خزاں ہوکر

زباں پر آرہی ہے مدح سیف اللہ میں مضمون
یہ کیوں چمکیں مری شمشیر کے جوہر عیاں ہوکر

لکھی تونے جو عرش حق کی تاروں کی ثنا فائق
زمین شعر نے رفعت دکھائی آسماں ہوکر

سلام

جناب فخرؔ صاحب ردولوی

روتے ہیں شاہ دیں کو پیمبرؐ بہشت میں
بنت نبیؐ ہیں آج کھلے سر بہشت میں

فرش عزا بچھا ہے سر عرش کبریا
برپا ہے آج ماتم سرور بہشت میں

جبرئیل کی زباں پر ہے نوحہ حسینؑ کا
سر پیٹتے ہیں شبرؑ و حیدرؑ بہشت میں

خلد بریں ہے یا ہے عزا خانہ حسینؑ
وہ دیکھو مصطفیؐ کا ہے منبر بہشت میں

اک ذاکر حسینؑ سر منبر رسولؐ
کرتا ہے ذکر سبط پیمبرؐ بہشت میں

کرکے فدا حسینؑ پہ جانِ حزیں گیا
کرب و بلا سے حرؑ ولادر بہشت میں

کہتے تھے شاہ چھوڑ کر ہم کو چلے گئے
عباسؑ و قاسمؑ و علیؑ اکبرؑ بہشت میں

کرتا ہے جو نثار سر اپنا حسینؑ پر
جاتے ہیں اس کو لیکے پیمبرؐ بہشت میں

سبط نبیؐ کا فدیۂ آخر ہوا قبول
لے آئی حور لاشۂ اصغرؑ بہشت میں

قربانیٔ حسینؑ کا ہوتا ہے تذکرہ
ہیں جمع کربلا کے بہتّر بہشت میں

وہ آرہا ہے سامنے پیاسوں کا قافلہ
سیراب سب کو کرتے حیدرؑ بہشت میں

اشک غم حسینؑ کی قیمت رضائے حق
زہراؑ خرید لیں گی یہ گوہر بہشت میں

مظلومیٔ حسینؑ پہ روتے ہیں انبیاء
مضطر ہے شہ کی پیاس سے کوثر بہشت میں

اے فخرؔ جو حسینؑ پہ آنسو بہائے گا
اس کو ملے گا ساغر کوثر بہشت ہیں

سلام

جناب فدآ بخاری صاحب

حسینؑ ابن علیؑ عاشقِ خدائے جلیل
حسینؑ راکب دوش رسولؐ ، پور خلیل

حسینؑ فاطمہ زہراؑ کے نور کی تنویر
حسینؑ جلوۂ حیدرؑ کا ایک عکس جمیل

حسینؑ شمع شبستانِ حیدر کرار
حسین قصر نبوت میں نور کی قندیل

حسینؑ تو ہے جوانانِ خلد کا سردار
حسینؑ تیرا جہاں میں نہیں ہے کیوئی مثیل

حسینؑ تیری صدا لا الہ الا اللہ
یزید و شمر کو جو کر گئی ہے خوار و ذلیل

تیرا کلام ، کلام رسول برحق تھا
ہر ایک جنبش لب تھی، پیامِ جرائیل

حسینؑ راہ خدا میں رضا کا طالب ہے
حسینؑ صبر کا مولا ، حسینؑ حق کا خلیل

رسولؐ پاک کی الفت ہے حاصل ایماں
غم حسینؑ میں مرنا ہے زندگی کی دلیل

بنی ہے اس لئے اکسیر خاک کرب و بلا
کہ اس کے ذروں میں خون حسینؑ ہے تحلیل

یہ التجا ہے فدآ کی کہ جب بھی دم نکلے
مری زباں پہ مولاؑ ہو ترا ذکر جمیل

❁❁❁

سلام

جناب حسن فرازؔ صاحب، لکھنؤ

مسیحؑ وقت کی حر پر عطا تو ہونے دو
نئی حیات ملے گی دوا تو ہونے دو

طواف کعبہ ہے تمہید کربلا و نجف
یہ ابتدا ہے ابھی انتہا تو ہونے دو

علیؑ کا خون بحقِ حسینؑ بولے گا
غبار دشت کو سر کی ردا تو ہونے دو

تبسم علی اصغرؑ سے تیر ٹوٹے گا
ذرا گلاب سے جنگ ہوا تو ہونے دو

میں آفتاب کی صورت اُبھر کے آؤں گا
مری وفا کو مکمل وفا تو ہونے دو

مسیح اس کی تمنا میں خاک چھانیں گے
یہ خون ہے اِسے خاک شفا تو ہونے دو

میں کربلا کے حوالے سے بات کرلوں گا
ہوائے دہر کو مجھ سے خفا تو ہونے دو

نظامِ ظلم بدل دے گی چند لمحوں میں
علیؑ کی تیغ کو حکم خدا تو ہونے دو

وہی تو حاصل دنیا و آخرت ہوگا
بس ایک سجدہ سوئے کربلا تو ہونے دو

بھرے گی مشک سکینہ ہٹے گی فوج ستم
خیام تشنہ لبی میں دعا تو ہونے دو

یزیدیت کا صنم پاش پاش کردے گا
نماز عصر کا سجدہ ادا تو ہونے دو

یہ اشک پہلے جناں جائیں پھر میں جاؤں فرازؔ
بہت ہجوم ہے کچھ راستہ تو ہونے دو

❁❁❁

سلام

جناب احمد فرازؔ صاحب

دشتِ غربت میں صداقت کے تحفظ کے لیے
تونے جاں دے کے زمانے کو ضیا بخشی تھی

ظلم کی وادیٔ خونیں میں قدم رکھا تھا
حق پرستوں کو شہادت کی ادا بخشی تھی

آتش دہر کو گلزار بنایا تونے
تونے انساں کی عظمت کو بقا بخشی تھی

اور وہ آگ وہ ظلمت وہ ستم کے پرچم
بڑے ایثار ترے عزم سے شرمندہ ہوئے

جرأت وشوق وصداقت کی تواریخ کے باب
تری عظمت، ترے کردار سے تابندہ ہوئے

ہوگیا نذرِ فنا دبدبۂ شمر ویزید
کشتگانِ رہِ حق مرکے مگر زندہ ہوئے

لیکن اے سیّدِ کونین حسینؑ ابن علیؑ
آج بھی دہر میں باطل کی صف آرائی ہے

آج پھر حق کے پرستاروں کا انعام ہے دار
زندگی پھر اس وادی میں اتر آئی ہے

آج پھر مدِّ مقابل ہیں کئی شمر ویزید
صدق نے جن کو مٹانے کی قسم کھائی ہے

دل کہ ہرسال ترے غم میں لہو روتے ہیں
یہ اسی عہدِ جنوں کیش کی تجدید تو ہے

جاں بکف حلقۂ اعدا میں جو دیوانے ہیں
ان کا مذہب ترے کردار کی تقلید تو ہے

جب سے اب تک اسی زنجیرِ وفا کا رشتہ
بیعتِ دستِ جفا کار کی تردید تو ہے

❁❁❁

سلام

جناب میر فراست حسین صاحب فراستؔ زید پوری

غافل جو کلمہ پڑھ کے مسلماں ہوا تو کیا
جھوٹی زباں سے قاری قرآں ہوا تو کیا
مسجد میں صرف طاعت سبحان ہوا تو کیا
کعبہ پہ سات بار جو قرباں ہوا تو کیا
اسلام کے لئے حشم و جاہ کچھ نہیں
ایماں نہیں تو کچھ نہیں واللہ کچھ نہیں

اسلام ایک باغ ہے ایماں بہار ہے
گلزار ہے بہار نگاہوں میں خار ہے
وہ ہے صدف تو یہ گہر شاہوار ہے
موتی نہیں تو سیپ کا پھر کیسا وقار ہے
دولت یہ وہ ہے جس سے مسلماں غنی رہے
بے مال و زر کے بوذر و سلماں غنی رہے

مومن کا دل ہے مخزن اسرار کبریا
یہ قلب وہ ہے جس کی حدیثوں میں ہے ثنا
یہ عرشِ اعظم اور یہی خانۂ خدا
درگاہ حق میں حضرتِ داؤد نے کہا
موجود ہے خزانہ ہر اک شاہ کے لئے
مخزن مگر ہے کون سا اللہ کے لئے

آئی ندا کہ ملک ہے معبود کا قدیم
کرسی و عرش سے بھی مرا گنج ہے عظیم
پاکیزگی میں ہے شرف جنت النعیم
زینت وہ ہے کہ جس سے ہے ذات خدا علیم
یہ معرفت زمین پہ خالق کی شان ہے
ایمان اس زمیں کے لئے آسمان ہے

ایسی زمین بارش رحمت سے جو ہے تَر
حکمت کے ہیں ثمر تو اطاعت کے ہیں شجر
ہیں علم و حلم و صبر و رضا اس کے چار در
داؤدؑ عرض کرنے لگے دے مجھے خبر
مخزن وہ کون سا ہے جو خالی ہے عیب سے
مومن کا دل وہ ہے یہ خدا آئی غیب سے

ایمان ایسی چیز ہے اے اہل اعتقاد
جس دل میں ہے یہ نور بلائیں بھی ہے وہ شاد
ہر وقت ہے نظر طرف خالق العباد
اصحاب سید الشہدأ مجھ کو آئے یاد
چھوڑا وطن کو شاہِ شہیداں کے واسطے
آباد گھر لٹا دیے ایماں کے واسطے

سلام

جناب میر فرزند علی صاحب فرخ جگرانوی مرحوم

سلامی کر محو دل کو غم سبط پیمبرؐ میں
اگر چاہے جگہ اپنی دل زہراؑ و حیدرؑ میں

سلامی کیا کروں شہؑ کے فضائل جمع دفتر میں
حواس اپنے پریشاں ہیں خیال زلف اکبر میں

یہ کس مہجور کے اشکوں سے دی تھی تاب خنجر کو
جدائی ایک مدت تک رہی شہ کے تن و سر میں

لکھا اس سوز سے صغریٰ نے شہؑ کو حال دل اپنا
دبیر چرغ نے گویا لگادی آگ دفتر میں

ادب سے کہہ نہیں سکتی یہی انصاف تھا حضرت؟
سکینہؑ ہو سفر میں ساتھ تنہا میں رہوں گھر میں

ہوا ہے اس قدر کا ہیدہ جسم ناتواں میرا
سما سکتا نہیں اک اشک تک بھی دیدۂ تر میں

کہیں شاید علی اکبرؑ مرے لینے کو آجائیں
کھڑی رہتی ہوں اس امید پر آٹھوں پہر در میں

کماں قبضے میں اکبرؑ کے جو دیکھی بولے یوں اعدا
مہ نو جلوہ گر ہے پنجۂ خورشید خاور میں

مخاطب کرکے فوج اشقیا کو شہؑ نے فرمایا
رہا جس دم نہ کوئی یاور دیں شہ کے لشکر مین

شرارت کرتے ہو خیر البشر کی آل اطہر سے
کہو اے شامیان بے حیا کیا فائدہ شر میں

برائی آج ہم سے کرکے کیا دو گے جواب اس کا؟
بھلا تم سے جو پوچھے گا خدا کل روز محشر میں

مجھے خود دولت دنیائے دوں سے ہے بہت نفرت
نہیں کچھ فرق میرے سامنے مٹی میں اور زر میں

ہم اس اللہ کے محبوب ہیں جس نے کئے پیدا
صد ف عمان میں گوہر صدف میں آب گوہر میں

ہمارے بغض و حب ہی کے سبب سے ہے یقیں جانو
عذاب سخت دوزخ میں عذوبت آب کوثر میں

ہمارے ہی سبب سے ہے سکوں ، گردش، جلا، تابش
زمیں میں آسماں میں ماہ میں خورشید خاور میں

وہی تلوار ہے میری کمر میں جس کا شہرہ ہے
احد میں بدر میں صفین میں خندق میں خیبر میں

نہیں تم جانتے کیا یہ وہی شمشیر براں ہے
نشاں باقی ہے جس کا آج تک جبرئیل کے پر میں

لکھوں فرخ حسینؑ ابن علیؑ کا حال کیا کیا کچھ
سمائے کس طرح دریائے قلزم ایک ساغر میں

یہ ہے وقتِ اجابت قدسیوں کے لب پہ آمیں ہے
دعا کر بارگاہ حضرت دادارِ داور میں

رہے محفوظ گردش سے زمانے کی ہر اک مومن
رہے جب تک زمیں آرام میں افلاک چکر میں

سلام

جناب سید رضی حیدر سلطان صاحب فریدؔ لکھنوٴ

طلسم عالم ہستی کا تھا شباب نہ تھا
زیادہ خواب سے غفلت تھی اور خواب نہ تھا

ہوئی جو صبح تو پیری تھی اور شباب نہ تھا
سماں بندھا ہوا اک تھا مگر وہ خواب نہ تھا

مریض امامؑ حرم بچے خیمہ گاہ میں تھے
لگی تھی آگ دھواں گھٹ رہا تھا آب نہ تھا

حبیب جب کہ ہو محبوب اس سے کیا پردہ
تجلی شبِ معراج تھی حجاب نہ تھا

حسینؑ قتل ہوئے حشر اک جہاں میں ہوا
یہ کون کہتا ہے نیزہ پہ آفتاب نہ تھا

وہ تپ کہ عابدِؑ بیمار اٹھ نہ سکتے تھے
مگر خیام کے جلنے سے اضطراب نہ تھا

یہ شوقِ دید درِ خلد پر جوانی آئے
حبیب شیب سے بڑھ کر ترا شباب نہ تھا

سوال قبر میں تھا تیسرا امامؑ ہے کون
رواں تھے اشک یہاں اور کوئی جواب نہ تھا

❁❁❁

سلام

جناب فصاحت نقوی صاحب صفی پوری

ہیں آل محمدؐ ہی سے توقیر کی باتیں
یہ دامن اسلام میں تنویر کی باتیں

کہتی ہیں یہ قرآن کی تفسیر کی باتیں
ہیں عرش پہ ان صاحب تطہیر کی باتیں

ہم پلۂ قرآن ہیں یہ آل محمدؐ
کردار ہیں خود معنی و تفسیر کی باتیں

اس گھر کا ہر اک فرد محمدؐ ہے محمدؐ
حیدرؑ سے ملا لیجئے بے شیر کی باتیں

یہ سوچ کے حرؑ آگیا شبیرؑ کے در پر
اس در سے بدل جاتی ہے تقدیر کی باتیں

یہ کرب و بلا خیبر و خندق نظر آتی
عباسؑ سے ہوجاتیں جو شمشیر کی باتیں

اکبرؑ کو رضا دے کے بھی دیکھا کئے سرورؑ
یاد آتے تھے نانا، کبھی تصویر کی باتیں

اصغرؑ نے تبسم سے گلے کاٹ دیئے ہیں
اے فوج یزیدی نہ کر اب تیر کی باتیں

بس مصلحت شاہ سے گھٹ گھٹ کے رہی ہے
شمشیر علیؑ دیکھ کے تشہیر کی باتیں

خود بیعت فاسق کا گلا گھونٹ رہی تھیں
عابدؑ کے گراں طوق کی زنجیر کی باتیں

سنتے ہی لرزنے لگا ایوان یزیدی
زینبؑ ترے خطبے ہی تھے شمشیر کی باتیں

شبیر سے پہلے تو سمجھ پائی نہ دنیا
اے خواب خلیلی تری تعبیر کی باتیں

آجائیں گے اک روز فصاحتؔ در شہؑ پر
ذہنوں کو تراشیں گی یہ تحریر کی باتیں

❁❁❁

سلام

جناب حیدر حسین صاحب فضاؔ لکھنوی

خدا نے زور بخشا اس قدر بازوئے حیدرؑ کو
دوپارہ کر دیا مرحت کو توڑا باب خیبر کو

ید اللہی کی طاقت بچپنے میں ہوگئی ظاہر
طمانچہ جہل کو مارا کیا دو ٹکڑے اژدر کو

قدم دوش نبی پر رکھ کے جب اصنام کو توڑا
دیئے مہر نبوت نے بھی بوسے پائے حیدرؑ کو

کلیجہ تھام کر لیلیٰ جواں کی لاش پر بولی
برس اٹھارہواں آیا نہ راس افسوس اکبرؑ کو

لٹاکر بچے کو جلتی زمیں پر شہ نے فرمایا
تم اپنے ہاتھ سے پانی پلادو آکے اصغرؑ کو

جلال حیدری عباسؑ کے تیور میں جب دیکھا
ہوا غل فوج اعدا میں اے بھاگو ارے سرکو

علم کاندھے پہ رکھے شان سے جب نہر پر پہونچے
سلامی اٹھ کے دی موجوں نے عباسؑ دلاور کو

بچانے کے لئے دین محمدؐ کو زمانہ میں
کیا قرباں خدا کی راہ میں شہ نے بہتر کو

رہے پیاسے حسینؑ ابن علیؑ وقت شہادت بھی
پلایا شمر نے خون شہ دیں اپنے خنجر کو

کمر زنجیر میں عابدؑ کی تھی اور طورق گردن میں
پنھائیں بیڑیاں تھی دوہری دوہری پائے لاغر کو

لگائی آگ خیموں میں سروں سے چادریں چھینیں
پھرایا در بدر کفار نے آل پیمبرؐ کو

خدا نے چادر تطہیر جن کے واسطے بھیجی
وہی بازار کوفہ میں رہے محتاج چادر کو

نہ گذرا دہر میں شبیرؑ ایسا کوئی بھی بندہ
فضاؔ لاکھوں سلام اس عظمت و جرأت کے پیکر کو

❁❁❁

سلام

جناب فضل نقوی صاحب فضلؔ لکھنوی

کلام اللہ پڑھتے خون کی دھاروں میں دیکھا ہے
خدانے سجدۂ شبیرؑ تلواروں میں دیکھا ہے

علی اصغرؑ کو تیروں اور تلواروں میں دیکھا ہے
کلی کو مسکراتے خون کی دھاروں میں دیکھا ہے

علم عباسؑ کا تیروں کی بوچھاروں میں دیکھا ہے
قدم جمتے ہوئے ساحل پہ تلواروں میں دیکھا ہے

خدا کی راہ میں حر کو ستم گاروں میں دیکھا ہے
یہی ایماں کا گل کھلتے ہوئے خاروں میں دیکھا ہے

ارے اسلام تجھ کو جس سے امید شفاعت ہے
رسن بستہ اسی زینبؑ کو بازاروں میں دیکھا ہے

بہتّر میتوں کے بیچ میں ہے لاشۂ شبیرؑ
نبی کا چاند خوں دیتے ہوئے تاروں میں دیکھا ہے

ہزاروں مشکلوں میں بھی ہے یکساں ہمتِ عابدؑ
بھلایہ حوصلہ دنیا نے بیماروں میں دیکھا ہے

بیاں جو کرتا جاتا تھا سرِ شبیرؑ نیزے سے
وہی مقصد کلام اللہ کے پاروں میں دیکھا ہے

خدا کی راہ سے ہٹتے نہیں اسلام کے بانی
علی اکبرؑ کو سینہ تانے تلواروں میں دیکھا ہے

سمجھتا ہے کہ تو ہے واقعی شبیرؑ کا شاعر
تجھے اے فضلؔ جس نے حق کی سرکاروں میں دیکھا ہے

❁❁❁

سلام

جناب پروفیسر فضلؔ امام رضوی صاحب، لکھنؤ

لٹا کے اپنا بھرا گھر لہو لہو ہے حسینؑ
نگاہ مقصد خالق میں سرخ رو ہے حسینؑ

علیؑ کا نور تو زہراؑ کی آبرو ہے حسینؑ
دل رسولؐ کی بے مثل آرزو ہے حسینؑ

ہر اک زباں پہ تیرا نام چار سو ہے حسینؑ
نبیؐ کے بعد زمانے میں تو ہی تو ہے حسینؑ

بنائے دین خدا اپنے خون سے رکھ دی
رسول پاک کے مقصد کی آبرو ہے حسینؑ

زبان وحی چوساتے ہیں خود رسولؐ اپنی
سبب یہ ہے کہ مشیت کی جستجو ہے حسینؑ

جہاں طہارت ظرف و ضمیر ہوتی ہے
قسم خدا کی وہ دریائے آبرو ہے حسینؑ

نہ انقلاب زمانہ جسے مٹا پایا
بتول پاک کے گلشن کا رنگ و بو ہے حسینؑ

جس انقلاب کو کوئی نہ سوچ سکتا تھا
اس انقلاب کا موجد ترا لہو ہے حسینؑ

یزیدیوں میں کہاں حوصلہ بنیں جو حریف
ہر اک صدی کے لئے قوت نمو ہے حسینؑ

شہید ہونے سے اسلام کو حیات ملی
خزاں کے دور سے تکمیل رنگ و بو ہے حسینؑ

❁❁❁

سلام

جناب فناؔ بنارسی صاحب

کوثر ہے بڑی چیز نہ جنت ہے بڑی چیز / خلاقِ جہاں بس تری رحمت ہے بڑی چیز

تم کہتے ہو قرآں کی تلاوت ہے بڑی چیز / قرآن یہ کہتا ہے کہ عترت ہے بڑی چیز

مریمؑ کی طہارت مجھے تسلیم ہے لیکن / اے فاطمہ زہراؑ تری عصمت ہے بڑی چیز

کیا خوف گناہوں کا جلانے کو میرے پاس / اک حیدرؑ صفدر کی محبت ہے بڑی چیز

کعبے کی قسم اور قسم حج کے شرف کی / اے ابن علیؑ تیری زیارت ہے بڑی چیز

قائم ہے اسی سے دل مومن کا سہارا / اے ختمِ امامت تری غیبت ہے بڑی چیز

جب پائے علیؑ دوش نبیؐ پر نظر آئے / کعبے میں ہوا غل کی امامت ہے بڑی چیز

اللہ ومحمدؐ ہیں ولی تم بھی ولی ہو / اے شاہِ ولایت یہ ولایت ہے بڑی چیز

کیا کیا نہ سہے فاطمہ زہراؑ نے مظالم / زینبؑ کے مگر صبر کی قوت ہے بڑی چیز

❖❖❖

سلام

جناب سید اولاد حیدر صاحب فوقؔ بلگرامی مرحوم

ٹھوکریں کھاتے ہوئے رستہ میں آتے ہیں حسینؑ / گود میں میت جواں بیٹے کی لاتے ہیں حسینؑ

مرگیا بیٹا جواں تاریک ہے سارا جہاں / روشنی کچھ بھی نہیں آنکھوں میں پاتے ہیں حسینؑ

دفن فرماتے ہیں ریتی میں علی اصغرؑ کی لاش / خاک میں اپنی کمائی کو ملاتے ہیں حسینؑ

ہنسلیوں والے کو بانو سے خدا کے نام پر / لاکے گہوارے سے مرقد میں سلاتے ہیں حسینؑ

دیکھ کر پوچھے گی بانو اپنے بچہ کو ضرور / خون کے دھبوں کو دامن سے چھڑاتے ہیں حسینؑ

ہے اندھیری رات بچے کے ہے ڈرنے کا خیال / پہلوئے اکبرؑ میں اصغرؑ کو سلاتے ہیں حسینؑ

تیسرے فاقے میں پھل تیغوں کا ملتا ہے انہیں / بوند پانی مانگتے ہیں، تیر کھاتے ہیں حسینؑ

آج ایک قطرہ انہیں اہل جفا دیتے نہیں / حرؑ کی ساری فوج کو پانی پلاتے ہیں حسینؑ

نام لے کے کر رفیقوں کو صدا دیتے ہیں آپؑ / کوئی پاس آتا نہیں، سب کو بلاتے ہیں حسینؑ

ہم پہ بھی ہوگا کرم اے فوقؔ کیا خوف لحد / قبر میں سب کی پئے امداد آتے ہیں حسینؑ

❖❖❖

سلام

جناب سید ابن حسن صاحب فوق بہراپچی

حیات یونہی ہے عشق شہ ہدا کے بغیر
مریض جیسے تڑپتا رہے دوا کے بغیر

کسی کا نام نہ چل پائے گا سرِ محشر
شفیع روز جزا آپ کی جزا کے بغیر

علیؑ کو چھوڑ کے ڈھونڈھو نہ زندگی کا وجود
سانس لے نہیں سکتا کوئی ہوا کے بغیر

جناں کی فکر میں نکلے ہیں ٹولیاں لیکر
عجیب لوگ ہیں فرزند فاطمہؑ کے بغیر

نہ ہوسکے گی مکمل وہ داستانِ وفا
لکھی جو جائے گی عباسؑ باوفا کے بغیر

زمانے بھر میں چکر لگاکے لوٹ آیا
کہ چین مل نہ سکا ماتمی فضا کے بگیر

قسم خدا کے ادھوری ہے کربلا کی کتاب
تبسم علی اصغرؑ تیری ادا کے بغیر

محاذ صبر پہ عباسؑ ڈگمگائے نہیں
قدم ہلا نہیں شبیرؑ کی رضا کے بغیر

درِ حسینؑ پہ پہونچا تو یہ خیال آیا
نفس ندامت ہستی ہے کربلا کے بغیر

وہ قافلے کبھی منزل تلک نہیں پہونچے
چلے ہیں فوقؔ سنا ہے جو رہنما کے بغیر

❁❁❁

سلام

جناب سید فیروزؔ حیدر صاحب، تونبہ ضلع رہتاس، بہار

شبیرؑ کا افسانہ دہرا رہی ہے دنیا
حق کیلئے مرجانا سکھلا رہی ہے دنیا

کیوں لشکر محمدؐ بے گور و بے کفن ہے
جو کربلا میں گزرا بتلا رہی ہے دنیا

اسلام کیلئے جب کافی کتاب ہوتی
الجھی ہوئی کو کیوں کر سلجھا رہی ہے دنیا

اعلان کررہا ہے زنجیر و طوق پہنے
بیمار کا وہ خطبہ دہرا رہی ہے دنیا

قیدی بتا کے لائے تھے بنتِ فاطمہؑ کو
کیا ظلم یہ روا تھا دکھلا رہی ہے دنیا

شہزادۂ دو عالم جب کربلا میں پہنچا
دریا سے اس کا خیمہ ہٹوا رہی ہے دنیا

کیوں برچھیاں لگائی ہمشکل مصطفیٰ کو
نیزے میں کس کا دل ہے دکھلا رہی ہے دنیا

ماتم کی ہر صدا میں آوازِ کربلا ہے
پیغام شاہ دیں کا دہرا رہی ہے دنیا

اب تو یزیدیت کا نام و نشاں نہیں ہے
پیاسوں کی نذر اب تک دلوا رہی ہے دنیا

گھبرا کے حُر نے چھوڑا ذلت کی زندگی کو
عزّت کی موت مرنا سکھلا رہی ہے دنیا
ہر قوم کہہ رہی ہے میرا حسینؑ میرا
مظلومیت کا سکّہ چلوا رہی ہے دنیا
بھارت کے واسیوں میں ہے کس کا بول بالا
ڈنکا حسینیت کا بجوا رہی ہے دنیا
نہرِ فرات تجھ پر ٹھنڈا علم ہوا تھا
اس پرچمِ وفا کو لہرا رہی ہے دنیا
دوگز کفن میسر اک دن فیروزؔ نہ تھا
ہر سال تعزیہ اب دفنا رہی ہے دنیا

❁❁❁

سلام

مولانا ڈاکٹر سید محمد یوشع فیضؔ زنگی پوری

عباسؑ حسنِ صورت و سیرت کا نام ہے
عباسؑ شان و شوکت و جرأت کا نام ہے
عباسؑ رعب وہیبت و سطوت کا نام ہے
عباسؑ عزم و ہمت و صولت کا نام ہے
عباسؑ مرتضیٰ کی ریاضت کا نام ہے
عباسؑ فاطمہؑ کی مسرت کا نام ہے
عباسؑ شیر حق کی جلالت کا نام ہے
عباسؑ کربلا کی وجاہت کا نام ہے
عباسؑ زور بازوئے عصمت کا نام ہے
عباسؑ بے نظیر اخوت کا نام ہے
عباسؑ آرزوئے امامت کا نام ہے
عباسؑ بے پناہ شجاعت کا نام ہے
عباسؑ قلب شاہ کی طاقت کا نام ہے
عباسؑ دشمنوں کی ہزیمت کا نام ہے
عباسؑ پاسداریٔ غیرت کا نام ہے
عباسؑ اہلبیتؑ کی قوت کا نام ہے
عباسؑ فوج شاہ کی کثرت کا نام ہے
عباسؑ اپنی شان میں وحدت کا نام ہے
عباسؑ علقمہ پہ حکومت کا نام ہے
عباسؑ پیاسے رہنے کی قوت کا نام ہے
عباسؑ فوج شہؑ کی قیادت کا نام ہے
عباسؑ ارتقائے فضیلت کا نام ہے
عباسؑ وقت جنگ قیامت کا نام ہے
عباسؑ وقت صبر شہادت کا نام ہے
عباسؑ حکم حق کی اطاعت کا نام ہے
عباسؑ عکس جلوۂ عصمت کا نام ہے
عباسؑ ہر خطا سے حفاظت کا نام ہے
عباسؑ شاہِ دیں کی مشیت کا نام ہے
عباسؑ انتہائے مودت کا نام ہے
عباسؑ حد اجر رسالت کا نام ہے
عباسؑ پیاسے بچوں کی حسرت کا نام ہے
عباسؑ تشنہ کاموں کی قسمت کا نام ہے
عباسؑ روح گلشنِ مدحت کا نام ہے
عباسؑ فکر فیضؔ کی جنت کا نام ہے

❁❁❁

سلام

جناب فیض محمد صاحب فیضؔ حنفی ساگری

سر حسینؑ سلامی نہ تھا سناں کے لئے
پیام اوج مراتب تھا دو جہاں کے لئے

یہ اے لعینوں ضیافت ہے مہماں کے لئے
ستم ہے آب نہ دومالک جناں کے لئے

زمین کرب و بلا دیکھ کر کہا شہ نے
یہی مقام مقرر ہے امتحاں کے لئے

فدائے شاہ ہوا حر تو زندگی پائی
یہی طریق تھا بس عمر جاوداں کے لئے

کہا یہ لاشۂ اکبرؑ پہ شاہ نے روکر
ہمیشہ روئے گی مخلوق اس جواں کے لئے

جناں میں جائیں گے لاریب عاشقان حسینؑ
وسیلہ مل گیا اے فیضؔ عاصیاں کے لئے

سلام

جناب فیضؔ کوثری صاحب

شعور بندگی بھی ہے عبادت کا مزا بھی ہے
حسینؑ ابن علیؑ کے ذکر میں ذکر خدا بھی ہے

جمال مصطفیؐ بھی ہے جلال مرتضیٰ بھی ہے
حسینؑ آئینۂ حق بھی ہے اور اس کی جلا بھی ہے

جہاد کربلا صلح حسنؑ کا آئینہ بھی ہے
غم سرور ہیں آنسو بھی ہیں ماتم کی صدا بھی ہے

کہ تسکین عزا کے ساتھ تبلیغ عزا بھی ہے
شب عاشور بھی ہے مجمع اہل وفا بھی ہے

چراغ حریت جس میں جلا بھی ہے بجھا بھی ہے
بہت نازاں ہے اے رضواں مگر مجھ کو پتہ بھی ہے

تری جنت میں سب کچھ ہے جواب کربلا بھی ہے
عجب جنت نشاں یہ منزل کرب و بلا بھی ہے

فنا کے سائے میں ٹھہرے جہاں عمر بقا بھی ہے
امام حریت پیغمبر صبرو و رضا بھی ہے

تبسم کی چمک بھی اور اشکوں کی ضیاء بھی ہے
سرور غم بھی ہے کیفیت مدح و ثنا بھی ہے

بجز فرق شہ دیں کیا کسی نے یہ سنا بھی ہے
جدا ہوجانے پر تن لے کوئی سر بولتا بھی ہے

جہاں میں کوئی انصار حسینی کے سوا بھی ہے
سلیقہ جس میں جینے کا بھی مرنے کی ادا بھی ہے

یہی اے فیض شہ کی مدح خوانی کا صلہ بھی ہے
در جنت کھلا بھی ہے جناں میں گھر ملا بھی ہے

سلام

جناب فیضؔ بھرتپوری صاحب

ابھی منہ فق ہو لکھوں وصف شہ کے لب کا دنداں کا
گہر کا لعل کا دُرِ نجف کا اور مرجاں کا

مزہ زخموں کا شہؑ کے جسم سے پوچھو عزادارو
تبر کا تیر کا خنجر کا اور شمشیر براں کا

اٹھایا ہر طرح کا راہ میں بیمار نے صدمہ
رسن کا طوق کا زنجیر کا خار مغیلاں کا

غضب ہے ظہر تک شبیرؑ نے صدمے سہے دل پر
پسر کا بھانجوں کا بھائی کا انصار و مہماں کا

سکینہؑ کہتی تھی شکوہ کروں گی میں نجف جاکر
طمانچوں کا رسن کا پیاس کا اور شام زنداں کا

مدد مولاؑ کریں تو فیضؔ جانے کا ارادہ ہے
یہیں سے راستہ سیدھا لگا ہے باغ رضواں کا

❁❁❁

شبیر پہ یلغار بلا ہے

جناب فیض احمد فیضؔ مرحوم

رات آئی ہے شبیرؑ پہ یلغار بلا ہے
ساتھی نہ کوئی یار نہ غم خوار رہا ہے

مونس ہے تو اک درد کی گھنگھور گھٹا ہے
مشفق ہے تو اک دل کے دھڑکنے کی صدا ہے

تنہائی کی، غربت کی، پریشانی کی شب ہے
یہ خانہ شبیرؑ کی ویرانی کی شب ہے

دشمن کی سپہ خواب میں مدہوش پڑی تھی
پل بھر کو کسی کی نہ ادھر آنکھ لگی تھی

ہر ایک گھڑی آج قیامت کی گھڑی تھی
یہ رات بہت آل محمدؐ پہ کڑی تھی

رہ رہ کے بکا اہل حرم کرتے تھے ایسے
تھم تھم کے دیا آخرِ شب جلتا ہے جیسے

اک گوشہ میں ان سوختہ سامانوں کے سالار
ان خاک بسر خانماں ویرانوں کے سردار

تشنہ لب و درماندہ و مجبور و دل فگار
اس شان سے بیٹھے تھے شہ لشکر احرار

مسند تھی نہ خلعت تھی، نہ خدّام کھڑے تھے
ہاں تن پہ جدھر دیکھیئے سو زخم سجے تھے

کچھ خوف تھا چہرے پہ نہ تشویش ذرا تھی
ہر ایک ادا مظہر تسلیم و رضا تھی

ہر جنبشِ لب منکرِ دستور جفا تھی ہر ایک نگہ شاہدِ اقرار وفا تھی

پہلے تو بہت پیار سے ہر فرد کو دیکھا

پھر نام خدا کا لیا اور یوں ہوئے گویا

الحمد کہ اب صبحِ شہادت ہوئی نازل الحمد قریب آیا غمِ عشق کا ساحل

وہ ظلم میں کامل ہیں تو ہم صبر میں کامل بازی ہے بہت سخت میان حق و باطل

بازی ہوئی انجام ، مبارک ہو عزیزو

باطل ہوا ناکام ، مبارک ہو عزیزو

اور ایک کرن مقتل خوںناک پہ چمکی پھر صبح کی لو آئی رخ پاک پہ چمکی

شمشیر برہنہ تھی کہ افلاک پہ چمکی نیزے کی انی تھی خس و خاشاک پہ چمکی

دم بھر کے لئے آئینہ رو ہوگیا صحرا

خورشید جو ابھرا تو لہو ہوگیا صحرا

تھا سامنے اک بندۂ حق یکّہ و تنہا پر باندھے ہوئے حملے کو آئی صفِ اعدا

یہ رعب کا عالم کہ کوئی پہل نہ کرتا ہر چند کہ ہر اک تھا ادھر خون کا پیاسا

کی آنے میں تاخیر جو لیلائے قضا نے

خطبہ کیا ارشاد امام شہدا نے

حق والوں سے کیوں برسرِ پیکار ہو لوگو فرمایا کہ کیوں در پئے آزار ہو لوگو

معلوم ہے کچھ کس کے طرف دار ہو لوگو واللہ کہ مجرم ہو ، گنہگارہو لوگو

کیوں آپ کے آقاؤں میں اور ہم میں ٹھنی ہے

معلوم ہے کس واسطے اس جاں پہ بنی ہے

اورنگ نہ افسر، نہ علم چاہئے ہم کو سطوت نہ حکومت نہ حشم چاہئے ہم کو

جو چیز بھی فانی ہے وہ کم چاہئے ہم کو زر چاہئے ، نے مال و درم چاہئے ہم کو

سرداری کی خواہش ہے نہ شاہی کی ہوس ہے

اک حرفِ یقیں دولت ایماں ہمیں بس ہے

باطل کے مقابل میں صداقت کے پرستار طالب ہیں اگر ہم تو فقط حق کے طلب گار

ظالم کے مخالف ہیں تو بے کس کے مددگار انصاف کے ، نیکی کے ، مروّت کے طرفدار

جو ظلم پہ لعنت نہ کرے ، آپ لعیں ہے

جو جبر کا منکر نہیں، وہ منکر دیں ہے

تاحشر زمانہ تمہیں مکّار کہے گا　　تم عہد شکن ہو تمہیں غدّار کہے گا

جو صاحب دل ہے ہمیں ابرار کہے گا　　جو بندۂ حر ہے ہمیں احرار کہے گا

نام اونچا زمانے میں ہر انداز رہے گا

نیزے پہ بھی سر اپنا سر افراز رہے گا

کر ختم سخن محو دعا ہوگئے شبیرؑ　　پھر نعرہ زناں محوِ وغا ہوگئے شبیرؑ

قربان رہ صدق و صفا ہوگئے شبیرؑ　　خیموں میں تھا کہرام جدا ہوگئے شبیرؑ

مرکب پہ تن پاک تھا اور خاک پہ سر تھا

اس خاک تلے جنت فردوس کا در تھا

❖❖❖

سلام

جناب قالبؔ صاحب مرزاپوری

پیراہن ایجاد میں طوفان بلا ہے　　ہر سانس ہمارے لئے پیغام فنا ہے

اب ظالم مظلوم کی پہچان ہے مشکل　　آئینۂ احساس اثر ٹوٹ گیا ہے

ہر شاخ تمنا پہ کھلے ہیں گل نفرت　　بدلی ہوئی گلزار تمند کی فضا ہے

بے چین ہے سائے کے لئے امت آدم　　کہنے کو تو چھائی ہوئی ہر سمت گھٹا ہے

انصاف پہ غالب ہو جہاں طرز تعصب　　اس طرح کے ماحول میں جینا بھی سزا ہے

دیکھیں بھی تو کس طرح سے ہم اپنی تباہی　　پانی کی طرح خون مردوں کا بہا ہے

اک روز جو اولاد پیمبر کے لئے تھا　　پہرہ وہی بہتے ہوئے دریا پہ لگا ہے

اب صحن تصور میں ہے ممدوح کا جلوہ　　اب جاکے در مقصد تمہید کھلا ہے

دل کہتا ہے سقائے سکینہ کو صدا دیں　　ہمدرد ہمارا پسر شیر خدا ہے

وہ پیکر ایثار ہے سلطان وفا ہے　　وہ حیدر و صفدر کی دعاؤں کا صلا ہے

تاریخ کے اوراق یہ دیتے ہیں گواہی　　ثانی کوئی اس کا نہ ملے گا نہ ملا ہے

اولاد سمجھتی ہوں جسے فاطمہ زہراؑ　　اب آپ ہی انصاف سے کہئے کہ وہ کیا ہے

اس نے اسی انداز کی پائی ہے شہادت　　ہر قلب پہ اک نقش وفا چھوڑ دیا ہے

حقدار ہے وہ فوج حسینی کے علم کا
وہ قوت بازوئے شہ کرب و بلا ہے

یہ وہ ہے جسے کہتے ہیں ماہ نبی ہاشم
وہ یہ ہے کہ جو زینت بزم شہدا ہے

ہر اہل نظر آج بھی مداح ترا ہے
تو قلب عزا روح عزا شان عزا ہے

پائی نہ رضا جنگ کی تونے شہ دیں سئے
لپٹا ہوا مشکیزے سے ارمان وغا ہے

ہر اہل نظر آج بھی مداح ترا ہے
تو قلب عزا روح عزا شان عزا ہے

پائی نہ رضا جنگ کی تونے شہ دیں سے
لپٹا ہوا مشکیزے سے ارمان وغا ہے

لب تر نہ کئے چھین کے دشمن سے ترائی
کردار کی عظمت ہے کہ معراج وفا ہے

اعلان یہ کرتا ہے ترا روضۂ اقدس
سلطان کہیں کا ہو ترے در کا گدا ہے

مشکیزہ چھدا اور قلم ہوگئے شانے
یہ جذبۂ ایثار تری خاص عطا ہے

ہر حال میں کی نصرت فرزند پیمبر
اس طرح کا جانباز نہ دیکھا نہ سنا ہے

تو مصدر اوصاف ہے احسان خدا ہے
دنیا نے سخی ابن سخی تجھ کو کہا ہے

ہم خاک نشینوں پہ جو اک چشم عنایت
چھائی ہوئی ایمان پہ مدحت کی گھٹا ہے

رخ پھیر بھی دے گردش ایام کا مولیٰ
دل کشمکش درد سے گھبرا سا گیا ہے

قالبؔ ترے شعرون کو جو سنتے ہیں سخن فہم
بے ساختہ کہتے ہیں تیرا طرز جدا ہے

❁❁❁

سلام

جناب قاسم شبیر صاحب نقوی نصیرآبادی

تو مداوا ہے غمِ شبیرؑ ہر غم کے لئے
اک مقدر بن گیا ہے دونوں عالم کے لئے

کیا کشش ہے کیسی لذت ، کتنے آثار حیات
نوعِ انساں یوں نہیں تڑپی کسی غم کے لئے

جس کے دامن میں غم دنیا کی گنجائش نہ ہو
اک الگ دل چاہیے مولا ترے غم کے لئے

دیکھیے تلوار سی لگتی ہے دل پریا نہیں
رو کئے اٹھتے ہوئے ہاتھوں کو ماتم کے لئے

ہے ہماری زندگی پر قرض اک مظلوم کا
صبح نوحوں کے لئے ہے شام ماتم کے لئے

اپنی منزل جانتی تھی آیتِ ذبحِ عظیم
آگئی بس آگئی، انسانِ اعظم کے لئے

ایک بچے کا لہو کافی ہے روز حشر تک
رنگ دینے کو حسینیت کے پرچم کے لئے

حرؑ کو قسمت لارہی ہے بارگاہِ خیر تک
ہر سعادت بڑھ رہی ہے خیر مقدم کے لئے

بہرِ پردہ کچھ تو دے دے اے زمینِ کربلا
مصحفِ ناطق کے اوراق مجسم کے لئے

اللہ اللہ نصرتِ بے شیر کی ہے احتیاج — ہائے یہ مجبوریاں مختارِ عالم کے لئے
اس یقیں کا کوئی حصہ قلب قاسمؔ کو ملے — یا علی! مخصوص تھا جو قلبِ میثم کے لئے

سلام

جناب غلام محمد قاصرؔ صاحب

جو پیاس وسعت میں بے کراں ہے سلام اس پر — فرات جس کی طرف رواں ہے سلام اس پر
سبھی کنارے اسی کی جانب کریں اشارے — جو کشتیٔ حق کا بادباں ہے سلام اس پر
جو پھول تیغِ اصول سے ہر خزاں کو کاٹیں — وہ ایسے پھولوں کا پاسباں ہے سلام اس پر
مری زمینوں کو اب نہیں خوفِ بے ردائی — جو ان زمینوں کا آسماں ہے سلام اس پر
ہر اک غلامی ہے آدمیّت کی نا تمامی — وہ حریّت کا مزاج داں ہے سلام اس پر
حیات بن کر فنا کے تیروں میں ضو فشاں ہے — جو سب ضمیروں میں ضو فشاں ہے سلام اس پر
کبھی چراغِ حرم کبھی صبح کا ستارہ — وہ رات میں دن کا ترجماں ہے سلام اس پر
میں جلتے جسموں نئے طلسموں میں گھر چکا ہوں — وہ ابرِ رحمت ہے سائباں ہے سلام اس پر
شفق میں جھلکے کہ گردنِ اہلِ حق سے چھلکے — لہو تمھارا جہاں جہاں ہے سلام اس پر

سلام

جناب قتیلؔ شفائی صاحب

شہادتوں کا وقار قائم انہیں کے پاکیزہ نام سے ہے — اسی لئے تو مجھے عقیدت امامِ عالی مقام سے ہے
لگائیں اپنے لہو کی ضربیں یزیدیت کے ہرایک بت پر — وہ شیر دل جن کو خاص نسبت حضورؐ خیرالانام سے ہے
بنی ہوئی ہے چراغِ منزل وہ شام میدانِ کربلا کی — کہ جس کی تابندگی کا رشتہ حسینؑ کے ہر غلام سے ہے
حسینؑ ابن علیؑ نے پی کر جسے زمیں پہ سجالیا تھا — سرورسب غازیوں کے دل میں اسی شہادت کے جام سے ہے
قتیلؔ نام ان کا میرے لب پر کچھ ایسی شانِ ادب سے آیا — زمین تو کیا فلک کا سر بھی جھکا ہوا احترام سے ہے

سلام

جناب سید محمد جعفر صاحب قدسیؔ جائسی

خاک پر رہنے سے لاشہ مرتبہ کیا کم ہوا
فدیۂ راہِ خدا کا عرش پر ماتم ہوا

غم سے گہنائے یکایک آفتاب و ماہتاب
انتظامِ بزمِ عالم درہم وبرہم ہوا

سبطِ پیغمبر کے مرنے کی خوشی امت کو تھی
غم میں شاہِ تشنہ لب کے نوحہ گر عالم ہوا

شاہ کے غم میں کبھی ٹکرائے اجرام فلک
بامِ گردوں پر عجب انداز سے ماتم ہوا

دل سے پوچھو کیا ہوا ہوگا دل سرور کا حال
باپ کے ہاتھوں پہ بچہ تیر سے بیدم ہوا

ہو چکے قربان جس دم جاں نثارانِ حسینؑ
خنجر قاتل شہ مظلوم کا ہمدم ہوا

جاں تو بہتوں کی گئی لیکن ہوا کس پر اثر
غم تو وہ غم ہے خدا جس میں شریک غم ہوا

یادِ شہ میں آنکھ سے قدسیؔ کے جو آنسو گرے
وہ غریب نینوا کے زخم کا مرہم ہوا

❁❁❁

سلام

جناب میر قدیمؔ صاحب

ہم حقیقت اپنی ذرے سے جو کم سمجھا کئے
مہر بن کر جوہر تیغ زباں چمکا کئے

پاس میرے تو نہ تھی ایسی متاع وصف شاہ
مشتری قدرت نے خود میرے لئے پیدا کئے

ہاں زمیں بوسِ مزار شاہ جو مومن ہوا
اس نے ستر حج کئے اور پھر پیادہ پا کئے

کیا عجب گر روز محشر بخشوا لیں گے رسولؐ
ہم درود ان پر یہیں صبح و مسا بھیجا کئے

ہم یہ سنتے ہیں شب اعلیٰ حجاب نور میں
تھی نبوت سے امامت عرش پر پردہ کئے

ہو سکے دشمن ارادوں میں نہ اپنے کامیاب
مصطفیٰؐ کے فرش پر شیر خدا سویا کئے

چشم چرخِ پیر ہے ناآشنا ان سے قدیم
ظالموں نے کربلا میں جو ستم برپا کئے

❁❁❁

شان استقامت

جناب قرار لکھنوی صاحب

حق کی آواز سے دنیا کو جگانے والے
نوک نیزہ پہ بھی قرآن سنانے والے
اپنے قدموں پہ ہراک سر کو جھکانے والے
زندگی ساز ہے تو، سر کو کٹانے والے
کیوں نہ اپنائیں تجھے سارے زمانے والے

تجھ سے قائم ہوا معیار خلیل وآدم
ناز کرتے ہیں تری ذات پہ ابن مریمؑ
تونے زندہ کیا پھر دین رسولؐ اعظم
تیرے ہی خون سے ہے روشنئ شمع حرم
شرک وبدعت کے چراغوں کو بجھانے والے

کتنے سیلاب ستم آئے زمانہ بدلا
کتنی ہی بار اٹھی جبر وتشدد کی گھٹا
مختلف رنگ میں ہوتی رہی بیداد جفا
تو وہ ہے نقش دوامی جو مٹائے نہ مٹا
آپ ہی مٹتے رہے تجھکو مٹانے والے

آگ گردوں سے برستی ہے دہکتی ہے زمیں
اس قدر پیاس کی شدت ہے کہ حد جس کی نہیں
یہ تری منزل عرفاں یہ ترا حسن یقیں
سرتہہ تیغ ہے اور سجدۂ خالق میں جبیں
سرکو سجدے میں جھکا کر نہ اٹھانے والے

اے حسینؑ ابن علی کشتۂ شمشیر جفا
تونے سردے دیا بیعت کو گوارا نہ کیا
تیرے ہی خون نے اسلام کو زندہ رکھا
تجھ سے وحدت کی بقا تجھ سے رسالت کی بقا
کشتئ مذہب حق پار لگانے والے

کبھی عباسؑ کا ماتم، کبھی اکبرؑ کا ملال
دل کو تڑپا رہا تھا فرقت قاسمؑ کا خیال
مل چکا خاک میں اف عونؑ و محمدؑ کا جمال
تیرے ایثار کی ملتی نہیں عالم میں مثال
تیروں کی چھاؤں میں بے شیرؑ کو لانے والے

وہ ترا اصغرؑ ناداں دل بانو کا قرار
جس نے جب خشک زباں ہونٹوں پہ پھیری ایک بار
پانی پانی ہوا قلب سپہ ظلم شعار
فاتحانہ اس ادا پر ہوئی خود فتح نثار
ایسے ہوتے ہیں محمد کے گھرانے والے

اے قرارؔ اب وہ قیامت کا نہ پوچھو ہنگام
جوش پر قہر خدا تھا کہ نہ تھی تاب کلام
رنگ دکھلا رہا تھا حشر کے دن خون امام
ان کے رخ زرد تھے کہتے تھے جو رونے کو حرام
سرخرو حشر میں تھے اشک بہانے والے

گہوارۂ عمل

جناب قسیمؔ امروہوی صاحب

الہامِ صبر معنی قرآن کربلا وحیِ ثبات مصحف ایمان کربلا
حق کا شباب مرگِ جوانان کربلا فطرت بھلا سکے گی نہ احسان کربلا
گہوارۂ عمل ہے بیابان کربلا

بچوں کے جوش عزم و عمل کی جوانیاں بوڑھوں کے ولولے ابدی کامرانیاں
سینوں کے زخم طاقت پاکی نشانیاں اسلام کے شباب کی رنگیں کہانیاں
تاریخ لکھ رہی ہے بعنوان کربلا

اک دوپہر میں نظمِ دوعالم بدل دیا مفہوم و مقصد غم و ماتم بدل دیا
باطل کا ہر ارادۂ محکم بدل دیا معیارِ فطرتِ بنی آدم بدل دیا
اللہ رے سیاست سلطان کربلا

معجز نما ہیں شاہ کے ماتم کی عظمتیں اس غم میں ہیں شریک زمانہ کی ملتیں
دوہرائی جارہی ہے حسینی صداقتیں جتنی بڑھیں گی فتنۂ باطل کی ظلمتیں
نکھرے گا اور خون شہیدان کربلا

یوں بن گئے تھے حق کی سپر ناصران شاہ کھاتے تھے جھوم جھوم کے تیغیں بعز و جاہ
لب تھے وفور درد میں ناآشنائے آہ آساں نہیں عطش میں یہ جرأت خداگواہ
فطرت سے لڑ رہے تھے غریبان کربلا

زنجیر و طوق پہنے ہوئے خلق کا امام بکھرائے بال عترت پیغمبر انام
محروم و خستہ حال و پریشان تشنہ کام دے کر جہاں کو مژدۂ آزادی دوام
جاتے ہیں قید غم میں اسیران کربلا

❁❁❁

سلام

جناب حافظ شاہ علی حیدر قلندرؔ کاکوروی صاحب احسن الانتخاب

دیکھئے ہوتے ہیں عالم میں یہ آزار کہاں حلق شبیرؑ کہاں شمر کی تلوار کہاں
کیا قیامت ہے کہ زخمی ہو تن پاک حسینؑ بارش تیر کہاں حسنِ طرحدار کہاں

دیکھئے گردش تقدیر و غمِ اہل حرم / گل کہاں غنچہ کہاں گلشن پرخار کہاں
کربلا کی تھی کشش سید عالم جو چلے / شاہِ دلدار کہاں لشکر اشرا ر کہاں
تپش ریگ کہاں طف کا وہ میدان کہاں / گرمی مہر کہاں رونق گلزار کہاں
اللہ اللہ مصیبت میں رہیں آل نبیؐ / قابل ظلم و ستم عابدؑ بیمار کہاں
یوں ہو پامال گل باغ رسولؐ عربی / آبروئے پسر حیدرؑ کرار کہاں
دیکھئے جاتا ہے مقتل میں وہ ہم شکل نبیؐ / ہائے اکبرؑ سا جواں دلبر و دلدار کہاں
لے گئے اصغرؑ معصوم کو لشکر میں حسینؑ / دل کہاں صبر کہاں ضبط کا اظہار کہاں
نونہالانِ چمن اور وہ دربار یزید / رکھے جائیں حرم پاک دل افگار کہاں
قتل کر کے ہوا مخمور مئے ناب یزید / سرکہاں گردشِ جام مئے گلنار کہاں
آسماں ٹوٹ پڑے کیوں نہ قیامت آئے / وائے قسمت اثر آہ شرربار کہاں
تھا محبت کا نتیجہ جو ہوا خوب ہوا / ورنہ جان و جگرِ حیدر کرار کہاں

❁❁❁

سلام

جناب ڈاکٹر سید قمرؔ عابدی صاحب الہ آباد

میدان غور و فکر میں حق کا علم اٹھا / اے شاعر حسین قمرؔ اب قلم اٹھا
لکھ کیا ہے مرتبہ شہ اعلیٰ مقام کا / زہراؑ کے نورعین شہؑ تشنہ کام کا
کون و مکاں میں حق کی صفت کس کی ذات ہے / لکھ خلق کس کے واسطے یہ کائنات ہے
یہ پنجتنؑ ہیں مظہر اوصافِ کردگار / قرآں میں ان کی حق نے ثنا کی ہے بار بار
آئینہ کائنات میں حق کی صفات کا / انوار پنجتن ہیں ذریعہ نجات کا
ان کے سبب خدا نے کیا خلق خشک وتر / ان کے سبب وجود میں آئے ہیں بحر و بر
ان کے سبب ہے سرخیٔ حق آسمان میں / ہوتے نہ گریہ کچھ بھی نہ ہوتا جہان میں
اللہ ناز کرتا ہے خود ان کی ذات پر / آیات بھیجتا ہے وہ ہر بات بات پر
ان کے عمل کا حق نے کچھ ایسا صلہ دیا / اپنی صفت کو ان کی صفت سے ملا دیا
لیکن یہ انقلاب زمانہ تو دیکھئے / عظمت کو پنجتنؑ کی گھٹانا تو دیکھئے
خاکی گھٹائیں نور کی عظمت عجیب ہے / محسوس ہورہا ہے قیامت قریب ہے
جو ان کے نفس پر کرے شک اس پر خاک ہے / یہ خود بھی پاک نفس بھی ان سب کا پاک ہے

واعظ غلط ہے ان کو ہے جنت کی آرزو
خود ان کی خاک پاکی ہے جنت کو جستجو

جن کے قدم ہیں خلد کی زینت کے واسطے
ان پر عمل کی شرط ہو جنت کے واسطے

اعمال ان کے شمع ہدایت ہیں قوم کی
قربانیاں حیات کی، نصرت ہیں قوم کی

کل کائنات خلق ہے بس ان کے ذیل میں
جنت کی رونقیں ہیں انہیں کے طفیل میں

کپڑوں کے ساتھ خلد کی نعمت بکھر گئی
ان کے لئے زمین پہ جنت بکھر گئی

بہلول جس کا نام ہے وہ نیک نام بھی
جنت تو بانٹ سکتا ہے ان کا غلام بھی

انوارِ پنجتن کے یہ قدموں کی دھول ہے
لکھو کہ خلد صدقۂ آل رسول ہے

بس اے قمرکہ ذکر کو اپنے سمیٹ لو
تم پنجتن کا حق غلامی ادا کرو

اعمال چاہتے ہو اگر تم قبول ہوں
خوش تم سے روز حشر جناب بتولؑ ہوں

اعمال حق ہے کاسۂ کردار کو بھرو
اشک غم حسینؑ سے پہلے وضو کرو

وابستگی حسینؑ کے غم سے رہے صدا
فرشِ عزائے شہ پہ نمازیں رہیں صدا

جو مقصدِ شہادتِ حق ہے وہ مان لو
اشکِ غم حسینؑ کی عظمت کو جان لو

زہراؑ کے دل کی چوٹ دوبارہ ہری نہ ہو
ذکرِ غم حسینؑ میں فتنہ گری نہ ہو

دل میں ولائے حق لئے سجدے کرو ادا
فرشِ غم حسینؑ پہ مرنے کی ہو دعا

ماتم کا داغ صاف عیاں ہوچھپا نہ ہو
تیری قمرؔ نماز کبھی بھی قضا نہ ہو

❁❁❁

سلام

جناب قمرؔ آغا صاحب لکھنوی

محسن دین محمدؐ مصطفیٰؐ کوئی نہیں
خاندانِ مرتضیٰؑ کے ماسوا کوئی نہیں

فاتح صفین خندق خیبر و بدر واحد
جز علیؑ مرتضیٰ شیر خدا کوئی نہیں

آرہی ہے آج بھی سلمان و بوذر کی صدا
میرے مولاؑ کے سوا مشکل کشا کوئی نہیں

ہیں علیؑ و فاطمہؑ شبیرؑ شبرؑ اور نبیؐ
پنجتن کے ساتھ میں زیر کساء کوئی نہیں

فاطمہؑ کے لال سے بیعت کا طالب ہے یزید
فاسق و فاجر کو پاسِ مصطفیٰؐ کوئی نہیں

فیصلہ کن جنگ جس میں باطل و حق میں ہوئی
کربلا کے بعد ایسا معرکہ کوئی نہیں

ایسا طاہر نامۂ اعمال حُرؑ شہؑ نے کیا
زندگی میں جیسے اس کی تھی خطا کوئی نہیں

روحِ ایوبی پکاری تجھ سے بڑھ کر اے حسینؑ
منزل صبر و رضا میں دوسرا کوئی نہیں

ہے مسلمانوں اگر راہِ حقیقت کی تلاش　کربلا والوں سے بہتر رہنما کوئی نہیں
از محمدؐ مصطفیؐ تا قائمؑ آل عبا　ایسا طیب ایسا طاہر سلسلہ کوئی نہیں
دوپہر میں ہو گئے سب قتل انصار حسینؑ　اب سوائے ہم شبیہ مصطفیؐ کوئی نہیں
ہر شہید کربلا پر کیوں نہ نازاں ہوں حسینؑ　ان سے بہتر ناصرِ دین خدا کوئی نہیں
آئے جو اشک غم شہ کے مقابل حشر میں　گوہر نایاب ایسا بے بہا کوئی نہیں
ماتمِ شبیرؑ سے ممکن ہے ملجائے نجات　ورنہ محشر میں قمرؔ کا آسرا کوئی نہیں

❁❁❁

سلام

جناب سید محمد حسین صاحب قمرؔ جلالوی مرحوم

بصد خلوص و عقیدت سلام کہتی ہے　حسینؑ تم کو محبت سلام کہتی ہے
پلٹ کے روئے تھے تم جس سے کربلا کے لئے　وہی رسولؐ کی تربت سلام کہتی ہے
نواسے ختم رُسُل فخرِ انبیاء کے ہوتم　ہراک نبیؐ کی نبوت سلام کہتی ہے
دمِ جہاد جو تھی بھوک پیاس کی شدت　وہ بھوک پیاس کی شدّت سلام کہتی ہے
جو زیر خنجرِ شمر آپ نے ادا کی تھی　وہ کربلا کی عبادت سلام کہتی ہے
جو تو نہ ہوتا توامت تمام پھر جاتی　نبیؐ کو تیری بدولت سلام کہتی ہے
جب آتا ہے کسی بزم عزا میں نامِ حسینؑ　خدا کی آخری حجت سلام کہتی ہے
حرم لٹے ہوئے بیٹھے تھے جس اندھیرے میں　قمرؔ وہی شب ظلمت سلام کہتی ہے

❁❁❁

سلام

جناب انوار قمرؔ صاحب

ابن حیدرؑ کو پلایا نہ ذرا سا پانی　دشمنوں کو بھی پلا دیتی ہے دنیا پانی
جوش میں دیدۂ پُر آب سے برسا پانی　جب سکینہؑ نے علمدار سے مانگا پانی
کالے کوسوں تو نہیں تھا کوئی دریاان سے　بن گیا پھر بھی مگر آنکھ کا تارا پانی

خانوادہ تو بڑی چیز ہے پیغمبرؐ کا
بند حیواں پہ بھی کرتے نہیں دانا پانی
شرم آئی نہ تجھے خاک بھی دریائے فرات
کام پیاسوں کے نہ آیا ترا اوچھا پانی
سبطِ پیغمبرِ کونینؐ اگر کہہ دیتے
ہند سے اٹھ کے پلاتی انہیں گنگا پانی
کوفیو! شاہ کا پانی کو ترسنا کیسا؟
ان کے ہونٹوں کے لئے دشت میں ترسا پانی
شمر کو کچھ بھی تو آیا نہ خیال شبیرؑ
ڈھل گیا دیدۂ بے شرم کا سارا پانی
تشنگی یاد جب آئی ہے شہیدوں کی قمرؔ
آگ سینے میں اُٹھی، آنکھ سے برسا پانی

❁❁❁

واپسی شکوہ آیا

جناب ڈاکٹر قنبرؔ صاحب رضوی

چشم نم حوصلۂ غم جو سوار کھتی ہے
پاس غم بھی بہ تقاضائے وفا رکھتی ہے
بوئے گل رکھتی ہے تاثیر حنا رکھتی ہے
شمع کا نور محبت کی ضیا رکھتی ہے
قبل انسان میں جب درد فزوں ہوتا ہے
دیدۂ نم سے عیاں سوز دروں ہوتا ہے

چشم آدم میں انہیں اشکوں کی تاثیر بڑھی
دیدۂ حضرت یعقوبؑ میں توقیر بڑھی
منزلت آنسوؤں کی جب فلک پیر بڑھی
لوح محفوظ میں یوں شوخی تحریر بڑھی
چشم نم کو نئی تقدیر عطا کی حق نے
اشک کو الفت شبیرؑ عطا کی حق نے

مرحبا دیدۂ نم آج بہالے آنسو
نوکِ مژگاں پہ نہ سنبھلے گا سنبھالے آنسو
دو گھڑی لطفِ غم شہ جو اٹھالے آنسو
دادِ غم فاطمہ زہراؑ سے بھی پالے آنسو
غمِ شبیرؑ میں دامانِ شرف ملتا ہے
اشک کو مرتبۂ دُرِّ نجف ملتا ہے

اشک شبیر کے غم میں جو رواں ہو یارب
تیرا ہرلطف و کرم اس سے عیاں ہو یارب
لائق نذرِ رسول دوجہاں ہو یارب
یوں پسندیدۂ خاتونِ جناں ہو یارب
در مقصود کو دامان شرف مل جائے
صلۂ خاص شہنشاہِ نجف مل جائے

کس کو اس غم میں نہ بادیدۂ گریاں دیکھا قید خانے میں سکینہؑ کو پریشاں دیکھا
غم میں سر زینبؑ و کلثومؑ کا عریاں دیکھا عمر بھر سید سجادؑ کو گریاں دیکھا
انبیائے سلف اس غم میں برابر روئے
فاطمہؑ روئیں، علیؑ روئے، پیمبرؐ روئے

لوٹ کر شام سے جب آئے وطن شہ کے حرم ساتھ میں تھے نہ علمدار نہ لشکر نہ علم
روکے ہر ایک سے کہتا تھا یہ ابن جزلم ایہاالناس ہوئے قتل شہنشاہ امم
عابدؑ و زینبؑ و کلثومؑ ہیں بادیدۂ تر
اہلبیتؑ شہ مظلوم ہیں بادیدۂ تر

نکلے جب قافلے سے عابدؑ محزون و ملول اتری روتی ہوئی ناقے سے ادھر بنت بتولؑ
بہر فریاد کیا رخ جو سوئے قبر رسولؐ بولیں نانا کے مدینے نہ کر اب ہم کو قبول
کھوکے سب کچھ تری آغوش میں آؤں کیسے
میں نصیبوں جلی منھ اپنا دکھاؤں کیسے

ہرگلی کوچے میں برپا ہواایک شوروشین جب سنا اہل مدینہ نے یہ کلثوم کا بین
میرے نانا کے مدینے ہے بہت دل بے چین آئے ہیں ساتھ نہ عباسؑ نہ اکبرؑ نہ حسینؑ
واحسیناؑ کی صدا آتی تھی بام ودر سے
لپٹے تھے اہل حرم روضۂ پیغمبرؐ سے

ماتم سید مظلوم بپا تھا گھر گھر بنی ہاشم کے محلے میں جو پہنچی یہ خبر
ام سلمٰی نے یہ صغریٰ سے کہا پیٹ کے سر سنتی ہوں آئے وطن اہل و عیال سرورؑ
پر بجز سید سجادؑ کوئی ساتھ نہیں
گھر نبیؐ کا ہوا برباد کوئی ساتھ نہیں

روکے صغریٰ نے کہا ہائے پدر ہائے پدر تم گئے مجھ کو کہاں داغ یتیمی دے کر
میں سمجھتی تھی مجھے آئیں گے لینے اکبرؑ آئے ہیں سید سجادؑ سنانی لے کر
کیسی پردیس میں تکلیف اٹھائی بابا
مرگئے آپ مجھے موت نہ آئی بابا

شور ماتم جو اٹھا روضۂ پیغمبرؐ سے بہرفریاد چلی فاطمہؑ صغریٰ گھر سے
کپکپاہٹ تھی نمودار تن لاغر سے سر کی جاتی تھی ہر اک گام پہ چادر سر سے

لڑکھڑاتی ہوئی صغریٰ جو چلی یاس کے ساتھ
ام سلمیٰ بھی چلی مادر عباسؑ کے ساتھ

نہ گئی مادر عباسؑ کی عابدؑ پہ نظر		بڑھ کے دریافت کیا کیسی یہ منحوس خبر
روکے سجادؑ نے فرمایا کہوں کیا مادر		بھوکے پیاسے تھے کئی روز سے ابن حیدرؑ
شمر نے سوکھا گلا کاٹ لیا سرورؑ کا
پاس حیدرؑ کا کیا اور نہ پیغمبرؐ کا

سن کے ام البنینؑ ملنے لگیں افسوس کا کف		رخ کیا مادرِ عباسؑ نے کوفے کی طرف
آپ کے بیٹے کے ہوتے ہوئے یا شاہ نجف		بن گیا نورِ نظر فاطمہ زہراؑ کا ہدف
آپ کے بیٹے نے مجھ کو یہ دکھائی ذلت
میں نے عباس کے ہاتھوں یہ اٹھائی ذلت

گھیرے تھی فوج بلا اور نہ بولے عباسؑ		ظلم کا وار چلا اور نہ بولے عباسؑ
کٹ گیا سوکھا گلا اور نہ بولے عباسؑ		ہائے پانی نہ ملا اور نہ بولے عباسؑ
کیسا عباسؑ نے شرمندہ کیا مادر کو
منھ دکھاؤں گی میں کیا دختر پیغمبرؐ کو

یوں کہا جوڑ کے تب عابدؑ بیمار نے ہاتھ		ظلم کا توڑ دیا عمِ وفادار نے ہاتھ
دیکھے ہوں گے کبھی اس طرح نہ تلوار کے ہاتھ		پانی کے واسطے کٹوائے علمدار نے ہاتھ
آنچ آئی نہیں جب تک تھے چچا دنیا میں
جان دی اور رکھا نام وفا دنیا میں

جس گھڑی فاطمہ صغریٰ نے پھوپھی کو دیکھا		ہوگئی قبر پیمبرؐ پہ قیامت برپا
روکے چلائی پھوپھی کیا ہوئے میرے بابا		خود نہ آئے مجھے لینے نہ کسی کو بھیجا
داغ کیسا یہ ملا سبط پیمبرؐ نہ رہے
میں زیارت کو ترستی رہی اکبرؑ نہ رہے

ناگہاں بازوئے زینبؑ سے جو سر کی چادر		پڑگئی فاطمہ صغریٰ کی نظر بازو پر
کیا ہوا یہ پھوپھی اماں؟ تو کہا پیٹ کے سر		بعدِ شہ ہم کو پھرایا گیا صغریٰ دردر
اجر امت نے دیا آل کی توقیر ہوئی
ہم رسن بستہ تھے بازاروں میں تشہیر ہوئی

❁❁❁

سلام

جناب قیدیؔ شیخ پوری صاحب

نہ ظلم و جور و جفا نہ انا سے آتی ہے
بلندی فکر میں صبر و رضا سے آتی ہے

یزید جنگ ہی جیتا نہ مورچہ جیتا
یہ بار بار صدا کربلا سے آتی ہے

یہ فلسفہ نہیں اس بات میں صداقت ہے
بہار چہرے پہ شرم و حیا سے آتی ہے

وفا کو زندۂ جاوید کر گئے عباسؑ
یہ موج موج صدا علقمہ سے آتی ہے

کلامِ پاک الٰہی ہے ہر مرض کی دوا
شفاء دوا سے نہ آئے دُعا سے آتی ہے

زمین روئی فلک رویا ہم بھی روتے ہیں
ہماری روح میں طاقت عزا سے آتی ہے

مآل گریۂ پیہم ہے مجلس و ماتم
صدا یہ آج بھی باد صبا سے آتی ہے

اثر حسینؑ کے غم کا کہاں نہیں ملتا
صدائے گریۂ زہراؑ ہوا سے آتی ہے

حیات و موت پہ رکھتے ہیں اختیار علیؑ
یہ اور بات کے حکمِ خدا سے آتی ہے

کرم حسینؑ کا ہے خاص اپنے قیدیؔ پر
کفن میں خوشبو جو خاک شفا سے آتی ہے

❁❁❁

سلام

علامہ قیسؔ زنگی پوری صاحب

قیامت کی تپش ہے کربلا کا دشت جلتا ہے
مدینہ کا مسافر خاک پر کروٹ بدلتا ہے

کہاں ہیں حضرت ایوبؑ دیکھیں صبر کے جوہر
جواں بیٹا ہے گودی میں پدر کی دم نکلتا ہے

یہ پوچھا کرتے تھے طفلی میں اکبرؑ شہ سے کیوں بابا
جوانی میں جو موت آئے تو دم کیونکر نکلتا ہے

کہا شہ نے یہ بانو سے کہ خیمہ میں چلی جاؤ
علی اصغرؑ کا منکا ڈھل چکا اب دم نکلتا ہے

لعینو! سید سجاد پر کوڑے نہ برساؤ
بہت بیمار ہے اس واسطے رک رک کے چلتا ہے

ذرا اٹھ کر لحد میں دیکھ لیجئے یا رسول اللہ
جنازے پر جنازہ آپ کے گھر سے نکلتا ہے

دیار حسین علیہ السلام میں

جناب قیصؔر بارہوی صاحب

اے کربلا کی خاک پہ سوئے ہوئے غریب
قربان تری نیند پہ جا گے ہوئے نصیب
بے مثل تو صداقت اسلام کا خطیب
تیرا مزار آج بھی توحید کا نقیب

درجے وہ تیری خاک کے تکریم کے لئے
عالم جھکا ہے سجدۂ تعظیم کے لئے

انساں کو تیرے نام پہ جائز غرور ہے
تو انتہائے عشق خدا کا شعور ہے
ہستی میں تیرا ذکر محبت کا نور ہے
جو تجھ سے دور ہے وہ شرافت سے دور ہے

ڈھونڈے گی جب مفاد جہاں کی بہار کو
چومے گی زندگی ترے سنگ مزار کو

کہتا ہے زندگی سے ترا گنبد مزار
ہے رفعت ضمیر سے انسان کا وقار
اللہ رہے تیرے خون مقدس کی یادگار
کہئے جسے حدیقہ اسلام کی بہار

جس پر شکوہ دولتِ عالم نثار ہے
اے بے دیار آج وہ تیرا دیار ہے

ایسا دیار فخر مدینہ کہیں جسے
دنیا میں رشک نوح سفینہ کہیں جسے
ایسا دیار حق کا نگینہ کہیں جسے
اللہ کی رضا کا خزینہ کہیں جسے

دامن میں جس کے خلعت وحدت کا نور ہے
کعبہ نہیں یہ حرمت کعبہ ضرور ہے

صدقے ترے دیار کی راہوں پہ کہکشاں
گذرا ہے جن پہ تیرے ستاروں کا کارواں
دنیا میں کس زمیں کو ملیں یہ بلندیاں
شرمائے جس کے اوج پہ تمجید آسماں
تونے جگر کا خون ملا کر سجا دیا
حق نے جواب عرش معلیٰ بنا دیا

تجھ سے کھلی یہ بات محمدؐ کے بے وطن
غربت کے زیر پا ہے شہنشاہئ زمن
اپنا چمن لٹا کے لگایا ہے وہ چمن
کرتی ہے جس پہ رشک ستاروں کی انجمن
حاصل نہیں جو گلشن لیل و نہار میں
وہ بے خزاں بہار ہے تیرے دیار میں

پائے جہاں سکون بھٹکتی ہوئی جبیں
منزل وہ حق نما ترے در کے سوا نہیں
کلیر کا بوستاں ہو کہ اجمیر کی زمیں
کہہ دیں گے آج صاحب انصاف بالیقیں
ہستی کوئی نہیں ترے ہستی کے سامنے
ہر شہر ہیچ ہے تری بستی کے سامنے

ذرّوں میں تیرے خون کی سرخی ہے جلوہ گر
یا مطلع بقاء میں ہے تہذیب کی سحر
ہوتی ہے تیرے شہر میں تعمیر بام و در
یا مستقل روا ہے طمانچہ یزید پر
شہرہ ترے دیار میں آبادیوں کا ہے
یا جلوہ بار ضبط نبیؐ زادیوں کا ہے

حیرت زدہ ہیں آج زمانے کے فکر بیں
ہونٹوں کو سی رہے ہیں قیامت کے نکتہ چیں
اب جلوہ گاہ عشق ہے صحرا کی سر زمیں

یا زندگی کے روپ میں آئی تری "نہیں"
اب دشت آئینہ ہے ضیائے کثیر کا
یا کوئی شاہکار ہے تیرے ضمیر کا

لائے ہیں رنگ و بو ترے عزمِ جواں کے پھول
شرما گئے تصورِ کون و مکاں کے پھول
اتنے حسیں ہیں آج ترے گلستاں کے پھول
انسان کی نظر سے گرے آسماں کے پھول
کیا رنگ و بو میں تیرے گلاب و سمن کے بعد
جنت کی آبرو ہے پہ تیرے چمن کے بعد

دیکھے کسی جلال حکومت کو کیا نظر
آنکھوں میں بس گئی ترے انوار کی سحر
ملتی ہے وہ ضیا تری آرام گاہ پر
قربان جس پہ عالم صد مہروصد قمر
انسانیت کو ناز ہے جس پر وہ نور ہے
اے نازش کلیم تو ہی شمع طور ہے

یوں تونے فتح عشق کی تاریخ کی رقم
ترمیم کرسکے گا نہ انسان کا قلم
کہتے ہیں آج ذہن مورخ کے پیچ وخم
ہرشعبۂ حیات پہ غالب ہے تیرا دم
جس کا وجود قدرت حق کا جلال ہے
تیرا دیار آج وہ زندہ مثال ہے

کیا ہوگیا وہ شام کی دولت کا تخت وتاج
اب ہے کہاں یزید کے وہ حکمراں مزاج
دیکھے تیرے دیار پہ جھکتا ہوا سماج
ملتا ہے آج کس کو عقیدت نما خراج
تجھ کو نصیب آج وہ دربار عام ہے
جس پہ عروج سطوت شاہی تمام ہے

اے جملہ کائنات کے معمار زندگی
زندہ ہیں آج تیرے خیالات سرمدی
دیکھے اگر بشر تری بستی بسی ہوئی
ممکن نہیں کہ خواہش فردوس ہو کبھی

روشن جہاں خدا کے بہتّر چراغ ہیں
قربان اس زمین پہ رضواں کے باغ ہیں

یوں دربیان شہر تری بارگاہِ ناز
محفل میں جیسے شمع کا انداز بے نیاز
گنبد پہ تیرے حسن تقدس کا امتیاز
جیسے بساط عرش پہ جبرئیل کی نماز

تربت نہیں ہے خشت کا پردہ لئے ہوئے
تقدیس انبیاہے احاطہ کئے ہوئے

❁❁❁

سلام

جناب سید فاروق صاحب رضوی قیصرؔ وارثی حنفی، منیجر ماہ نامہ سنی لکھنؤ

جس دل میں حب آل نبیؐ کا اثر نہیں
تاریک ہے وہ نور کا اس میں گزر نہیں

جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں حسینؑ
ان کے عدو کا باغ جناں میں گزر نہیں

پانی جو بند کرتا ہے آل رسولؐ پر
کیا یہ گروہ امتِ خیرالبشر نہیں

دنیا کے ہر الم کا تو ملتا جواز ہے
جائز غم حسینؑ ہی دل میں مگر نہیں

منکر ہے جو محبت آل رسولؐ کا
مومن ہے کیا؟ تمہیں کہو! کافر اگر نہیں

ظالم غم حسینؑ میں رونا ہے گر حرام
اس غم میں کیا رسولؐ کی خود چشم تر نہیں

کہتا ہے کون ذکر شہادت حرام ہے
کیا خود یہ ذکر کرتے تھے خیرالبشر نہیں

اصحاب پاک ہی ہیں ستارے رسولؐ کے
حسنینؑ کیا رسول کے لختِ جگر نہیں

شانِ نزول آیۂ تطہیر دیکھ لو
گر پنجتنؑ کے وصف کی تم کو خبر نہیں

نیزہ پہ آہ تم نے چڑھایا ہے جس کو آہ
آغوش میں رسولؐ کے تھا کیا یہ سر نہیں

جتنے پڑے ہیں نور کے ٹکڑے یہ خاک پر ان میں سے کون غیرت شمس وقمر نہیں
مجبوریاں حسینؑ کو تھیں ورنہ حشر تک کعبے سے کرتے جانب کوفہ سفر نہیں
یہ وقتِ ذبح لب پہ دعا تھی حسینؑ کے جب تک ہے دم اٹھے ترے سجدے سے سر نہیں
منکر مقامِ حیدرؑ وحسینؑ کا ہے کیوں حضرت نے کیا اٹھایا انہیں دوش پر نہیں
کافر جو مومنوں کو کہے خود وہ کون ہے سب کی خبر ہے پر تمہیں اپنی خبر نہیں
قیصرؔ جسے ہے دشمنی آل رسولؐ سے ایماں نصیب ہوگا اسے عمر بھر نہیں

❁❁❁

سلام

جناب قیصرؔ رضا حسینی صاحب مبارکپوری

دین حق باقی رہے ہے مدعا شبیرؑ کا سر کٹے یا گھر لٹے ہے فیصلہ شبیرؑ کا
جو مٹانا چاہتے تھے مٹ گئے خود دہر سے تاابد ہوتا رہے گا تذکرہ شبیرؑ کا
اے خدا رہنا گواہ اس امت بدبخت پر شاہؑ بولے جب جواں مرنے چلا شبیرؑ کا
تیر سہ شعبہ چلا تو حُرملہ یہ سوچ کر چھ مہینے کا ابھی ہے مہ لقا شبیرؑ کا
اس گھڑی گزری تھی کیا زینبؑ کے دل پر سوچئے دیکھتی تھی اور کٹتا تھا گلا شبیرؑ کا
بے ردا سیدانیاں ہیں شام کے بازار میں بے کفن میداں میں لاشہ ہے پڑا شبیرؑ کا
مژدۂ جنت مجھے قیصرؔ فرشتوں نے دیا داغ ماتم جب کہ سینے پر ملا شبیرؑ کا

❁❁❁

سلام

جناب قیصرؔ مظفر پوری صاحب

کیوں نہ ہو اسم گرامی جاوداں عباسؑ کا خوں ہے دینِ حق کی رگ رگ میں رواں عباسؑ کا
کام آیا دین کے عزم جواں عباسؑ کا یہ زمیں عباسؑ کی یہ آسماں عباسؑ کا
مرسل اعظم نے کی تخلیق حس اسلام کی اس کی رگ رگ میں ہے اب بھی خوں رواں عباسؑ کا

ان کے آقا کی تمنا ہند میں آنے کی تھی
ہوگیا اس روز سے ہندوستاں عباسؑ کا
میرا دعویٰ ہے نہ ہوتی ایک بھی مسجد شہید
سب کے ہاتھوں میں اگر ہوتا نشاں عباسؑ کا
علقمہ تجھ پر بنادیتا وہ لاشوں کا پہاڑ
جنگ کی گراذن دیتا پاسباں عباسؑ کا
ذکر ہوتا ہے وفا کا شش جہت میں جس گھڑی
نام لیتے ہیں جوانانِ جناں عباسؑ کا
چھوڑ کر ملک عرب آتے جو ہندوستان میں
ہندوؤں کے گھر پہ لہراتا نشاں عباسؑ کا
کانپ اٹھتی ہے یزیدی فوج اب بھی خوف سے
نام لیتا ہے کہیں جب کارواں عباسؑ کا
مانگنا ہے جس کو قیصرؔ وہ وہاں سے مانگ لے
آج بھی معجز نما ہے آستاں عباسؑ کا

❁❁❁

آئینۂ صداقت

جناب کاشف کندرکوی صاحب

حسینؑ نام ہے راہِ خدا کے رہبر کا
حسینؑ نام ہے صبر و رضا کے پیکر کا
حسینؑ نام ہے دینِ رسول داور کا
حسینؑ نام ہے ایثار کے سمندر کا
حسینؑ نام ہے عزم و عمل کے حیدرؑ کا
حسینؑ نام ہے اسلام کے مقدر کا
حسینؑ نام ہے سرمایۂ شریعت کا
حسینؑ نام ہے آئینۂ صداقت کا
حسینؑ نام ہے محبوب حق کی سیرت کا
حسینؑ نام ہے اللہ کی مشیت کا
حقیقتوں کا مصور حسینؑ ہوتا ہے
حسینؑ جیسا مفکر حسینؑ ہوتا ہے
حسینؑ کہتے ہیں اخلاص کے نگینے کو
حسینؑ کہتے ہیں ایمان کے خزینے کو
حسینؑ کہتے ہیں ہم نوحؑ کے سفینے کو
حسینؑ کہتے ہیں ہم علم کے مدینے کو

حسینؑ رنگ حقیقت سنوارنے والا
حسینؑ حر کا مقدر سدھارنے والا

حسینؑ کہتے ہیں امن و اماں کے پیکر کو
حسینؑ کہتے ہیں رحم و کرم کے مظہر کو
حسینؑ کہتے ہیں جود و سخا کے لشکر کو
حسینؑ کہتے ہیں ہم صبر کے پیمبر کو

حسینؑ کہتے ہیں شان نزول رحمت کو
حسینؑ کہتے ہیں خنجر تلے عبادت کو

حسینؑ کون ہے حق کی کتاب ہے گویا
حسینؑ کون ہے رحمت کا باب ہے گویا
حسینؑ کون ہے بحرِ ثواب ہے گویا
حسینؑ کون ہے اک انقلاب ہے گویا

حسینؑ کون ہے حقانیت کا جادہ ہے
حسینؑ کون ہے اک مستقل ارادہ ہے

حسینؑ کون ہے ہر درد و غم کا درماں ہے
حسینؑ کون ہے سب سے بلند انساں ہے
حسینؑ کون ہے جو بول اٹھے وہ قرآں ہے
حسینؑ کون ہے جس کا نبیؐ پہ احساں ہے

حسینؑ کہتے ہیں وحدت پہ مرنے والے کو
حسینؑ کہتے ہیں بیعت نہ کرنے والے کو

عطا و مہر کے در کو حسینؑ کہتے ہیں
علیؑ کے ظرف نظر کو حسینؑ کہتے ہیں
رسولؐ پاک کے گھر کو حسینؑ کہتے ہیں
خدا پرست بشر کو حسینؑ کہتے ہیں

وہ جس کی گود میں اکبرؑ سے لال پلتے ہیں
وہ جس کے گھر میں بہتّر چراغ جلتے ہیں

حسینؑ کون ہے دین نبی کی منزل ہے
حسینؑ کون ہے بحر و فا کا ساحل ہے

حسینؑ کون ہے اک دفترِ فضائل ہے
حسینؑ کون ہے بے شک عزیز ہر دل ہے
خدا پرست حسینؑ شہید ہوتا ہے
مگر حسینؑ کا منکر یزید ہوتا ہے

یزید کون جو بدبخت فاسق فاجر
حسینؑ کون جو مظلوم و صابر و شاکر
یزید کفر و ضلالت کا شاعر و ساحر
حسینؑ دین محمدؐ کا حافظ و ناصر

یزید کہتے ہیں راہِ خدا کے رہزن کو
حسینؑ کہتے ہیں دیں کے چراغِ روشن کو

یزید جس کا ہر اک فعل تھا خطا ہی خطا
حسینؑ جس کا اک ہر نقش پا ہے نقش وفا
یزید بانئ ظلم وستم رہینِ جفا
حسینؑ معدن رحم وکرم ہے باب عطا

یزید جس کو ہزاروں خطا شعار ملے
حسینؑ جس کو بہتّر وفا شعار ملے

یزید خون شہیداں کا بار ہے جس پر
حسینؑ صبر و قناعت نثار ہے جس پر
یزید لعنتِ پروردگار ہے جس پر
حسینؑ رحمتوں کا انحصار ہے جس پر

یزید حامل جاہ و حشم نہیں ہوتا
حسینؑ وہ ہے کہ سر جس کا خم نہیں ہوتا

وہی حسینؑ جو صبر و رضا کا مالک ہے
وہی حسینؑ جو روز جزا کا مالک ہے

وہی حسینؑ جو دین خدا کا مالک ہے
وہی حسینؑ کہ جو کربلا کا مالک ہے
وہ جس کے باپ کو مرضئ کردگار ملی
وہ جس کے باپ کو خالق سے ذوالفقار ملی
حسینؑ جس کے چمن میں بہار ہے اب تک
حسینؑ جس سے ستم شرمسار ہے اب تک
مئے حسینؑ کا کاشفؔ خمار ہے اب تک
حسینؑ ہی کا ہمیں انتظار ہے اب تک
حسینؑ وہ ہے جسے ساری کائنات ملے
حسینؑ وہ ہے جو مر جائے تو حیات ملے

❁❁❁

سلام

جناب سید سرفراز علی رضوی صاحب کاشفؔ رضوی

نہ خوف برق نہ خوف شرر لگے ہے مجھے
خدا کے خوف سے ہر وقت ڈر لگے ہے مجھے

کہے تو دیتا ہوں حالانکہ ڈر لگے ہے مجھے
نبیؐ سے آگے علیؑ کا سفر لگے ہے مجھے

جہاں ہو بزمِ عزا گھر وہ گھر لگے ہے مجھے
شریکِ بزم ہر اک معتبر لگے ہے مجھے

سنا رہے ہیں جو مفتی نئے نئے فتوے
شکستِ کرب و بلا کا اثر لگے ہے مجھے

نبیؐ کے دوشِ مبارک پہ ہیں قدم جس کے
اس آدمی کا تو قد عرش پر لگے ہے مجھے

خدا تو کہہ نہیں سکتا نصیریوں کی طرح
جھلک خدا کی علیؑ میں مگر لگے ہے مجھے

جسے ہے شک ابوطالبؑ کے دین و ایماں پر
وہ دین حق سے بہت بے خبر لگے ہے مجھے

علیؑ کی ذات سے روشن ہے دین کی دنیا
علیؑ نہ ہوں تو سبھی کچھ صِفر لگے ہے مجھے

علیؑ کے ساتھ ہے حق، حق کے ساتھ ساتھ علیؑ
جدھر جدھر ہیں علیؑ حق اُدھر لگے ہے مجھے

چراغ جلتے ہیں ہر گھر میں جب شب عاشور
سیاہ رات بھی روشن سحر لگے ہے مجھے

شعور آگیا مرنے کا اور جینے کا
یہ مجلس شہؑ دیں کا اثر لگے ہے مجھے

گذر ہوں مدح سرائی میں روز و شب کاشفؔ
کہ اب حیات بہت مختصر لگے ہے مجھے

❁❁❁

سلام

جنابِ شفقت کاظمی صاحب

با وفا تھے کس قدر وہ جاں نثارانِ حسینؑ / ہو گئے بہر رضائے حق جو قربانِ حسینؑ

آنکھ خوں رونے لگی دل سسکیاں لینے لگا / دفترِ غم ساتھ لائی یاد یارانِ حسینؑ

مٹ گئے لیکن نہ چھوڑا تم نے مظلوموں کا ساتھ / مرحبا! صد مرحبا! اے سرفروشانِ حسینؑ

آبِ کوثر لے کے آئے خود جنابِ مصطفیٰؐ / جب درِ جنت پہ پہنچے تشنہ کامانِ حسینؑ

جن کے ذہنوں پر ہے طاری نشۂ حبِ یزید / ہم سمجھتے ہیں انہیں کو دشمنِ جانِ حسینؑ

سر جو نیزے پر چڑھایا اشقیائے شام نے / بڑھ گئی اے کاظمی کچھ اور بھی شانِ حسینؑ

❁❁❁

سلام

حکیم محمد کاظم بنارسی

تسلّی دل خانہ خراب دیتا جا / سکون لے کے مجھے اضطراب دیتا جا

ولائے آل رسالت مآب دیتا جا / مجھے وسیلۂ یوم الحساب دیتا جا

تجھے حبیب کی پیری کی دے رہا ہوں قسم / شباب خلد بنے وہ شباب دیتا جا

کریم میری خموشی ہے اعتراف گناہ / سوال کر تو ہی تو ہی جواب دیتا جا

ولائے آل کا اک ساغر شکستہ سہی / مجھے بھی اے پسر بوتراب دیتا جا

مئے غدیر سے مملو ہے دل کا پیمانہ / حساب مجھ سے نہ لے بے حساب دیتا جا

ضیائیں اپنے غلاموں کی تیرہ بختی کو / شریک نور رسالتمآب دیتا جا

حسینؑ کیوں علی اصغرؑ کو لیکے نکلے تھے / حریف آل سے کہہ دو جواب دیتا جا

اگر محبتِ مظلوم کربلا ہے گناہ / تو مجھ کو حاصلِ صد اضطراب دیتا جا

حسینؑ پیاسے تھے اور تین دن کے پیاسے تھے / یہ اک سوال ہے اس کا جواب دیتا جا

وجودِ آب تھا خیمہ میں روز عاشورہ / حرؑ جری ذرا رک کو جواب دیتا جا

یہ ارض کرب وبلا کہہ رہی ہے اے کاظم / مجھے بھی اجرِ رسالتمآب دیتا جا

❁❁❁

گلستان معرفت

مولانا سید محمد باقر کامل نقوی صاحب، سابق مدیر اصلاح

حائل ہوئے ہزار رقیبانِ معرفت
لیکن تھما نہ جوشِ دل و جانِ معرفت
تیغ و سناں کے بیچ میں تیغوں کی چھاؤں میں
سینچا ہے تونے خوں سے گلستانِ معرفت

۲

اے جانِ معرفت دُرِ غلطانِ معرفت
شبیرؑ تو ہے سید شُبّان معرفت
ڈھا کر بنائے کفر کو ، تعمیر کردیا
مٹی لہو سے گوندھ کے ایوانِ معرفت

۳

روحِ روانِ دین دل و جانِ معرفت
شبیرؑ تو ہے چشمۂ حیوانِ معرفت
خونِ وفا سے سینچ کے گلشن بنادیا
ذرّوں میں کربلا کے ہے بستانِ معرفت

۴

اے شاہِ دین و فخرِ سلیمانِ معرفت
قائم ہے تیری ذات سے کیا شانِ معرفت
غمگین ہر نبی ہوا جس جا وہ کربلا
اب تیرے فیض سے ہے وہ ایوانِ معرفت

❁❁❁

سلام

مولوی سید علی میاں کامل محمد آبادی ثم لکھنوی

وطن تھا آہ کنعانِ رسالت جن جبینوں کا
بہا صحرا میں پانی ہو کے خوں ان نازنینوں کا
فلک نے آہ کیوں توڑا انھیں سنگ حوادث سے
پڑا تھا کھیت جنگل میں عرب کے مہہ جبینوں کا
جواں کیا کیا صبیح قامت شہ دیں ساتھ لائے تھے
علیؑ و فاطمہؑ کا گھر تھا معدن جن نگینوں کا
جگہ دی تھی سرخاک آسماں نے ان کے لاشوں کو
حسینی فوج گلدستہ تھی یثرب کے حسینوں کا
ستایا بے خطا غربت میں اولاد پیمبر کو
مکاں رتبے میں تھا عرش معلیٰ جن مکینوں کا
تفاخر شش جہت میں ہے مجھے اس وصف میں کاملؔ
ثنا خواں ہوں رسول حق کے بارہ جانشینوں کا

❁❁❁

سلام

جناب کاملؔ زیدی صاحب آنولہ ضلع بریلی

کثرت ہے غم کی یوں جگر سوگوار میں
ٹیسیں سی اٹھ رہی ہیں دل بے قرار میں
ایماں کی لہر دوڑ گئی قلب زار میں

کھل جائیں جیسے پھول چمن کے بہار میں
کاٹا ہے ایک سال بڑے انتظار میں
لو آگئے حسینؑ ہمارے دیار میں

سایہ کئے علم کا علمدار ساتھ ہیں
زینبؑ کے لال حق کے طلبگار ساتھ ہیں
ایماں کی لہر دوڑ گئی قلب زار میں

اکبرؑ شبیہ احمدؐ مختار ساتھ ہیں
قاسمؑ ہیں اور عابدؑ بیمار ساتھ ہیں
لو آگئے حسینؑ ہمارے دیار میں

مسند بچھاؤ سبطِ پیمبرؐ کے واسطے
اک جام لاؤ دودھ کا اصغرؑ کے واسطے
ایماں کی لہر دوڑ گئی قلب زار میں

قاسمؑ کے واسطے علی اکبرؑ کے واسطے
کچھ چادریں ہوں عترت اطہر کے واسطے
لو آگئے حسینؑ ہمارے دیار میں

جانِ رسولؐ حامل قرآن آئے ہیں
ہمراہ لے کے درد کے طوفان آئے ہیں
ایماں کی لہر دوڑ گئی قلب زار میں

حیدرؑ کے لال فاطمہؑ کے جان آئے ہیں
مولاؑ ہمارے ملک میں مہمان آئے ہیں
لو آگئے حسینؑ ہمارے دیار میں

سینہ ہراک فگار ہوا جارہا ہے آج
دل ہے کہ بے قرار ہوا جارہا ہے آج
ایماں کی لہر دوڑ گئی قلب زار میں

نیزہ الم کا پار ہوا جارہا ہے آج
جو بھی ہے سوگوار ہوا جارہا ہے آج
لو آگئے حسینؑ ہمارے دیار میں

آنسو بہاؤ سوگ مناؤ فغاں کرو
نوحہ کرو تمام قلم ہاتھ سے رکھو
ایماں کی لہر دوڑ گئی قلب زار میں

ماہِ محرم آگیا ہشیار مومنو
مولاؑ کی پیشوائی کو کاملؔ اٹھو
لو آگئے حسینؑ ہمارے دیار میں

❁❁❁

سلام

جناب کاوشؔ صاحب الہ آبادی

اجڑا ہوا چمن ہے بدلی ہوئی فضا ہے
ظلم و ستم کا طوفاں ہر سمت اٹھ رہا ہے
پھر آشیاں بناکر رکھوں گا شاخ گل پر
ہمت اگر ہو پھونکے جو برق فتنہ زا ہے

رہ رہ کے کوندتی ہے چرخ کہن پہ بجلی
کیا میرا آشیانہ دل میں کھٹک رہا ہے

ہم طائر چمن ہیں حق ہے چمن پہ اپنا
ترچھی نگاہ سے کیوں صیاد دیکھتا ہے

طوفاں بدوش ساحل موجوں میں ہے طلاطم
منجدھار میں ہے کشتی خطرے میں ناخدا ہے

طوفاں اٹھانے والو، طوفان جب دبے گا
آجائے گا سمجھ میں کتنی بڑی خطا ہے

آنکھوں سے خون بن کر بہہ جائے گا کلیجہ
لائے گی رنگ اک دن مظلوم کی دعا ہے

رنگِ جہاں جو دیکھا بے آسرا ہوا میں
یاد خدا ہے دل سے سجدے میں سرجھکا ہے

یارب جہاں سے اب تو ظلم و ستم مٹادے
سجدے میں سرجھکا ہے لب پر یہی دعا ہے

محو دعا ابھی تھا جبرئیل نے صدا دی
گلشن میں مصطفیٰ کے غنچہ نیا کھلا ہے

الفت کا ہے تقاضہ، جوش ولا میں کاوشؔ
ممدوح کی عطا سے مطلع نیا لکھا ہے

مطلع

اسلام کا سفینہ منجدھار میں پھنسا ہے
شبیرؑ کے کرم پر اب دین مصطفیٰ ہے

اللہ رے شانِ رفعت خم دوش مصطفیٰ ہے
معراج کا شرف یہ شبیرؑ کو ملا ہے

سرمایۂ نبوت، دلبند مرتضیٰ سے
جو معدن شرف کا ایک درّ بے بہا ہے

رضوان سے کوئی کہہ دے آنکھوں کو اب بچھائے
سردار باغ جنت دنیا میں آرہا ہے

زہراؑ کا چاند نکلا طیبہ کی سر زمیں پر
ضوبار اب جہاں میں یہ نور کبریا ہے

ختم رسل لیے ہیں زہراؑ کے ماہ نوکو
جلوہ گہہ امامت آغوش مصطفیٰ ہے

عصمت کے بوستاں کا نایاب پھول ہے یہ
جس سے کہ لہلہاتا گلزار مصطفیٰ ہے

جبرئیل ان کی خدمت کیونکر شرف نہ سمجھیں
ناز اُن کے جب اٹھاتی خود ذات کبریا ہے

دوش نبی ہے زینہ رفعت کا تیری مولا
دیکھیں کلیم آکر یہ شان ارتقا ہے

ہیں عرش کبریا کے یہ دونوں گوشوارے
حسنینؑ ہی کے دم سے دین خدا بچا ہے

حسرت بھری نگاہیں جس سے لگی ہوئی ہیں
عزم حسینؑ ہی سے اسلام کی بقا ہے

تو ہے امام عادل، تو ہے شفیع محشر
بعد رسول اکرمؐ تو رحمت خدا ہے

سردار باغِ جنت سوتا ہے جس جگہ پر
خلد بریں سے افضل وہ ارض نینوا ہے

خنجر کے نیچے سجدے شہ نے کئے ہیں کاوشؔ
یہ پاسبان دیں ہے شاہنشہ ہدیٰ ہے

❁❁❁

شام غریباں

جناب اکرام کاوشؔ صاحب میسور

سر سے زینبؑ کی چھن رہی ہے ردا
جلد آؤ نجف سے شیر خدا

بے سروں کے تمام لاشوں پر
چاندنی کر رہی ہے آہ و بکا

بیبیاں ننگے سر ہیں میداں میں
ہر طرف ہے فغاں و آہ و بکا

شام یہ کم ہے کیا قیامت سے
بین کرتی ہیں فاطمہ زہراؑ

ہائے عباسؑ ہائے اکبرؑ کی
جلتے خیموں سے آرہی ہے صدا

ننھی تربت لپٹ کے ماں نے کہا
آج ویران تیرا جھولا ہوا

یہ نہ پوچھو دلہن پہ کیا گزری
نام قاسمؑ کا جب کسی نے لیا

ٹھنڈا پانی پیو تو یاد کرو
تشنگئ امامؑ ہر دوسرا

اٹھو سجاد ناتواں اٹھو
لے کے آئے ہیں طوق اہل جفا

آپ کے اس غلام کاوشؔ کا
آخری لو سلام اے آقاؑ

❖❖❖

سلام

جناب کلیمؔ صاحب بھرتپوری

کون کہتا ہے کہ جنت کربلا سے کم نہیں
یہ زمیں وہ ہے کہ جو عرش علیٰ سے کم نہیں

ہو دعا میں جو ہمیشہ اول و آخر درود
عرش پر جانے میں یہ آہِ رسا سے کم نہیں

نورِ واحد سے محمدؐ اور علیؑ جب خلق ہوں
مرتضیٰؑ سے وہ تو یہ بھی مصطفیٰؐ سے کم نہیں

مرگیا جب دل تو کیا دنیا میں لطف زندگی
یاس کا ہونا تمنا میں قضا سے کم نہیں

کیا فضیلت دی خدا نے مرتضیٰؑ کو خلق میں
اس کے بندے مان ہی بیٹھے خدا سے کم نہیں

طوطیِ سدرہ نہ ہوں نازاں خدا کی حمد پر
میری مدّاحی بھی کچھ فضلِ خدا سے کم نہیں

گرچہ تھے طفل و جوان و پیر انصارِ حسینؑ
جنگ میں لیکن برابر تھے ذرا سے کم نہیں

تین دن سے اصغرؑ بے شیر نے پائی نہ بوند
یہ جوان و پیر سے اس سن میں پیا سے کم نہیں

کربلا پہنچا دے گر بختِ رسا مجھ کو کلیمؔ
میں تو یہ سمجھوں کہ یہ فضلِ خدا سے کم نہیں

❖❖❖

کربلا

مولانا سید ذیشان حیدر جوادی صاحب کلیمؔ الہ آباد

شرف یہ رکھا ہے مالک نے کربلا کے لئے
یہاں کی خاک بھی کام آتی ہے شفا کے لئے

یہ خاک جب بھی کبھی سجدہ گاہ بنتی ہے
ہر ایک سر کو جھکا دیتی ہے خدا کے لئے

یہ اس کے پارۂ دل کا ہے مستقل مسکن
قدم تھے جس کے کبھی عرش کبریا کے لئے

جسے نصیب ہواس ارض پاک کا سونا
وہ تاابد نہ ہو محتاج ''کیمیا'' کے لئے

خدا کی شان بہا جس پہ خوں شہیدوں کا
وہ سجدہ گاہ ہے عالم کے اولیاء کے لئے

حسینؑ خاک قدم پر ترے نثار جہاں
یہ اک دوا ہے ہراک دردِ لادوا کے لئے

یہاں کی پیاس نے دنیا پر کر دیا ثابت
کہ پانی کوئی وسیلہ نہیں بقا کے لئے

سوالِ آب جو بے شیر نے کیا تھا یہاں
وہ اک جواب ہے تاویل ہر جفا کے لئے

جہادِ حضرت عباسؑ سے کھلا یہ راز
کہ ہاتھ کوئی ضروری نہیں وغا کے لئے

یہاں جو صوتِ اذاں گونجی صبح عاشورہ
شعارِ فتح نبی دینِ مصطفیٰؐ کے لئے

زمیں سے ابلا لہو آسماں سے برسا لہو
یہ اہتمام مشیت تھا اک عزا کے لئے

ان آنسوؤں کا جہاں میں جواب کیا ہوگا
جوخلق ہوتے ہیں رومال سیدہؑ کے لئے

ہمارے ہاتھ جب اٹھتے ہیں شہؑ کے ماتم میں
تو ہاتھ اٹھتے ہیں شہزادیؑ کے دعا کے لئے

کتاب کرب وبلا کیوں نہ صبح و شام پڑھیں
کہ یہ صحیفہ ہے ہر بندۂ ولا کے لئے

لگا ہے سرمۂ خاکِ شفا جن آنکھوں میں
کلیمؔ کیسے وہ ترسیں کسی ضیا کے لئے

❁❁❁

سلام

جناب کوثرؔ نقوی صاحب

شانِ اعجاز پہ گویا علی اصغر نکلے
بے زبان ہوکے قیامت کے سخنور نکلے

یہ بتایا، کہ بجا لائے تھے یثرب سے حسینؑ
سن میں اصغرؑ تھے، مگر عزم میں اکبرؑ نکلے

آمدِ طفل سے، سہمے ہیں کچھ ایسے اعدا
نصرتِ شاہ کو، جیسے کوئی لشکر نکلے

تیر، بے شیر کی گردن سے توشہؑ نے کھینچا
تیر ممتا کے جو سینے میں ہے کیونکر نکلے

تیری یہ شان تکلم، نہ کہا کوئی بھی لفظ
پھر بھی ہونٹوں سے معانی کے سمندر نکلے

سرزمینِ نینوا

طول قامت پہ نہیں، وصف حقیقی موقوف آئینہ بس وہ ہے جو حامل جوہر نکلے
سرخرو کردیا، شبیرؑ کو جس نے کوثرؔ کربلا کے وہ مجاہد، علی اصغرؑ نکلے

❁❁❁

مخمس

جناب کوثرؔ جعفری صاحب اکبر آبادی

(تضمین بر کلام مولانا حسرت موہانی مرحوم)

سرورِ قلب رسولِ خدا سلام علیک
علیؑ و فاطمہؑ کے دلربا سلام علیک
برادر حسنؑ مجتبیٰ سلام علیک
امام برحق اہل رضا سلام علیک
شہید معرکۂ کربلا سلام علیک

مطیعِ مرضیٔ قدرت حسینؑ ابن علیؑ
بہارِ باغِ رسالت حسینؑ ابن علیؑ
امام جانِ امامت حسینؑ ابن علیؑ
گلِ مراد ولایت حسینؑ ابن علیؑ
تتمۂ شرفِ مصطفی سلام علیک

نہ رکھا سر میں غرورِ شہادتِ کبریٰ
جھکا یا سر کو حضورِ شہادتِ کبریٰ
حسینؑ موسیٰؑ طورِ شہادتِ کبریٰ
ثبوت یہ ہے کہ نورِ شہادتِ کبریٰ
تری جبیں سے نمایاں ہوا سلام علیک

جوکی بعزمِ و یقیں راہِ صبر و حق کی تلاش
ہوئی محافظِ دیں راہِ صبر و حق کی تلاش

نہ کیوں ہو سب کو یہیں راہِ صبر و حق کی تلاش
عبث ہے اور کہیں راہِ صبر و حق کی تلاش
تری مثال ہے جب رہنما سلام علیک

حسینؑ فخر شہنشاہِ ملکِ صبرورضا
حسینؑ تاجِ سرکشتگانِ راہ خدا
بسوئے کوثرِ بسمل نگاہِ لطف ذرا
ترے طفیل میں حسرتؔ بھی ہو شہید وفا
یہی دعا ہے یہی مدعا سلام علیک

❁❁❁

سلام

جناب حکیم انصار حسین کیفؔ جلالپوری

لیں غم دنیا غم سبط پیمبرؐ چھوڑ کر
کس لئے خاروں سے الجھیں ہم گل تر چھوڑ کر

میری آنکھوں میں امنڈ آنے کو ہیں اشک عزا
کہہ دو طوفاں سے کہ ہٹ جائے سمندر چھوڑ کر

مجلسوں میں آکے اک اک چنتے ہیں آنسو ملک
جوہری اٹھتے نہیں انمول گوہر چھوڑ کر

چور ہیں کرتے ہیں دعوائے ہمہ دانی عبث
بن گئے عالم جو شہر علم کا در چھوڑ کر

مسکرائے شاہ چومی خوش نصیبی نے جبیں
جانب حق حُر چلے باطل کا لشکر چھوڑ کر

شمع گل ہے پھر بھی پروانوں کا باقی ہے ہجوم
جان دینے والے شہؑ کو جائیں کیونکر چھوڑ کر

ثانیٔ زہرا کے سر سے چھینی جاتی ہے ردا
مہر چھپ جا رات کی تاریک چادر چھوڑ کر

حسرت دل صبر و ضبط سرورؑ دیں پر فدا
جاتے ہیں ماں کی لحد قبر پیمبرؐ چھوڑ کر

جوش پر آئی ہوئی ہے موج طوفان عزا
اب تو ہٹ جا ضد کو اے دنیائے خود سر چھوڑ کر

زیست کی حسرت ہوئی شوق شہادت پر نثار
جاتے ہیں مقتل میں اکبرؑ ماں کو مضطر چھوڑ کر

قید سے بھی سخت منزل ہے بہن کے واسطے
جا رہی ہے بے کفن لاش برادر چھوڑ کر

بعد قتل شہ جو دیکھی منزل دار و رسن
اٹھ چلا حق کے لئے بیمار بستر چھوڑ کر

کیفؔ تجھ کو فکر کیا ہے پرسش اعمال کی
دامن شہؑ تھام لے بگڑا مقدر چھوڑ کر

❁❁❁

سلام

جناب کیفی سنبھلی صاحب

خود بخود تطہیر کے تیور مودّب ہوگئے / خدّوخالِ عصمتِ زہرا مرتب ہوگئے

اک ذرا سالمس پاکر مدحِ اہلبیتؑ کا / معنیٔ سرچشمۂ قرآن مرے لب ہوگئے

صبر زہراؑ زور حیدرؑ، شان اعجازِ رسولؐ / کربلا میں جب ہوئے یک جا تو زینبؑ ہوگئے

پی رہے ہیں مدتوں سے ہم شراب انتظار / آیئے مولاؑ کہ پیمانے لبالب ہوگئے

ماتم سرورؑ میں جب روتا ہوں تو کہتا ہے دل / تیرے آنسو ماہتاب و اختر شب ہوگئے

بہہ گیا ریتی پہ احمدؐ کے نواسے کا لہو / سنتے تو یہ تھے عرب والے مہذّب ہوگئے

فرض ہے کیفی مسلمانوں پہ روزہ اور نماز / مجلس و ماتم بھی لیکن جز و مذہب ہوگئے

❖❖❖

سلام

جناب کیفی اعظمی صاحب

یاد ہے وہ معصیت زاتیرگی چھائی ہوئی / عصمتِ کونین جب پھرتی تھی گھبرائی ہوئی

سانس لیتی تھی ضمیر دہر میں فرعونیت / عظمتِ موسیٰ الگ بیٹھی تھی شرمائی ہوئی

شرک نے بت سج دیئے تھے پہلوئے توحید میں / زانوئے باطل پہ حق کو نیند تھی آئی ہوئی

مسندِ اسلام پر قابض تھا الحادے یزید / دہریت تھی مطلعِ ایماں پہ منڈلائی ہوئی

روح قرآں بھر رہی تھی سسکیاں الفاظ میں / حمد تھا الجھا ہوا تہلیل تھرائی ہوئی

اپنی ہی وسعت میں گم تھا کاروان زندگی / اپنے ہی طوفان میں تھی ناؤ چکرائی ہوئی

کر چکا تھا ہضم امن عامہ کو شور و شین / دفعتاً گھبرائے نصرت نے صدا دی یاحسینؑ

یہ صدا اٹھتے ہی فطرت کے لب خود دار سے / جاکے ٹکرائی مدینہ کی درودیوار سے

آڈٹا دلبند حیدرؑ کربلا کے دشت میں / چھوڑ کر آرام گاہ احمدؐ مختار سے

تلملا اٹھا ضمیر جانشین مصطفےؐ / تیوریاں سر گوشیاں کرنے لگیں تلوار سے

آہ وہ دشتِ بلا،وہ دھوپ،وہ گرمی، وہ لوں / لو نکلتی تھی زمیں سے شگ سے اشجار سے

اس سلگتی دوپہر میں اس دہکتی فصل میں / لڑ رہا تھا اک مسافر لشکر کفار سے

وہ حسینؑ دبدبہ وہ ہاشمی رعب و جلال
وہ کڑی چتون، کہ رکھوالے سپر تلوار سے

کون لڑ سکتا ہے یوں گھر کے ہجوم پاس میں
تین دن کی بھوک میں سولہ پہر کی پیاس میں

آفریں اے مرد جرار و دلاور آفریں
آفریں دلبند زہرؑا و پیمبرؐ آفریں

تو نے رکھ دی کاٹ کر طوق غلامی کی گرہ
آفریں اے تیغ آزادی کے جوہر آفریں

آفریں اے افتخار فاتح بدر و حنین
آفریں صد آفریں اے بیکس و تنہا حسینؑ

❁❁❁

امام مشرقین

علامہ کیفی صاحب چڑیا کوٹی

نبیؐ کا نورعین ہے علیؑ کے دل کا چین ہے
نگاہ قبلتین ہے کہ ان کے بین بین ہے
امام مشرقین ہے سلام مشرقین ہے
ادھر اُدھر کوئی نہیں حسینؑ ہی حسینؑ ہے

سمجھ سکے جو زندگی بھی اس سے کچھ مزید ہے
شہید اس کا ہے خدا، خدا کا وہ شہید ہے

زمیں کربلا نہ تھی مقام ضبط ہوش تھا
جہاں میں خروش تھا حسینؑ ہی خموش تھا
کہ داغ کھا رہا تھا اوردست گل فروش تھا
جھکا سجود کے لئے کہ بار سر بدوش تھا

اٹھا سناں کی نوک پر کہ اس کا یہ سلام تھا
سجود ختم ہو چکے تو لازمی قیام تھا

جہاں میں زندگیٔ شمع صرف ایک رات ہے
مگر دھواں جو اٹھ گیا چھپی ہوئی حیات ہے
حسینؑ کی وہ شان ہے حسینؑ کی وہ ذات ہے
ادھر حسینؑ اور اُدھر تمام کائنات ہے

شہادت حسینؑ نے چراغ جاں جلادیا
چراغ جاں جلا دیا چراغ تن بجھادیا

امانت عزیز کاازل میں جب سوال تھا
امین اس کا کون ہو ہراک کو یہ خیال تھا
اسی گروہ سے بڑھا جو عشق ذوالجلال تھا
عجیب اس کا کیف تھا عجیب اس کا حال تھا

کہا نیاز بے خطر میں اس نے آن بان سے
کہ یہ متاع بے بہا خرید لوں گا جان سے

حسینؑ کربلا وہی امین بے قرار تھا
امانت ازل کا وہ حیات زندہ دار تھا
جہان کے اعتبار سے خود اپنا اعتبار تھا
کہ دست اختیار تھا کہ چشم انتظار تھا

طلب ہوئی جو اپنے سر کو پیش یار رکھ دیا
اٹھا کے یعنی دوش سے وہ اپنا بار رکھ دیا

دنیا میں یاد گار ہے اس شیر کا جہاد
یہ حال تھا کہ جیسے برآئے دلی مراد
مقصود زندگی نے کیا جب اجل کو یاد
آئی فضائے دشت سے آواز زندہ باد

توڑا پدر کی گود میں دم نور عین نے
تنہا تھے، خود ہی لاش اٹھائی حسینؑ نے

ہمنام تھا علیؑ کا شجاعت تھی فرش راہ
اس سے بڑے بڑوں نے ملائی نہیں نگاہ
یہ نوجوان قوم ہیں سب اکبری سپاہ
کلمہ اسی کے نام کا پڑھتے ہیں کج کلاہ

تاریخ کی بلند نگاہوں میں فرد ہے
بچہ یہ خاندان رسالت کا مرد ہے

❁❁❁

سرِ دشتِ نینوا

سلام

جناب کیفی رضا نونہروی

اپنی نظروں پہ ہے روکے ہوئے لشکر تنہا
اس طرف لاکھوں ادھر شہؑ کا غضنفر تنہا

اذن گر ملتا تو عباسؑ دکھاتے رن میں
تیغ حیدرؑ کا جہاں والوں کو جوہر تنہا

حال خیبر کا ہوا اس طرح حیدرؑ کے بغیر
فوج بھاگی کہیں بھاگا کہیں افسر تنہا

آج بھی دیتی ہے تاریخ گواہی پیہم
معرکہ لے گیا ننھا علی اصغرؑ تنہا

موت پروانہ لئے پھرتی تھی ہرسو رن میں
فوج اعدا سے لڑے یوں علی اکبرؑ تنہا

روک دیتے نہ اگر حضرت شبیرؑ اسے
جنگ کا نقشہ بدل دیتا دلاور تنہا

کوئی بھی پاس نہیں شاہ کے جز حسرت و یاس
بعد اکبرؑ ہوئے اس طرح سے سرورؑ تنہا

بہر امداد ہے موجود زمانے کا امامؑ
خود کو اے کیفی سمجھتا ہے تو کیونکر تنہا

❁❁❁

جواب لاجواب

جناب کرار نوریؔ

اے صاحبان دل کبھی سوچا ہے یہ حسینؑ
اس زندگی کے موڑ پہ تنہا ہے یہ حسینؑ
مانا کہ ذہن و فکر کا دریا ہے یہ حسینؑ
سینے میں اپنے دل بھی تو رکھتا ہے یہ حسینؑ
ماضی میں جو گذر چکا اس کی خبر بھی ہے
جو کچھ گذرنے والا ہے اس پر نظر بھی ہے

نظروں میں اپنے بیٹوں کا بہتا ہوا لہو
کانوں میں اپنی بھولی سکینہ کی گفتگو
جو خیمہ عنقریب لٹے گا ہے روبرو
اور دوسری طرف ہے مبارز طلب عدو
قربان گاہ عشق ہے اور فرض عین ہے
اس دم جو باگ پھیر لے بس وہ حسینؑ ہے

دنیا نے دیکھا باگ کو پھیرا حسینؑ نے
تاریکیوں میں بھیجا سویرا حسینؑ نے
کافور کردیا تھا اندھیرا حسینؑ نے
ہر دشمنِ حیات کو گھیرا حسینؑ نے
اک عزم مستقل تھا کہ بڑھتا چلا گیا
مفہوم مرگ وزیست بدلتا چلا گیا

حملہ ہوا تو ایسے میں اپنا کیا بچاؤ
حملہ کیا تو حملوں کا بڑھنے لگا دباؤ
پھراس کے ساتھ ساتھ رعایت کا رکھ رکھاؤ
بڑھتا ہی جارہا تھا رواداریوں کا بھاؤ
حملوں میں زندگی کا تجمل تو دیکھئے
کیا شے ہے مرگ و زیست تحمل تو دیکھئے

آخر جلال آہی گیا دلفگار کو
للکار کے سنبھالا وہیں ذوالفقار کو
سوسو سروں نے روکا ہے ایک ایک وار کو
کیا سمجھے تھے یہ لوگ غریب الدیار کو
خونخوار بھیڑیوں کے مقابل دلیر ہے
شیر خدا کے بیشہ کا آخر یہ شیر ہے

اس زخم خوردہ شیر نے دیکھا ادھر اُدھر
غصے میں چہرہ سرخ ہے بیتاب ہے نظر
غائب سپر کسی کی تو غائب کسی کا سر
ہر سمت ڈھونڈتا ہے ملے کوئی اہل شر
اب بھیڑیئے پکاررہے ہیں قرار کو
اور شیر ہے کہ ڈھونڈرہا ہے شکار کو

بھاگے جو اک ہجوم کی صورت بڑے بڑے
وہ زور لگ رہا ہے کہ آپس میں بھڑ پڑے

اک دوسرے کو روکے رہا ہے کھڑے کھڑے
بھگدڑ وہ مچ رہی ہے کہ بھاگے نہ بن پڑے
میدان میں حسینؑ ہے اور بے درنگ ہے
اور کیوں نہ ہوکہ یہ حق و باطل کی جنگ ہے

ہر اک قدم پہ زیست نے بڑھ کر کیا سلام
آخر عبودیت نے یہ کہہ کردیا پیام
کافی نمازِ عشق میں تونے کیا قیام
فوراً رکوع کرتے ہی سجدے میں تھا امام
احسان زندگی سے سبکدوش ہوگیا
انسانی عظمتوں سے ہم آغوش ہوگیا

کیسا لٹا چمن یہ حسنؑ اور حسینؑ کا
زہراؑ زمین پہ ہو دہن اور حسینؑ کا
زہراؑ بغیر سر کے ہوتن اور حسینؑ کا
زہراؑ ہوخاک وخون کفن اور حسینؑ کا
کیا وقت آگیا ہے یہ دین مبین پر
مولا کی ذوالفقار پڑی ہے زمین پر

اس دور میں بھی گونج رہی ہے یزیدیت
پھر غصب ہورہا ہے حق خود ارادیت
جمہور کی نہیں ہے یہاں کوئی حیثیت
اے عاشقوً پکار رہی ہے حسینیت
اٹھو اور اٹھ کے وار کرو ہر لعین پر
مولا کی ذوالفقار پڑی ہے زمین پر

ہے ذوالفقار نام علیؑ کے وقار کا
ہرشخص جانتا ہے ہمارے دیار کا

چاروں طرف سے بند ہے رستہ بہار کا
پھر اب سوال آن پڑا ذوالفقار کا

سرمایہ داریوں کے ہر ایک بت کو توڑ دو
ہر دور کے یزید کی گردن مروڑ دو

تھی آدمی کے دلمیں سویدا ہوئے کی شرم
یعنی زمین پہ اپنے ہویدا ہوئے کی شرم
عشاق ہی تو رکھتے ہیں پیدا ہوئے کی شرم
آخر رکھی حسینؑ نے شیدا ہوئے کی شرم

اب آفرید دہر یہ تجھ سے خطاب ہے
یہ سر عطائے زیست کا واضح جواب ہے

❁❁❁

سلام

جناب گلشنؔ خطائی صاحب کاشمیری

جسے ہو شوق شہادت وہ میرے ساتھ چلے
جو چاہے خلد کی دولت وہ میرے ساتھ چلے

جہاد کرنا ہے راہ خدا میں مجھ کو تو
کرے جو حق کی حمایت وہ میرے ساتھ چلے

یقیں ہے لاشوں کو گوروکفن نصیب نہ ہو
پئے جوجام شہادت وہ میرے ساتھ چلے

ہمیں تو دیں کے تحفظ میں گھر لٹا نا ہے
ہوگر کچلنی بغاوت وہ میرے ساتھ چلے

نہ ہونے دینا مسلط یہ فاسقی کا نظام
کرے جو میری اطاعت وہ میرے ساتھ چلے

وہ قتل کرکے کریں گے جو پائمال مجھے
جو چاہے اتنی سعادت وہ میرے ساتھ چلے

ہے حکم ابن زیاد اہل حق کو قتل کرو
ضمیر دے جو اجازت وہ میرے ساتھ چلے

ہزاروں ہوں گے فرشتے تمہیں دلاسے کو
جو چاہے اتنی عنایت وہ میرے ساتھ چلے

صدا فضا میں یہ گونجی حسینؑ کی گلشنؔ
جوچاہے دیں کی حفاظت وہ میرے ساتھ چلے

❁❁❁

سلام

جناب گلریزؔ رامپوری

عباسؑ میں حیدر ہی کی ہر ایک ادا ہے
وہ شیر خدا یہ پسر شیر خدا ہے

ہر بوند پہ بہتے ہوئے پانی کی لکھا ہے
عباس کا ہر نقش قدم نقش وفا ہے

وہ عزم کا پیکر ہے علمدار حسینیؑ
جو آج بھی طوفانوں کا رخ موڑ رہا ہے

بازو ہیں بریدہ صف اعدا ہے دریدہ
اک لمحے نے صدیوں کو یہ پیغام دیا ہے

مشکیزے سے لپٹی ہوئی معصوم دعائیں
میدان میں چھائی ہوئی تیزوں کی گھٹا ہے

سب تشنہ بہ لب تشنہ بہ لب تشنہ بہ لب ہیں
یہ کرب و بلا ، کرب و بلا کرب و بلا ہے

مقتل سے کسی شیر کی آواز نہ آئی
اب تک در خیمہ پہ کوئی سوچ رہا ہے

اک جنبش لب جس کی پہاڑوں کو ہلادے
وہ تیروں کی بوچھاروں میں خاموش کھڑا ہے

عباسؑ سا دنیا میں کوئی ہے نہ کبھی تھا
گلریزؔ وفاؤں کے صحیفے میں لکھا ہے

❖❖❖

سلام

جناب فیض محمد صاحب گوہرؔ جعفری

پئے حق دی ہوئی بیکار قربانی نہیں جاتی
حقیقت ہی نہیں دراصل جَومانی نہیں جاتی

خلوصِ کار ہی انجامِ کار اک شرط لازم ہے
عبث کوئی بھی ہرگز سعئ امکانی نہیں جاتی

مسلماں جادۂ شبیرؑ سے شاید گریزاں ہیں
یہ اب اسلام کی صورت جو پہچانی نہیں جاتی

تمسک پنجتنؑ سے کیوں نہیں رکھتے تعجب ہے
نہیں جاتی مسلمانوں کی نادانی نہیں جاتی

بجزآلِ عباؑ مفہومِ قرآں جاننا مشکل
فقط پڑھنے سے ہی تفہیم قرآنی نہیں جاتی

حدیثِ کربلا سے ہے درخشاں زندگی اپنی
کسی صورت ضیائے نورِ ایمانی نہیں جاتی

سربازار سرننگے، سرِ دربار بے پردہ
بھلائی ہائے زینبؑ کی سرعریانی نہیں جاتی

حسینیتؑ جہاں میں ہمکنارِ سربلندی ہے
یزیدیت کی اب تک بھی پشیمانی نہیں جاتی

ولائے پنجتنؑ حَبْلُ المتیں کاکام دیتی ہے
شعورِ لامکاں تک عقلِ انسانی نہیں جاتی

غمِ ہستی کے سیلِ آب تھم جائیں تو تھم جائیں
غمِ شبیرؑ کے اشکوں کے طغیانی نہیں جاتی

دوامِ لازوال، ابن علیؑ نے اس کو بخشا ہے — ابد تک دینِ وحدت کی درخشانی نہیں جاتی
ہوئی ہیں سیزدہ صدیاں شہِ غم تیرے صدمے کو — مگر اب تک گلوں کی چاک دامانی نہیں جاتی
یہ ہرلحظہ ہے تابندہ بہرلمحہ ہے پائندہ — شہید درد! تیرے غم کی تابانی نہیں جاتی
وفورِ جوشِ مدح پنجتن ہے آج کل گوہرؔ — یہ طغیانی رہے جو چڑھ کر بآسانی نہیں جاتی

سلام

جناب گوہرؔ شیخ پوری صاحب تلیا باغ بنارس

قیامت ہے کہ زینبؑ یہ قیامت کا سماں دیکھے — سرفرزند زہراؑ بر سرِ نوکِ سناں دیکھے
ہراک اہل ستم نے ڈالدی اپنی سپر آخر — تشدّد حضرت سجادؑ پر جب رائیگاں دیکھے
وہی سجادؑ جو شبیرؑ کی آنکھوں کا تارا ہے — وہی سجادؑ اب قیدِ ستم کی سختیاں دیکھے
درِخیمہ پہ ماں آتی تھی جاتی تھی پلٹتی تھی — علی اصغرؑ کو بانواب کدھر ڈھونڈے کہاں دیکھے
سنائے گی پھوپھی قیدستم کی داستاں کیونکر — بھتیجی بازوؤں میں جب کہ رسی کا نشاں دیکھے
ہیں عریاں خاک پر رن میں بہتّر بے کفن لاشیں — نہ کیوں حسرت سے ان کو یہ نگاہ آسماں دیکھے
قیامت میں وہی ہنستی ہوئی جنت میں جائے گی — عزاشہ میں خدا جس آنکھ سے آنسو رواں دیکھے
ملے اس انجمن کو نوحہ خوانی کا صلہ یارب — مزار شاہ پر دنیا جسے نوحہ کناں دیکھے
یقیناً تو بھی قسمت کا دھنی کہلائے اے گوہرؔ — نگاہوں سے اگر قبرِ شہ تشنہ دہاں دیکھے

سلام

جناب لائقؔ صاحب

آرام پایا کس نے داغِ غم و محن میں — رورودیئے ہیں مرسلؐ ہستی کی انجمن میں
چشم فلک نے دیکھا کب ظلم اس طرح کا — اولادِ فاطمہؑ کے بازو تھے اک رسن میں
ہے راہ دل سے دل کو یہ بات ہے مسلم — گریاں وطن میں صغریٰؑ اصغر تپاں ہیں رن میں
وقتِ وداع اکبرؑ بولے ملک فلک پر — بلبل چہک رہا ہے گلزار پنجتن میں
ارشاد سے ظفرؔ کے کچھ شعر کہہ لیے ہیں — لائقؔ ضرور پڑھ دو اس غم کی انجمن میں

سلام

جناب سید لطیف الرحمن صاحب مدرس مدرسہ عالیہ کلکتہ

آئی نبیؐ کے کام شہادت حسینؑ کی — دین رسولؐ پر ہے عنایت حسینؑ کی
اسلام کا جو نور ہے دنیا میں جلوہ گر — ایمان دے رہا ہے شہادت حسینؑ کی
آتی نہ ظلمتوں میں کبھی راہِ حق نظر — دیتی نہ روشنی جو امامت حسینؑ کی
لڑتا رہے گا طاقتِ باطل سے عمر بھر — حاصل ہے جانِ حق کو شجاعت حسینؑ کی
گلزارِ دینِ حق سے نہ جائے گی تازگی — ایک ایک پھول میں ہے طراوت حسینؑ کی
اپنے دلوں سے دور اگر ہوں کثافتیں — آنکھوں میں جگمگائے لطافت حسینؑ کی
ظلمایتوں کی چشم تھی بے نور لاکلام — خورشید خاوری تھی صداقت حسینؑ کی
اپنوں کی طرح غیر بھی کرتے ہیں احترام — کیا راج کررہی ہے شرافت حسینؑ کی
دنیا پرست جو تھے بنے طالب یزید — ایمان چاہتا تھا قیادت حسینؑ کی
معبودِ بے نیاز بھی مستِ نیاز تھا — دیکھی جو کربلامیں عبادت حسینؑ کی
جو بات ابتلا کی ہے قرآن پاک میں — تفسیر اس کی کرگئی حالت حسینؑ کی
بھرتا رہے گا ماہِ عزادل میں روشنی — ہم کو سنا سنا کے حکایت حسینؑ کی
کرتے پھریں گے ناز مقدر پہ ہم اگر — ہوجائے خواب ہی میں زیارت حسینؑ کی
بہرِ نجات کام پڑے گا رسولؐ سے — محشر میں کس کو ہوگئی نہ حاجت حسینؑ کی
تعریف اہلبیتؑ اگر کی تو کیا لطیفؔ — اپنا نا تجھ کو چاہیے عادت حسینؑ کی

❖❖❖

سلام

جناب چودھری لمعان الرحمن صاحب تعلقدار ردولی

سر برہنہ دختر خاتون جنت ہوگئی — کیوں نہ اے لمعاںؔ دنیا میں قیامت ہوگئی
سرزمینِ کربلا پر وہ عبادت ہوگئی — دیکھ کر جس کو ملائک کو بھی حیرت ہوگئی
حبِ اہل بیتؑ جب اجر رسالت ہوگئی — پھر عزائے شہ بتاؤ کیسے بدعت ہوگئی
نفس کے بدلے رضائے حق علیؑ نے مول لی — شامِ ہجرت واہ کیا اچھی تجارت ہوگئی

چھوڑ کر جھولے کو آیا موت کی آغوش میں
نصرتِ حق میں یہ ششماہے کی ہمت ہوگئی

عزم شبیرؑ سے ٹکراکر نتیجہ یہ ہوا
جبرواستبداد کو حاصل ندامت ہوگئی

اللہ اللہ سبطِ پیغمبرؐ کا ذوقِ بندگی
زیرِخنجر بھی ادا حق کی عبادت ہوگئی

ساقئ کوثر کا بیٹا اور پانی کا سوال
شام کے لشکر سے بس اتمام حجت ہوگئی

رکھ کے تربت میں علی اصغرؑ کو شہؑ نے یہ کہا
اب زمیں تیرے حوالے یہ امانت ہوگئی

سلام

ڈاکٹرسید ماجدؔرضاعابدی صاحب کراچی۔ پاکستان

تجھے دیکھنا ہے وضو مرا، ترا عشق میری نماز ہے
توہی بخش دیتا ہے شاہیاں، توبڑا غریب نواز ہے

تو نبیؐ کی پشت پہ ہواگر، تونمازِ حق بھی رُکی رہے
توحسینؑ ہے تو حسینؑ ہے، تونماز کی بھی نماز ہے

تو نبیؐ کے کاندھے پہ ہواگر، تو خدا خدا سا دکھائی دے
ترے ہاتھ میں دوجہان ہیں کہ نبیؐ کی زلفِ دراز ہے

توہے بے نیازِ تمام شئے، صفتِ خدا بھی ہے بے نیاز
تجھے رب کہوں اسے رب کہوں، میں نہیں کہوں گا یہ راز ہے

تو تونگروں کی نواؤں میں، تو قلندروں کی صداؤں میں
تونِدا غریب نواز کی، توہی شاہباز کا ساز ہے

وہ ترے پدر کا حبیب جاں، وہی یعنی میثمِ حق بیاں
درِ بوترابؑ پہ کیا جھکا، سرِ دار بھی وہ فراز ہے

تو مَلک کو بخش دے بال وپر، توکسی کو بیٹے عطا کرے
ترے بچپنے کی ضدوں پہ بھی مرے کردگار کوناز ہے

ترے ماتمی ترے نوحہ گر، توجہاں میں سب سے حسین ہیں
ترا ذکر کرنا نگرنگر، ترے ماتمی کی نماز ہے

تو پیمبری کا ہے آئینہ، جوحسینؑ منی تجھے کہا
تو ہے دم سے شاہِ حجاز کے، ترے دم سے شاہ حجاز ہے

ترے غم میں آنکھ ہے اشک بار، ترے غم میں سینہ ہے خوں فشاں
سوترے حضور یہ اشک وخوں، میری نذرمیری نیاز ہے

ترابندہ ماجدؔ خوش نوا، ترے در پہ سجدہ گزار ہے
ہوقبولیت کی سند عطا، تو بڑا ہی بندہ نواز ہے

سلام

جناب محمد حامد ماضیؔ صاحب اکبرآبادی

اللہ رہے جلال ہے تنہاکھڑا ہوا
شبیرؑ رن میں آئینہ حق بنا ہوا

جلوؤں سے خاک کرب وبلا جگمگااٹھی
ہے ہر شہید عرش کا تارا بنا ہوا

رضواں میں ایسی سینکڑوں جنت خرید لوں — اشکِ عزا سے ہے مرا دامن بھرا ہوا
عالم کا درد تھا دلِ زار حسینؑ میں — دردِ حسینؑ ہے دلِ عالم بنا ہوا
کیا فائدہ جو روشنی ہے شہر شام میں — ماضیؔ چراغِ قبر نبیؐ ہے بجھا ہوا

❁❁❁

سلام

جناب میر مانوسؔ صاحب

اس قدر حدّت تھی روز قتل سرور دھوپ میں — پگھلے جاتے تھے مثالِ موم پتھر دھوپ میں
چتر زر کے سائے میں تو اس طرف تھا ابن سعد — تھے ادھر پژمردہ زہراؑ کے گل تر دھوپ میں
بچے ڈر ڈر کے لپٹ جاتے تھے ماؤں کے گلے — جب چمکتے تھے سنان وتیغ وخنجر دھوپ میں
برق کے گرنے کا اعدا کو ہوا اس دم یقیں — چمکے جب تیغ شہِ والا کے جوہر دھوپ میں
ہرطرح ہم سے فقیروں کے گذرجاتے ہیں دن — ہے برابر سائے میں ہو یا کہ بستر دھوپ میں

❁❁❁

سلام

جناب ماتیؔ جائسی صاحب

اے حسینؑ اے افتخارِ کائنات — اے حسینؑ اے ہادئ راہِ نجات
توہے مصداق پیام جبرئیل — تونے کی تائید رویائے خلیل
امتحان کی سختیوں میں برملا — تونے سر کی منزلِ کرب وبلا
نازشِ اہل امانت تیری ذات — خالق عالم کی رکھ لی تو نے بات
کم ترے رتبے سے مدح قدسیاں — کیا کہے پھر ماتیؔ کج کج بیاں

❁❁❁

سلام

جناب سکندر مرزا آمانی لکھنوی

جانِ زہراؑ و نبیؐ ہیں روح قرآں ہیں حسینؑ
اے مسلمانو! خدا کا تم پہ احساں ہیں حسینؑ

جرأتِ اظہارِ حق مردہ تھی زندہ ہوگئی
شان ہیں اللہ کی منشائے ایماں ہیں حسینؑ

زندگی کے سارے موڑوں پر کئے روشن چراغ
زندگی کے سارے افسانوں کا عنواں ہیں حسینؑ

روزِ عاشورہ کہا ہوانبیاء نے کیا عجب
اب ابد تک کے لئے شاہِ شہیداں ہیں حسینؑ

بیعتِ فاسق نہ کی گھربار قرباں کردیا
عزم انساں شانِ انساں روح انساں ہیں حسینؑ

زندگی کے نیک رستوں پر عمل کے واسطے
رہبرِ کامل ہیں اور مہردرخشاں ہیں حسینؑ

دل اگر پتھر ہے اس کا ذکر کرنا ہے فضول
ہردل مومن میں مثل ماہ تاباں ہیں حسینؑ

رہبر راہِ حقیقت عزم میں کوہِ گراں
صبر جن پر ناز کرتا ہے وہ انساں ہیں حسینؑ

پڑھتے تھے نانا کا کلمہ اور نواسہ پر یہ ظلم
کاش اتنا ہی سمجھ لیتے کہ انساں ہیں حسینؑ

زندگی میں یہ غم وآلام ماتیؔ کیا کہیں
راہِ حق پر چلنے والا ہے تو درماں ہیں حسینؑ

۞۞۞

سلام

مولانا نواب سید مہدی حسین صاحب ماہرؔ اجتہادی

تشنہ کاموں کی اجل سے زندگانی ہوگئی
پیاس آخر کو بڑھی اتنی کہ پانی ہوگئی

سوزش داغ غم اشکوں کی روانی ہوگئی
جب کیا ٹھنڈا دل اس نے آگ پانی ہوگئی

قتل ہونا تشنہ کاموں کا کہ بجھنا پیاس کا
حلق سے تلوار یوں اتری کہ پانی ہوگئی

اے معاذ اللہ ذی ہمت ہوں اور محتاج آب
جو مصیبت سخت پیش آئی وہ پانی ہوگئی

مالک کوثر نے پیاسوں کو کیا کوثر عطا
آبرو آخر بڑھی اتنی کہ پانی ہوگئی

کیوں نہ اب حسرت کا پتلا بن کے ہاتھ اپنے ملوں
عمر ساری خاک راہ زندگانی ہوگئی

قدر ماہرؔ مثل دریا گوہروں کا حال ہے
آبرو بڑھنے پہ بھی اک بوند پانی ہوگئی

۞۞۞

حسین علیہ السلام اور زینب علیہا السلام

جناب ماہر لکھنوی صاحب

مکالمہ

کہا سرورؑ نے میرے بعد سہنا رنج و غم زینبؑ
کوئی دم میں جدا ہونے کو ہیں اب تم سے ہم زینبؑ
اٹھانا مسکرا کے امتِ جد کے ستم زینبؑ
دکھانا ہر قدم پر ہاشمی شانِ کرم زینبؑ
نہ کرنا بددعا تم کو میرے حق کی قسم زینبؑ

بہن مانجائے تیرے صبر کو رہبر بنائے گی
اذیت ظالموں کے تازیانوں کی بھلائے گی
مصائب جس قدر آئیں گے سب زینبؑ اٹھائے گی
تیرے حق کی قسم شکوہ نہ کوئی لب پہ لائے گی
دعائے بخشش امت کرے گی ہر قدم زینبؑ

لہو بہنے کو ہے عباس سے غازی کا دریا پر
کلیجے پر سناں کھانے کو ہیں رن میں علی اکبرؑ
نشانہ تیر کا بننے کو ہیں رن میں علی اصغر
چلے گا عصر کے ہنگام میرے حلق پر خنجر
قریب انجام کے ہے جادۂ ظلم وستم زینبؑ

مدد کو تیری عباس دلاور کو پکارے گی
سر گنج شہیداں جاکے اکبرؑ کو پکارے گی
صدا زہراؑ کو دے گی اور حیدرؑ کو پکارے گی
پئے امداد میداں میں پیمبرؐ کو پکارے گی
یہ وقت آیا تو خیمے سے نکالے گی قدم زینبؑ

تمہیں بھی فاطمہؑ کے صبر کی طاقت دکھانا ہے
برہنہ سر تمہیں کوفے کے بازاروں میں جانا ہے

جو غم مجھ سے نہیں اٹھا وہ غم تم کو اٹھانا ہے
مجھے قرآں سرنیزہ زمانے کو سنانا ہے
رہیں گے شام کے دربار تک ہم تم بہم زینبؑ

جہاں کو فاطمہؑ کے صبر کی طاقت دکھائے گی
پیام حق لئے بے پردہ بازاروں میں جائے گی
جوغم اٹھانہیں تم سے وہ غم زینبؑ اٹھائے گی
تمہارے سر کی جانب ساری دنیا کو بلائے گی
تمہارے ساتھ راہوں میں اٹھائے گی قدم زینبؑ

وہ جاتا دن وہ آتی شب وہ بعد عصر کا عالم
وہ پیہم گرد خیموں کے بھڑکتے شعلوں کا چکر
وہ بڑھتی آگ وہ جلتا ہوا بیمار کا بستر
تمہارے سر سے وہ میدان میں چھنتی ہوئی چادر
خیال آتا ہے تو گھٹ جاتا ہے سینے میں دم زینبؑ

بہن آنکھوں سے بعد عصر کا منظر بھی دیکھے گی
وہ جلتے خیمے میداں میں وہ لٹتا گھر بھی دیکھے گی
وہ شعلے اور وہ بیمار کا بستربھی دیکھے گی
وہ بلوہ اور وہ چھنتی ہوئی چادر بھی دیکھے گی
بڑاہرغم اٹھائے گی تیرے سر کی قسم زینبؑ

لئے بیٹھیں ہیں اٹھارہ برس والے کا غم لیلیٰ
ہٹانا سامنے سے مادر بے شیر کا جھولا
کلائی ہے دلہن کی تھام کر دل کھولنا کنگنا
سکینہ روئے تو میری بہن سمجھانا بہلانا
حوالے ہیں تمہارے آج سے اہل حرم زینبؑ

پیوں گی اشکِ غم دوں گی تسلی قلب لیلیٰ کو
دکھاؤں گی نہ گہوارہ کبھی بانوسی دکھیا کو
تسلی دے کے رنڈ سالہ پنہاوں گی میں کبریٰ کو
کلیجے سے لگائے گی بہن تیری سکینہ کو

امانت جان کے رکھے گی دل میں تیرا غم زینبؑ

سفینے کو میرے دل کے سرطوفاں ٹھہرنا ہے
مرقع میں تحمل کے لہو اصغرؑ کا بھرنا ہے
وفا کا شاہکار ایسا بھی اک تیار کرنا ہے
مجھے اس جادۂ صبروتحمل سے گذرنا ہے

جہاں پر ڈگمگائے انبیاءؑ کے بھی قدم زینبؑ

یہ جرأت چھین کر آئینہ تقریر دیکھے گی
گلوئے اصغرؑ ناداں جفائے تیر دیکھے گی
تیرے چہرے پہ خون اصغرؑ بے شیر دیکھے گی
نظر سے انتہائے صبر کی تصویر دیکھے گی

نظر آئے گی اس منزل میں بھی ثابت قدم زینبؑ

بڑھے گا جتنا جتنا قافلہ یہ شام کی جانب
نظر دوڑے گی خود ہی پستیوں سے بام کی جانب
اٹھیں گی انگلیاں ہر ہر قدم اسلام کی جانب
نظر آنے لگے گا حق ہمارے نام کی جانب

صداقت پر کرے گا مہر تیرا ہر قدم زینبؑ

نہیں چادر تو چہرہ سر کے بالوں سے چھپائے گی
کہانی تیری مظلومی کی ایک اک کو سنائے گی
سرنیزہ یہ سر کس کا ہے دنیا کو بتائے گی
دل کونین تڑپے گا فضا آنسو بہائے گی

کرے گی شام کے بازار میں یوں شرح غم زینبؑ

زبانیں چپ رہیں گی تو رسالت خود بتائے گی
وقار خاندانی کو یہ غربت کیا ڈبائے گی
رسن جکڑی ہوئی بازو کی رتبے کو بڑھائے گی
شہنشاہی اسیری کی مقابل بن کے آئے گی

دکھانا ہے تمہیں آل محمدؐ کا حشم زینبؑ

زباں میری سردربار وہ خطبے سنائے گی
زمانے کو محمدؐ کی فصاحت یاد آئے گی
نفاق وکفر کے رخ پر پڑے پردے اٹھائے گی
شہنشاہی تیرے قدموں پہ اپنا سرجھکائے گی
دکھائے گی سرِدربار اسیری کا حشم زینبؑ

یہ ماہرؔانقلاب دہر کی تصویر بھی دیکھو
سربازار آلِ پاک کی تشہیر بھی دیکھو
کلیجہ تھام کے افسانۂ شبیرؑ بھی دیکھو
نگاہوں سے ذرا یہ گردش تقدیر بھی دیکھو
اٹھائے کربلا سے شام تک ہر گام غم زینبؑ

❁❁❁

سلام

علامہ ماہرؔالقادری مرحوم

کیا بتاؤں کربلا میں کیا نظر آیا مجھے
ہرطرف ایک حشر کا نقشا نظر آیا مجھے

اک طرف ہیں پھول سے بچوں کے لب سوکھے ہوئے
دوسری جانب بھرا دریا نظر آیا مجھے

اس طرف ایک خامشی اندوہ میں ڈوبی ہوئی
اس طرف ایک جشن سابرپا نظر آیا مجھے

اس طرف دس دن کے فاقوں سے اجیرن زندگی
اس طرف شغل مئے ومینا نظر آیا مجھے

خوں اتر آیا مری آنکھوں میں اے نہرفرات
اصغرؑ معصوم جب پیاسا نظر آیا مجھے

حضرت قاسمؑ کو زخموں نے کیا ہے چور چور
خاک پر ٹوٹا ہوا تارہ نظر آیا مجھے

حضرت زینبؑ کے دومعصوم بچوں کے لئے
لشکر جرّار صف آرا نظر آیا مجھے

وہ علمبردارؑ یعنی زور بازوئے حسینؑ
خاک وخوں میں کروٹیں لیتا نظر آیامجھے

ہرطرف خوں خوار دشمن صف بہ صف ہیں تیغ زن
اور ان میں گیسوؤں والا نظر آیا مجھے

وہ امیر کارواں چشم وچراغ اہلبیتؑ
نرغۂ اشرار میں تنہا نظر آیا مجھے

بوسہ گاہ مصطفیؐ پرکس نے خنجر رکھ دیا
سارا عالم پھر تہہ وبالا نظر آیا مجھے

کس کی طاقت تھی کہ اس منظر کو ماہرؔ دیکھتا
ہاں مگر اک آخری سجدہ نظر آیا مجھے

دشمنوں کی فوج اور وہ خیمہ ہائے اہلبیتؑ ہر سپاہی لوٹنے والا نظر آیا مجھے
پھر رہے ہیں اہلبیتؑ پاک گھبرائے ہوئے دشت میں جلتا ہوا خیمہ نظر آیا مجھے
عابدؑ بیمار اور طوق ورسن کی سختیاں کچھ نہ پوچھو قافلہ میں کیا نظر آیا مجھے

❁❁❁

سلام

جناب حکیم سید شاہ مبارک حسین صاحب اشرفی، جائس ضلع رائے بریلی

سرکٹا کر سبطؑ احمدؐ نام اپنا کرگئے گلشن دین نبیؐ کو خوں سے تازہ کرگئے
آل پاک مصطفیؐ دنیا سے پروہ کرگئے دونوں عالم کے اجالا تھے اندھیرا کرگئے
شاہ اپنے فیض سے دنیا کو عقبیٰ کرگئے شان اپنی آن اپنی آشکارا کرگئے
سردیا، پیاسے رہے زندہ کیا اسلام کو کیا بتاؤں شاہ دیںؑ دنیا میں کیا کیا کرگئے
باغ دیں کو دیکھئے گلہائے تازہ کی طرح نو بہ نو تازہ بتازہ نوشگفتہ کرگئے
سرزمین کربلا کو فیض پائے پاک سے عالم بالا سے بھی رفعت میں بالا کرگئے
خار کو اپنے کرم سے گل بنایا شاہ نے دشت کو اپنے قدم سے باغ تازہ کرگئے
ہے سیہ پوش آج تک کعبہ غم شبیرؑ میں از سرِ نو آپ بت خانہ کو کعبہ کرگئے
ذرہ کو آل نبیؐ نے مہر تاباں کردیا بندہ کو بندہ بنا کر سب کا مولا کرگئے
امت عاصی کی خاطر سیدہؑ کے نورعین سرکا سودا بیچ کر بازار سونا کرگئے
جس طرف دیکھو عزائے سبطِ احمدؐ ہے بپا سبط احمدؐ زندہ جاوید چرچا کرگئے
نوح نے کشتی بچائی آپ نے امت تمام بلکہ اپنے فیض سے قطرہ کو دریا کرگئے
ذکر آلام ومصائب سے مبارکؔ بزم میں الغرض شور قیامت آج برپا کرگئے

❁❁❁

سلام

جناب ڈاکٹر محمد متین نیازی متینؔ مرحوم شاہجہان پور

جو سر جھکائے بارِگہ بوترابؑ میں مقبول ہے حضور رسالتمآبؐ میں
یہ کس نے شہ کی گود میں مقتل کی راہ لی دنیائے صبر آج بھی ہے اضطراب میں

اے دل غم حسینؑ میں آنسو بہائے جا
رہ جائے کوئی داغ نہ فرد حساب میں

پیاسی زباں کی آہ وہ ظالم نہ سہ سکا
دور یزید مٹ گیا عہد شباب میں

سجدے میں سر کٹا کے شہیدان کربلا
کس شان سے جھکے ہیں خدا کی جناب میں

اصغرؑ کے خشک ہونٹوں پہ کب تھا کوئی سوال
ظالم جو تو نے تیر چلایا جواب میں

رتبہ مگر حسینؑ کے سجدے کا ہے کچھ اور
سجدے کئے سبھی نے خدا کی جناب میں

یہ کس کا نام آیا زباں پر مری متینؔ
دل کو مِلا ہے صبر و سکوں اضطراب میں

❁❁❁

سلام

جناب مجاہدؔ لکھنوی صاحب

نقش غم دیکھ لے اعمال کی تحریر نہ دیکھ
دیکھ ماتم کے نشان کتبۂ تقدیر نہ دیکھ

ہر عمل آل محمدؐ کا ہے گویا قرآں
اور الجھ جائے گا ہر بات میں تفسیر نہ دیکھ

چند اشکوں کے عوض پائی بہار جنت
مرتبے دیکھ عزاداروں کی تقصیر نہ دیکھ

خواب دیکھے تھے بہت شادی اکبرؑ کے رباب
دل دہل جائے گا ان خوابوں کی تعبیر نہ دیکھ

ماں سمجھ جائے گی اے تیروں میں جانے والے
یوں تو مڑ مڑ کے سوئے مادر دلگیر نہ دیکھ

کون آتا ہے بھلا رن سے پلٹ کر بانو
رکھ دے جھولے کو اٹھا کر کے وہ بے شیر نہ دیکھ

باپ کا قلب ہے منھ پھیر لے اے دل والے
حلق معصوم کی سمت آتا ہوا تیر نہ دیکھ

ہوچکا ہونا تھا جو اب تو اڑھالے دامن
حسرت ویاس سے یوں صورت بے شیر نہ دیکھ

کند خنجر بھی ہے اور خشک ہیں گردن کی رگیں
وقت یہ سخت ہے منھ پھیر لے ہمشیر نہ دیکھ

گود پھیلائے بڑھی مامتا اصغرؑ آئے
بولی تقدیر کہ اب دامن شبیرؑ نہ دیکھ

ہے مجاہدؔ تیرا ہر شعر عطائے مولا
ہوکے مغرور ان اشعار کی تاثیر نہ دیکھ

❁❁❁

محافظ امامت

پروفیسر مجتبیٰ حسین موسوی صاحب اعظم گڑھ

یادگار فاطمہؑ فخر خلیل آذری
خطبۂ معجزنما تھا عصائے موسوی
شام کے دربار میں توڑا طلسم سامری
تیری ہیبت سے مٹا جاہ وجلال خسروی
زینبؑ عالی گہرائے محسن دینِ نبیؐ
خواہر شبیرؑ وشبرؑ جان زہراؑ وعلیؑ

ناشر اخلاق نسواں ناظم گلزار دیں
سیرت زہراؑ کی حامل نیک خوروشن جبیں
ناصر دین پیمبرؐ صاحب علم ویقیں
عارف ذات الٰہی واقف شرع مبیں
زینبؑ عالی گہرائے محسن دینِ نبیؐ
خواہر شبیرؑ وشبرؑ جان زہراؑ وعلیؑ

منکسر خوددار شبنم خو حلیم وبردبار
نازشِ ادراک وعرفاں عاقلہ شب زندہ دار
شہسوار عرصہ صدق وصفا عالی وقار
شمع سوزانِ وفا روشن کن لیل ونہار
زینبؑ عالی گہرائے محسن دینِ نبیؐ
خواہر شبیرؑ وشبرؑ جان زہراؑ وعلیؑ

بربط عشق ومحبت نغمۂ ساز حیات
جامع اوصاف نسواں ناشر اخلاقیات
صفحۂ تاریخ پر ہیں نقش وہ تیرے صفات
فرطِ حیرت سے تحیر میں ہے ساری کائنات
زینبؑ عالی گہرائے محسن دینِ نبیؐ
خواہر شبیرؑ وشبرؑ جان زہراؑ وعلیؑ

تیرے خطبوں نے کیا برہم حکومت کا نظام
کربلا سے شام تک تیغ زباں بھی بے نیام
نوع انساں کو دیا تو نے اطاعت کا پیام
خرمن دل میں لگائے عقل و دانش کے خیام

زینبؑ عالی گہرائے محسن دینِ نبیؐ
خواہر شبیرؑ و شبرؑ جان زہراؑ و علیؑ

تیری عظمت کا نمونہ تیرا کردار جلیل
آتش ظلم و ستم میں تو رہی مثل خلیل
کربلا سے شام تک یکساں رہا عزمِ جمیل
تیرا ایک اک نقش پا تیری شجاعت کی دلیل

زینبؑ عالی گہرائے محسن دینِ نبیؐ
خواہر شبیرؑ و شبرؑ جان زہراؑ و علیؑ

نورِ عین مرتضیٰؑ اے فاطمہؑ کی یادگار
اے دیارِ حرمت نسواں کی واحد شہریار
المدد اے غیرتِ حق کی امین ذی وقار
زندگی کا ہر نفس ہے اک مسلسل کارزار

زینبؑ عالی گہرائے محسن دینِ نبیؐ
خواہر شبیرؑ و شبرؑ جان زہراؑ و علیؑ

❁❁❁

سلام

جناب مجیبؔ احمد کرنیل گنج گونڈا

حمد اس رب کی جو توفیق ثنا دیتا ہے کشت دل سے شجر علم اگا دیتا ہے
وہ اثر لفظوں معانی میں خدا دیتا ہے پردۂ جہل و تمرّد جو ہٹا دیتا ہے
نعت کہنے پہ یہ اعزاز خدا دیتا ہے اپنے محبوب کا محبوب بنا دیتا ہے
جب کوئی نعت کے اشعار سنا دیتا ہے شوق دیدار مرا اور بڑھا دیتا ہے

یہ بھی کیا کم ہے کہ جو فرشِ عزا دیتا ہے — جذبہ شوق شہادت کو جلا دیتا ہے
ان کے اوصاف بیاں کیوں نہ کریں اہل قلم — جن کی مدحت کا صلا رب علا دیتا ہے
سب کی قسمت میں کہاں ان کے مناقب لکھنا — مدح حسینؑ کی توفیق خدا دیتا ہے
عشق بیدار علیؑ جس کو عطا ہو جائے — اس کی سوئی ہوئی قسمت کو جگا دیتا ہے
شان ہے ان کی کہ ہیں نفس پیمبر حیدرؑ — میں نہیں کہتا ہوں قرآن صدا دیتا ہے
اللہ اللہ یہ ہے نام علیؑ کا اعجاز — راستہ خود ہمیں طوفان بلا دیتا ہے
اہل دانش ہوں کہ ہوں اہل تصوّف اے علیؑ — جس سے پوچھو وہ ترے در کا پتہ دیتا ہے
کیوں نہ قرآن کرے اس کی سخاوت کا بیاں — بھوکا رہ کر بھی جو اوروں کو کھلا دیتا ہے
مضطرب دل کو مرے باد نجف ہے درکار — کیوں مسیحا مجھے دامن کی ہوا دیتا ہے
صاف ظاہر ہے انا من سے مقام شبیرؑ — قول یہ ان کی بلندی کا پتہ دیتا ہے
اور غم وجہ اذیّت ہیں جہاں کے لیکن — اک غم آل نبی ہے جو مزا دیتا ہے
موت مر جاتی ہے خود ظلمت باطل اپنی — شمع حق خون سے جب کوئی جلا دیتا ہے
آزماتا ہے وہ عشاق کو یوں بھی اکثر — وادیٔ کرب و صحرائے بلا دیتا ہے
پھر دکھا دیتا ہے وہ جلوہ رنگیں اپنا — آئینہ خنجر قاتل کو بنا دیتا ہے
خلد تک صاف نظر آتی ہے منزل اپنی — روشنی وہ ترا نقش کف پا دیتا ہے
جن کی عظمت کو ازل سے ہی کیا حق نے بلند — واعظ تنگ نظر ان کو گھٹا دیتا ہے
نام عباسؑ و وفا دونوں ہیں لازم ملزوم — ذکر عباسؑ جری درس وفا دیتا ہے
قاتلان شہؑ دیں کا ذرا دیکھو انجام — کم ہی لوگوں کو یوں اللہ سزا دیتا ہے
ہوں مجیبؔ ان کے غلاموں کے غلام — جو طلب سے بھی سوا دے کے دعا دیتا ہے

❖❖❖

ہم زندہ ہیں ماتمِ شبیر علیہ السلام کے لئے

جناب محبؔ فاضلی صاحب

دورِ امیہ میں یہ کس خون تھا جو کہ بہتا تھا
اہل وفا کو اہل عزاء کو دیواروں میں چنا گیا
پھر بھی ایک صدائے پیہم آتی تھی دیواروں سے

ہم زندہ ہیں ماتمِ شبیرؑ کے لئے

ہرجابر سے ہر ظالم سے ہم تھے جو ٹکراتے تھے

اس ماتم کی خاطر ہم نے گھر کے گھرقربان کئے

غالب آخر حق آیا باطل نے گھٹنے ٹیک دیئے

ہم زندہ ہیں ماتمِ شبیرؑ کے لئے

طوفانوں کی زد پہ ہمیشہ ہم نے دیئے جلائے ہیں

کتنے، ضدی، سرکش، حاسد ہم کو مٹانے آئے ہیں

دیوانوں کے خواب ادھورے اب تک پورے نہ ہوسکے

ہم زندہ ہیں ماتمِ شبیرؑ کے لئے

جس کے درکا کھاتے ہیں ہم اس کے ہی گن گاتے ہیں

اس در پر سب کچھ ملتا ہے دنیا کو سمجھاتے ہیں

جس کے ماتم دار ہیں ہم سب وہ اپنا رکھوالا ہے

ہم زندہ ہیں ماتمِ شبیرؑ کے لئے

اہل بیتؑ کے در کو چھوڑیں، اپنا یہ کردار نہیں

ہرانساں کو رہبر کہہ دیں یہ اپنے اطوار نہیں

کل بھی جو اپنا مولا تھا، آج بھی اپنا مولا ہے

ہم زندہ ہیں ماتمِ شبیرؑ کے لئے

کچھ دیوانے ہیں ایسے بھی، کرب وبلا کو بھول گئے

اللہ، اللہ یاد رکھا اور آل عباؑ کو بھول گئے

راہِ وفا سے ہٹنے والوں تم کو کون یہ سمجھائے

ہم زندہ ہیں ماتمِ شبیرؑ کے لئے

سردے کر گھر بار لٹا کر ہم نے یہ غم پایا ہے

اس کی خاطر، جانے کتنا اپنا خون بہایا ہے

جوخون سرِ تاریخ بہا اس خون کے قطرے بول اٹھے

ہم زندہ ہیں ماتمِ شبیرؑ کے لئے

جذبۂ میثمؑ لے کر ہم نے نفرت کا رخ موڑدیا

ظلم وستم کی زنجیروں کو اپنے عمل سے توڑ دیا

نام ونشاں تک مٹ جاتے ہیں ہم کو مٹانے والوں کے
ہم زندہ ہیں ماتمِ شبیرؑ کے لئے

اپنے لہو سے سچائی کی ہم نے ہے تاریخ لکھی
ہراک دور کے انسانوں کو ہم نے دی آوازیہی

تابہ ابد ہم زندہ رہیں گے دنیا یہ پیغام سنے
ہم زندہ ہیں ماتمِ شبیرؑ کے لئے

❁❁❁

سلام

جناب محمد امیر احمد محبوبؔ صاحب (راجہ صاحب محمودآباد)

(۱)

بنائے معرفت اسلام کی تنویر کیا کہنا
نبیؐ کے لہجۂ حق گو میں وہ تقریر کیا کہنا
وہ صبح حشر ساماں اور وہ تکبیر کیا کہنا
جمالِ روئے اکبرؑ دلبر شبیرؑ کیا کہنا
شبابِ مصطفیؐ کی ہوبہو تصویر کیا کہنا

(۲)

نشاں اہل وفا کا بہر حق جس وقت گڑتا ہے
قدم ہٹتے نہیں ہرگزاگر گھر بھی اجڑتا ہے
ستم سہہ سہہ کے پیاسارہ کے ہر ساونت لڑتا ہے
علیؑ کے گھر کا یہ دستور ہے جب وقت پڑتا ہے
تو بچے روکتے ہیں گردنوں پر تیر کیا کہنا

(۳)

غضب تھی حرب پیاسوں کی کہ دریا خوں کے بہتے تھے
جری تھے نرغۂ اعداء میں بھی بے خوف رہتے تھے
تپش کی تشنگی کی زخم کی ایذائیں سہتے تھے

پسرِ زینبؑ کے وقتِ جنگ یہ بڑھ بڑھ کہتے تھے
یہ گل ہائے جراحت اور ہوائے تیر کیا کہنا

(۴)

وہ لہجہ مصحفِ ناطق کا وہ معجز نما خطبہ
خطیب ایسا نہ دیکھا پھر نہ پھر ایساسنا خطبہ
علیؑ کے طرز میں کس شان وشوکت سے پڑھا خطبہ
وہ دربارِ شقی اور سید سجادؑ کا خطبہ
لسان اللہ کے فرزند کی تقریر کیا کہنا

(۵)

وفا کی راہ میں دیتا ہے سرہرعاشقِ صادق
فدا کرتا ہے جاں اپنی برائے مرضئ خالق
جہاں میں حجتِ حق ہے یہ شانِ مصحفِ ناطق
خوشی سے سرکٹانا اور نہ کرنا بیعتِ فاسق
یہی ہے فاطمہؑ کے دودھ کی تاثیر کیا کہنا

❁❁❁

سلام

جناب محسنؔ رضا زیدی صاحب لکھنو

دنیامیں جہاں ہوگا بیاں تشنہ لبی کا
لازم ہے وہاں ذکر حسینؑ ابن علیؑ کا

سردیدیا مولانے مگر سر نہ جھکایا
باطل کو بہت زعم تھا بیعت طلبی کا

جب فوج یزیدی میں مسلمان تھے پھر کیوں
کچھ ڈر تھا خدا کا نہ انہیں پاس نبیؐ کا

صدحیف کہ جو خاک پہ غلطیدہٗ خوں ہے
راکب تھا وہی دوشِ رسولؐ عربی کا

خنجر کے تلے کس سے اداہوتا ہے سجدہ
یہ حوصلہ تھا صرف حسینؑ ابن علیؑ کا

وہ اکبرؑوقاسمؑ ہوں کہ ہوں عونؑ ومحمدؑ
سرشار تھا دل شوق شہادت سے سبھی کا

ہمت تھی عدومیں جو کوئی خیمہ تک آتا
جب تک کہ نگہباں رہا شیر علیؑ کا

گونج آج بھی ضیغم کی ہے میدانِ وغا میں
پرچم ہے بلند آج بھی عباسِؑ جری کا

یوں ختم شہِ دیں کی ہوئی آخری حجت
اصغرؑ کا گلا چھید گیا تیرشقی کا

رورو کے یہی بین کیا کرتی تھیں زینبؑ
تاراج ہواہوگا نہ گھر ایسا کسی کا

اول جو محمدؐ ہے تو آخر بھی محمدؐ
اب وصف بیاں اور ہو کیا آل نبیؐ کا

دشمن جوزمانہ ہے تو کیا ڈر مجھے محسنؔ
رحمت ہے محمدؐ کی سہارا ہے علیؑ کا

❁❁❁

سلام

مولوی محسن علی محسنؔ صاحب غازیپوری

دل چراغ دین پیغمبرکا پروانہ رہے
مصطفیؐ کی آل کا دنیا میں دیوانہ رہے

ڈوب جائے بحرِ حبِّ آل پیغمبرؐ میں دل
الفتِ اغیار سے ہر وقت بیگانہ رہے

ہرجگہ وہ جلوہ گر ہے کرنہ واعظ بحث تو
جب ہے کعبے میں تو خاکی کیوں صنم خانہ رہے

عاجزی اور خاکساری کو بنا اپنا شعار
اہل عالم سے ترابرتاؤ یارانہ رہے

خوش نصیبی اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگی مری
میں ہوں جس حالت میں مجھ پر چشم جانانہ رہے

درپہ ساقی کے ہو جمگھٹ میکدہ آباد ہو
جھومتے ہوں بادہ کش گردش میں پیمانہ رہے

الفتِ شبیرؑ میں نکلے تو نکلے جاں مری
لٹ کے بھی آباد میرے دل کا کاشانہ رہے

چشم دل گریاں رہے یارب غمِ شبیر میں
اشکِ غم میرے لئے جنت کا بیعنامہ رہے

ساری دنیا جس کے شمع رخ کی پروانہ بنی
کیوں نہ محسنؔ اس کی لوکا دل بھی دیوانہ رہے

❁❁❁

سلام

جناب محمد محسنؔ صاحب جونپوری

نہ الجھو یارو در شاہ کے گداؤں سے
فقیری مول نہ لو ان کی بددعاؤں سے

چراغ الفت شبیرؑ دل میں روشن ہے
بجھاسکیں تو بجھائیں کہو ہواؤں سے

مجھے حسینؑ کے مرقد کی خاک کافی ہے
مرا علاج مسیحا نہ کر داؤں سے

حسین والوں کو خوف ستم ارے توبہ — گذرتے رہتے ہیں دن رات کربلاؤں سے

☆☆☆

نہر سے روباہ خصلت کرگئے اعداء فرار — کون رکتا ضیغم شیر خدا کے سامنے
شیر حیدرؑ کی دہائی دے رہی تھی زندگی — موت منھ کھولے کھڑی تھی اشقیاء کے سامنے
کہتے تھے عباسؑ شہ دیدیں اگر اذن وغا — خون کا دریا بہادوں علقمہ کے سامنے
اس قدر ہے بار احسان حسینؑ ابن علیؑ — آج کعبہ سرنگوں ہے کربلا کے سامنے
گولیاں تسبیح کے دانوں کو پاسکتی نہیں — اسلحے بے کار ہوتے ہیں دعا کے سامنے
حرف حق کہنے کی عادت ہے جو میثم کی طرح — جھک نہیں سکتے ہیں ہم اہل جفا کے سامنے

❁❁❁

شبیر علیہ السلام کون؟

جناب محسنؔ صاحب اعظم گڑھ

شبیرؑ کون، جس پہ مشیت کو ناز ہے
شبیرؑ کون، جس پہ رسالت کو ناز ہے
شبیرؑ کون، جس پہ امامت کو ناز ہے
شبیرؑ کون، جس پہ شہادت کو ناز ہے

امداد جس سے نزع کے عالم میں دین لے
شبیرؑ وہ جو موت سے ہستی کو چھین لے

شبیرؑ کون، دینِ محمدؐ کا جاں نثار
شبیرؑ کون، گلشنِ اسلام کی بہار
شبیرؑ کون، جس کا ہراک عزم پائیدار
شبیرؑ کون، فخر کرے جس پہ روزگار

شبیرؑ وہ سروں سے جو نخوت نکال دے

الحاد کو جو دین کے سانچے میں ڈھال دے

شبیرؑ کون، صبر مسلسل کا آسماں
شبیرؑ کون، دینِ محمدؐ کا پاسباں
شبیرؑ کون، ذاتِ مشیت کارازداں
شبیرؑ کون، حرسے مخالف کا قدر داں

شبیرؑ وہ جو پیاس میں دشمن کو جام دے
کردار جس کا درس بقائے دوام دے

شبیرؑ کون،دینِ پیمبرؐ کا رہنما
شبیرؑ کون، کشتی ایماں کا ناخدا
شبیرؑ کون، راہِ صداقت کا پیشوا
شبیرؑ کون، معنی ومفہوم کربلا

شبیرؑ وہ جو جان کو خطرے میں ڈال دے
آتی ہوئی بلا کو جوسر دے کے ٹال دے

❁❁❁

سلام

(شہید)علامہ محسنؔ نقوی صاحب پاکستان

بے ردا شہر کی گلیوں سے گزر زینبؑ کا — پشت عابدؑ پہ ہے تحریر سفر زینبؑ کا
گر پڑا خاک پہ عباسؑ کا سر مقتل میں — نوک نیزہ سے نہ دیکھا گیا سر زینبؑ کا
خونِ شبیرؑ کی ہربوند کا مقروض بشر — خونِ شبیرؑ ہے مقروض مگر زینبؑ کا
رات لگتی ہے مجھے بنتِ پیمبرؑ کی ردا — چاند لگتا ہے مجھے دیدۂ تر زینبؑ کا
یہ الگ بات کہ محفوظ رہا دینِ رسولؐ — یہ الگ بات کہ لوٹا گیا گھر زینبؑ کا
لاش اکبرؑ پہ حسینؑ ابن علیؑ کہتے تھے — کس نے چھلنی کیا برچھی سے جگر زینبؑ کا
جس جگہ شام غریباں کی ہو مجلس برپا — ذکر ہوتا ہے وہاں تابہ سحر زینبؑ کا

❁❁❁

سلام

جناب محمد مرزا کاظم حسین صاحب محشرؔ لکھنوی

روز آتے ہیں ملک بہر نثار کربلا
کعبۂ اسلام وایماں ہے دیار کربلا

بن گیا زینبؑ کی چادر اور کفن شبیرؑ کا
بے کسی میں کام یوں آیا غبار کربلا

زندگی پر ہر نفس میں موت کو ترجیح دی
کس کلیجے کا تھا ہر اک جاں نثار کربلا

دور عالم میں بڑھے زور ہوائے انقلاب
مٹ نہیں سکتا کبھی رنگ بہار کربلا

زائروں کو جوہر باطن نہ کیوں آئین نظر
رحمت معبود ہے آئینہ دار کربلا

خاک میں پیدا کیا قدرت نے اعجاز مسیح
یوں بڑھا خون شہیداں سے وقار کربلا

ہستئ ظاہر فدا کی پائی غیبی سلطنت
گھر لٹا کر ہوگئے شہ تاجدار کربلا

روضۂ رضوان کی اب کوئی اُسے پروا نہیں
جنّتی وہ ہے جو دیکھ آیا بہار کربلا

ساکنان عرش اعظم آتے ہیں بہر طواف
تربت شہ سے بڑھا ایسا وقار کربلا

آج تک ذرات دیتے ہیں صدائے یاحسین
جب ہوا سے مل کے اڑتا ہے غبار کربلا

ایک جانب چند غازی اک طرف لاکھوں شریر
غم کا افسانہ ہے حال گیرودار کربلا

خوبئ قسمت انہیں اس غم میں روتا ہی رکھے
جن کے اشکوں سے ہے قائم یادگار کربلا

عقل انساں راز غیبی کو سمجھ سکتی نہیں
پوچھیئے قرآن سے عزّ و وقار کربلا

اس قدر شوق شہادت تھا حسینی خون میں
ہوگیا شش ماہہ بچہ بھی نثار کربلا

ہر نفس میں انتظار جذبۂ لبیک ہے
چل کے محشرؔ دیکھ آئیں پھر دیار کربلا

❁❁❁

سلام

جناب محکمؔ عابدی صاحب، علی پوری

ایک تجھ میں کربلا کیا کیا نظر آنے لگا
حق وباطل کا ہمیں نقشہ نظر آنے لگا

تھا اِدھر کنبہ حسینؑ ابن علیؑ کا تشنہ لب
اور اُدھر بہتا ہوا دریا نظر آنے لگا

اِس قدر پُر نور چہرہ آیا اکبرؑ کا نظر
نور بھی خورشید کا پھیکا نظر آنے لگا

ہر طرف ٹکڑے پڑے ہیں قاسمؑ نو شاہ کے
ہر طرف بکھرا ہوا سہرا نظر آنے لگا

جس کو کہتا تھا زمانہ ہم شبیہ مصطفیؐ
کھا کے سینے پر سناں مرتا نظر آنے لگا

ثانیٔ حیدرؑ زمینِ گرم پر ہائے غضب
اسپ سے بن ہاتھوں کے گرتا نظر آنے لگا

صبح سے مارے گئے جس کے اکہتّر جاں نثار
عصر کے ہنگام وہ تنہا نظر آنے لگا

اک طرف تپتی لحد ہے اصغرؑ گلفام کی
اک طرف جلتا ہوا جھولا نظر آنے لگا

بعد عاشورہ اے محکمؔ اک بہن ہے بے ردا
بے کفن اک بھائی کا لاشہ نظر آنے لگا

❁❁❁

شان روانگی جناب ابوالفضل العباس علیہ السلام

جناب سید محمود الحسن صاحب ترمذی خانیوال

باگ لی جرار نے دریا پہ یوں جانے لگا
آفتاب اپنی ضیاء گویا کہ پھیلانے لگا
گیسوئے مشکیں ہوا میں پیچ وخم کھانے لگا
عطر وعنبر خلد کا وادی میں مہکانے لگا
ہیچ تھے رنگت میں نکہت میں عروسان چمن
بن گیا تھا ریت کا میدان جنت کی دولہن

پنجۂ پرنور کی ضو سے سنہری رزم گاہ
منزل وحدت کہوں یا کربلا کی قتل گاہ
عرش سے آنے لگی پیہم صدائے واہ واہ
یوسف کنعاں کو لائی خلد سے جنگل کی چاہ
ریت کے ذروں میں آیا کیمیائی کا اثر
صرۂ خاک شفا ہے نقش پا ایسا بشر

ذرّہ ذرّہ جھلملا اٹھا وفور نور سے
نور کا دریا نظر آتا تھا مقتل دور سے
بڑھ گیا تھا وادیٔ ایمن چراغ طور سے
یہ جھلک آئی ہو شاید کہ حجاب نور سے

مشک آگیں ہے معطر ہے فضا شاداب ہے
نہر کا پانی ہے یا کوثر کا اس میں آب ہے

مشک لی پرچم لیا حیدرؑ کا جانی آگیا
جعفر طیار کا حمزہؑ کا ثانی آگیا
بحروبر پر جس کی چھائی حکمرانی آگیا
موت کو سمجھے ہوئے ہے زندگانی آگیا

کفر کی ایمان کے آتے ہی نبضیں چھٹ گئیں
صاف کائی کی طرح میداں کی فوجیں ہٹ گئیں

نور کی جلوہ گری ظل الہٰی آگیا
شوکت واقبال سے کرنے کو شاہی آگیا
ہاتھ میں تیغ علیؑ بانکا سپاہی آگیا
قاتل کفار فوجوں کی تباہی آگیا

دوہواگر ایک ناری بھی اکڑ کے رہ گیا
گر بچا تو کان کو اپنے پکڑ کر رہ گیا

بازوئے سبط نبیؐ بے مثل ہے تیرا ثبات
تھی حصول آب میں یکساں تجھے موت وحیات
بات کہنے میں عدو سے لے لیا تو نے فرات
تیری جانبازی کی لیتی تھی بلائیں کائنات

مشک پانی سے بھری پانی پہ پرچم چھا گیا
شاہ خیبر گیر کے لب پر تبسم آگیا

❁❁❁

سلام

ڈاکٹر محمود صاحب محمد آبادی

غم حسینؑ کو کیا سادہ کار سمجھیں گے — یہ بات دور کی ہے ہوشیار سمجھیں گے
کھلیں جو سینوں پہ زخموں کے پھول ماتم سے — ہم اہل غم تو اسی کو بہار سمجھیں گے

پس حیات بھی جو کام آئے مرقد میں
ہم اس کو رہبرِ بااختیار سمجھیں گے
وہ نوجواں جو غمِ کربلا میں ڈوبے گا
اسی کو اہل نظر ہونہار سمجھیں گے
ہم اور کوئی نہیں ہم حسینؑ والے ہیں
ہمیں تو تجھ سے غمِ روزگار سمجھیں گے
غمِ حسینؑ میں جو شخص ہوگا اشک فشاں
رسولؐ اپنا اسے غم گسار سمجھیں گے
جو جانتے ہی نہیں کیا ہے شان وعزت نفس
حسینؑ کیا وہ تمہارا وقار سمجھیں گے
ازل سے لکھی ہے قسمت میں جن کی ناکامی
غمِ حسینؑ کو وہ ناگوار سمجھیں گے
سہارا جس کا بنے ناخدائے کرب وبلا
ہم اس کی کشتئ ایماں کو پار سمجھیں گے

❁❁❁

سلام

جناب محمود کاظم صاحب

جو راہِ وفا میں ترا نقشِ کف پا ہے
گم گشتہ منزل کا وہی قبلہ نما ہے
وہ در کہ جبیں جس پہ جھکی جاتی ہے اے شیخ
کعبہ نہیں تسلیم بتادیجئے کیا ہے
تفسیر و احادیث میں حق ڈھونڈھنے والو
یہ عقدۂ دشوار ہے شبیرؑ سرا ہے
محشر میرے نظروں میں ہے جنت مرے آگے
جمشید کا یہ جام نہیں جام ولا ہے
میخوار ازل ہوں مجھے بہکائے گا کیا شیخ
اس جام کو آدم نے مرے ساتھ پیا ہے
ساقی مرے ہونٹوں ہی پہ ٹپکادے ذرا سی
اس مے کے لئے ہی تو مرا ہاتھ کٹا ہے
لکھ حضرت عباسؑ کی توصیف مسلسل
کاظم کے لئے اس کی جزا روز جزا ہے
رک جاؤ یہ آرام گہ شیر وغا ہے
اس سمت سے رستہ نہیں فوجوں کو ملا ہے
سوتا ہے یہاں کوئی سلیمان شجاعت
رک رک کے رواں اس لئے یہ موج ہوا ہے
مانا کہ ہو تم فارس میدان شجاعت
اس در سے مگر نام شجاعت کا چلا ہے
دیتے ہیں خرا اہل وفا آکے یہاں پر
سرتم بھی جھکا دو کہ تقاضائے وفا ہے
دنیا میں تو سالار بہت گزرے ہیں لیکن
کب ایسا زمانے میں علمدار ہوا ہے
تاعصر بہتر کو ہزاروں سے لڑا کر
بڑھتی ہوئی فوجوں کا قدم روک دیا ہے
خود پیاس میں دو روز کی فوجوں کو بھگا کر
سرداروں کو للکار کے مشکیزہ بھرا ہے
یہ روضۂ عباسؑ دلاور ہے جوانو
تعظیم کرو یہ حرم اہل وفا ہے

❁❁❁

سلام

جناب مختار معصوم املوی

تو جانشین ہے حیدرؑ کی ان اداؤں کا
جو دم میں موڑ دیں رخ ظلم کی ہواؤں کا

علیؑ کا شیر ہے میدان جنگ میں آکر
جواب دے گا ستمگر تری جفاؤں کا

کہا جری نے کہ اے شامیو، بڑھو آگے
پیا ہے دودھ جو تم نے بھی اپنی ماؤں کا

پہونچ کے چلو میں نہر فرات کی لہرو
نہ امتحان لو عباسؑ کی وفاؤں کا

مجال کیا تھی کہ چادر کو لوٹتے ظالم
جو ساتھ ہوتا محافظ بھی ان رداؤں کا

❁❁❁

عزم حسین علیہ السلام

مولوی حافظ قاری ڈاکٹر محمد ظہیر الحسن مدنی صاحب جلال پور

رورہا تھا سارا عالم دنگ تھا سارا جہاں
زرد تھا تاروں کا چہرہ کانپتا تھا آسماں
شور برپا تھا زمیں پر تھی صدائے الاماں
جارہا تھا دینے تنہا کوئی اپنا امتحاں

صبح تھی لیکن زمانے میں اندھیرا ہوگیا
ابر کے دامن میں سورج منھ چھپا کر سوگیا

وہ قیامت تھی زمیں ہیبت سے تھرانے لگی
سانپ کی صورت عدو کی فوج بل کھانے لگی
جس طرف نظریں اٹھیں آفت نظر آنے لگی
تھی خجل انسانیت تہذیب شرمانے لگی

از زمیں تا آسماں محشر نظر آنے لگا
بے چراغ آل نبیؐ کا گھر نظر آنے لگا

سردشت نینوا

بے ادب خونخوار لشکر راہِ حق سے دُور دُور
بڑھ رہا ہے شیشۂ ملت کو کرنے چور چور
اس کی کوشش تھی کہ ہو دنیا میں باطل کا ظہور
ہوچکے تھے جن کے دل احکام حق سے بے شعور
اک وفا پیکر بڑھا اتمام حجت کے لئے
ہاں حسینؑ ابن علیؑ آئے ہدایت کے لئے

پیش اعداء سربکف ہوکر جو آیا وہ حسینؑ
جس نے صرف اسلام پر سب کچھ لٹا یا وہ حسینؑ
مرتضیٰؑ کا دبدبہ جس نے دکھایا وہ حسینؑ
زیر خنجر بھی جو پیہم مسکرایا وہ حسینؑ
جس نے فاقوں میں نمایاں زور ایماں کردیا
جس نے جوکچھ بھی تھا راہ حق میں قرباں کردیا

کردیا فرعونیت کو جس نے رسواوہ حسینؑ
زندگی کے معرکے میں تھا جو تنہا وہ حسینؑ
زندہ جس سے دبدبہ شیر خدا کا وہ حسینؑ
جس کو کہتے ہیں رسول حق کا پیارا وہ حسینؑ
وہ چلا دنیا سے تو کہرام برپا ہوگیا
ہرطرف ہر سمت اندھیرا ہی اندھیرا ہوگیا

دیر تک فوجِ عدو کو درہم وبرہم کیا
یاد آیا کل کا وعدہ جب تو سر کو خم کیا
دشمنوں نے جب زمین کربلا کو نم کیا
عرشِ حق جنبش میں آیا اور جہاں نے غم کیا
اس یزیدی دور میں کارنمایاں کردیا
مدنیؔ آقا نے ترے اپنے کو قرباں کردیا

❖❖❖

سلام

جناب مسرّت قادری حنفی غالبی صاحب (مرادآبادی)

نہ وہ منظر نہ اب حسرت فزاوہ شام باقی ہے
ستم کا اہل شر پر آج بھی الزام باقی ہے

ابھی تک غم سلامت ہے امام دین وملت کا
ابھی معصوم اصغرؑ کا زباں پر نام باقی ہے

ابھی تک چرخ پر ہیں سرخیاں خون شہیداں کی
ابھی تک کربلا کی روح فرسا شام باقی ہے

ابھی تک دشت کے دامن پہ تازہ خوں کے دھبے ہیں
ابھی تک ظلم تیرا شمر بد انجام باقی ہے

تمہارے خون کے قطروں نے عزت بخش دی اس کو
انہیں سے سرزمین کربلا کا نام باقی ہے

مسرتؔ کیوں ہراساں ہے شب تاریک سے اپنی
جہاں میں آج بھی مولا کا فیض عام باقی ہے

❁❁❁

سلام

جناب مشتاق لکھنوی صاحب

نہ خوف نارِ جہنم نہ فکر جنت ہے
نہ دیں پہ یورش اعداء سے کوئی دہشت ہے

پریشاں حال جہاں میں تمام امت ہے
فجور وفسق میں ڈوبی ہوئی قیادت ہے

یزیدیت کی زمانے میں پھر حکومت ہے
حسینؑ آج تمہاری بڑی ضرورت ہے

جلال وجاہ کے آگے جھکے ہوئے ہیں عوام
بنے ہوئے ہیں توہم پرست اپنے امام

ہے حق پرستوں پہ یلغار باطل واصنام
شکار جبر وتشدد ہیں پھر تمہارے غلام

پھر ایک پیکر صبرورضا کی حاجت ہے
حسینؑ آج تمہاری بڑی ضرورت ہے

یہاں نہ برتر ولائق کو دیکھتا ہے کوئی
نہ نیک وپارسالائق کو دیکھتا ہے کوئی

نہ بندگی کے ہی شائق کو دیکھتا ہے کوئی
نہ زندگی کے حقائق کو دیکھتا ہے کوئی

عجب ہیں لوگ، عجب اس جہاں کی حالت ہے
حسینؑ آج تمہاری بڑی ضرورت ہے

❁❁❁

سلام

جناب مصحفیؔ صاحب

سلامی اشک سے یہ چشم مومنین تر ہے
کہ جس سے فرش ہے نمناک اور زمیں تر ہے

یہ پُر ہوئے ہیں شہیدوں کے خون سے تھالے
کہ قتل گاہ کی دودو وجب زمیں تر ہے

سپرد کی ہے جو قاسمؑ نے وقت رخصت کے
وہ اشکِ گریہ کبریٰ سے آستیں تر ہے

پسینہ تن سے جو عابدؑ کے پونچھے تھی زینبؑ
دوم بھی نم ہے جو رومالِ اولیں تر ہے

لکھوں میں حال شہیدوں کا مصحفیؔ کب تک
کہ دیدۂ قلمِ معجز آفریں تر ہے

۞۞۞

سلام

جناب مصطفیٰؔ اکبرآبادی صاحب

پاراصغرؑ کے گلے سے جبکہ پیکاں ہوگیا
منقلب شبیرؑ کے ہاتھوں پہ ناداں ہوگیا

لاشۂ اکبرؑ پہ فرماتے تھے رورو کر حسینؑ
زیست کا رخصت مزا اے راحت جاں ہوگیا

قید میں گھٹ گھٹ کے زینبؑ سے سکینہؑ نے کہا
کیا پھوپھی اماں ہمارا گھر ہی زنداں ہوگیا

بجھ گئی افسوس رن میں شمع قندیل حرم
کیا قیامت ہے کہ کوفہ میں چراغاں ہوگیا

گلشن اسلام میں کیا خاک پھر آئے بہار
ہائے جب برباد زہراؑ کا گلستاں ہوگیا

ناز کر اے کربلا جن کی نہ ممکن تھی مثال
ان گلوں سے پُر ترا واللہ داماں ہوگیا

آفتابِ دین وایماں جب گہن میں آگیا
ظلمتیں بڑھنے لگیں محشر کا ساماں ہوگیا

ڈھونڈھتے تھے شاہ دیں لیکن کوئی یاور نہ تھا
جب علی اصغرؑ بھی زیرخاک پنہاں ہوگیا

وفعتہ رخصت ہوا شبیرؑ کی آنکھوں سے نور
دم میں جب ٹھنڈا چراغِ زیر داماں ہوگیا

پردہ داری جس کے گھر کی حشر تک ممنون ہے
سر اُسی کا اے فلک بلوے میں عریاں ہوگیا

رنگ لایا خوں شہیدانِ وفا کا مصطفیٰؔ
چرخ پر رنگِ شفق بن کر نمایاں ہوگیا

۞۞۞

سلام

جناب مصطفیٰ زیدی صاحب

بعدِ امامِ لشکرِ تشنہ دہاں جو کچھ ہُوا
کیسے رقم ہو بے کسی، بے حُرمتی کی داستاں

اِک مشک جس کو کرگئ سیراب تیروں کی زباں
اِک آہ جو سینے سے نکلی اور فضا میں کھوگئ

وہ دودمانِ حیدری کی، آلِ پیغمبرؐ کی لاش
وہ اک بُریدہ بازوؤں والے علَم پرور کی لاش

معصوم بچّے وحشیوں کی جھڑکیاں کھائے ہُوے
سجّادؑ سے زینبؑ کا یہ کہنا کہ مولا جاگیے

اُٹھتے ہیں شعلے دیکھیے، جلتا ہے خیمہ جاگیے
سارے محافظ سو رہے ہیں، اشقیا بیدار ہیں

کِس سے کہوں، کیسے کہوں، اے کربلا، اے کربلا
اک کنبۂ عالی نسب کی دربدر رُسوائیاں

اِک سبز پرچم جھک گیا جو خاک و خوں کے درمیاں
اِک روشنی جو دن کی ڈھلتی ساعتوں میں سو گئ

وہ آیتوں کی گود میں سوئے ہوئے اکبرؑ کی لاش
وہ دودھ پیتے ،لوریاں سُنتے ہوئے اصغرؑ کی لاش

عَونؑ و محمّدؑ چھوٹے چھوٹے ہاتھ پھَیلائے ہُوے
غفلت سے آنکھیں کھولیے، لُٹتا ہےکنبہ جا گیے

اے باقئ ذُرّیتِ یٰسین و طٰہٰ جاگیے
طوق و سلاسل منتظر ہیں، بیڑیاں تیار ہیں

❖ ❖ ❖

شام غریباں

جناب مضطر صاحب اکبر آبادی

عجیب رنگ سے عشرہ کی شام آئی ہے
ادا سیوں کی گھٹا کربلا پہ چھائی ہے

لب فرات ہے محونشاط فوج یزید
حسینؑ عصر کے ہنگام ہو چکے ہیں شہید

برس رہا ہے بدستور آسماں سے لہو
ٹپک رہا ہے شہیدوں کی داستاں سے لہو

لگا ہوا ہے گہن چاند کو اندھیرا ہے
فضاؤں میں غم وآلام کا بسیرا ہے

چھڑا ہوا ہے ہر اک سمت آج موت کا راگ
خیامِ آل عبامیں لگی ہوئی ہے آگ

فقط ہیں مردوں میں موجود عابدؑ بیمار
جنھیں ہے ضعف کی شدت سے بیٹھنا دشوار

گھرے ہوئے ہیں ہجوم بلا میں اہل حرم
اٹھارہے ہیں تکالیف سہہ رہے ہیں ستم

مگر جبیں پہ ذرا بھی نہیں ہے گردِ ملال
قدم قدم پہ ہے تائید ایزدی کا خیال

وہی لبوں پہ تبسم کا نور رقصاں ہے
وہی نگاہ سے صبروسکوں نمایاں ہے

وہی ہیں شکر کے سجدے وہی دعائیں ہیں
وہی خدا سے بدستورالتجائیں ہیں

نفس نفس میں ہے اخلاص کی چمک موجود
قدم قدم پہ ہے اسلام کی بقا کا خیال

الجھ رہے ہیں حوادث کی قہرمانی سے
سکون پذیر ہیں صدموں کی بیکرانی سے

سنارہے ہیں خدا ورسول کا فرمان
ہے آپ اپنی مثال ان کے صبر و ضبط کی شان

گذر رہے ہیں مصائب کی شاہراہوں سے
سکون ہے مترشّح مگر نگاہوں سے

انہیں کی شام غریباں کی نور ارزانی
ہماری صبحوں کو دیتی ہے حسن وتابانی

انہیں کے نور سے راہِ حیات روشن ہے
انہیں کے جلووٴں سے یہ کائنات روشن ہے

یہ کائنات یوں ہی جگمگائے جائے گی
وقارِ حق وصداقت بڑھائے جائے گی

❁❁❁

سلام

جناب مضطرؔ حیدری صاحب

شبیرؑ کا سرزیبِ سناں تھا
عالم میں برپا حشرِ فغاں تھا

دنیا میں پیاسا مارا گیا ہے
دینِ خدا کا جو پاسباں تھا

کیوں بے اماں تھے وہ کربلا میں
جن کا گھرانہ دارالاماں تھا

کیوں ان کے دشمن اہل جہاں تھے
جن کے لئے یہ سارا جہاں تھا

امت نے مارا اس کو دغا سے
جو مصطفیٰؐ کا آرامِ جاں تھا

حسرت کا عالم تھا بحروبر میں
سلطانِ عالم تشنہ دہاں تھا

تذکرِ حق میں کرلیں زبانیں
عاشور کی شب پانی کہاں تھا

اہل حرم تھے قیدِ ستم میں
عالم میں برپا حشر فغاں تھا

جو تیر کھاکر دم بھر نہ تڑپا
وہ کربلا کا ایک بے زباں تھا

جس نے اٹھایا طوفانِ ماتم
مضطرؔ وہ میرا قلبِ تپاں تھا

❁❁❁

سلام

جناب سید عباس حیدر صاحب مضطرؔ جونپوری، لکھنؤ

جو دیکھا جوش غمِ شہؑ میں دیدۂ تر کا
اُتر کے رہ گیا چہرہ ہر اک سمندر کا

ہر ایک اشک میں ہے سلسبیل کی تصویر
دل آئینہ ہے مرا کربلا کے منظر کا

حسینؑ آپ کا رکھا ہے تعزیہ جب سے
طواف کرتے ہیں سارے ملک مرے گھر کا

تمام شہر سیہ پوش ہے غم شہؑ میں
ہے کائنات میں ماتم نبیؐ کے دلبر کا

نگاہ کی جو صفوں پر اُلٹ دیئے لشکر
جہادِ شیرِ خدا ہے جہاد اصغرؑ کا

حسینؑ کرتے ہیں تعظیمِ ثانئ زہراؑ
بہت بلند ہے رتبہ علیؑ کی دختر کا

بڑھا کے ہاتھ لیا گود میں اسے شہؑ نے
سمجھ چکے ہیں ارادہ حسینؑ اصغرؑ کا

نظر تھی خُشک لبوں کے حسیں تبسم پر
حسینؑ دیکھ رہے تھے جہاد اصغرؑ کا

مقابلے کے لئے کربلا میں یکجا تھے
تھا جن کے دل میں ہرا زخم تیغِ حیدرؑ کا

خود اس کی تیغ کے خط سے ہیں مضطرب فوجیں
مجال کیا جو کریں سامنا غضنفر کا

حسینؑ رن میں اٹھاتے ہیں خود جواں کی لاش
اک امتحان ہے یہ بھی دل پیمبرؐ کا

نجف سے آئے علیؑ مشکلیں ہوئیں آساں
دعا میں میں نے دیا واسطہ جو سرورؑ کا

جو دشمنان عزائے حسینؑ ہیں مضطرؔ
انہیں خیال نہیں کچھ بھی روزِ محشر کا

❁❁❁

سلام

جناب مضطرؔ صاحب جلالپوری

جب مدینے سے سفرکو شہِ ذیشاں نکلے
یاروانصار جلومیں تھے نمایاں نکلے

شمر سے حرؑ نے کہا جاتے ہیں شہ کی جانب
دیکھ لشکر سے ترے صاحبِ ایماں نکلے

قبر نانا کی چھٹی اور مدینہ چھوٹا
شاہِ دیں گریہ کناں گھر سے پریشاں نکلے

لشکرِ ظلم وستم میں تھے مسلمان سبھی
حق کو حق کہتے مگر چند مسلماں نکلے

تن کے عباسؑ نے یہ شام کی فوجوں سے کہا
جس میں ہمت ہو وہی برسرِ میداں نکلے

یادِ بے شیر میں تھا بانوئے بیکس کا بیاں
ہائے افسوس نہ دل کے مرے ارماں نکلے

کیا قیامت ہے لعینوں نے ردائیں چھینیں
شاہ کے اہلِ حرم باسرِ عریاں نکلے

پردۂ خاک سے غنچے ہوں کہ گل ہوں مضطرؔ
شاہ کے غم میں سبھی چاک گریباں نکلے

❁❁❁

سلام

جناب مظفر حسین صاحب، مظفرؔ (چندوارہ) مظفر پور بہار

اگر مجھ پر نگاہِ احمدؐ مختار ہوجائے
سفینہ میرا گرداب بلا سے پار ہوجائے

اسے آغوش میں لے لے نبیؐ پاک کی رحمت
وہ دل جو روضۂ شبیرؑ کا زوار ہوجائے

یزید وقت کے تیور اگر اسلام دشمن ہوں
حسینیؑ حوصلہ حق کا امانت دار ہوجائے

یہی ہے مرضئ داور، بلا کے دشت کا خطہ
شہیدان وفا کے خون سے گلزار ہوجائے

اجازت جنگ کی مل جائے زینبؑ کے دلیروں کو
عیاں اعدا پہ عزم جعفرؑ طیار ہوجائے

اذاں اکبرؑ نے دے کر حرکو ایسی مغفرت بخشی
کہ غازی دین حق کی آہنی دیوار ہوجائے

ملا رومال زہراؑ ، زانوئے سرورؑ پہ نیند آئی
نہ کیوں بخت رسا حُر کا درشہوار ہوجائے

شہؑ والا اگر عباسؑ کو اذن وغا دے دیں
تو اک حملہ میں پسپا لشکر کفار ہوجائے

لیا چلومیں پانی اور دکھا کر اس طرح پھینکا
کہ دریا اپنی نظروں میں ذلیل وخوار ہوجائے

ہے دریااس طرح قبضے میں عباسؑ دلاور کے
کہ جیسے فاتح اقلیم خود مختار ہوجائے

غم شبیرؑ کی تاثیر سے پتھر کا دل پگھلے
کہ ہر چشم تمنا دیدۂ خونبار ہوجائے

اگرزینبؑ کے خطبے سے عیاں ہولہجۂ حیدرؑ
امیر شام رسوا خود سردربار ہوجائے

تصور کی نظر سے جب وہ سوئے کربلا دیکھے
مظفرؔ کا مقدر خواب سے بیدار ہوجائے

❁❁❁

سلام

جناب مظفر رضوی صاحب اکبر آبادی

غم شاہ دیں کا چاند ستاروں سے پوچھ لو
سرخئ خوں شفق کے نظاروں سے پوچھ لو

پیاسی ہی ذبح ہوگئی اولادِ مصطفیٰؐ
بہتے ہوئے فرات کے دھاروں سے پوچھ لو

برباد کس طرح ہوا گلزار فاطمہؑ
دشت بلا میں جاکے مزاروں سے پوچھ لو

کاٹا گلا حسینؑ کا زینبؑ کے سامنے
اہل وغا سے ظلم شعاروں سے پوچھ لو

بیمار کس طرح گیا دربار شام تک
عابدؑ کا حال راہ کے خاروں سے پوچھ لو

❁❁❁

سلام

جناب مظفرؔ وارثی صاحب

سینکڑوں سال ہوئے جب نہ ملا تھا پانی
آج تک ہے لب شبیر کا پیاسا پانی

کربلا سامنے آتی جو وہ لاشے لے کر
آنکھ تو آنکھ ہے پتھر سے برستا پانی

کیسی بستی میں محمد کا مسافر ٹھہرا
دھوپ خیمہ تھی، دری ریت، نظارا پانی

تشنگی اس کی سمندر کو بلا سکتی تھی
کاٹ سکتا تھا وہ تلوار سے چلتا پانی

کس کے سرفتح کا تاریخ نے سہرا باندھا
سرخرو کون ہے دونوں میں لہویا پانی؟

موت کے گھاٹ اترتے ہی رہیں گے پیاسے
جب تک اس دجلۂ دنیا میں رہے گا پانی

جب بھی ذکرِ شہداء دلِ نے مظفرؔ چھیڑا
آنکھ اک زخم بنی زخم سے ٹپکا پانی

❁❁❁

سلام

جناب مظفرؔ بلگرامی صاحب

جیوں علیؑ کے لیے اور مروں علیؑ کے لئے
یہ راستے ہیں ہمیشہ کی زندگی کے لئے

درحسینؑ سے ملتی ہے راہِ خلد مگر
خلوصِ حُر کی ضرورت ہے آدمی کے لئے

یہ جان کر درِ شبیرؑ پر صدا دیجئے
فرشتے آئے ہیں اس جاقلندری کے لئے

سنا ہے جب سے کہ مولا لحد میں آئیں گے
نہ مانگی ہم نے دعا، تب سے زندگی کے لئے

ہیں نام پنجتنؑ پاک ظلمتوں میں چراغ
ہمیں چراغ میسر ہیں روشنی کے لئے

غم حسینؑ کو بے کار جانئے نہ حضور
غم حسینؑ ضروری ہے زندگی کے لئے

سمجھنا منزل شبیرؑ سب کے بس میں کہاں
شعور چاہیے انساں کو آگہی کے لئے
کہا حسینؑ نے اصغر سے کیا کروں میرے لال
کوئی علاج نہیں تیری تشنگی کے لئے
عجیب شے ہے مظفرؔ غمِ حسینؑ بھی یہ
وگرنہ روتا نہیں کوئی بھی کسی کے لئے

سلام

جناب مظہرؔ سعید صاحب بہرائچی

باطل سے دب کے رہنا گوارا نہیں کیا
حقانیت کے واسطے کیا کیا نہیں کیا
وہ تشنگی کے کرب کو سہتا رہا مگر
سوکھے لبوں سے پیاس کا شکوہ نہیں کیا
وہ مسکرا رہا تھا کھڑا تیز دھوپ میں
اس پر کسی درخت نے سایہ نہیں کیا
صحرا کو دی جو چوٹ تو چشمہ ابل پڑا
یہ مت کہو کہ دشت کو دریا نہیں کیا
آتا جو حرف اس کی شرافت پہ کوئی بھی
ہاں ہاں خدا قسم کبھی ایسا نہیں کیا
اک امن و آشتی کا پیمبرؐ کا کہو اُسے
اس نے کسی بھی شخص سے جھگڑا نہیں کیا
بازار قتل گاہ سے آتی ہے یہ صدا
سر دے دیا ضمیر کو سودا نہیں کیا
جیسا کیا ہے روز دہم اس نے دوستو!
ایسا کسی نبیؑ نے بھی سجدہ نہیں کیا
مظہرؔ وہ ڈوب جائے گا کشتی بھی ہو تو کیا
ذات خدا پہ جس نے بھروسہ نہیں کیا

سلام

جناب معجزؔ صاحب سنبھلی

ورق ورق کے لئے پیش لفظ ہے شبیرؑ
ورق ورق کے لئے عرض حال ہے زینبؑ
کتاب کرب و بلا کا مقدّمہ ہے حسینؑ
کتاب کرب و بلا کا مآل ہے زینبؑ
جناب سائرہ میں ہاجرہ میں مریمؑ میں
ہے کس کا حسن تو کس کا جمال ہے زینبؑ
یہ سوچتا ہوں کہ تشبیہ دوں تو کس سے دوں
یہ سوچتا ہوں کہ کس کی مثال ہے زینبؑ
کہیں ہے باپ کی خصلت کہیں ہے ماں کا مزاج
ہر ایک وصف میں حد کمال ہے زینبؑ

مدینہ اس کا ہے شاہد تو کربلا ہے گواہ   وقارِ فاطمہؑ، حیدرؑ جلال ہے زینبؑ

حیا میں، ضبط میں، عزم و عمل میں، ہمت میں   مثال کوئی نہیں بے مثال ہے زینبؑ

دکھائے صبر کے جوہر تو فاطمہؑ زہرا   دکھائے غیظ تو حیدرؑ جلال ہے زینبؑ

وہ جن کا دشمنیٔ اہلِ بیتؑ مشرب تھا   وہ کیسے کہتے کہ اعلیٰ خصال ہے زینبؑ

نبیؐ کے لال ہی کو لال جو سمجھ نہ سکے   وہ کیا سمجھتے محمدؐ کی آلؑ ہے زینبؑ

وہ تیرے سر سے اُتاری گئی جو مقتل میں   ہمارے سر کی رداؤں کی ڈھال ہے زینبؑ

ہر ایک مادرِ اسلام دے رہی ہے دُعا   ہمارا پردہ ترا بال بال ہے زینبؑ

ابھی تو ہیبت عباسؑ ہے لعینوں پر   نظر اٹھائے کوئی کیا مجال ہے زینبؑ

ابھی تو رُعب علمدارؑ کارفرما ہے   تری نقاب جری کا جلال ہے زینبؑ

وہ کربلا تھی جہاں صبر کی یہ حامل تھی   یہ پائے تخت یہاں پر جلال ہے زینبؑ

کہو ملک سے کہ ارض و سما کو تھامے رہیں   امیر شام سے صرف مقال ہے زینبؑ

ہے لمحہ لمحہ تری بیڑیوں پہ اس کی نظر   اگر چہ اونٹ پہ خود غیر حال ہے زینبؑ

اٹھے گی تیغ نہ اب تجھ پہ تیر برسیں گے   مریض تیری حفاظت کو ڈھال ہے زینبؑ

سوال شام کا حاکم ہے اور جواب حسینؑ   یہ وقت وہ ہے کہ جب غیر حال ہے زینبؑ

یہ سب حسینؑ سے پہلے تھا اب حسینؑ کے بعد   جواب شام کا حاکم سوال ہے زینبؑ

ابوترابؑ کے لہجے کو دل تڑپتا ہے   کریں سوال ہماری مجال ہے زینبؑ

وہ لفظ کیا تھے کہ دربار جن سے کانپ اُٹھا   بصد ادب مرا تم سے سوال ہے زینبؑ

وہ تیرے خطبے کی ضربیں کہ طالب بیعت   بزعمِ فتح بھی کتنا نڈھال ہے زینبؑ

یہ خطبہ تابہ قیامت فضا میں گونجے گا   کہ لفظ لفظ ترا لا زوال ہے زینبؑ

سلام

جناب معجزؔ جلالپوری صاحب

حسینؑ لائے تھے کچھ اس طرح کے چن کر پھول   مشام دیں کو وہی کرگئے معطر پھول

بکھیرتے تھے چمن میں وہ رنگ وبو یکساں   تھا ان میں کوئی تو اکبرؑ تو کوئی اصغرؑ پھول

گلاب جیسے شہنشاہ ہیں گلوں میں حسینؑ   کھلے جو گلشن اسلام میں بہتّر پھول

ہے جھونکا کافی تجھے ایک تیغ حیدرؑ کا
بہت تو اپنے تن وتوش پر نہ عنتر پھول
نہ دے سکا کوئی ہلکی سی ایک جنبش بھی
علیؑ کے دست زبردست پر تھا خیبر پھول
ہے رشک گلشنِ جنت غدیر کا صحرا
ہیں شاخ دست نبوت پہ جیسے حیدرؑ پھول
ملی ہے تجھ کو غلامی میں بھی شہنشاہی
علیؑ کی ذات پہ تو چاہے جتنا قنبر پھول
جو تعزیوں پہ چڑھاتے ہیں ہم برابر پھول
غم حسینؑ کے لے جاتے ہیں پیمبر پھول
شعور ہنسنے کا ان کو سکھاگئے اصغرؑ
چمن میں ہنستے رہیں گے یونہی برابر پھول
بہارخلد یہ دیکھی علیؑ کے گھر معجز
ہے ایک پھول جو شبیرؑ ایک شبرؑ پھول

❁❁❁

سلام

جناب معراجؔ نقوی صاحب

میخانہ پیغام پیمبرؐ نہیں بدلا
ساقی تو بدلتے رہے ساغر نہیں بدلا
جب تک کہ حر آیا نہیں سرور کی اماں میں
فطرس کی طرح اس کا مقدر نہیں بدلا
انداز ستم روز بدلتے رہے لیکن
صدیوں سے میرے صبر کا پیکر نہیں بدلا
بے خوف میں مرسلؐ کی ردا اوڑھ کے سویا
کروٹ نہیں بدلی کوئی بستر نہیں بدلا
یہ اب بھی گہر ہوتا ہے ایماں کے صدف میں
اس اشک عقیدت نے کبھی گھر نہیں بدلا
پڑھنے لگا اللہ کے محبوب کا کلمہ
کیا آکے ہتھیلی پہ یہ کنکر نہیں بدلا
ریتی پہ زمانے نے کبھی پیاس لکھا تھا
لہروں نے بھی دریا کی وہ منظر نہیں بدلا

❁❁❁

سلام

جناب معراجؔ قدیر وارثی صاحب لکھنوی

شاہ کے کرب وبلا جانے کا موسم آگیا
پرچم اسلام لہرانے کا موسم آگیا
رحمتوں کے پھول برساتا ہے جس پر آسماں
آج اس در سے بچھڑجانے کا موسم آگیا
جس کا کرتی ہے اشارہ آیۂ ذبح عظیم
وہ حسین تفسیر دہرانے کا موسم آگیا

خون میں ہے ڈوبنے کو سرزمینِ نینوا
نور سے ظلمت کے ٹکرانے کا موسم آگیا

آرہا ہے کاروانِ اہلبیت مصطفیؐ
حر کی قسمت کے چمک جانے کا موسم آگیا

لا رہے ہیں آخری فدیہ بھی ہاتھوں پر حسینؑ
عرشِ اعظم کے لرز جانے کا موسم آگیا

ہوچکیں پامال لاشیں جل چکے خیمے تمام
چادرِ تطہیر لٹ جانے کا موسم آگیا

آرہے ہیں بے ردا پردہ نشینانِ حرم
گیسوئے ملت بکھر جانے کا موسم آگیا

طشتِ زریں اور فرق پاک ابن مصطفیؐ
اے فلک اب خون برسانے کا موسم آگیا

آگئے پاداش کے بادل امنڈ کر آگئے
ظالمو آخر سزا پانے کا موسم آگیا

آرہے ہیں تشنہ کامان شہیدانِ وفا
خلد میں حوروں کے اترانے کا موسم آگیا

شیشہ وساغر سجائے جارہے ہیں ہر طرف
کوثر وتسنیم چھلکانے کا موسم آگیا

مدحِ اہلبیتؑ کے صدقے میں اے معراجؔ اب
تیرا بیڑا پار ہوجانے کا موسم آگیا

❖❖❖

سلام

جناب معززؔ لکھنوی صاحب

عترتِ احمد سے جب قرآں کو نسبت ہوگئی
آیۂ تطہیر خود تطہیر آیت ہوگئی

سید کونین سے جس کو محبت ہوگئی
آپ اس کی دید کی مشتاق جنت ہوگئی

طینتِ فاضل سے اتنی پاک طینت ہوگئی
زندگی کی زندگی معصوم فطرت ہوگئی

دیکھئے کردارِ سلمان وابوذر دیکھئے
زندگی پروانۂ شمع رسالت ہوگئی

زانوئے شبیرؑ پر حُر سوگیا جاگا نصیب
موت، عمرِ جاودانی کی ضمانت ہوگئی

راکب پشتِ نبی کی ایک بچپن کی ادا
بے تآمل شامل ارکانِ طاعت ہوگئی

پشت پر سرورِ مصلی پر نبیؐ سجدے کو طول
لو عبادت کو بھی معراجِ عبادت ہوگئی

دوشعاعیں پھوٹ نکلیں جلوۂ معبود سے
اک رسالت ہوگئی اور اک امامت ہوگئی

چھپ نہیں سکتا چھپانے سے کبھی جورِ یزید
شاہد عینی بہتر کی شہادت ہوگئی

حوصلہ دل کا تبسم بن کے لب پر آگیا
مسکراہٹ آئینہ دارِ شجاعت ہوگئی

کہہ گئے اصغر تبسم ہی تبسم میں یہ بات
حضرت شبیر کی محنت سوآرت ہوگئی

تیر کھاکر مسکراتا دیکھ کر شبیر کو
سُرخرو تنظیمِ منشائے شہادت ہوگئی

سجدۂ شکرانہ خالق کا کیا شہ نے ادا
اصغر بے شیر سے بھی جب فراغت ہوگئی

عالم غربت میں رہ کر چھا گئے چاروں طرف
کربلاوالوں کی عالمگیر شہرت ہوگئی

سربلندی کے لئے سردیدیا شبیرؑ نے
آدمیت مستحق آدمیت ہوگئی

بعد قتل شاہ پھر اٹھا نہ بیعت کا سوال
کربلا میں اس طرح مفلوج بیعت ہوگئی

نوجوانی اکبرؑ مہروکی ہنگامِ جہاد
ماں کے ارماں سے گلے مل مل کے نصرت ہوگئی

بولیں ماں تابوت پر اشکوں کا سہرا باندھ کر
ہائے اکبرؑ مرگئے کیسی قیامت ہوگئی

نزع میں زینبؑ سے شہؑ بولے تمہارا اب ہے کام
میرے سرتک جو مہم تھی سربہ عزت ہوگئی

دیکھ کر آلؑ نبیؐ کو سرکھلے بازار میں
غیرتِ اسلام حق کی زرد رنگت ہوگئی

خاک پاک کربلا میں خاک ہوکر مل گیا
اے معززؔ کیا تیری مٹی سوارت ہوگئی

❁❁❁

سلام

جناب سید عزادار حسن معصومیؔ صاحب مظفر پور

محبّ آلِ احمدؐ ہیں فدائے مرتضیٰ ہم ہیں
سکونِ قلب زہراؑ کے لئے حق کی عطا ہم ہیں

تعارف ہرکسی کو اپنا ہم یہ کہہ کے دیتے ہیں
عزادارِ جگر بند علیؑ وفاطمہؑ ہم ہیں

کرے کچھ فکر ذہنِ نار سامیرا تو کیا حیرت
فدائی ہیں علیؑ کے امت خیرالوریٰ ہم ہیں

شبِ عاشور، حُر، اس فکر میں تڑپا کیا شب بھر
ہمیں گرحق سے نسبت ہے توکیوں حق سے جدا ہم ہیں

کہا قاسمؑ نے ارزق سے نہ کر مرعوب باتوں سے
حسنؑ کی جان ہیں لختِ دل خیبر کشا ہم ہیں

دمِ رخصت شہ دیں سے سکینہؑ نے کہا روکر
نہ جاؤ چھوڑ کر بابا گرفتار بلا ہم ہیں

جو معصومیؔ ہیں ہم، معصومؑ کا لطف وکرم ہم پر
نہ مٹنے کے قیامت تک دعائے سیدہ ہم ہیں

❁❁❁

سلام

جناب مفکرؔ نقوی صاحب

ہوئی معراج شہ کے غم میں میری چشم گریاں کو
مرے اشکوں نے چوما فاطمہ زہراؑ کے داماں کو

لہوسے سینچنے والے نے یوں سینچا بیاباں کو
اٹھالائیں بہاریں سرزمین باغ رضواں کو

اٹھا کر مصحف ناطق نے گہوارے سے ناداں کو
ملیں گے جب مراتب اشکہائے چشم گریاں کو
ہوا پھیلی ریاض دہر میں جب قتل بیکس کی
پڑے جب عقل انسانی پہ باطل کے سیہ پردے
ترائی کو یہ فوجیں روک لیں، ایسا کہاں ممکن
کسی سے سن لیا ہے کچھ تمہارے بارے میں شاید
مبارک ہو ترائی تم کو اے بھائی کہا شہ نے
ادھر بیٹے کو لڑتے دیکھتے ہیں سید والا
اندھیرا پھیلتا ہی جارہا ہے سطح عالم پر
جناب نوحؑ کے وارث اگر لنگر نہ بن جاتے
سر سبط نبیؐ قبضے میں ہے شمر بداختر کے
نظر کرکے بہ حسرت بھائی کی جانب سکینہ نے
دل زہراؑ مفکر پارہ پارہ کیوں نہ ہوجائے

لگایا سینۂ پُر صبر سے چھوٹے سے قرآں کو
بڑھانا ہی پڑے گا وسعت دامان عرفاں کو
گلوں نے فرط غم سے چاک کرڈالا گریباں کو
حقیقت سامنے لائی حقیقت دار عرفاں کو
ابھی بپھرے ہوئے دیکھا نہیں شیر نیستاں کو
علی اکبرؑ کہاں ہو آؤ تو دیکھو ذراماں کو
ہمیں تو آج سے آباد کرنا ہے بیاباں کو
ادھر ماں دیکھتی ہے چہرۂ شاہ شہیداں کو
بجھاتے ہیں ستم پیشہ چراغ بزم امکاں کو
بہالے جاتا طوفان بلا کشتئ ایماں کو
ستمگر ہاتھ میں الجھائے ہے زلف پریشاں کو
نگاہِ یاس سے دیکھا در و دیوار زنداں کو
سہ شعبہ تیر سے ظالم نے توڑا قلب ناداں کو

❁❁❁

سلام

جناب مقدسؔ رضوی صاحب اکبرآبادی ایم۔اے۔

زینبؑ کہاں اسیریٔ ظلم ورسن کہاں
بعد حسینؑ خیمے جلے چادریں چھنیں
زنداں میں آکے ہند نے سجادؑ سے کہا
کیا انقلاب گلشنِ عالم میں آگیا
کیسا غضب ہے، سبط نبیؐ پائمال ہو
کہتے تھے شاہ نعش پہ بیٹے کی بار بار
بولی سکینہؑ ہند کی دختر سے اے بہن
نیزے کے پھل پہ تخت کے نیچے تنور میں
عالم کا پردہ پوش مقدسؔ جو تھا امام

شہزادی جناں کہاں قیدِ محن کہاں
آلِؑ رسولؐ پاک کہاں اور رسن کہاں
یہ تو بتا اسیر ہے تیرا وطن کہاں
جنگل کہاں رسول کے غنچہ دہن کہاں
گھوڑوں کے سم کہاں تنِ شاہ زمن کہاں
برچھی لگی ہے اکبرؑ گل پیرہن کہاں
ہم ہیں اسیراب ہے ہمارا وطن کہاں
رکھا گیا نہ اُف سرِ شاہِ زمن کہاں
چالیس دن ملا اسے گوروکفن کہاں

❁❁❁

سلام

جناب انتقام الحسنین صاحب ایڈووکیٹ منتقمؔ سیتھلی

مشکیزہ تو خالی ہو ہی گیا پیاسوں کی کہانی اور بھی ہے
عباسؑ نہ لوٹے دریا سے یوں تشنہ دہانی اور بھی ہے

کون آئے بہن کو سمجھانے دل کس کو پکارے گھبرا کے
اس واسطہ زینبؑ کو تیرا غم حیدر ثانی اور بھی ہے

عباسؑ نہ آئے یہ تو کہا خاموش ہوئے کیوں پھر آقا
مشکیزہ سے پانی بہنے لگا پیغام زبانی اور بھی ہے

عباسؑ نہ دل کا خون کرو مشکیزہ سے پانی بہنے دو
کیوں خون بہاتے ہو اپنا دریا میں تو پانی اور بھی ہے

ہم نے تو بہت دیکھا پرکھا پائی نہ کہیں یہ شان وفا
عباسؑ سا بھائی دیکھ ذرا اے عالم فانی اور بھی ہے

عاشور کی شب کیا دل نے کہا کیا صبح شہادت نے دیکھا
کیوں شیر وفا کی آنکھوں سے اشکوں کی روانی اور بھی ہے

جن ہاتھوں میں زور حیدرؑ تھا کیوں صبر نے ان کو تھام لیا
عباسؑ تمہارے ماتم میں یوں جوش جوانی اور بھی ہے

شبیر کا بازو ٹوٹ گیا جی تشنہ لبی کا چھوٹ گیا
ارمان ستم دل میں کوئی اے ظلم کے بانی اور بھی ہے

اے منتقمؔ اپنے سینہ کے داغوں کو تو دنیا نے دیکھا
اب حشر میں دنیا دیکھے گی اس غم کی سنانی اور بھی ہے

❁ ❁ ❁

سلام

جناب منتصرؔ صاحب زیدپوری مرحوم

دی مقدر نے صدا جب حُر چلا سوئے حسینؑ
وہ بڑھے جنت کی جانب مردِ خوش اختر کے پاؤں

ہے زمینِ پاک کعبہ اور پیغمبرؐ کے پاؤں
صاحبِ معراج کے کاندھوں پہ ہیں حیدرؑ کے پاؤں

نہر کیا چھوڑیں علمدارِ شہِ صفدر کے پاؤں
رن میں کب پیچھے ہٹے ہیں فاتحِ خیبر کے پاؤں

نہر پر عباسؑ کا قبضہ ہے دیکھیں اشقیا
ایک حملہ میں اکھڑ جاتے ہیں یوں لشکر کے پاؤں

لاش اٹھانے میں سہارا کچھ نہ کچھ ہو باپ کو
خط زمیں پر اس لئے دیتے گئے اکبرؑ کے پاؤں

تاکہ دنیا دیکھ لے معصوم بچے کا جہاد
دستِ سرورؑ بن گئے تھے اس لئے سرورؑ کے پاؤں

کیا مسلمانو یہی تعلیم تھی قرآن کی
سینۂ شبیرؑ پر ہوں شمرِ بداختر کے پاؤں

خون کے اشکوں سے روئے خارِ صحرا ہر قدم
دیکھ کر رنگیں لہو سے عابدِ مضطر کے پاؤں

بنتِ کسریٰ مادر سجادؑ زہراؑ کی بہو
کس طرح مجمع میں اٹھیں بانوئے سرورؑ کے پاؤں

شاعری محدود مدحِ آلِ احمدؐ تک رہے
دیکھنا اے منتصرؔ باہر نہ ہوں چادر کے پاؤں

❁ ❁ ❁

سلام

جناب منظرؔ صدیقی صاحب اکبرآبادی

مجری خامے میں شعلہ کی روانی چاہیے
ایک رنگیں یادگار خوں فشانی چاہیے

اس پہ تڑپا ہے رسولؐ پاک کا نورِ نظر
کربلا کی خاک پلکوں پر اٹھانی چاہیے

جن کی فطرت میں ازل سے ہے مذاق تشنگی
ان کی سیراب کو تلواروں کا پانی چاہیے

سطوتِ فانی پہ کیا زعم شہی اے خود پرست
دردمندوں کے دلوں پرحکمرانی چاہیے

شاہ کہتے تھے ہواہے گرم بازار فنا
آئے وہ جس کو حیات جاودانی چاہیے

ظلم کی فریاد کو تدبیر استبداد کو
کمسنی اصغرؑ کی، اکبرؑ کی جوانی چاہیے

منظرؔ ان کی یاد میں آنسو بہانے چاہئیں
اور ہر آنسو میں رنگِ کامرانی چاہیے

❁❁❁

سلام

جناب منظرؔ محمود آبادی صاحب

رہا صدیوں سے جس کی داستانِ غم کا چرچا ہے
وہی سردارِ جنت، بادشاہِ دین ودنیا ہے

مشیت کی رضاپر جو تہہ خنجر رہا راضی
وہ شہزادہ محمدؐ مصطفی کے دل کا ٹکڑا ہے

ستاروں میں زمیں پر آسماں پر جس کا ماتم ہے
اسدؑ اللہ کا خاتونِؑ جنت کا وہ بیٹا ہے

بنائے کلمۂ توحید چشتی نے کہا جس کو
کوئی کونین میں ہمسر بھلا اس شاہِ دیں کا ہے

جو ہم کہتے ہیں فخرِ انبیاء تو اس میں بدعت کیا
نبیؐ بھی کیا کوئی صابر حسینؑ ابن علیؑ سا ہے

فضیلت کیا بیاں ہو اللہ اللہ منزلت یہ تھی
نبی ناقہ بنے رضواں لباسِ عید لایا ہے

زمیں پر تاجدارِ کربلا کی حکمرانی ہے
سرِ عرشِ بریں بھی شاہِ دیں کا نام لکھا ہے

ق

مثال ایسی کہیں تاریخ عالم میں نہیں ملتی
زمانے میں کسی نے بھی سنا ہوگا نہ دیکھا ہے

رسن بستہ بھرے دربار مین زورِ خطابت سے
کسی خاتون نے اک روسیہ کا تخت پلٹا ہے

بہتر کا لہو جلوہ نما ہے اس کے پیکر میں
شہید کربلا کے فیض سے اسلام زندہ ہے

❁❁❁

سلام

جناب منظرؔ بلرامپوری صاحب

عباسؑ کے کردار کا معیار جدا ہے — معصوم نہیں پھر بھی یہ معصوم نما ہے

وہ اوج کہ زہراؑ نے کہا ناز سے فرزند — وہ شان کہ گہوارۂ عصمت میں پلا ہے

بازوئے حسینؑ ابن علیؑ ثانی جعفرؑ — رگ رگ میں ید اللہ کا لہو دوڑ رہا ہے

ہو ضبط پہ آمادہ تو تمثیل حسنؑ کی — غصے میں بپھر جائے تو یہ شیر خدا ہے

افلاک کی منزل سے بھی آگے تری منزل — یہ کاہکشاں تیرا ہی نقش کف پا ہے

اک پیاسے کو دو اشک کے قطرے بھی نہ ہم دیں — انصاف ذرا کیجئے انصاف کی جا ہے

بیکار نہ جائیں گے تری یاد کے آنسو — ہیں یہ وہ گہر جن کا خریدار خدا ہے

اک نظر کرم منظرؔ عاصی پہ بھی مولا — مشہور زمانے میں تیرے جود و سخا ہے

❁❁❁

سلام

جناب اجمال اصغر نقوی صاحب منتظرؔ حانٹ یال کنیڈا

قابل تعظیم ہے کتنا مکین کربلا — بوسہ گاہ خلق ہے جب تو زمین کربلا

کربلا کو مل گیا ارض معلّیٰ کا شرف — حشر تک شبیر ہیں اب دلنشینِ کربلا

دفن کردی زینبؑ وسجاد نے بیعت کی چیخ — اب قیامت تک یہی ہیں جانشین کربلا

اب زمانے میں کوئی بیعت طلب کرتا نہیں — حشر تک الٹی رہے گی آستین کربلا

ایسا لگتا ہے اتر آئی ہے جنت فرش پر — عرش سے ہیں یوں ملائک عازمینِ کربلا

تحتِ قبہ ہوتی ہے مقبول مومن کی دعا — یہ شرف خالق سے رکھتی ہے جبینِ کربلا

کس قدر بے چین ہے مقتل میں بابا کے لئے — ڈھونڈتی پھرتی ہے شہہ کو نازنین کربلا

جل چکے خیمے ہوئی شامِ غریباں منتظرؔ — خاک پر بیٹھے ہیں ہائے مضطرینِ کربلا

❁❁❁

سلام

جناب منظور سیفی اکبر آبادی

دہم کی صبح بھی اے مومنو! صبح قیامت ہے
کہ فرزند نبیؐ کے قتل کی ہرسمت شہرت ہے

کہا لشکر سے حُر نے سامنے راہ ہدایت ہے
میں کہتا ہوں جو تم سے درحقیقت یہ حقیقت ہے

کہو دنیا کے پیچھے دولت ایماں کو کیوں چھوڑیں
یہ دنیا چندروزہ ہے نہ کچھ اس کی حقیقت ہے

چلو شبیرؑ کے قدموں پہ چل کر اپنا سر رکھ دیں
وہی مومن ہے جو پروانۂ شمع امامت ہے

بھلا ڈالا دلوں سے تم نے احکام الٰہی کو
نبیؐ زادے سے عزم جنگ رکھتے ہو قیامت ہے

حسینؑ آئے ہیں اپنا وعدۂ طفلی وفا کرنے
زمانے بھر پہ روشن اس گھرانے کی صداقت ہے

کلام اللہ میں جس کے لئے ذبح عظیم آیا
شہادت ہی حسینؑ ابن علیؑ کی وہ حقیقت ہے

جسے جنت کی خواہش ہے وہ میرے ساتھ آجائے
اُدھر ہے قصد میرا جس طرف مختار جنت ہے

جری نے ایڑدی رہوار کو القصہ یہ کہہ کر
میں جاتا ہوں ادھر روکے مجھے یہ کس کی طاقت ہے

پہونچ کر شہ کی خدمت میں کہا حُر دلاور نے
مجھے جان پیمبرؐ سے خجالت ہے ندامت ہے

میں وہ بدبخت ہوں روکا تھا جس نے راستہ پہلے
اسی عاصی کو مولا حاجتِ دامانِ رحمت ہے

تمنا ہے کہ جاں دوں نصرت فرزند حیدرؑ میں
اجازت جنگ کی دیجئے کہ اب شوق شہادت ہے

جناب حر کا اے منظورؔ آنا شاہ کی جانب
فسانے کا فسانہ ہے حقیقت کی حقیقت ہے

❁❁❁

سلام

جناب ڈاکٹر منظورؔ نقی رضوی صاحب نیوجرسی امریکہ

نام نامی جس کا برنام خدا رکھا گیا
خانہ کعبہ میں وہ قبلہ نما رکھا گیا

مرتبہ دونوں جہاں میں کچھ سوا رکھا گیا
اپنی قسمت میں درآلؑ عبا رکھا گیا

یوں ابوطالبؑ نے حل کیں مشکلیں اسلام کی
نسل میں ان کے ہر ایک مشکلکشا رکھا گیا

حر کو فردوس بریں فطرت کو بال وپر ملیں
ہرضرورت مند کو اک در کھلا رکھا گیا

بجر مہمانی زہراؑ بچھ گیا فرش عزا
بجر تسکین زیارت تعزیہ رکھا گیا

چودہ صدیوں سے ہماری کٹ رہی ہیں گردنیں
یوں ادائے حق کا ہم میں حوصلہ رکھا گیا

جو کلی مرجھا گئی وہ اک گلستاں بن گئی
نام ایسے گلستاں کا کربلا رکھا گیا

کیا ہیں انصار حسینؑ کیا ہیں اصحاب رسولؐ
شمع بجھ جانے پہ اس کا فیصلہ رکھا گیا

معرکہ تھا نصرت شبیرؑ کا کتنا اہم
دل میں اصغرؑ کے علی کا حوصلہ رکھا گیا

بھولنے پائیں نہ ارباب ولا راہِ وفا
کوچۂ عباسؑ کا دل میں پتہ رکھا گیا

کرلیں نظارہ نظر والے یہاں فردوس کا
نقشۂ جنت بشکل کربلا رکھا گیا

سال بھر ملتی رہے انسانیت کو روشنی
اک مہینہ سال میں جاہ عزا رکھا گیا

آگیا قوموں کو اٹھنا زور باطل کے خلاف
اس طرح طوفان کے زد پر دیا رکھا گیا

چھا گیا اسلام کے افسردہ چہرے پر شباب
اس طرح سینہ سپر ہر مہ لقا رکھا گیا

کیوں نہیں ازواج کو شامل کیا زیر کسا
اس لئے سیدانیوں کو بے ردا رکھا گیا

گودیوں میں جو پلے تھے خود رسولؐ اللہ کے
ان کو دربارِ یزیدی میں کھڑا رکھا گیا

دشمنی حیدرؑ سے اعدا نے نکالی اس طرح
زیرخنجر ابن حیدرؑ کا گلا رکھا گیا

الفت وایثار تو زندہ رہے اک قوم سے
ہم غلامان علیؑ کو یوں بچا رکھا گیا

مدح اہلبیتؑ میں جس نے کمی منظورؔ کی
ناریوں میں اس کو لے جاکر کھڑا رکھا گیا

❖ ❖ ❖

سلام

ڈاکٹر سید منظور مہدی صاحب منظورؔ

حیاتِ خضرؑ پائی شہؑ کے روضہ پر فنا ہوکر
مسیحا بن گئے ہم شامل خاکِ شفا ہوکر

دکھا دیں گے غم سبط پیمبرؐ میں فنا ہوکر
کہ مر کر بھی رہیں گے مالک ملک بقا ہوکر

لباس انسانیت کا جب سے پہنا نور وحدت نے
رہا سبطینؑ و زہراؑ، مصطفےؐ و مرتضیٰؑ ہوکر

خوشی سے سر کٹا کر شاہ دیں نے یوں ظفر پائی
زوال آیا مصائب پر بلا کی انتہا ہوکر

فنا کس طرح ہوتے جب بقا تھی بخت اصغرؑ میں
حیاتِ جاودانی آئی تھی تیرِ قضا ہوکر

مصیبت میں زباں سے میری جسدم یا علیؑ نکلا
بلا خود بن گئی آرام جاں لطفِ خدا ہوکر

غم و آلام کرتے تھے طوافِ دلبر زہراؑ
حرم سے بڑھ گئے یہ کعبۂ رنج و بلا ہوکر

چھپا کر لاکھ بخشیں روٹیاں آل پیمبرؐ نے
زباں زد ہو گئی بخشش جہاں میں ہل اتیٰ ہوکر

علیؑ کی صفدری جھولے میں بڑھ بڑھ کر یہ کہتی تھی
رہیں گے دیکھ لینا ایک دِن شبیرؑ خدا ہوکر

شہید راہ خالق مر کے بھی محو ہدایت ہیں
سر شبیرؑ نے قرآں پڑھا تن سے جُدا ہوکر

نہ کرتی گر مدد عترت بہت عاصی خجل ہوتے
حرم نے رکھ لیا اُمت کا پردہ بے روا ہوکر

کٹے ہاتھوں سے کشتی دین کی عباسؑ کھیتے ہیں
لب دریا رہیں گے حشر تک یہ ناخدا ہوکر

حسینی سوگواروں کا ٹھکانا قصر جنت ہے
جناں کو راستہ جاتا ہے سیدھا کربلا ہوکر

ملی ملکِ سخن کی آستانِ علم سے شاہی
تری قسمت کھلی منظورؔ حیدرؑ کا گدا ہوکر

❁❁❁

حسین علیہ السلام زندہ باد

پروفیسر ملک زادہ منظورؔ احمد صاحب، لکھنؤ

طلسم سود و زیاں ہوکہ ظلمت باطل
فصیل دار ورسن ہوکہ کوچۂ قاتل

دیارِ ظلم وستم ہوکہ صیدگاہِ رقیب
ہوکوئی وادیٔ پُرخار یاکہ شہرِ صلیب

رہِ حیات میں جب یہ مقام آتے ہیں
حسینؑ سارے زمانے کے کام آتے ہیں

نمودِ صبح ازل سے حدودِ امکاں تک
فرات و نیل کے ساحل سے چاہِ کنعاں تک

ستیزہ کاررہا ہے ہر ایک خیرسے شر
چراغ مصطفوی سے ابولہب کا شرر

رہِ خلیلؑ میں اصنامِ آذری بھی ہیں
کلیم ہیں تو طلسماتِ سامری بھی ہیں

مگر حریم وزلیخا ومصر کے بازار
صلیب و آتش و زہراب و نینوا کے دیار

دبا سکے نہ کبھی حق کی جرأت گفتار
بجھا سکے نہ کبھی شمعِ عصمتِ کردار

جہانِ خیر میں دریائے فیض جاری ہے
بدی نے مورچے جیتے ہیں جنگ ہاری ہے

جلا کے مشعلِ جاں روشنی عطا کی ہے
نماز سایۂ شمشیر میں ادا کی ہے

بساطِ شوق پہ تابندہ کہکشاں رکھ دی
دہانِ زخم میں قرآن کی زباں رکھ دی

امین فاتح بدروحنین زندہ باد
سلام خونِ شہیداں حسینؑ زندہ باد

❁❁❁

سلام

جناب سید منور علی منورؔ نصیر آبادی

گونجتے ہیں دونوں عالم ماتم شبیرؑ سے
مٹ نہیں سکتی عزاداری کسی تدبیر سے

جوہر انسانیت سے وہ بشر محروم ہے
جو نہیں واقف غم شبیر کی تاثیر سے

خاندانِ ہاشمی سے کوئی کیا ٹکرائے گا
کھیلتے ہیں جن کے بچے نیزہ وشمشیر سے

تیغِ قاسمؑ نے سرِ ازرق کے دوٹکڑے کیئے
گونج اٹھا سارا میداں نعرہ تکبیر سے

جس طرف اٹھیں نگاہیں ایک ہی جلوہ ملا
چودہ آئینے ہیں روشن ایک ہی تصویر سے

پنجتن یکجا ہوئے تکمیل ایماں ہوگئی
کردی حد بندی خدانے چادرِ تطہیر سے

کربلا بنتی ہے بڑھ جاتا ہے کعبہ کا وقار
کام جب لیتا ہے ایماں جذبۂ تعمیر سے

سامنا عباسؑ کا ہے یہ سمجھ لے فوج شام
ظلمتیں ٹکرائی ہیں کب مہر کی تنویر سے

رکھی بنیاد عمارت کھود کر ننھی سی قبر
کربلا تعمیر کی ہے شہ نے خود شمشیر سے

مرحبا صد مرحبا اے وارثِ صبرحسینؑ
آرہی ہے یہ صدا ہر حلقۂ زنجیر سے

خطبۂ زینبؑ نے پیدا کردیا اک انقلاب
ہل گیا دربار کوفہ قوت تقریر سے

کربلا کے معرکے میں فتح کس کے ہاتھ ہے
پوچھ لو قرآن سے قرآن کی تفسیر سے

ظلم کا سرجھک گیا جاگا ضمیر کائنات
روشنی ملنے لگی مظلومی شبیرؑ سے

ہاتھ کٹ جانے پہ بھی حسرت یہ تھی عباسؑ کی
مشک پیاسوں تک پہونچ جائے کسی تدبیر سے

ہل گئی قبر نبی مضطر ہوئی روح بتولؑ
کتنے دل زخمی ہوئے اک حرملہ کی تیر سے

آنے والی سختیوں کو یاد کرکے رودیئے
جب ردا شہؑ نے ہٹائی بازوئے ہمشیرؑ سے

فاطمہؑ کے دل سے یا حیدرؑ کے دل سے پوچھیے
کس طرح الجھا تھا خنجر گردن شبیرؑ سے

نام شہ پر جل اٹھے چشم منوؔر میں چراغ
مل گیا رومالِ زہرا خوبی تقدیر سے

❖❖❖

سلام

جناب منیرؔ نیازی صاحب

خواب جمال عشق کی تعبیر ہے حسینؑ
شام ملالِ عشق کی تصویر ہے حسینؑ

حیراں وہ بے یقینیٔ اہل جہاں سے ہے
دنیا کی بیوفائی سے دلگیر ہے حسینؑ

یہ زیست ایک دشت ہے لاحدوبے کنار
اس دشتِ غم پہ ابر کی تاثیر ہے حسینؑ

روشن ہے اس کے دم سے الم خانۂ جہاں
نورِ خدائے عصر کی تنویر ہے حسینؑ

ہے اس کا ذکر شہر کی مجلس میں رہنما
اُجڑے نگر میں حسرتِ تعمیر ہے حسینؑ

❖❖❖

سلام

جناب منیرالحسن منیرؔ رائے پوری صاحب، رائے پور۔ چھتیس گڑھ

شہؑ کے غم میں جو آہ کرتے ہیں
طے وہ جنت کی راہ کرتے ہیں

جو نہیں روتے شاہ کے غم میں
زندگی وہ تباہ کرتے ہیں

جانتا ہے ہرایک راز امامؑ
جو بھی چھپ کر گناہ کرتے ہیں

بعد عاشور فتح کا اعلان
نوک نیزے پہ شاہ کرتے ہیں

خون کا سہرا باندھ کر قاسمؑ
موت سے رن میں بیاہ کرتے ہیں

ہائے پیاسے حسینؑ کے بچے
سوئے دریا نگاہ کرتے ہیں

ہم کو دکھلا دے روضۂ شبیرؑ
ہم نہ جنت کی چاہ کرتے ہیں

وہی رہبر منیرؔ ہیں اپنے
ٹکڑے جو مہروماہ کرتے ہیں

❁❁❁

محاسبہ

جناب موجدؔ سرسوی صاحب

کوئی پوچھے یزید روسیہ سے اوفرومایہ
حسینؑ ابن علیؑ کو قتل کرکے تو نے کیا پایا

خلافت غصب کرکے بیٹھ کر تختِ شقاوت پر
محل آتشیں کیوں اولعیں دوزخ میں بنوایا

یہ حاصل کرکے تاج وتخت کتنے دن رہا زندہ
رہا اس چتر زر کا ترے سر پہ کتنے دن سایا

کہاں ہے اب وہ تاج وتخت اور وہ دابِ سلطانی
کہ جن کے واسطے آل نبیؐ پر یہ ستم ڈھایا

گیا قصر جہنم میں اٹھا کر ہاتھ جنت سے
بتا اس مختصر سی زندگی میں کیا مزہ پایا

لگائی آگ اسی گھر میں جہاں سے روشنی پائی
مٹا کر کفر کی ظلمت اجالا جس نے پھیلایا

جو آیا رحمۃ للعالمینؐ بن کر ہدایت کو
اجاڑا گھر اسی کا کچھ خدا کا بھی نہ خوف آیا

بتا کس قوم نے اپنے نبی یا اس کی عترت کو
ستایا اس طرح اور اس قدر ظلم وستم ڈھایا

پس از قتل حسینؑ ابن علیؑ بے درد لشکر نے
کیا پامال کشتوں کو ذرا دل میں نہ رحم آیا

نبیؐ کی عترت اطہار کو بے دست وپا کرکے
جلاکر خیمے لوٹا مال جو کچھ بھی وہاں پایا

سروں پر ایک بھی چھوڑی نہ چادر منھ چھپانے کو
رسن میں باندھ کر ان کو سرِ دربار بلوایا

وہ طوق خاردار ایسا لہو جس سے ٹپکتا تھا
کسی کو عابدؑ بیمار پر مطلق نہ رحم آیا

پنہا کر بیڑیاں پیدل برہنہ پاسرِ منزل
بنا کر ساربانِ عترتِ اطہارؑ بلوایا

نہ چھوڑا ظالموں نے چھ مہینہ تک کے بچہ کو
بڑوں کا ذکر کیا جن پر نہیں کیا کیا ستم ڈھایا

یہ ہے وہ زخم کاری صفحۂ تاریخ پر موجدؔ
بھرے گا کیا وہ اب تیرہ صدی سے جو نہ بھر پایا

❁❁❁

سلام

جناب مودتؔ مہدی صاحب زیدپوری

خلاق دوعالم بھی بصد ناز کہے ہے
شبیرؑ شہیدوں میں ہے ممتاز کہے ہے

انجام میں لے لیتا ہے مرضی الٰہی
پابند مشیت کا یہ آغاز کہے ہے

شبیرؑ نے پائی ہے عبادت پر فضیلت
سجدے میں پیمبرؐ کا یہ انداز کہے ہے

ہو آلؑ سے الفت ہے یہی اجر رسالت
اسلام کا آئین خدا ساز کہے ہے

جس جس نے اذانِ علی اکبرؑ کو سنا ہے
واللہ نبیؐ کی ہے یہ آواز کہے ہے

اصحابِ حسینی بی ابی انتم وامی
جو حجتِ حق ہے وہ بصد ناز کہے ہے

آزاد حسینؑ ابن علیؑ نے کیا مجھ کو
فطرس سا فرشتہ دمِ پرواز کہے ہے

زندہ ہے عزاداری فرزند پیمبرؐ
عیسیٰؑ بھی اسے آپ کا اعجاز کہے ہے

شہ میت اکبرؑ کو لیے جاتے ہیں رن سے
ایوبؑ ہیں چپ صبر سرافراز کہے ہے

اے نہر رہا شاہ کا بے شیر جو پیاسا
اصغرؑ کا تبسم بھی اسے راز کہے ہے

کانپے ہے دل پیر فلک دیکھ کے شہ کو
دیکھا نہیں اس طرح کا جانباز کہے ہے

اشعار مودتؔ سے جو سنتا ہے وہ اس کو
حامیٔ شہِ دیں کا اعزاز کہے ہے

❁❁❁

سلام

مولانا سید مظاہر حسن صاحب مومنؔ فرقانی امروہوی

نہ ہو ویران کیوں باغ جہاں آہستہ آہستہ
گئے سوئے عدم کیا کیا جواں آہستہ آہستہ

غم شہؑ میں ہوئے آنسو رواں آہستہ آہستہ
ابھی یہ طفل ہیں ہوں گے جواں آہستہ آہستہ

غم شہؑ میں نہ ہو گرم فغاں آہستہ آہستہ
کوئی ہوتا ہے جنت کو رواں آہستہ آہستہ

کہا اکبر نے حضرت سے جگر میں درد ہے بابا
نکالیں آپ سینہ سے سناں آہستہ آہستہ

بہا جب خون کانوں سے کہا روکر سکینہ نے
ستمگر کان سے لے بالیاں آہستہ آہستہ

فلک نے پردۂ ظلمت کو ڈھانپا صحن عالم پر
چلیں جب سر کھلے سب بیبیاں آہستہ آہستہ

غم سجادؑ میں طوق گلوفریاد کرتا تھا
فغاں کرتی تھیں مل کر بیڑیاں آہستہ آہستہ

لکھوں کیا حالت تشنہ دہانی شاہ بیکس کی
گلے پر شہ کے تھا خنجر رواں آہستہ آہستہ

سپیدہ صبح پیری کا ادھر ظاہر ہوا مومنؔ
ادھر آخر ہوا خواب گراں آہستہ آہستہ

❁❁❁

سلام

جناب مومن خان مومنؔ صاحب

کیا سخت تھے ابن سعد اور ابن زیاد
اولاد نبیؐ پہ ہے ستم یہ بیداد

فریاد امامؑ کی کسی نے نہ سنی
اللہ سنے مقلدوں کی فریاد

روتا ہوں حسینؑ ابن علیؑ کے غم میں
ہے عیش جناں کی آز اس ماتم میں

حیف آل نبیؐ میں کوئی باقی نہ رہا
لازم ہے کہ باقی نہ رہے کچھ ہم میں

امواج فرات دیکھ روئے شبیرؑ
حسرت سے یہ خوننابہ فشاں کی تقریر

ہیں اپنے ہی امتی لہو کے پیاسے
کیا تشنگیٔ آل نبیؐ کی تدبیر

❁❁❁

سلام

جناب علی امام زیدی صاحب مومنؔ بلرامپوری

ظالموں کی کج ادائی دیکھئے
شہؑ پہ کرتے ہیں چڑھائی دیکھئے

اے علیؑ مولا دُہائی دیکھئے
بیٹیوں کی بے ردائی دیکھئے

المدد ہے استغاثہ شاہؑ کی
ہے کہاں ساری خدائی دیکھئے

اب ضرورت ہے سمجھئے کربلا حق و باطل کی لڑائی دیکھئے
میہمانوں کو بُلا کر پھر گئے کوفیوں کی بے وفائی دیکھئے
کب افاقہ غم سے ہو بیمار کو کب میسر ہو دوائی دیکھئے
بعدِ قتلِ شہؑ ستم ایجاد نے آگ خیموں میں لگائی دیکھئے
شام والوں سے سکینہؑ نے کہا میں غموں کی ہوں ستائی دیکھئے
بن سکینہؑ کے چلی زینبؑ وطن قید خانے سے رہائی دیکھئے
ہے دل مومنؔ اے مولاؑ مضطرب کب نجف تک ہو رسائی دیکھئے

❁❁❁

سلام

جناب مونس حیدر صاحب مونسؔ زیدپوری مرحوم

دل حیدرؑ کی تو مقبول دعا ہے عباسؑ کیوں نہ مولا کہیں یہ حق کی عطا ہے عباسؑ
دل شبیرؑ سے پوچھے کوئی کیا ہے عباسؑ وہ بھی کہہ دیں گے یہی جان وفا ہے عباسؑ
ہے قمر تو بنی ہاشم کا مگر لگتا ہے نیر برجِ امامت کی ضیا ہے عباسؑ
نہیں معصوم ہے پروردۂ معصوم تو ہے کیا یہ کم ہے کہ سکینہ کا چچا ہے عباسؑ
کثرتِ فوج عدو دیکھ کے زینبؑ نے کہا سب پہ بھاری تنِ تنہا یہ میرا ہے عباسؑ
یہ ہے ایثاروفا جو کہ شہِ والا پر ام کلثومؑ کی جانب سے فدا ہے عباسؑ
پانی عباسؑ بہامشک سکینہ کا مگر لگتا ہے جاکے وہ کوثر سے ملا ہے عباسؑ
گوکہ بے دست ہیں پھر بھی تو زمانے کے لئے ہرعلاج غمِ دنیا کی دوا ہے عباسؑ
ہم نے تاریخِ وفا میں بھی یہی دیکھا ہے سرِ فہرست ترا نام لکھا ہے عباسؑ
لے کے آغوش میں زہراؑ نے کہا تھا بیٹا مجھ کو شبیرؑ سے تو کم نہ لگا ہے عباسؑ
دیکھ لیتے جو نصیری کہیں ان کو شاید کیا تعجب کہ جو کہہ دیتے خدا ہے عباسؑ
ہیبت حضرت عباسؑ نہ ہم سے پوچھو یہ سمجھ لو پسر شیر خدا ہے عباسؑ
آپ کو باب الحوائج نہ کہے کیوں مونسؔ وصف بابا کا تمہیں سارا ملا ہے عباسؑ

❁❁❁

سلام

جناب میر مونسؔ صاحب

مجرئی بہتے ہیں آنسو دُرِّ غلطاں ہوکر
آبروپائی ہے کیا چشم نے گریاں ہوکر

غیر کی مدح کریں شہ کے ثناخواں ہوکر
مجرئی اپنی ہوا کھوئیں سلیماں ہوکر

چمنِ دہر میں توام ہے سدا شادی وغم
کون سا گل ہے جو رویا نہیں خنداں ہوکر

شاملِ آل محمدؐ ہوئے اللہ اللہ
پایا کیا مرتبہ سلماں نے مسلماں ہوکر

شاہ جب کہتے تھے بتلاؤ تو تقصیر مری
سر جھکا لیتے تھے، بیداد پشیماں ہوکر

فوجِ اعداسے کہا حرنے زہے دینداری
قتل کرتے ہو مسلماں کو مسلماں ہوکر

زلفِ اکبرؑ کو جو دیکھا سرِ نیزہ پرخوں
موئے سرکھول دیئے ماں نے پریشاں ہوکر

لبِ شبیرؑ پہ رکھی جو چھری حاکم نے
لوگ رونے لگے انگشت بدنداں ہوکر

لاشِ اکبرؑ سے کہا ماں نے کہ مشتاق تھی میں
لو میں صدقے گئی آئے بھی تو بیجاں ہوکر

تھا یہ اس گھر میں اندھیرا کہ غزالان حرم
سرکو ٹکرانے لگے داخل زنداں ہوکر

رہبری کی جو مقدر نے تو ہم اے مونسؔ
روضۂ شاہ پہ جائیں گے خراساں ہوکر

❁ ❁ ❁

سلام

جناب میاں محمد حسین خانصاحب مہرؔ حنفی رئیس ساگر

دل شدت الم سے لہو رورہا ہے آج
ہر ذی حیات مائل آہ وبکاہے آج

ماتم سرائے دہر میں محشر بپا ہے آج
گریاں بہ حال زار ستارے فلک پہ ہیں

بیتاب وبیقرار ستارے فلک پہ ہیں
ماتم سرائے دہر میں محشر بپا ہے آج

دوشیزہ سحر کا گریبان چاک ہے
ماہ جبیں کا زرد رخ تاب ناک ہے

ماتم سرائے دہر میں محشر بپا ہے آج
شبنم وفور غم سے ہے خونبار باغ میں

پرنم ہے چشم نرگس بیمار باغ میں
ماتم سرائے دہر میں محشر بپا ہے آج

فق ہے شفق کا رنگ بصد رنج واضطراب
چہرے پہ خوں ملے ہوئے نکلا ہے آفتاب

ماتم سرائے دہر میں محشر بپا ہے آج
صحن چمن میں گل کی قبا تار تار ہے

سر کو جھکائے دشت میں ہر ایک خار ہے
ماتم سرائے دہر میں محشر بپا ہے آج

رنج والم سے سبزے کا دل پائمال ہے
بادسحر ملول ہے گلشن نڈھال ہے

ماتم سرائے دہر میں محشر بپا ہے آج
لالے کا فرط غم سے جگر داغ داغ ہے

پھولوں کی انجمن بخدا بے چراغ ہے
ماتم سرائے دہر میں محشر بپا ہے آج

موجیں کنار بحر سے سرپھوڑ پھوڑ کر
آٹھ آٹھ آنسو روتی ہیں دل توڑ توڑ کر

ماتم سرائے دہر میں محشر بپا ہے آج
چرخ ستم شعار بھی آشفتہ حال ہے

گر زندگی وبال سے ہے مرنا محال ہے
ماتم سرائے دہر میں محشر بپا ہے آج

بہر سفر ہے کس کی سواری سجی ہوئی
گھر گھر جو مہر ہے صفِ ماتم بچھی ہوئی

❁❁❁

سلام

جناب ملک الشعرائ مہرؔ جائسی، ایم۔اے

علی کو لے کے یوں کعبہ سے پیغمبرؐ نکلتے ہیں
صدف کے بطن سے جس آن میں گوہر نکلتے ہیں

امام عصرؑ ہیں پردے سے جو باہر نکلتے ہیں
کہاں، اب شعب بوطالب سے پیغمبرؐ نکلتے ہیں

وہ اک حیدرؑ ہیں جس در سے گیارہ در نکلتے ہیں
اسی بارہ دری سے علم پیغمبرؐ نکلتے ہیں

ہے دیکھو آبرو میں مختلف ماہیت خلقت
نجف کی خاک سے در بحر سے گوہر نکلتے ہیں

مرے تاریک مرقد میں یہ دیکھو آگئیں شمعیں
اندھیری رات ہی میں نور کے پیکر نکلتے ہیں

مدینہ جب ہوں احمدؐ اور اس کے در بنیں حیدرؑ
تو اب دیکھو کہ اس اک در سے کتنے در نکلتے ہیں

ہے غل عباسؑ غازی بھر چکے مشکیزہ دریا سے
ہٹو بیئرالعلم سے ساقیٔ کوثر نکلتے ہیں

زمین کربلا پر گرکے پانی اب بھی کہتا ہے
یہاں کے ڈوبنے والے لب کوثر نکلتے ہیں

شناور رک نہیں سکتا کبھی بھی زور طوفاں سے
صفوں میں ڈوب کر عباسؑ دریا پر نکلتے ہیں

شہادت ہو چکی ہے نہر پر عباسؑ غازی کی
وہ پہنچے خلد میں وہ بازؤں میں پر نکلتے ہیں

کمر پکڑے حسینؑ ابن علیؑ ہیں در پہ خیمے کے
کہ لے کر اذن مرنے کا علی اکبرؑ نکلتے ہیں

پدر کے کانپتے ہاتھوں پہ وقت عصر خیمے سے
گلے پر تیر کھانے کو علی اصغرؑ نکلتے ہیں

ڈھلے ہیں اشک ماتم چشم سرورؑ سے لہو ہوکر
کہیں لعلِ بدخشاں ہوکے یوں گوہر نکلتے ہیں

جھکا ہے آخری سجدے میں سر سبطِ پیمبرؐ کا
یہ کیا ہوتا ہے کیوں ہر سمت سے خنجر نکلتے ہیں

تمھیں اے مہرؔ واپس کربلا جاکر نہ ہونا تھا
محبت کیش ایسی بزم سے مر کر نکلتے ہیں

❁❁❁

سلام

جناب مولوی میر مہدی حسن مہدیؔ باقری جوراسی مرحوم

مجرئی دنیا نہیں ہے عیش وعشرت کے لئے
ہم ہوئے ہیں خلق، خالق کی عبادت کے لیے

عمر ضائع کر نہ غافل جاہ وثروت کے لئے
منتظر رہ راحم و رحماں کی رحمت کے لئے

طالب دنیا کو یہ کافی ہے عبرت کے لئے
خاک میں قاروں ملا اس مال ودولت کے لئے

کوئی مشتاق شہادت جد کی امت کے لئے
جان دیتا ہےکوئی رے کی حکومت کے لئے

کچھ نہیں درکار ہم کو زیب و زینت کے لئے
اک فقط دل چاہیئے شہؑ کی محبت کے لئے

کیسۂ دل میں ہو نقد حب آل مصطفیؐ
پھر ہے کیا مشکل خریداران جنت کے لئے

تن ہیں محبوب خدا سربادشاہ لافتیٰ
ایسا ہی سرچاہیے تاج امامت کے لئے

جو ہنسا بزم عزا میں وہ ہے مقہور خدا
اس کا رونا اٹھ رہا روز قیامت کے لئے

قادر مطلق کو عجز و انکساری ہے پسند
ظل شیطاں وقف ہے ارباب نخوت کے لئے

ایک جھونکے میں فنا ہوجائے گا مثل حباب
سر پھرا کرتا ہے ناحق اوج ورفعت کے لئے

سرفدا ابن مظاہر نےکیا شبیرؑ پر
دوست ایسا چاہیے شہؑ کی رفاقت کے لئے

کہتے تھے سجادؑ ہم بے دست وپا ہیں ضعف سے
رن کو جا سکتے نہیں بابا کی نصرت کے لئے

دل میں حر کہتا تھا کیوں روکا تھا میں نے شاہ کو
کیا کروں تدبیر اب رفع ندامت کے لئے

روکے بولے شاہ جب عباسؑ نے مانگی رضا
ہائے بھائی مجھ سے تم کہتے ہو رخصت کے لئے

پائے عابدؑ میں پنہائیں جس شقی نے بیڑیاں
ہے ستر اس کے لئے وہ طوق لعنت کے لئے

اپنے روضہ پر بلالو جلد یا شاہ نجف
ہے بہت بے چین مہدیؔ اب زیارت کے لئے

❁❁❁

سلام

جناب علی مہدیؔ رضوی صاحب (ایڈوکیٹ) بلرامپوری

یزیدیت پہ یوں غالب ہے عزم تشنگاں اب تک
زمیں پر جس طرح چھایا ہوا ہے آسماں اب تک

نماز عصر کے سجدوں کے باقی ہیں نشاں اب تک
زمین کربلا کو چومتا ہے آسماں اب تک

زمیں کربلا سے کہہ رہا ہے آسماں اب تک — نہ ایسے سورما دیکھے، نہ ایسا امتحاں اب تک

نہ آنے پر بھی آنے کی تمنا تم کو لے آئی — تمہارا میزباں ہر سال ہے ہندوستاں اب تک

ضرر پہنچے حسینیتؑ کو یہ ممکن نہیں لیکن — یزیدیت کئے جاتی ہے سعی رائیگاں اب تک

تمہاری زندگی پر موت اپنی جان دیتی تھی — تمہاری موت پر مرتی ہے عمرِ جاوداں اب تک

یزیدیت کا تم نے پیراہن ہے اس طرح پھاڑا — ہوا میں اڑرہی ہیں ظالموں کی دھجیاں اب تک

جہاں کمہلائے پھولوں میں بہار جاودانی ہو — کوئی ایسا چمن دیکھا ہے تو نے اے خزاں اب تک

یہ وہ تلوار ہے جو کٹ کے بھی جوہر دکھاتی ہے — علیؑ کی مدح میں چلتی ہے میثم کی زباں اب تک

تبسم میں خدا جانے کہ کیا تاثیر بھردی تھی — ہراک نوک زباں پر ہے پیام بے زباں اب تک

وہاں نام حسینؑ ابن علیؑ کا نور پہنچادو — جہاں والو نظر آئے تمہیں ظلمت جہاں اب تک

خدا کے فضل سے گمراہ ہونا غیر ممکن ہے — ہیں اہلِ بیت اور قرآن ہمارے درمیاں اب تک

عجب انداز سے کی رہنمائی سارے عالم کی — تمہارے نقشِ پا چومے ہیں میر کارواں اب تک

حسینؑ ابن علیؑ تم نے حیات نو عطا کردی — تمہارے دم سے ہے اسلام کا نام و نشاں اب تک

نظر آجائیں گے جب چاہنے والے یہ پوچھیں گے — بتادو اے مرے مولا نہاں تھے تم کہاں اب تک

❁❁❁

کربلا

جناب سید حسین مہدیؔ صاحب نامی منزل بلرامپوری

شکر کرنا چاہیے تجھ کو جبینِ کربلا — آسمان عزم ہے تو اے زمین کربلا

مقصدِ شبیرؑ نے تجھ کو بنایا کامیاب — تیری قسمت جاگ اٹھی سویا جو جانِ بوترابؑ

گو حدوں میں ہے مگر دنیائے لامحدود ہے — تو حسینؑ ابن علیؑ کی منزلِ مقصود ہے

بات جو تجھ میں ہے وہ وادیٔ ایمن میں نہیں — کونسا وہ پھول ہے جو تیرے دامن میں نہیں

فاطمہؑ کے پھول کو پاکر ہوئی ہے باغ باغ — تیرے دامن کی ہوا سے گل ہیں باطل کے چراغ

تیرے دامن میں نہاں ہے جب سے جان بوترابؑ — تیرے ذرے بن گئے ہیں آفتاب و ماہتاب

تجھ کو حصہ میں ملی ہے درد و غم کی کائنات — تیرے ہر ذرہ کی تابانی میں ہے روح حیات

تیرے آگے سرنگوں ہے گردش لیل ونہار — تیرا ہر ذرہ کسی کے عزم کا آئینہ دار

تیرے ویرانے کی زینت گلشن زہراؑ کے پھول — تیری پستی میں نظر آتی ہے معراجِ رسول

آخری سجدہ کسی کا تیری پیشانی پہ ہے
حق تو یہ ہے تیرا احساں نوعِ انسانی پہ ہے

ذرّہ ذرّہ سے ہویدا جلوۂ اسلام ہے
صبح ایمانی زمینِ کربلا کی شام ہے

اب وہ عالم ہے کہ تو ایمان کی پہچان ہے
حضرتِ شبیرؑ گر افسانہ تو عنوان ہے

اس سے بڑھ کر اور کیا اب ہوگی تیری آبرو
تیرے دامن پر بہا کتنے شہیدوں کا لہو

تاقیامت ہر بشر لیتا رہے گا تجھ سے آس
تیرے پیاسوں نے بجھادی نوعِ انسانی کی پیاس

❁❁❁

سلام

جناب سید حسن متقی میثمؔ زیدی صاحب

کرتے ہوئے راہوں میں اجالے گئے آنسو
ساتھ اپنے محبت کی ضیاء لے گئے آنسو

ہونا تھا جو قرباں انہیں شبیرؑ کے غم پر
اخلاص کی آغوش میں پالے گئے آنسو

معذور نمازیں تھیں مری دے کے سہارا
محشر میں انہیں پیش خدا لے گئے آنسو

اعمال مرے ایک گناہوں کا سمندر
موتی کی طرح اس سے نکالے گئے آنسو

اتنا کششِ کرب وبلا سے ہوئے وزنی
ہاتھوں سے نہ جنت کے سنبھالے گئے آنسو

رومال میں رہنے کے لیے بنتِ نبیؐ کے
کرکے مجھے جنت کے حوالے گئے آنسو

گھٹ جائے نہ دم اتنی بلندی کے سفر میں
ہمراہ غم شہ کی ہوا لے گئے آنسو

❁❁❁

سلام

جناب میر محمد تقی صاحب میرؔ دہلوی

اے سبطؑ مصطفیؐ کے تجھ کو سلام پہنچے
اے جان مرتضیٰؑ کے تجھ کو سلام پہنچے

اے حکم کش قضا کے تجھ کو سلام پہنچے
اے غمزدہ سدا کے، تجھ کو سلام پہنچے

بیٹے، بھتیجے، پیارے یارورفیق سارے
ساقی کوثر آگے کیا تشنہ لب سدھارے

یاباشہ ولایت، ناناکی خلق امت
دریاکنارے اترے سارے وہ بے مروت

توتشنہ کام وتنہا یہ رنج یہ مصیبت
اے مبتلا بلا کے تجھ کو سلام پہنچے

اللہ رے تیری عزت، مرنا جو تونے ٹھانا
زنہار منھ نہ پھیرا، گو پھر گیا زمانہ
آتا ہے کس سے ایسا، بیکس ہو سر کٹانا
اے دل زدہ رضا کے، تجھ کو سلام پہنچے

برسا کی تیغ لیکن تونے سپر نہ رکھی
دریا بہا کیا پر تونے نظر نہ رکھی
کیا کہیے جب توجہ ہی جان پر نہ رکھی
کشتہ ہیں اس وفا کے، تجھ کو سلام پہنچے

تسلیم کا رضاکا، دیکھا ترا عجب ڈھب
وقت بریدن سر سجدے میں تھا مودب
یہ بندگی الٰہی، یہ انکسار یارب
اے شوق کش خدا کے، تجھ کو سلام پہنچے

مجلس میں گرپڑا تھا گرم آش کا پیالہ
چھینٹیں پڑیں جو تجھ پر سہا وہ لانے والا
غصہ کو کھاگیا تو، منھ سے نہ کچھ نکالا
اے صاحب حیاکے، تجھ کو سلام پہنچے

تعریف سے ہے باہر سید ترا یہ ساکا
شائستہ معرکے میں تو ہی تھا اپنا جاگا
اب نقش ہے دلوں پر تیرا ثبات پاکا
اے باب صد ثنا کے، تجھ کو سلام پہنچے

درویش بے بضاعت ہے میرؔ دست کو تہ
غیر از سلام، تحفہ رکھتا نہیں ہے کچھ وہ
ہرلحظہ اور ہردم، ہرگاہ اور بے گہ
اے شاہ دوسرا کے، تجھ کو سلام پہنچے

❁❁❁

عنوان انقلاب

جناب نازؔ اکبرآبادی صاحب

ہائے وہ درد میں ڈوبا ہوا روز عاشور
شام آئی کہ ہوا صبح قیامت کا ظہور

آندھیاں سُرخ چلیں خون فلک سے برسا
قطرۂ آب کو احمدؐ کا گھرانہ ترسا

خونِ فرزند نبیؐ بہہ گیا بے جرم وخطا
زلزلہ آیا زمیں کانپ گئی عرش ہلا

خوف سے پردۂ مغرب میں چھپا مہر منیر
نوکِ نیزہ پہ جو اونچا ہوا فرقِ شبیرؑ

بجھ گیا قبر پیغمبر کا چراغ تاباں
ظلمت کفر سے اندھیر ہوا سارا جہاں

منحرف تھی لبِ دریا سے ہر اک موج فرات
غرق ساحل کے قریں ہوگئی کشتیٔ نجات

ہوگیا تشنہ دہن ذبح علیؑ کا جانی
شرم سے نہر لبن ہوگئی پانی پانی

چل گئی گردن توحید و رسالت پہ چھری
پھر گئی شہ رگِ مفہوم مودت پر چھری

ہائے یہ اجر رسالت کا یہ قرآں سمجھے
عترت پاک کو کیا خوب مسلماں سمجھے

خاک پر بکھرے ہوئے عرش خدا کے تارے
خوں میں غلطاں محمدؐ کے جگر کے پارے

سرکٹا کر وہ شہیدانِ وفا سوئے ہوئے
داغ پیشانیٔ اسلام کے سب دھوئے ہوئے

نعشِ دلبند نبیؐ ہوگئی پامال جفا
فرط غیرت سے سرنوعِ بشر تھا نیچا

تھی میانِ فلک و ارض قیامت برپا
دشت میں گونجتی تھی ہائے حسینا کی صدا

روحِ زہراؑ و علیؑ آہ و بکا کرتی تھی
نوحۂ غربتِ شاہ شہدا کرتی تھی

خاک پر بیٹھے تھے سر کھولے ہوئے اہل حرم
ذرے ذرّے سے نکلتی تھی صدائے ماتم

کربلا پر تھی اداسی کی گھٹا چھائی ہوئی
روحِ کونین تھی سہمی ہوئی گھبرائی ہوئی

دشتِ پرہول پہ طاری تھا عجب سنّاٹا
آرہی تھی دل ہستی کے دھڑکنے کی صدا

فتح کے باجے بجے فوجِ ستم ٹوٹ پڑی
حرم پاک کے خیموں میں عجب لوٹ پڑی

جہاں آتے تھے ملائک بھی اجازت لیکر
وہاں درّانہ چلی آئی سپاہ خود سر

باز آئے نہ ستمگار خدا کے ڈر سے
چھین لیں پردہ نشینوں کی ردائیں سر سے

فرش سے تابہ فلک چھایا ہوا غم کا دھواں
آتش ظلم سے جلتے ہوئے خیموں کا سماں

بیبیاں بچوں کو لے کر نکل آئیں باہر
غش سے چونکائے گئے عابدؑ زار و مضطر

شام لائی تھی غریبوں کو عجب غم کا پیام
صبح درپیش تھا ان کو سفر کوفہ وشام

ہر قدم پر تھا بلاؤں کا نزول پیہم
ڈگمگائے نہ ذرا آل محمدؐ کے قدم

قید ہوکر نہ گھٹی عزّت و توقیر ان کی
زعمِ باطل میں ہوئی ذلت و تشہیر ان کی

آج ناکام ہراک ظلم کی تدبیر ہوئی
ان کی ثابت قدمی دین کی تقدیر ہوئی

ہوگیا تکملۂ کارِ شہادت ان سے
رہ گئی عزت توحید و رسالت ان سے

مقصدِ شاہ شہیداں کے نگہبان تھے یہ
انقلاب نظر و فکر کے عنوان تھے یہ

ان کے جلوؤں سے درخشندہ رہے گی دنیا
ان کی روداد بصد ناز کہے گی دنیا

تا ابد محفل ہستی میں چراغاں ہوگا
حشر تک تذکرۂ شام غریباں ہوگا

❖❖❖

سلام

جناب نازاںؔ فتح پوری صاحب

کیا ہے تاریخ عزا پوچھئے ہم سے پہلے
غم مسلمؑ بھی ہے شبیرؑ کے غم سے پہلے

سرفرازی ملی سرور کے قدم سے پہلے
کربلا کچھ بھی نہ تھی شاہ امم سے پہلے

خط پہ خط بھیجے ہیں یہ ظلم یزیدی دیکھو
کی ہے بیعت بخدا نوک قلم سے پہلے

قربِ دریا ہیں جو خیمے تو لگے ہیں پہرے
بندش آب ہے بچوں پہ ستم سے پہلے

آہ سقائے حرم مشک بچاتے کیونکر
شانے تو کٹ چکے تھے تیغ دودم سے پہلے

ایک بے شیر کی گردن پہ ہے ناوک کا نشاں
خون ٹپکے نہ کہیں دیدہ نم سے پہلے

کربلا میں وہ بنا تکملۂ ذبح عظیم
جس کا فدیہ ہوا تعمیر حرم سے پہلے

اک گنہگار کے انجام کی تھی کس کو خبر
محسن نوع بشر تیرے کرم سے پہلے

حرمبارک ہو یہ معراج شہادت ہے تری
شہ کی آغوش ملی تجھ کو ارم سے پہلے

دل ہے پیمانہ مئے حب علیؑ کا نازاںؔ
مجھ کو ساغر یہ ملا ساغرجم سے پہلے

❁❁❁

سلام

جناب نازشؔ رضوی صاحب

یارب ستم زدہ کوئی شبیرؑ سانہ ہو
اس طرح رنج وغم میں کوئی مبتلا نہ ہو

انسانیت پہ وہ ترا احسان ہے حسینؑ
قربان کردیں جان مگر حق ادا نہ ہو

اے مصطفیؐ کے لعل یہ ممکن نہیں کبھی
ہم ہوں جہاں وہاں ترا ماتم بپا نہ ہو

زینبؑ سے کربلا میں چھٹے جس طرح حسینؑ
اس طرح کوئی بھائی بہن سے جدا نہ ہو

زینبؑ یہ بولیں بھائی سے پہنچیں جو کربلا
یہ کربلا ہے منزلِ کرب و بلا نہ ہو

ہاتھوں پہ ہائے باپ کے ہو تشنہ لب شہید
بچہ وہ جس نے دودھ بھی ماں کا پیا نہ ہو

شبیرؑ نے یہ کہہ کے اٹھائی جواں کی لاش
اب اس سے بڑھ کے صبر کا پھر واقعہ نہ ہو

اے شمر، سرحسینؑ کا تو کاٹتا تو ہے
یہ دیکھ لے کہ خیمے کا پردہ اٹھا نہ ہو

نیزے پہ وہ بلند ہوا سر حسینؑ کا
میدانِ حشر آج کہیں کربلا نہ ہو

تھااس لئے حسینؑ کا سر قافلے کے ساتھ
کنبہ رسولِ پاک کا بے آسرا نہ ہو

تا شام کربلا سے سکینہؑ پہ سختیاں
ہائے کہیں حسینؑ کا سر دیکھتا نہ ہو

وہ جس کے ذبح کرنے میں کلمے کا وردہے
پیغمبر خداؐ کا کہیں لاڈلا نہ ہو

نازشؔ حسینیوں کی یہ پہچان عام ہے
سر جن کا ظلم و جور کے آگے جھکا نہ ہو

❁❁❁

سلام

جناب نازشؔ صاحب پرتاب گڑھی مرحوم

بچائی جان دے کر میکدے کی آن اے ساقی
نچھاور تجھ پہ دنیا ہم ترے قربان اے ساقی

سلام اس مرد پر جو کر گیا اعلان اے ساقی
کہ اب زندہ رہے گا حشر تک ایمان اے ساقی

کہاں سے صبر لائے اب کوئی انسان اے ساقی
وہ تیر حرملہ وہ اک ذرا سی جان اے ساقی

گزر جاتے ہیں سر سے سینکڑوں طوفان اے ساقی
نکھرتا ہے کہیں جب جا کے اک انسان اے ساقی

بھرا کنبہ نہ ہو جاتا اگر قربان اے ساقی
تو ہر افسانہ ہوتا آج بے عنوان اے ساقی

لبوں پر ہو دعا سجدہ میں سر ہو سر پہ خنجر ہو
صداقت کا کیا جاتا ہے یوں اعلان اے ساقی

لہو سے اپنے جو کچھ کربلا والوں نے لکھا تھا
وہی ٹھہرا بالآخر زیست کا عنوان اے ساقی

نہایت مضمحل ہے رنگِ صورت خانۂ ہستی
جبیں بے نور، دل بے حس، نظر ویران اے ساقی

ترا درس حیات افزا بھلا دینا قیامت ہے
لبوں پر آ گئی تہذیبِ نو کی جان اے ساقی

بہت بگڑی ہے رفتار جہاں تجھ سے الگ ہو کر
بہت بہکا ہے تجھ کو چھوڑ کر انسان اے ساقی

نہیں ہے آرزو کوئی بھی نازشؔ کو سوا اس کے
کہ نکلے تیری ہی چوکھٹ پہ میری جان اے ساقی

❁❁❁

سلام

جناب نازشؔ رضوی صاحب لاہور

سلام ان پہ ہے جو تیر کھائے جاتے ہیں
گلا چھدائے ہوئے مسکرائے جاتے ہیں

خوشی سے رنگ شہادت نکھارنے کے لئے
شہید اپنے لہوں میں نہائے جاتے ہیں

بھرا بھرا یا گھر اپنا اجاڑ کر بن میں
حسینؑ اک نئی بستی بسائے جاتے ہیں

بپا ہیں حشر کے آثار کانپتی ہے زمیں
حسینؑ بیٹے کا لاشہ اٹھائے جاتے ہیں

وفور ضعف و نقاہت سے چل نہیں سکتے
یہ حال ہے کہ قدم لڑکھڑائے جاتے ہیں

سرسناں یہی کہتا تھا ہر شہید کا سر
خدا کی راہ میں یوں سر کٹائے جاتے ہیں

بچائیں گے جو جہنم سے اپنی امت کو
انہی کی آل کے خیمے جلائے جاتے ہیں

یہ حوصلہ یہ جگر ہے کہ کربلا میں حسینؑ
خدا کے نام پر سب کچھ لٹائے جاتے ہیں

گراں سمجھ کے جسے آسماں اٹھا نہ سکا — وہ بار سبط محمدؐ اٹھائے جاتے ہیں
الٰہی خیر یہ کیا ہے کہ حشر سے پہلے — جہاں میں حشر کے آثار پائے جاتے ہیں
قریب ہے کہ بہم عرش و فرش ٹکرائیں — کلیجے منھ کو فرشتوں کے آئے جاتے ہیں
ستم ستم کہ سرعام آج ننگے سر — حرم حسینؑ کے در در پھرائے جاتے ہیں
ریاض فاطمہؑ کے پھول توڑنے والے — خود اپنی راہ میں کانٹے بچھائے جاتے ہیں
قدم اٹھا نہیں سکتا جو ضعف کے مارے — اسی کی پشت پہ درّے لگائے جاتے ہیں
دیار شاہ شہیداں میں ہر برس نازشؔ — زہے نصیب کہ ہم بھی بلائے جاتے ہیں

❁❁❁

سلام

جناب نازشؔ حیدری صاحب دہلوی

بڑے وقار سے اہل ستم پہ چھائے حسینؑ — اک آسماں تھا زمیں پر کہ نقش پائے حسینؑ
چلے تھے ساتھ بہتّر نفوس لے کے مگر — جلال و قدس کی دنیا سمیٹ لائے حسینؑ
کسی نے بیعت فاسق کا جب سوال کیا — نظر اٹھا کے متانت سے مسکرائے حسینؑ
نشان عظمتِ انساں کو ڈھونڈنے والو — ثبات وعزم کا مینار ہے وفائے حسینؑ
نمود روضۂ اقدس وجود شہ کی دلیل — کسی بھی دور میں ہوگی نہ انتہائے حسینؑ
سقر کی آگ کا پیوند کربلائے یزید — بساطِ خلد کا ٹکڑا ہے کربلائے حسینؑ
ملے جسے بھی شہادت یہ اس کی قسمت ہے — خدائے شمر وہی ہے وہی خدائے حسینؑ
ہر انقلاب میں کچھ سرفروش ہوتے ہیں — ہر ایک موڑ پہ ملتے ہیں نقش پائے حسینؑ
اس انقلاب میں نازشؔ قدم اکھڑ جاتے — کوئی پہاڑ بھی ہوتا اگر بجائے حسینؑ

❁❁❁

سلام

جناب ناصرؔ لکھنوی صاحب

عرش بریں ہے سایۂ دامان کربلا — جنت ہے عکس رونق ایوان کربلا
دل میں بسا ہوا ہے جو مہمان کربلا — یہ قلب ہے مرقعِ ارمان کربلا

غیظ و غضب اسیر تھے قبضہ میں شاہ کے / ورنہ دکھاتے جنگ دلیران کربلا

اصغرؑ سا گلعذار تو اکبرؑ سا گلبدن / جنت مشام ہے چمنستان کربلا

جو پیر و یزید ہیں وہ مانتے نہیں / ورنہ ہے کل جہان پہ احسان کربلا

ان کے لبوں سے جام چھڑاؤ تو جانوں میں / جوچکھ چکے ہیں کچھ مئے عرفان کربلا

بیمار قوم ہوتو مرض کے علاج کو / نسخہ بتا گئے ہیں حکیمان کربلا

سورج خود آپ ہوکے خجل ڈوبنے لگا / نکلا جو رن میں نیرؔ تابانِ کربلا

روضہ سے شان حضرت عباسؑ ہے عیاں / گنبد ہے جیسے تاج سلیمان کربلا

طائر بلند ہوکے گذرتے نہیں ادھر / عباسؑ کا مزار ہے اک شانِ کربلا

سر دیدیا یزید کی بیعت نہ کی قبول / کیا کام کرگئے ہیں شہیدان کربلا

سمجھو تو کاش دل سے ضرورت نماز کی / اک درس ہیں یہ سجدہ گذارانِ کربلا

روزہ نماز حج یہ اذانیں ہر ایک سُو / آزادئ حقوق ہیں فیضانِ کربلا

آئے جو ہیں پلٹ کے بہار عزا کے دن / نکلے گھروں سے اپنے خوش الحان کربلا

سنتے ہیں ٹھن گئی تھی انیس و دبیرؔ میں / اور فیض اٹھار ہے تھے محبانِ کربلا

آیا وہ انقلاب کہ دنیا تڑپ گئی / گذرے جدھر جدھر سے اسیرانِ کربلا

نصرت نے بڑھ کے لے لیا ننھے گلے پہ تیر / اصغرؑ ترا جہاد بنا جان کربلا

عزت مآب ہو گیا ناصرؔ سا خاکسار / تیری ثنا سے اے مرے سلطانِ کربلا

سلام

جناب ناصرعلی ناصرؔ جلال پوری صاحب

شفق کے رُخ پہ ہے زہراؑ کے آفتاب کا رنگ / کہاں چھپا ہے بھلا خون حق مآب کا رنگ

جوانی اکبرؑ و قاسمؑ نے اس لئے دے دی / خدا کے دین پہ چڑھتا رہے شباب کا رنگ

رہا شہیدوں میں اس طرح سے رُخ اصغرؑ / چمن میں ہوتا ہے جیسے الگ گلاب کا رنگ

قدم قدم پہ مصائب کا تھا ہجوم مگر / ستم بدل نہ سکا جان بوتراب کا رنگ

نہ تخت و تاج ہی خوش کرسکا نہ جاہ و چشم / یزید دیکھ کے روتا ہے اپنے خواب کا رنگ

کوئی مفسر قرآں، کوئی مبلغ دیں / یہ ہے حسینؑ ترے حسن انتخاب کا رنگ

ذرا سی عزم حسینی کی روشنی ہو اگر
حیات بن کے ابھر جائے انقلاب کا رنگ

نہ دیکھئے رُخ اکبرؑ کو مہر سے تشبیہ
کہ جس کے سامنے پھیکا ہے آفتاب کا رنگ

اجل کی دھوپ میں ایماں کی تابناکی سے
کچھ اور کھل کے رہا دلبر رباب کا رنگ

بغور دیکھ رہی ہے نگاہِ ایّوبی
بنام کرب و بلا صبر کی کتاب کا رنگ

ترس ترس گئے بچے اک ایک قطرے کو
رہا فرات نہ تجھ میں وہ آب و تاب کا رنگ

عزا کے اشک میں ناصرؔ ہے ایسی تابانی
اڑا اڑا سا ہے کل موتیوں کی آب کا رنگ

❁❁❁

سلام

جناب ناصرؔ زیدی صاحب

خلاقِ کائنات کی حجت حسینؑ ہیں
آئینہ خلاصۂ وحدت حسینؑ ہیں

معبود بے مثال کو خود جس پہ ناز ہے
وہ جاں نثارِ حق و مشیت حسینؑ ہیں

سردارِ انبیاءؑ کے نواسے علیؑ کے لال
مجموعۂ کمال سیادت حسینؑ ہیں

اک دائمی حیات کی ضامن ہے جس کی لو
وہ شمعِ بارگاہ رسالت حسینؑ ہیں

ہاں! معنئ کلام خدا ہیں خدا گواہ
ہاں! مرکز صحیفۂ حکمت حسینؑ ہیں

پرچم رہے گا جن کی شہادت کا سربلند
وہ واقفِ مقامِ شہادت حسینؑ ہیں

ہرلمحہ جن کے عشق کی گرمی لہو میں ہے
ناصرؔ وہ زندگی کی حرارت حسینؑ ہیں

❁❁❁

سلام

جناب رضوان ناظمؔ اچلپوری

حق کی پہچان بس حسینؑ سے ہے
دین و ایمان بس حسینؑ سے ہے

مصطفیٰؐ سے ملا ہمیں سب کچھ
شان ایمان بس حسینؑ سے ہے

علم کا باب ہے علیؑ لیکن
علم کی شان بس حسینؑ سے ہے

زیر خنجر ادا کیا سجدہ
بندگی کا نشان حسینؑ سے ہے

یہ نمازیں قرآن حج و زکوٰۃ — دیں کے ارکان بس حسینؑ سے ہے
نوک نیزہ پہ بھی تلاوت کی — ورد قرآن بس حسینؑ سے ہے
دیں کی خاطر ہوئے حسینؑ شہید — دین کی شان بس حسینؑ سے ہے
پھر سے اسلام کر دیا زندہ — یہ بھی احسان بس حسینؑ سے ہے
ساری دنیا میں نور پھیلا ہے — شمع ایمان بس حسینؑ سے ہے
اپنے روضے پہ ہم کو بلوائیں — ایک ارمان بس حسینؑ سے ہے
یہ بھی فضل حسینؑ ہے بے شک — زندہ رضوان بس حسینؑ سے ہے
ماسوا مصطفیٰؐ کے اے ناظمؔ — اپنا ایمان بس حسینؑ سے ہے

❁❁❁

سلام

جناب نواب یوسف علی خاں ناظمؔ صاحب

جب وقت سلام آنکھ مری اشک فشاں ہو — آنسو بسوئے تربتِ شبیر رواں ہو
کیونکر نہ بہیں اشک جو خوں جوش میں آئے — کیونکہ نہ پھٹے سینہ جو لبریز فغاں ہو
گر خستگی شہ پہ نہ پگھلے دل آہن — پھر چشم زدہ کس لئے خوں تابہ فشاں ہو
نیزے پہ چڑھایا ہے سر سبط نبیؐ کو — یا حضرت عباسؑ علمدار کہاں ہو
کیونکر سنیں شبیرؑ ان اشعار کو ناظمؔ — فردوس میں داؤد اگر مرثیہ خواں ہو

❁❁❁

سلام

ڈاکٹر ناظمؔ جعفری صاحب بنارسی

لہو لہو نظر آتی ہے کائنات مجھے — یہ کس کا قتل ہوا کس کا خوں بہایا گیا
یہ سرخ کیوں نظر آتی ہے کالی رات مجھے — یہ کس غریب کا خیمہ تھا کیوں جلایا گیا
یہ کس کا سر تھا کہ نیزے پہ یوں پھرایا گیا — اسیر کر کے بنایا ہے ساربان کس کو
جو نقش ایک حقیقت تھا کیوں مٹایا گیا — چلا ہے لے کے مصیبت میں کارواں کس کو

تلاش کرتی ہے ہر راہ امتحاں کس کو
یہ کون جادہ ایماں میں تیز گام رہا
پکارتا ہے ہر اک نقش جاوداں کس کو
جہان کس کے لئے نقشِ ناتمام رہا
ہے کون جس کو شہہ مشرقینؑ کہتے ہیں
وہ کون ہے کہ جسے سب حسینؑ کہتے ہیں

❁❁❁

سلام

جناب سید ناظمؔ جعفری بہرائچی

میں کیا کہوں گا مدحت حیدرؑ کے شہر میں
قطرے کی کیا بساط سمندر کے شہر میں
عباسؑ یوں ہیں شام کے لشکر کے شہر میں
جیسے علیؑ ہوں مرحب و عنتر کے شہر میں
سمٹی ہیں کائنات کی ساری طہارتیں
اے بنت مصطفیؐ تری چادر کے شہر میں
اے آبروئے لشکر اسلام المدد
نادِ علیؑ کا شور ہے خیبر کے شہر میں
میرے لئے خزانہ قارون ہیچ ہے
میں اک گدا ہوں آل پیمبرؐ کے شہر میں
اکبرؑ کی دشت تیرہ شبی میں اذانِ صبح
پھیلا ہے نور حر کے مقدر کے شہر میں
تیری شکست فاش کا اعلان ہے غدیر
لاکھوں کے سر جھکے ہیں بہتر کے شہر میں
میری جبیں ہے اور درِ شاہنشہ وفا
سجدے مہک رہے ہیں گل تر کے شہر میں
صحرائے تشنگی سے نکل میرے ساتھ آ
چودہ پلانے والے ہیں کوثر کے شہر میں
یہ شاہراہ عام پہ ماتم ہے اس لئے
تقسیم پھول کرتے ہیں پتھر کے شہر میں
کچھ مصلحت تھی آپ تو خاموش رہ گئے
دادِ سخن ملی مجھے محشر کے شہر میں
ناظمؔ کا جان لیجئے آسان ہے پتہ
اس کا مکاں ہے ماتم سرور کے شہر میں

❁❁❁

سلام

جناب ابوالکمال نبی دار خاں نامیؔ ساگری صاحب

خانصاحب ممدوح خاندان رسالت سے خاص عقیدت رکھنے والے خالص حنفی ہیں مندرجہ ذیل نظم جناب خانصاحب کے اسی جوش خلوص کا ثبوت ہے۔

ہلال عید فلک پر ادھر نمود ہوا
سرور و نور دلوں میں ادھر ورود ہوا
ہرایک فرط مسرت سے شادماں بکمال
زمانے بھر کو فراموش رنج فکر و ملال
جو خورد سال میں غنچے سے کھلکھلاتے ہیں
خوشی ہے ایسی کہ پھولے نہیں سماتے ہیں

ہلال عید تجھے یاد ہوگا وہ بھی دن
حیات احمدؐ مرسل کا وہ زمانہ تھا
تمام اہل عرب عید کی خوشی میں تھے
لباس فاخرہ پہنے خوشی میں آئے ہوئے
اس آن بان سے دیکھا جو خُرد سالوں کو
علی و فاطمہؑ زہرا سے والدین بھی ہیں
تمام ملک عرب میں ہمارا شہرہ ہے
یہ کیا کہ تن پہ ہمارے نیا لباس نہ ہو
علیؑ و فاطمہؑ دربار نور میں آئے
ادب سے سر کو جھکائے ہوئے سلام کیا
کہ نانا آج زمانے میں عید آئی ہے
لباس فاخرہ پہنے عرب کے بچے ہوں
وفور غم سے کہیں ہو نہ جائیں یہ بیہوش
رسولؐ پاک کے دست دعا دراز ہوئے
کہ آئے حضرت جبرئیل اور سلام کیا
میرے حبیبؐ کا دل ہو نہ اس قدر مایوس
عطا کیا ہے تمہیں ہم نے خلعت لولاک
ہیں ایک خوان میں دو سبز و سرخ پوشاکیں
پہنایئے انہیں وقفہ نہ اب ذرا کیجئے
منائیں عید نہ کیوں ایسی شادمانی کی
کلام حضرت محبوب حق میں کس کو کلام

سحر تھی عید کی اس روز تھا خوشی کا دن
سروں پر رحمت باری کا شامیانہ تھا
ادائے بندگیٔ حق کی بندگی میں تھے
صغیر سن بھی تھے ان میں سجے سجائے ہوئے
ہوا خیال یہ زہراؑ کے نو نہالوں کو
ہمارے نانا شہنشاہ مشرقین بھی ہیں
ہمارے نانا کا ہراک زباں پہ کلمہ ہے
پھر عید کیسی جو سامان عید پاس نہ ہو
غرض کہ دونوں کو لیکر حضور میں آئے
گلے میں ڈال دیئے ہاتھ اور کلام کیا
پیام عیش ومسرت جہاں میں لائی ہے
وہ منھ تکے جو نواسے نبیؐ کے سچے ہوں
بڑے پیار سے حضرتؐ نے واکیا آغوش
در قبول ہوا باز سر فراز ہوئے
پیام وحی سے مولا کو شاد کام کیا
ہم آپ بھیجتے ہیں ان کو جنتی ملبوس
نہ کیوں ہو آپ کے بچوں کی جنتی پوشاک
بہشتی میوؤں کی ہیں دوسرے میں سوغاتیں
کھلا پلا کے دوگانہ مرا ادا کیجئے
مچی ہے دھوم جناں میں بھی جس کہانی کی
مدام ان پہ ہو نامیؔ درود اور سلام

❁❁❁

سلام

جناب سید نذر حسن نامیؔ جونپوری صاحب

کتنی مہیب تھی شب عاشور الاماں
ڈر تھا کہ پھٹ پڑے نہ کہیں سر پہ آسماں
تھے رایت حیات دو عالم جھکے ہوئے
تاریکی عدم کے نشاں تھے رواں دواں

سینوں میں بن کے تیرتی تھیں ارتعاش روح
چھائی ہوئی فضا میں بھیانک خموشیاں

صحرائے لق و دق میں تھی تاروں کی چھاؤں یاں
شب بھر کے مہمانوں کی ہستی کا تھا سماں

مشکل سے ایک شب کے لئے پائی تھی اماں
سرور تھے اور طاعت خلاق دو جہاں

ہرسمت فوج شام میں ہلچل تھی شور تھا
اک تشنہ لب کے قتل کی وہ دھوم الاماں

غربت میں جس طرح کسی میت پہ بیکسی
چھائی تھیں یوں ہی خیمۂ شہ پراداسیاں

بریاں کئے ہوئے تھیں ہر اک قلب زار کو
افواج ابن سعد ستمگر کی گرسیاں

وہ اضطراب ہائے قلوب مخدرات
وہ خوف و گریہ اور وہ بچوں کی سسکیاں

سوئے ہوئے تھے پیا سے جو ماؤں کی گود میں
رہ رہ کے چونک اٹھتے تھے معصوم بے زباں

کثرت عدو میں تھی جہاں آب و طعام کی
پانی حسینؑ کے لئے ممکن نہ تھا وہاں

ہلتا تھا عرش زینبؑ مضطر کی آہ سے
فوج ستم پہ ٹوٹ پڑا کیوں نہ آسماں

بھائی کی خیر کے لئے لب پر دعائیں تھیں
روتی تھیں سر برہنہ کئے زیر آسماں

کہتی تھیں یا خدا مرے مانجائے کی ہو خیر
اک دم ہے پنجتن میں یہ قرآن درمیاں

سیلاب اضطراب میں زینبؑ کا قلب تھا
امواج غم میں ساحل تسکیں تھا بے نشاں

کہتی تھیں شہہ کے قلب کی بے چینیوں کے ساتھ
بھیا کسی طرح سے بچاؤ تم اپنی جاں

بھیا تمہیں بس اک مری ماں کی نشانی ہو
بھیا خدا کرے نہ مری ماں ہو بے نشاں

شمع مزار سید لولاک بجھ نہ جائے
پیدا ہوئی ہیں ظلم کی غربت میں آندھیاں

تاکید صبر و شکر کی بھائی کے لب پہ تھی
لیکن بہن کا قلب تھا بے چین ناتواں

امکان صلح کے لئے پیہم سوال تھے
ہر بار تھا جواب بہن اب اماں کہاں

اک بار شہ نے سر کو جھکا کر کہاں کہ ہاں
بیعت اگر یزید کی کر لوں تو ہے اماں

❁❁❁

سلام

جناب اشتیاق حسین صاحب ناوکؔ لکھنؤ

آئے ہیں اصغر گلے پر تیر کھانے کے لئے
دین پیغمبرؐ کو مستحکم بنانے کے لئے

حرملہ نے اس طرف کھینچا کماں کو غیض میں
مل گیا اصغر کو موقعہ مسکرانے کے لئے

صلح سے مایوس ہو کر حر چلا سوئے امام
بس یہی تھی راہ مستقبل بنانے کے لئے

جنگ کی نیت سے کب آیا تھا سقائے حرم — تیغ کھینچی تھی فقط دریا پہ جانے کے لئے
بن گئے حسن عمل سے رہبر راہ نجات — کربلا والے بہتّر دم زمانے کے لئے
آ گئے اصغرؑ ہمک کر گود میں شبیرؑ کی — تیر کھا کر دین کی حرمت بچانے کے لئے
ٹھوکریں کھاتے ہوئے میداں میں جاتے ہیں حسینؑ — میت ہمشکل پیغمبرؐ اٹھانے کے لئے
اللہ اللہ انقلابات جہاں بعد حسینؑ — اہل بیت مصطفیؐ اور قید خانے کے لئے
مضطرب رہتا ہے مولاؑ آپ کا ناوکؔ بہت — روضہ اقدس کو آنکھوں سے لگانے کے لئے

❁❁❁

سلام

جناب نایابؔ ہلوری صاحب

جس روز سے میں شاعر کرب و بلا ہوا — الفاظ کا خزانہ بہتر گنا ہوا
اشک غم حسینؑ کا جب تذکرہ ہوا — پتھلی ہوئی تھی چاندی تو سونا گلا ہوا
نام یزید آتے ہی یہ تجربہ ہوا — اچھا بھلا تھا منہ کا مزہ کرکرہ ہوا
فرش غم حسینؑ پہ آیا تو یوں لگا — زینب کے مدرسے میں مرا داخلہ ہوا
دنیا اجڑ کے رہ گئی آل رسول کی — تم پوچھتے ہو دسویں محرم کو کیا ہوا
روز ازل سے رشتوں کی اس کائنات میں — تجھ سا نہ تیرے دادا کے جیسا چچا ہوا
یوسف کا حُسن جا کے کنواں جھانکنے لگا — ہاشم کا چاند خیمہ سے جب رونما ہوا
مانگی مراد پا کے تلاش شکار میں — دریا کی سمت شیر چلا جھومتا ہوا

❁❁❁

سلام

مولانا نثار علی صاحب نثارؔ نگری

تجھے کیوں نہ روئیں ہمارے دل کہ تو وہ غریب دیار ہے — یہ زمیں یہ کنبہ آسماں تری بے کسی پہ نثار ہے
کہاں تجھ کو قبر کی جا ملی ہے وطن سے دور لحد تری — نہ نبیؐ کا روضہ ہے متصل نہ قریب ماں کا مزار ہے
ترے ایک دل میں ہزار غم تجھے ہر قدم پہ نیا الم — نہ وطن میں تجھ کو سکون تھا نہ سفر میں تجھ کو قرار ہے

تو شہید ہے تو غریب ہے تری داستاں بھی عجیب ہے
تو عزیز ہے ہمیں اس قدر کہ دلوں میں تیرا مزار ہے

تو کچھ ایسی شان سے سوگیا کہ جہاں کو تونے جگا دیا
تری موت اصل میں زندگی تری اس خزاں میں بہار ہے

تہ تیغ تونے جو جان دی تری شان سب پہ عیاں ہوئی
تجھے اہل دل نے سمجھ لیا تو شہ بلند وقار ہے

تری یاد ہے مری زندگی ترا ذکر ہے مری بندگی
مرے اشک میں تری شکل ہے ترے غم سے دل کو قرار ہے

شب وروز اے شہ نیک خو ہے نگاہ لطف کی آرزو
یہ ہزار جان و ہزار دل یہ نثارؔ تجھ پہ نثار ہے

❁❁❁

سلام

علامہ نجمؔ آفندی صاحب

اجل کا سامنا ہے اور اکبرؑ کی جوانی ہے
اس اٹھارہ برس والے نے بھی مرنے کی ٹھانی ہے

سنا ہے تین دن گزرے نہ کھانا ہے نہ پانی ہے
مگر اس شیر کی چہرہ کی رنگت ارغوانی ہے

دل صبر آزما کا ہو چکا دنیا کو اندازہ
ذرا اب دست ہمت کی بھی طاقت آزمانی ہے

عطش ہے دھوپ ہے میدان ہے نیزہ ہیں خنجر ہیں
مسلمانوں میں ہمشکل نبیؐ کی مہمانی ہے

لب کوثر انہیں دادا سے جام آب پینا ہے
پیمبرؐ کو لہو میں ڈوب کر صورت دکھانی ہے

علی اکبرؑ کا مرنا مجلس ماتم بنادے گا
بہت خوش وضع ہے عالم بہت دنیا سہانی ہے

قیامت ہے کسی کا جان دینا اس جوانی میں
زمیں سے آسماں تک سب جوانی ہی جوانی ہے

کوئی آساں نہیں تیروں میں سینہ تان کر جانا
یہ پشتینی سپاہی میں یہ جذبہ خاندانی ہے

دمِ آخر لہو کے فرش پر انگڑائیاں لیں گے
اجل سے بھی انہیں کچھ دیر طاقت آزمانی ہے

بدل دے گی فضائے دہر ان کی آخری کروٹ
جہاں تک جان باقی ہے وہاں تک جاں فشانی ہے

کلیجہ میں سناں ریتی پہ لاشہ سر ہے برچھی پر
بڑی پُردرد یارب کربلا والی کہانی ہے

ابھی تک قوم میں ہے قلتِ ذوق عمل اتنی
جناب نجمؔ کیسی نوحہ گوئی نوحہ خوانی ہے

❁❁❁

سلام

جناب اشفاق حسین صاحب نجمیؔ کامٹوی

آنکھیں ملائے شیر سے کس کی مجال ہے
عباسؑ کا جلال علی کا جلال ہے

ساقی وہی شراب دے جو بے مثال ہے
بیت الحرام میں جسے پینا حلال ہے

اکبرؑ شباب و شکل و شمائل میں حسن میں
اللہ کے رسولؐ کی زندہ مثال ہے

ساحل پہ جنگ کی ہے وہ حیدر کے لال نے
آب فرات دور تلک لال لال ہے

کہتے ہیں جس کو منزل قوسین صاحبو!
محبوب اور حبیب کی جائے وصال ہے

سر پر مصیبتوں کی کڑی دھوپ ہے مگر
نکھرا ہوا حسینؑ کا رنگ جمال ہے

صحرائے کربلا کے مؤذن ترے نثار
تیری اذاں وقار اذان بلال ہے

کوثر کی موج موج میں ہے موج اضطراب
تشنہ دہن جو ساقی کوثر کی آلؑ ہے

کیاجانے کیا کہا تھاکہ لشکر الٹ گیا
اصغرؑ کی گفتگو کا خلاصہ محال ہے

قاتل قریب آتے نہیں خوف شاہ سے
چہرے سے آشکار وہ جاہ و جلال ہے

ماں دیکھتی ہے جھولے میں اصغرؑ کو بار بار
منکا ڈھلا ہے پیاس سے وہ غیر حال ہے

معراج پر ہے آج بھی یارو غم حسینؑ
ہرغم کو ہے زوال یہ غم لازوال ہے

نجمیؔ چلا ہے میکدۂ بوترابؑ پر
غالب کی طرح ہاتھ میں جام سفال ہے

سلام

جناب مومن عابدی صاحب نجمیؔ چارٹرا کاؤنٹنٹ نیوجرسی امریکہ

درد ہے دل میں تو کچھ سودا بھی میرے سر میں ہے
آگے آگے دیکھئے کیا مرضئ داور میں ہے

زندگی کی تلخیوں میں ڈھونڈتا رہتا ہوں میں
زخم کو مرہم بنانے کا ہنر کس گھر میں ہے

چل پڑا ہوں راہِ حق میں لے کے میں نام حسینؑ
زندگی کی ہر مصیبت اب میری ٹھوکر میں ہے

کرب کی شدت سے کھینچی راحت جاں کی شراب
رازِ نفس مطمئن شبیرؑ کے ساغر میں ہے

تلخیوں کا زہر خود پی جائے اور بانٹے عسل
ایسے انسانوں کا کنبہ فاطمہؑ کے گھر میں ہے

معدنِ نور ولایت مخزنِ عصمت ہیں یہ
رحمتِ کل کا بسیرا ہے تو بس اس گھر میں ہے

کیوں نہ ان کو دیکھ کر جھک جائیں سران کے حضور
طلعت نورِ خدا اِن کے رخِ انور میں ہے

طول سجدہ سے پیمبرؐ کے یہ ظاہر ہوگیا
مرتبہ شبیرؑ کا کیا مرضی داور میں ہے

مدح میں اپنی انا تھی کل جو آیا تھا عتاب
آج فطرس کی انامدائ سرور میں ہے

کون ہوسکتا ہے اب پرواز میں میری مثال
کرسئ گہوارۂ سرور میرے شہ پر میں ہے

آدھی آدھی مصطفیؐ کی ہے نواسوں میں شبیہ
اور شبیہ مصطفیؐ پوری علی اکبرؑ میں ہے

پاؤں پر عباسؑ کے گرکر وفا کہنے لگی
روح ہے میری مگر رہتی تیرے پیکر میں ہے

دل میں غازی کے مچل کر رہ گئی جوش وغا
سرخیٔ خونِ تمنا اس کی چشم تر میں ہے

واسطہ عباسؑ کا اے ساقیا دیدے مجھے
جو شرابِ نور ایمانی تیرے ساغر میں ہے

سوتا ہے نجمؔی یہاں جو نام کا مومن بھی تھا
یہ عبارت نقش اس کی قبر کے پتھر میں ہے

❁❁❁

سلام

جناب منشی مرزا نذیر حسین صاحب نذیرؔ منگلوری

زندگی دہر میں آساں بھی ہے دشوار بھی ہے
دیکھ گلچیں کہ یہاں پھول بھی ہے خار بھی ہے

عدل ہی عدل پہ مبنی ہے نظام ہستی
سوزش برق بھی ہے ابرِ گہربار بھی ہے

اپنے اعمال کا ثمرہ ہے جزا ہوکہ سزا
منحصر فکر پہ راحت بھی ہے آزار بھی ہے

حر دیندار کہاں شمرِ ستمگار کہاں
منزل عمرِ رواں نور بھی ہے نار بھی ہے

بدلیاں ظلم کی چھائی ہیں بلا کے بن میں
پھل ہیں نیزوں کے کھلا موت کا بازار بھی ہے

سر جھکائے ہوئے مقتل میں کھڑے ہیں شبیرؑ
غمِ احباب بھی ہے جذبۂ پیکار بھی ہے

سخت مجبور ہیں لیں ظلم کا بدلہ کس سے
شہؑ کو غصہ بھی ہے امت پہ سوا پیار بھی ہے

جنگ کیا کرتے کہ شہؑ کارِ خدا کرتے ہیں
شانِ قہار بھی ہے سطوت غفار بھی ہے

تیغ کو کر کے علم میان میں رکھ لیتے ہیں
زورِ بازو میں نہاں قوت ایثار بھی ہے

کہتے ہیں فوج شقی سے نہ ستاؤ مجھ کو
دیکھو قبضہ میں مرے نور بھی ہے نار بھی ہے

کلمہ گو جس کے ہو تم اس کا نواسہ ہوں میں
کیا کوئی میرے سوا خلد کا سردار بھی ہے

زر کے خواہاں ہو تو تم ذبح کرو بسم اللہ
سر بھی حاضر ہے مرا اور یہ تلوار بھی ہے

ہاتھ کٹنے پہ بھی عباسؑ کے تیور نہ گئے
مشک سینے پہ علم دانتوں میں تلوار بھی ہے

دیکھنا ننھے مجاہد کا جہادِ اکبر
خشک ہیں کام و زباں خواہش سوفار بھی ہے

سرکو ٹکرا کے جو روئے ہیں حرم زنداں میں
خوں کے فواروں سے تر در بھی ہے دیوار بھی ہے

کس طرح قید میں بیمار کو نیند آئے گی
خاک کافرش ہے زنجیر کی جھنکار بھی ہے

حوضِ کوثر پہ یہ کہتا ہوا پہنچے گا نذیرؔ
دیکھ ساقی یہ پرانا ترا مے خوار بھی ہے

❁❁❁

سلام

جنابِ نذیرؔ بنارسی صاحب

کیوں ماہ فلک سوئے زمیں دیکھ رہا ہے
شاید بنو ہاشم کا قمر جلوہ نما ہے

عباسؑ نے شبیرؑ کو مولا جو کہا ہے
بھائی کی امامت کا ادب کتنا کیا ہے

کربل ہے کچھار اس کی تو کوثر ہے ترائی
بیٹا ہے یہ اس شیر کا جو شیر خدا ہے

آئینۂ تسلیم و رضا دیکھتے جاؤ
عباسؑ کا ہر نقش قدم نقش وفا ہے

کیوں لے نہ علم ہاتھ میں اللہ کے دیں کا
عباسؑ ید اللہ کی منہ مانگی دعا ہے

اب پہنچے نہ خیمے میں تو یہ خیمے کی قسمت
عباسؑ نے مشکیزے میں پانی تو بھرا ہے

کٹتے ہی ترے ہاتھ علمدار حسینی
بازوئے حسینؑ ابن علیؑ ٹوٹ گیا ہے

اے خیمۂ سرورؑ ترا اللہ محافظ
تھا سب کا جسے ہوش وہ بے ہوش پڑا ہے

عباسؑ ہیں اور منظر معراج وفا ہے
آنکھوں میں ہے دم رخ سوئے شبیرؑ پھرا ہے

عباسؑ کو ہاتھوں کے نہ ہونے کا نہیں غم
عباسؑ ہی کے ہاتھ تو میدانِ وفا ہے

ہاتھوں کے قلم ہونے پہ بھی آب رواں پر
عباسؑ نے جو لکھ دیا وہ اب بھی لکھا ہے

تب روشنی برساتا تھا ماہ بنو ہاشم
اے روضے کے اندر سے ضیا چھینک رہا ہے

محدود نہیں خیمۂ اطہر ہی تلک آگ
خیمے کی طرح سینۂ مومن بھی جلا ہے

آہیں بھی نہ نکلیں گی تو کیا نکلے گا دل سے
آہوں کے سوا کون اب اس گھر میں بچا ہے

رہ رہ کے ہلا دیتی ہے جو عرش کی زنجیر
وہ عابدؑ بیمار کے بیڑی کی صدا ہے

اشک غم شبیرؑ ہے آنکھوں کا اُجالا
اب تک اُنھیں اشکوں سے چراغ اپنا جلا ہے

کر پائی نہ تلوار بھی اٹھ کر جسے خاموش
زینبؑ نے اسے ڈانٹ کے خاموش کیا ہے

شبیرؑ تمہیں سب کے لئے وجہ سکوں ہو
ہر اک نے مصیبت میں تمہیں یاد کیا ہے

اُس در پہ نذیرؔ آج کرو شکر کے سجدے
عباسؑ کا صدقہ تمہیں جس در سے ملا ہے

سلام

جناب احمد ندیم قاسمی صاحب

سر میں ہے نوکِ سنا جسم ہے پیکاں پیکاں
خون ہی خون ہے پھیلا ہوا میداں میداں

خوں یہ کس کا ہے کہ اس خون کی تابانی سے
سرِ افلاک ہے خورشید بھی لرزاں لرزاں

کس کی آنکھیں ہیں کہ بجھ کر بھی ہیں مشعل مشعل
کس کا چہرہ ہے کہ کٹ کر بھی ہے رخشاں رخشاں

یہ شہادت ہے اس انساں کی کہ اب حشر تلک
آسمانوں سے صدا آئے گی انساں انساں

یہ اسی فخر دوعالم کا جگر گوشہ ہے
جس کی رحمت کبھی بٹتی رہی داماں داماں

کیا قیامت ہے کہ کلیوں سے بھی کم سن بچے
چہرے ماؤں کے تکتے جاتے ہیں حیراں حیراں

جن کو معلوم ہیں اسرارِ پرستارئ حق
ان مراحل سے گزر جاتے ہیں آساں آساں

❁❁❁

پیاس

جناب نسیم انصاری صاحب، سربراہ ایم ایچ کے ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ نور محل روڈ بھوپال (ایم پی)

اک عمر ہوئی پیاس کے صحرا میں کھڑا ہوں
تاحدِ نظر ابر کرم دیکھ رہا ہوں

چودہ سوبرس سے ہے مرے ساتھ مری پیاس
اس دن سے مسلط ہے ہر اک سمت یہی پیاس

یہ ابر بھی پیاسا ہے یہ بادل بھی ہیں پیاسے
برسات بھی پیاسی ہے یہ دریا بھی پیاسے

پیاسا ہے بہت پانی سے لبریز سمندر
پیاسا ہے ہر اک لمحہ ہراک پل ہے پیاسا

صحرا کے شجر آہو غزالانِ ختن سب
یہ دھوپ میں ہیں جلتے ہوئے دشت و دمن سے

گلزار ہوا اور یہ مرغانِ چمن سے
یہ پیاس سمندر بھی بجھانے سے ہے قاصر

یہ پیاس ہے اور تابہ ابد یوں ہی رہے گی
یہ پیاس تو رہبر ہے اے بھٹکے ہوئے لوگو!

اس پیاس سے روشن کرو تاریکیاں اپنی
اس پیاس کو تم اپنے لبوں پر بھی سجالو

بہتر ہے اگر پیاس کو رہبر بھی بنالو
یہ پیاس جو ہر راہ میں اک راہنما ہے

یہ پیاس تو اک چشمۂ انوار خدا ہے
یہ پیاس ہے اک قرض توکچھ قرض اتاروں

اس پیاس کے صدقہ میں کچھ آنسو ہی بہا لوں
چودہ سو برس سے ہے مرے ساتھ یہی پیاس

اس دن سے میرے لب پہ فقط ایک دعا ہے
دے اور بھی حق گوئی و بے خوفی کا احساس

❁❁❁

سلام

جناب نسیم شاہجہانپوری صاحب

وہ زورِ بازوئے شبیرؑ جو تمثالِ حیدر ہے
اُسی کا نام عباسؑ علمدار دلاور ہے

وہ عباسؑ دلاور نورِ چشم فاتحِ خیبر
نہ جس کا کوئی ثانی ہے نہ جس کا کوئی ہمسر ہے

چلا ہے لے کے مشکیزہ صفوں کو منتشر کرتا
ارادے کا دھنی ہے، صف شکن ہے اور صفدر ہے

چلا ہے شمر رستہ روکنے اس شیر یزداں کا
خسِ بے اصل کو سودائے رزمِ ابنِ حیدر ہے

اِدھر شانِ یدُ اللّٰہی، اُدھر شیطان کا لشکر
نگاہِ اہلِ دیں میں اک قیامت خیز منظر ہے

زمیں بھی لرزہ بر اندام ہے، افلاک بھی ساکت
مقابل خیر کے اپنی فنا کا منتظر شر ہے

نسیم اب تک ہے گو محروم روضہ کی زیارت سے
تصور میں سعادت سجدہ ریزی کی میسر ہے

❖❖❖

سلام

جناب نسیم اختر صدیقی صاحب

اے وفاؤں کے سمندر اے علم دار حسینؑ
مشکل راہ ہدایت نور کردار حسینؑ

یاد کرکے تجھ کو روتے ہیں عزادار حسینؑ
زندہ و پائندہ باد اے ناز بردار حسینؑ

تیرے خطبے میں فرات و کوثر و تسنیم ہے
خم ترے قدموں میں دنیا کا سر تسلیم ہے

تیری جانبازی مسلّم کشتۂ جور و ستم
کٹ گئے بازو مگر روکے رہا مشک و علم

اے شہید تشنہ لب اے بازوئے شاہِ امم
محسن دین محمدؐ پیکر لطف و کرم

آشنا تونے کیا آغاز کو انجام سے
رستم و سہراب ڈر جاتے ہیں تیرے نام سے

غیظ کے عالم میں اٹھی جس طرف تیری نگاہ
اس طرف سے بھاگ نکلے دشمن دیں روسیاہ

ایک حملے میں کیا تونے ہزاروں کو تباہ
دیکھتی ہی رہ گئی حیرت سے دشمن کی سپاہ

لشکر باطل کے رخ پر مردنی سی چھاگئی
ہچکیاں لیتے ہوئے اسلام میں جان آگئی

پیاس کی شدت سے ہے ننھی سکینہؑ بے قرار
ڈوریاں خیمے کی پکڑے کر رہی ہے انتظار
پانی لائیں گے چچا یہ کہہ رہی ہے بار بار
الفراق و الوداع انسانیت کے تاجدار

تیری ہیبت سے نظامِ کافری تھرّا گیا
ظلم و استبداد کے رخ پر پسینہ آگیا

❁❁❁

سلام

جنابؔ نشاطؔ واسطی صاحب

اے علمدارِ حسینؑ اے معنی مہر و وفا
نازشِ اشجاع عالم مرکز صبر و رضا
ہوتی ہے تشکیل قوموں کی ترے کردار سے
لے کے تیرا نام اٹھاتے ہیں علم اہل وفا
تو شجاعت میں مثالِ جعفر طیار ہے
شوکتِ حمزہ ہے تو اے افتخار مرتضیٰ
فاطمہ زہراؑ کے پیارے مرتضیٰ کے نور عین
جانِ ختم المرسلین ام البنین کے مہ لقا
صبر و استقلال و ہمت ہے تری ضرب المثل
غازی! اقلیمِ شجاعت کا ہے تو فرمانروا
تیری ہر اک سانس وقفِ نصرتِ دین نبیؐ
رہنمائے جادۂ حق ناصرِ آل عباؑ
تو جلالت کا نشاں ہے عظمتوں کا ہے امیں
ہے عیاں جرأت سے تیری ہیبتِ شیرخدا
وقتِ مشکل صدق دل سے جب تجھے کرتے ہیں یاد
آرزو پاتے ہیں تیرے درسے سب شاہ وگدا
ایک حملہ میں ہوئی فوج عدو زیر و زبر
واہ! کیا کہنا تیرا اے وارثِ خیبر کشا
نہرپر قبضہ کیا لیکن رہا خود تشنہ لب
ہوگئی حیران تیرے حوصلہ پہ علقمہ
فخر تھا تجھ کو غلامی پر شہؑ مظلوم کی
ناز تیری ذات پر کرتے تھے خود شاہِ ہدیٰ
بھائی کہلانے کی حسرت ہی رہی شبیرؑ کو
اے فدائے سبطِ احمدؐ عاشقِ ربِّ علا
واقعہ کرب وبلا ہے تیرے خوں سے سرخرو
تیرے بازو نے بچالی کشتیٔ دین خدا
نصرت احمدؐ کی خاطر منتخب حیدرؑ ہوئے
چن لیا قدرت نے تجھ کو بہرِ شاہِ کربلا
زائرِ شبیرؑ کے آتے ہیں استقبال کو
مر کے بھی بھولے نہیں عباسؑ آئینِ وفا
داد کی خواہش نہیں اہل جہاں سے اے نشاطؔ
حشر کے دن غازی ان اشعار کا دیں گے صلہ

❁❁❁

سلام

جنابِ نصرتؔ صاحب، اخبار ''انتخاب'' کراچی

یہ ممکن نہیں آ کے نظریں ملائے حقیقی محبت ہو یا ہو مجازی
نبیؐ کے گھرانے کی الفت نے بخشا مرے عشق کو درجۂ امتیازی

زمانہ میں ضرب المثل ہو چکی ہے تری دور بینی تری پاکبازی
صداقت کی منزل کے واحد مسافر شہادت کی محفل کے تنہا ہیں غازی

وراثت میں پائے ہیں بنت نبیؐ سے خدا کے ولی سے نبی کے وصی سے
یہ جرأت، یہ ہمت، یہ صبر و قناعت یہ پختہ ارادہ یہ بندہ نوازی

نہ تھا کھیل شبیرؑ سے جنگ کرنا علیؑ نے سکھایا تھا خود ان کو لڑنا
ہوا وہ جو قسمت میں لکھا تھا ورنہ کہاں شام والے کہاں یہ حجازی

یہ ہے فیصلہ قلب شوریدہ سر کا یہ ہے تجزیہ اہلِ فکر و نظر کا
وہ ہارے جو جیتے ہیں کرب و بلا میں وہ جیتے جو ہارے ہیں جینے کی بازی

یہ بازار کوفہ میں نیزہ کے اوپر یونہیں تو نہیں ابن حیدرؑ ترا سر
حریفوں نے بھی آج تسلیم کی ہے تری سر بلندی تری سرفرازی

کہاں ہے مدینہ کہاں کربلا ہے کوئی اس کو سوچے کوئی اس کو سمجھے
مگر مانعِ منزلِ شوق کب ہے کسی کے لئے راستہ کی درازی

نہ دیکھا ہو جس نے حبیب خدا کو تو وہ دیکھ لے آ کے اس مہ لقا کو
محمدؐ کی صورت کا پرتو ہے لوگو یہ کہتی ہے اکبرؑ کی جلوہ طرازی

بھری مشک لیکن پیا خود نہ پانی یہ کردار تیرا علیؑ کی نشانی
بتائے کسی نے جو دیکھی ہو اب تک پیاسے کی پانی سے یہ بے نیازی

صف دشمناں میں جو تھا صاحب دل ہوئی اس کو خدمت کی توفیق حاصل
ہوا حُر جو آ کر غلاموں میں داخل تصدق ہوئی اس پہ شانِ ایازی

محمدؐ کی چوکھٹ پر آئے نہ جب تک علیؑ سے کوئی لو لگائے نہ جب تک
درِ علم سے فیض پائے نہ جب تک تو رومی ہے رومی نہ رازی ہے رازی

عجب کیا ہے نصرتؔ کہ از فیضِ مولا قیامت میں عیبوں کا بن جائے پردہ
وہ زینبؑ کی چادر وہ بانوؑ کا برقع وہ بی بی سکینہ کا آنچل پیازی

❖❖❖

سلام

جنابِ نظرؔ جعفری (پاکستان)

نجف کو میں چلا خم کر کے سر آہستہ آہستہ
میری تقدیر پہنچی اوج پر آہستہ آہستہ

تصور میں حسینؑ ابن علیؑ ہیں صبح کی صورت
نکھرتے جا رہے ہیں بام و در آہستہ آہستہ

صداقت کھل رہی ہے رات دن آل محمدؐ کی
زمانہ آ رہا ہے راہ پر آہستہ آہستہ

میں جی بھر کر تو رو لوں کربلا کے مرنے والوں کو
گزر اے زندگیٔ مختصر آہستہ آہستہ

بنا کر قبر اصغرؑ اور بہا کر قبر پر آنسو
شہ دیں چل دیئے اٹھ کر مگر آہستہ آہستہ

علیؑ سمجھا ولی جانا وصیٔ مصطفیؐ مانا
اٹھے مجھ پر حجاباتِ نظر آہستہ آہستہ

❖❖❖

سلام

جناب میر نظیرؔ باقری صاحب

ہر ایک چیز جو تخلیق کردگار میں ہے — اسی کے حکم سے انساں کے اختیار میں ہے
اٹھا تھا اولِ مخلوق کے جو قدموں سے — تمام راہِ فلک اب بھی اس غبار میں ہے
خدا کے نور کی آمد کا دے رہا ہے پتہ — وہ نقشِ راہ جو اب تک کسی جدار میں ہے
کسی نے نفس خریدا کسی نے بیچ دیا — یہ بات نورِ الٰہی کے کاروبار میں ہے
خوشی کے ساتھ کوئی سو رہا ہے تیغوں میں — وہ رو رہا ہے جو دشمن سے دور غار میں ہے
وہ ایک بیٹی جسے باپ اپنی ماں سمجھے — یہ سوچئے کہ وہ کس منزلِ وقار میں ہے
وہ ماں بھی گیارہ اماموں کی فخرِ عصمت بھی — پیمبری بھی اسی ذات کے حصار میں ہے
پسر بھی وہ جو شجاعت میں بے مثال مگر — پیام صلح لئے ظلم و انتشار میں ہے
گلا کٹے بھی تو قرآن کا سفر نہ رکے — یہ حوصلہ سرِ نیزہ کسی سوار میں ہے
وہ جس کا پنجہ بلندی کے ہر دیار میں ہے — اسی کا نام پھریرے کے تار تار میں ہے
اسی کے نام قصیدے اسی کی مدّاحی — پلک پہ اشک سنبھالے جو کارزار میں ہے

مطلع

کٹا کے ہاتھ اکیلا جو بے شمار میں ہے — علیؑ کے وار کا منظر اسی کے وار میں ہے
وہ اپنے باپ کا ثانی ہے اس کا کوئی نہیں — یہ مدحِ حضرت عباسؑ اختصار میں ہے
پرند ڈرتے ہیں بے ہوش ہو نہ جائیں کہیں — وہ کوہِ طور کا جلوہ کسی مزار میں ہے
علیؑ کے لال کو تلوار کی ضرورت کیا؟ — جو ذوالفقار میں ہے وہ نظر کی دھار میں ہے
یہ لکھ گیا ہے وہی ٹھوکروں سے پانی پر — ہے پیاس جیت میں لیکن فرات ہار میں ہے
علم میں مشک سفر کررہی ہے صدیوں سے — کہ تشنہ لب کوئی پانی کے انتظار میں ہے
ہمیں یقیں ہے کہ اسلام مٹ نہیں سکتا — خدا کے شیر کا اک شیر ابھی کچھار میں ہے
نظیرؔ جسم سے اپنے جو ہوگئے تھے جدا — ہراک وفا اُنہی ہاتھوں کے اختیار میں ہے

❁❁❁

سلام

جناب نعیمؔ صدیقی صاحب

کنارِ دجلہ میں سوچتا ہوں ذرا سا دریا ہے بپھرا بپھرا
یہ خاک تھی دینِ حق کی وارث فضا صدائے خموش گویا
ذرا سا پانی بہت تموّج یہاں پہ چلتے ہیں روز جھکّڑ
یہ اپنی لہروں سے آپ الجھا یہاں پہ ہوتے ہیں حشر برپا
ہوائے مغرب ہوائے مشرق نہ کوئی مقصد نہ کوئی غایت
غضب ہے پُروا ستم ہے پچھوا دلوں میں جذبہ سروں میں سودا
ہر ایک ذرے کے اندروں سے شب آئی لے کر نیا تغیّر
ہمیشہ طوفانِ تازہ برپا سحر نیا انقلاب آیا
یہاں کے غواص بھی عجب ہیں ستم کہ مسلم کے خنجروں سے
زمینِ تاریخ جس سے ہوکر یہاں محلّوں سے جھونپڑوں تک
گزر رہے ہیں فرات ودجلہ یمِ حوادث کا تیز دھارا
عراق اور شام کا یہ خطہ خود اپنی کھیتی اجاڑیں مالی
کبھی تمدن کو جس نے پالا چراغ نے اپنا گھر جلایا
یہاں سے گزرا ہے وہ مہاجر لہو کے قطروں کی فصل بوکر
جو اُر سے چل قریٰ میں پہنچا ہمیشہ لاشوں کا کھیت کاٹا
حسینؑ کے خون کی ہیں مہریں یہود کل ان سے کانپتے تھے
لگیں سرِ ذرّہ ہائے صحرا یہود نے آج ان کو روندا
یہ خاک ہے کیوں شرر بدامن یہ میرے بھائی! عزیز بھائی
یہ خاک کیوں آگ ہے سراپا مصیبتیں ان کی درد میرا

سلام

جناب میر نفیسؔ صاحب

صاف دل ہیں کینہ و بغض و حسد رکھتے نہیں
دوست کا کیا ذکر دشمن سے بھی کد رکھتے نہیں

جز خدا و مصطفیؐ و آلِ پاک مصطفیؐ
اور سے دنیا میں امید مدد رکھتے نہیں

بعد مرنے کے احبّا ہم کو بھولے اس قدر
پھول بھی دو لا کے بالائے لحد رکھتے نہیں

ساتھ لے جاتے ہیں دے کر راہ حق میں ذی شعور
چھوڑ جانے کے لئے زر باخرد رکھتے نہیں

دوستوں نے ہم سے کھینچا دست شفقت بعد مرگ
فاتحہ کا ہاتھ بالائے لحد رکھتے نہیں

پاس ہے خط غلامی علیؑ کیا ہم کو خوف
وہ ڈریں جو لوگ بخشش کی سند رکھتے نہیں

کون سی اس بے وفا نے کی وفاداری نفیسؔ
زال دنیا سے محبت باخرد رکھتے نہیں

❁❁❁

سلام

جناب نقاشؔ کاظمی صاحب

کوئی چراغ تخیل نہ میری راہ میں رکھ
بس اک سلام کا گوہر میری کلاہ میں رکھ

اگرچہ تو کسی سچائی کا مورخ ہے
یزید عصر کو بھی دفتر سیاہ میں رکھ

بکھیر صفحۂ قرطاس پر لہو کے حروف
قلم سنبھال کے مت دل کی خانقاہ میں رکھ

سمجھ سکے جو شہیدان حق کی تاجوری
جبین عجز کو تو خاک پائے شاہ میں رکھ

علیؑ کے سجدۂ آخر سے حلق اصغرؑ تک
ہر ایک تیر ستم مرکز نگاہ میں رکھ

وہی امام زماں جو ہیں سب پہ سایہ فگن
انہیں کے سایہ دستار کی پناہ میں رکھ

مجھے وہ حریت فکر بھی دے حُر کی طرح
پھر اُس کے بعد اُسی لشکر و سپاہ میں رکھ

سلام و مرثیہ و نعت لے کے حاضر ہوں
اُنہیں کا بندہ سمجھ اپنی بارگاہ میں رکھ

ترا یہ شاعر نقاشؔ تو ہے ذرۂ خاک
اسے غبار بنا کر کے مہر و ماہ میں رکھ

❁❁❁

سلام

جناب سید نقی امام رضوی نقی کٹوکھری ایکما ضلع چھپرہ بہار

ہوگا نہ کبھی دہر میں خم بول رہا ہے
دیکھو مرے غازی کا علم بول رہا ہے

پانی کو جو پہرے میں لئے تھے وہ کہاں ہیں
دریا پہ یہ سقائے حرم بول رہا ہے

تو شاہ کا بھائی ہے شہنشاہ وفا ہے
عباسؑ ترا جاہ و حشم بول رہا ہے

ہے کون جو دنیا سے بھلا مجھ کو مٹادے
صدیوں سے یہ شبیرؑ کا غم بول رہا ہے

اسلام کے قاتل کا پتہ پوچھ لو مجھ سے
یہ تذکرۂ شاہ اممؑ بول رہا ہے

ذکر شہ مظلومؑ پہ بندش نہ لگے گی
ہارا ہوا بدعت کا صنم بول رہا ہے

صابر کوئی شبیرؑ سا ہوگا نہ جہاں میں
مقتل میں یہ ہر اہل ستم بول رہا ہے

جا گلشنِ فردوس میں گھر تجھ کو ملے گا
یہ حرؑ سے شہؑ دیں کا کرم بول رہا ہے

بڑھتا ہے جو فرش غم شبیرؑ کی جانب
جائے گا وہ جنت میں قدم بول رہا ہے

اکبرؑ کے کلیجے سے سناں کھینچ لو مولاؑ
یہ صبر بھی بادیدۂ نم بول رہا ہے

اے نام حسینؑ ابن علیؑ تجھ کو بقا ہے
باطل کا نکلتا ہوا دم بول رہا ہے

دربار میں یوں بولتی ہیں ثانئ زہراؑ
لگتا ہے علیؑ حق کی قسم بول رہا ہے

کاغذ پہ نقی دیکھئے جھک جھک کے ادب سے
عباسؑ کی مدحت میں قلم بول رہا ہے

❁❁❁

سلام

جناب نہالؔ رضوی لکھنوی صاحب

بہ ایں احساس بیکس کی فغاں تاثیر کرتی ہے
تحمل ہر قدم پر خواہر شبیرؑ کرتی ہے

نئے انداز سے اصغر رجز پڑھتے ہیں میداں میں
زباں خاموش ہے لیکن نظر تقریر کرتی ہے

ستم کی دھوپ ہے حد سے سوا ہمت شکن لیکن
رہ صبر و رضا طے زینبؑ دلگیر کرتی ہے

جو بھائی کی شہادت سے ہوا تھا روز عاشورہ
بہن اس انقلاب عام کی تفسیر کرتی ہے

حدیث قائم آل محمدؐ یوں بیاں کیجئے
جسارت حُر کی حُر کو محسن شبیرؑ کرتی ہے

مزاج صبر شبیری کو جو کچھ بار گذری تھی | وہ منزل خندہ پیشانی سے طے ہمشیر کرتی ہے
فضائیں مضمحل آنسو ہیں چشم ماہ انجم میں | شب عاشور اپنی صبح کی تفسیر کرتی ہے
فرائض آگہی زینبؑ کی دنیا بعدشہ دیکھے | کہیں خاموش رہتی ہے کہیں تقریر کرتی ہے
اب اس سے بڑھ کے اسباب قیامت اور کیا ہوں گے | گلوئے شہؑ پہ گردش شمر کی شمشیر کرتی ہے
یزیدی فوج کی ایذا رسانی پر زمانے کو | گواہ صبر عابدؑ ہر قدم زنجیر کرتی ہے
حقیقت میں سمجھنے کی طرح ہم نے نہیں سمجھا | شکایت حق بجانب سیرت شبیرؑ کرتی ہے
نہالؔ اشک عزا کی منزلت معلوم ہے ہم کو | یہ ہے وہ بوند جو جنت میں گھر تعمیر کرتی ہے

❁❁❁

سلام

جناب ڈاکٹر حضور نوابؔ لکھنوی صاحب

درحسینؑ پہ سجدہ اگر کیا جائے | تو راز عظمت کعبہ سمجھ میں آ جائے
غم حسینؑ کے آنسو بھی بیش قیمت ہیں | انہیں سے اجر رسالت ادا کیا جائے
زمیں پہ عرش سے جنت اتر کے آئی ہے | جسے یقین نہ آئے وہ کربلا جائے
دہم کی صبح کا سورج ابھر کے کہتا ہے | چراغ بیعت فاسق بجھا دیا جائے
یہ مدعا تھا فقط ایک شب کی مہلت کا | کہ بزم گاہِ شہادت میں حر بھی آ جائے
بغیر اذن حضوری شرف نہیں ملتا | حسینؑ جس کو بلائیں وہ کربلا جائے
بدلتے وقت کی قدروں کا یہ تقاضا ہے | کتاب ہمت اصغرؑ کو پھر پڑھا جائے
فرشتے کہتے ہیں آنکھیں بچھا کے راہوں میں | ادھر سے سبط پیمبر کا تعزیہ جائے
حسینؑ کس طرح بیعت قبول کرلیتے | ضمیر کہتا تھا انکار کر دیا جائے
نوابؔ ماتم سرور کے لوگ دشمن ہیں | بڑی عجیب یہ دنیا ہے کیا کیا جائے

❁❁❁

جواب کوئی نہیں

جناب نورؔ لدھیانوی صاحب

حسینؑ ساشہ گردوں رکاب کوئی نہیں　　　بحدِّ صبر و رضا کامیاب کوئی نہیں
بجز حسینؑ مجسم کتاب کوئی نہیں　　　حضور کوئی نہیں اے جناب کوئی نہیں
مثالِ سبط رسالتمآب کوئی نہیں
یہ وہ سوال ہے جس کا جواب کوئی نہیں

حسینؑ بادشہِ مشرقین ہے کہ نہیں　　　امامِ عصر بصد زیب زین ہے کہ نہیں
حسینؑ قلبِ دوعالم کا چین ہے کہ نہیں　　　حسینؑ آج بھی زندہ حسینؑ ہے کہ نہیں
مثالِ سبط رسالتمآب کوئی نہیں
یہ وہ سوال ہے جس کا جواب کوئی نہیں

حسینؑ بانئ زرّیں اصول ہے کہ نہیں　　　حسینؑ گلشن ایماں کا پھول ہے کہ نہیں
حسینؑ پارۂ قلب بتولؑ ہے کہ نہیں　　　حسینؑ راکب دوش رسولؐ ہے کہ نہیں
مثالِ سبط رسالتمآب کوئی نہیں
یہ وہ سوال ہے جس کا جواب کوئی نہیں

حسینؑ دکھ نہ اٹھاتے تو آج کیا ہوتا　　　اگر نہ دیں بچاتے تو آج کیا ہوتا
نہ قصرِ ظلم کو ڈھاتے تو آج کیا ہوتا　　　حسینؑ سر نہ کٹاتے تو آج کیا ہوتا
مثالِ سبط رسالتمآب کوئی نہیں
یہ وہ سوال ہے جس کا جواب کوئی نہیں

دلوں کو درد کے چسکے لگا دیئے کس نے　　　حیات و موت کے پردے اٹھا دیئے کس نے
یزیدیت کے قدم ڈگمگا دیئے کس نے　　　رہِ خدا میں بسے گھر لٹا دیئے کس نے
مثالِ سبط رسالتمآب کوئی نہیں
یہ وہ سوال ہے جس کا جواب کوئی نہیں

جو محوِ خواب تھے ان کو جھنجھوڑنے والا　　　طلسمِ کفر کو ٹھوکر سے توڑنے والا
کلائی اہل ستم کی مروڑنے والا　　　دلوں کو خون کے قطرے سے جوڑنے والا

مثالِ سبط رسالتمآب کوئی نہیں
یہ وہ سوال ہے جس کا جواب کوئی نہیں

حسینؑ وارث و مختارِ عرش لوح و قلم — حسینؑ زینت کونین فخرِ عرب و عجم
بغور دیکھا ہے کون و مکاں کو بیش و کم — خدا کی ساری خدائی میں بھی خدا کی قسم

مثالِ سبط رسالتمآب کوئی نہیں
یہ وہ سوال ہے جس کا جواب کوئی نہیں

جو نورؔ ذکر شہ تشنہ کام کرتے ہیں — وہ لاکلام خدا سے کلام کرتے ہیں
ملائک ان کا بڑا احترام کرتے ہیں — خلوصِ دل سے فرشتے سلام کرتے ہیں

مثالِ سبط رسالتمآب کوئی نہیں
یہ وہ سوال ہے جس کا جواب کوئی نہیں

❁❁❁

سلام

جناب نورالدین نورؔ صاحب

سردارِ کاروانِ شہادت حسینؑ ہیں — اس قافلے کی روحِ قیادت حسینؑ ہیں
قائم ہے ان کے نام سے یہ سلسلہ تمام — سچ پوچھئے تو شانِ امامت حسینؑ ہیں
بے آب وسائبان وہ میدان کربلا — مصروفِ امتحان صداقت حسینؑ ہیں
ٹوٹا نہیں کبھی بھی یزیدوں کا سلسلہ — ہر دور ہرزماں کی ضرورت حسینؑ ہیں
لکھ دی ادائے سجدہ کی تاریخ آپ نے — گویا مآلِ حسن عبادت حسینؑ ہیں
گل ہائے کربلا نے سجائے ہیں بام ودر — دروازۂ رسولؐ کی زینت حسینؑ ہیں
رنگین داستانِ حرم ان کے خون سے — ذکر و بیاں کی ساری حرارت حسینؑ ہیں
واللہ کیا ہے رفعتِ خود داریٔ نفس — کردار و جذب عشق کی عظمت حسینؑ ہیں
تازہ ہے نورؔ باغ نبی اپنی شان سے — اس گلستاں کی رنگت و نکہت حسینؑ ہیں

❁❁❁

سلام

مولانا ڈاکٹر عباس رضا نیّرؔ جلالپوری لکھنؤ

بھیگیں کچھ اتنی اشک عزائے امامؑ سے
آنکھیں مری چھلک گئیں کوثر کے جام سے

میزان فقہ تول مگر احترام سے
ماہِ عزا سبک نہیں ماہ صیام سے

ہرسمت زندگی کے اجالے گواہ ہیں
صبحیں نہ قید ہو سکیں زندانِ شام سے

ہونٹوں کی پیاس آنکھوں کو دریا بنا گئی
چشمے ابل رہے ہیں عطش کے نظام سے

رومال فاطمہؑ کی طرف بڑھ رہے ہیں اشک
کب تک رہیں گے دور مسافر خیام سے

یہ میری آنکھ اور یہ اشک غم حسینؑ
اک بادشاہ گزرا ہے دیوان عام سے

آنکھوں کے سامنے وہ لغت کربلا کا ہے
ہر شعر ہورہا ہے بڑے التزام سے

نیّرؔ وجود اپنا بچانے کے واسطے
مضمون مانگتی ہے غزل بھی سلام سے

❁❁❁

سلام

جناب نیّرؔ مجیدی لکھنوی

بیکار ہو کے ظلم کی تدبیر رہ گئی
باقی صدائے ماتم شبیر رہ گئی

سیراب اسے کیا تھا جو اک دن حسینؑ نے
پانی کی حرؑ کے خون میں تاثیر رہ گئی

کام آئی صرف دولت اشک غم حسینؑ
دنیا میں باپ دادا کی جاگیر رہ گئی

اشک عزا تولے گیا رومال سیدہ
آنکھوں میں میری خلد کی تصویر رہ گئی

کعبے گئے نجف نہ گئے ہائے رے نصیب
بس بنتے بنتے آپ کی تقدیر رہ گئی

زینبؑ کے سر سے چھن گئی چادر پس حسینؑ
فریاد کرتی آیۂ تطہیر رہ گئی

پھر مہربان ہو گئے نیّرؔ پہ اہلبیتؑ
پھر آج اس کی عزت و توقیر رہ گئی

❁❁❁

حسینؑ ابن علی علیہ السلام

جناب نیرؔ زیدی چھپرہ

شبیرؑ انتخابِ خدائے قدیر ہے
ممتاز درس گاہ جناب امیر ہے
تاج شرف کا اک گہر بے نظیر ہے
شاہی ہے جس کے زیر نگیں وہ فقیر ہے
جس نے یزیدیت کا ستوں ڈھاکے دم لیا
دنیائے انقلاب کو چونکا کے دم لیا

روز ازل سے ہمت و صبر و قرار سے
وعدہ تھا کچھ حسینؑ کا پروردگار سے
ٹکرا کے کربلا میں سرِ اقتدار سے
ایثار و خلق و صبر و تحمل کے وار سے
جس کے جواں نے موت سے سینہ سپر کیا
اور بے زباں نے معرکۂ حق کو سر کیا

طفلی تھی جس کی موجۂ حق کے شباب پر
پھینکی کمند جس نے رخِ آفتاب پر
جس کی نظر تھی رمزِ مشیت کے باب پر
وقتِ نماز پشت رسالت مآب پر
دیکر سبحان ربیِّ الاعلیٰ کو جس نے طول
مقصودِ کردگار کیا سجدۂ رسولؐ

جس کو ملا علیؑ سا پدر فاطمہؑ سی ماں
نانا محمدؐ عربی حق کا راز داں
بھائی حسنؑ جو خلق کا تھا میر کارواں
زینبؑ سی جاں نثار بہن فخر دو جہاں
آئینہ تھا رموز وحی جس کی سامنے
ناقہ بنا خدا کا نبیؐ جس کے سامنے

بیعت نہ جس کے نفس نے چاہی یزید کی
تحریر جس کے خوں سے تباہی یزید کی
ٹھوکر میں جس کے خم ہوئی شاہی یزید کی
مظلومیت پہ جس کی گواہی یزید کی
پاتے ہی عکس جس کی شرافت کے طور کا
سرجھک گیا ہے حوصلۂ ظلم وجور کا

مظہر تھی جس کی ذات الٰہی صفات کی
روشن تھی جس کے دم سے جبیں کائنات کی
رکھنے کو جس نے آبرو خالق کی بات کی
مہلت عدو سے لی تھی فقط ایک رات کی
سردے کے جس نے دین کی قسمت خرید لی
معصوم کے لہوسے مشیت خرید لی

بخشی خدا نے جس کو جلالت رسولؐ کی
پاکیزگی ملی جسے نفس بتولؑ کی
لَوتیز کر کے جس نے چراغ اصول کی
ٹھکرا کے زندگی کو شہادت قبول کی
تقدیس کا جگر ہے طہارت کی جان ہے
ایمان کا شرف ہے عبادت کی شان ہے

جو رہنمائے منزل عرفاں ہے وہ حسینؑ
محفوظ جس سے دولت ایماں ہے وہ حسینؑ
جو وارث امانتِ قرآں ہے وہ حسینؑ
گلزار جس کے خوں سے بیاباں ہے وہ حسینؑ
گلدستۂ وفا ہے ریاضِ رسولؐ کا
بیٹا امام کا ہے نواسہ رسولؐ کا

انسانیت کا محسنِ اعظم ہے وہ حسینؑ
فخر مسیحؑ و نازش آدمؑ ہے وہ حسینؑ

جو زخم کائنات کا مرہم ہے وہ حسینؑ
جو راز کردگار کا محرم ہے وہ حسینؑ

پنہاں رگِ حیات میں جس کا لہو ہے آج
صدقے میں جس کے نوعِ بشر سرخرو ہے آج

جو اعتبار چشم بصیرت ہے وہ حسینؑ
باقی لہو میں جس کی حرارت ہے وہ حسینؑ
اسلام جس کے خوں سے عبارت ہے وہ حسینؑ
جو اک مرقع غم و کلفت ہے وہ حسینؑ

وہ جس کے بیکسی میں بھی دست دعا اٹھے
وہ جس کی بندگی پہ ملک تھرتھرا اٹھے

جو اک نشانِ ہمت کامل ہے وہ حسینؑ
جو عزم و اعتماد کی منزل ہے وہ حسینؑ
نفس نبیؐ کا جوہر قابل ہے وہ حسینؑ
جوکشتی نجات کا ساحل ہے وہ حسینؑ

جس کی جبیں پہ صدق و طہارت کا نور ہے
دل جس کا جلوہ گاہِ تجلی کا نور ہے

وہ جس نے کربلا کی خزاں کو بہار دی
ایماں پہ زندگی علی اکبرؑ کی واردی
دیکر لہو حیات کی قسمت سنوار دی
صبرورضا سے راہِ مصیبت گذار دی

پگھلا کے دل کو سوزِ محبت کی آنچ میں
نکلا کھرا جو ناز مشیت کی جانچ میں

تخلیق کائنات کے جوہر کی آبرو
فرمانِ حق مشیت داور کی آبرو
جس کے لہو سے دین پیمبرؐ کی آبرو
باقی ہے جس کی پیاس سے کوثر کی آبرو

تاریخ جس کے نام کو پوچھے گی حشر تک
آواز جس شہید کی گونجے گی حشر تک

صدیاں گذر چکی ہیں مگر غم ہے آج بھی
اک درس فکر ماہ محرم ہے آج بھی
نیّرؔ جبیں ارض و سماء خم ہے آج بھی
سایہ فگن حسینؑ کا پرچم ہے آج بھی

فانوس بن کے جس کی حفاظت خدا کرے
وہ شمع کیا بجھے جس روشن خدا کرے

❁❁❁

امام حسین علیہ السلام خدا کے حضور میں

مولانا مقبول حسین خاں صاحب نیّرؔ

داستاں ہے دل مظلوم کی اے بندہ نواز
گرمیٔ شعلۂ تقریر نہ ہو صبر گداز

ساز ہستی ہے طرب خانۂ عرفان وجود
زخمۂ عشق سے چھیڑا تھا جو تونے وہی ساز

یہ حجاب جبروتی بھی ہٹادے یارب
مجھ کو دوہرانا ہے وہ تذکرہ راز ونیاز

وہ مرا وعدۂ طفلی وہ ترا عہد کرم
سوز ہرحرف میں ہرلفظ میں ہے جس کے گداز

عبد و معبود کے حق کردیئے دونوں نے ادا
تجھ سا جاں بخش نہیں کوئی نہ مجھ سا جانباز

حق پرستوں میں ابد تک یہ رہے گا چرچا
بندہ شبیر کا ایسا ہو خدا ہو تجھ سا

❁❁❁

وقت وہ تھا کہ حکومت کے ہواخواہوں نے
اہل دولت کے لئے معنی قرآں بدلے

چیرہ دستان امیہ نے سیاست کے لئے
دین تبدیل کیا دین کے امکاں بدلے

اک تری شمع رسالت ہوئی خاموش کہ بس
بزم برہم ہوئی اور بزم کے ساماں بدلے

مشکلیں جھیل کے دنیا کی پیمبر نے ترے
جن کو انسان بنایا تھا وہ انساں بدلے

صنم کفر کی وہ سحر طرازی توبہ
کہ ترے کعبہ سے خود تیرے مسلماں بدلے

حالتیں ہوگئیں پہلی سی مسلمانوں کی
خصلتیں آگئیں انسان میں حیوانوں کی

❁❁❁

سلام

جناب نیّر مالیرکوٹلوی صاحب

نہ فلک نہیں تیرا جواب کیا کہنا حسینؑ جان رسالت مآبؐ کیا کہنا
تو اس کا نور نظر ہے فلک پہ جس کے لئے ہوا تھا جلوہ نما آفتاب کیا کہنا
جو تو نے پائے وہ ناصر نہ انبیاءؑ کو ملے ہے لاجواب ترا انتخاب کیا کہنا
تو جلوہ گر شب عشرہ تھا یوں رفیقوں میں کہ جیسے تاروں میں ہو ماہتاب کیا کہنا
بوقت شیب ولا میں تھا یہ حبیب کا رنگ پلٹ کے آ گیا رخ پر شباب کیا کہنا
حرم کی دربدی اس پہ غم بہتّر کا ہوا نہ صبر کا تیرے جواب کیا کہنا
رسولؐ زادے کا ہوں غم گسار اے داور میرے گناہوں کا پھر بھی حساب کیا کہنا
فشار قبر کا کیا خوف تجھ کو اے نیّر لحد میں آئیں گے خود بوتراب کیا کہنا

❁❁❁

سلام

جناب سید آل ہاشم رضوی، لکھنؤ

سدا بلند رہے گی صدائے کرب وبلا ہے پائیدار کچھ اتنی صدائے کرب وبلا
زمیں میں دھنس گئے سارے ستون بیعت کے نہ جانے کتنی تھی وزنی صدائے کرب وبلا
زمانہ لاکھ بنالے نئے نئے خنجر کبھی کٹی نہ کٹے گی صدائے کرب وبلا
یزید ڈوبا یزیدی سپاہ ڈوب گئی ہے بادبانوں میں اب بھی صدائے کرب وبلا
نہ اب اٹھے گا کہیں بھی سوال بیعت کا ستم کو دے گئی سولی صدائے کرب وبلا
فرشتے جھک گئے تعظیم کے لئے اس کی جب آسمانوں سے گزری صدائے کرب وبلا
خدا نے اس کو عطا کی ہیں وسعتیں اتنی کہ کائنات میں پھیلی صدائے کرب وبلا
بتارہی ہے یہ تاریخ ہم کو اے ہاشم جہاں میں سب سے ہے اونچی صدائے کرب وبلا

❁❁❁

سلام

جناب ہاشم نوگانوی صاحب

الجھ کر رہ گیا جو حضرت شبیرؑ سے الجھا — جہنم میں گیا قرآں کی جو تحریر سے الجھا

وقارِ مصطفیٰ و مرتضیٰ معلوم تھا سب کو — زمانہ کیا سمجھ کر فاطمہؑ کے شیر سے الجھا

لگائی آگ خیموں میں ردا زینبؑ کی بھی چھینی — ستم پھر بن کے بیڑی عابد دلگیر سے الجھا

مدد کے واسطے اصغرؑ بھی جھولے سے چلے آئے — اندھیرا کفر کا ایمان کی تنویر سے الجھا

زمین کربلا پر اس گھڑی کل انبیاءؑ آئے — لعین جب خواب ابراہیمؑ کی تعبیر سے الجھا

مقابل میں علی اصغرؑ نہ تھے اسلام کا دل تھا — پسینہ آگیا باطل کو جب بے شیر سے الجھا

بڑھا جنت کی جانب رعب سلطانی کو ٹھکرایا — نہ مال و زر کا لالچ حر تیری تدبیر سے الجھا

صداقت کا مقرر روبرو دیکھا تو گھبرایا — اذاں بے وقت دلوا کر لعیں تقریر سے الجھا

سدا ہاشم یہی کہتے ہیں ذکر کربلا سن کر — یزید روسیہ اسلام کی تقدیر سے الجھا

❁❁❁

سلام

جناب ہاشم رضا سیتاپوری

حسینؑ نے زیر تیغ قاتل ادا کئے ہیں خدا کے سجدے — جہاں میں یادگار ایسے کئے ہیں صبر و رضا کے سجدے

جواں کی میت گلے لگائی جبیں پہ لیکن شکن نہ آئی — لحد میں اصغر کی لاش رکھ کے کئے ہیں شکر خدا کے سجدے

نماز کی کر گئے ہدایت نہ آج غافل ہوں اہلِ اُمت — مثالِ شمس و قمر ہیں روشن زمینِ کرب وبلا کے سجدے

پیا نہ پانی پہ کر کے قبضہ سدھارے پیاسے جناں کو مولا — تمہارے روضے کو کر رہی ہے فرات کی موج آ کے سجدے

وہ وقت آخر بدن میں رعشہ رکا ہے تیروں پہ شہ کا لاشہ — ہوئے نہ غافل خدا سے پھر بھی کئے جبیں کو جھکا کے سجدے

ہزار کوشش کرے زمانہ نہ ذکر آلِ نبیؐ مٹے گا — حسینؑ پر یوں ہی رونے والے کیا کریں گے ولا کے سجدے

جو حُبِّ آلِ نبی ہے دل میں عمل یقیناً قبول ہوں گے — نہ کام محشر میں دیں گے ہاشم غرور و کبر وریا کے سجدے

❁❁❁

آخری قطرۂ خون

جناب ہلال نقوی صاحب

کتنی صدیوں سے مثال ایک یہی زندہ ہے
شہر در شہرِ غمِ تشنہ لبی زندہ ہے

مسندِ شام پہ دم توڑ چکی ہے بیعت
نوکِ نیزہ پہ حسینؑ ابن علیؑ زندہ ہے

اس نے مقتل کی زمیں پر یہ لہو سے لکھا
جو مری طرح سے مرتا ہے وہی زندہ ہے

آخری قطرۂ خوں دے کے یہ پوچھا کس نے
کیا کسی اور میں بیعت طلبی زندہ ہے

وقت کے شور میں ہر ایک صدا دفن ہوئی
صرف آوازِ حسینؑ ابن علیؑ زندہ ہے

زرد موسم میں بھی یہ ہے مرے ہنسنے کا سبب
میری اک آخری امید ابھی زندہ ہے

❁❁❁

سلام

جناب سید علی متقی ہوشؔ پہرسری صاحب

وفا کی اہل وفا واہ پائے جاتے ہیں
دلوں پہ نقش محبت بٹھائے جاتے ہیں

جہاں میں اہل وفا کس جگہ نہیں ہوتے
ہرایک ملک میں جانباز پائے جاتے ہیں

جو اپنے ملک پہ کرتے ہیں جان کو قرباں
جلوس یاد میں ان کی اٹھائے جاتے ہیں

بجاہے ناز اگر ان پہ قوم کرتی ہے
درست ان کے اگر دن منائے جاتے ہیں

مطالبہ کبھی فطرت کادب نہیں سکتا
کہیں دباؤ سے جذبے دبائے جاتے ہیں

ہر ایک قوم سے مخصوص ہے شہید اس کا
اسی کی قوم میں گن اس کے گائے جاتے ہیں

خصوصیت یہ مگر شاہ کربلا میں ہے
کہ وہ فضائے دوعالم پہ چھائے جاتے ہیں

یگانے پھر بھی یگانے ہیں ذکر کیا ان کا
جو غیر ہیں انہیں اپنا بتائے جاتے ہیں

مشاہدہ ہے وہی استوار ہوتے ہیں
اصول کار جو محکم بنائے جاتے ہیں

اسی طرح وہی مذہب ہے زندۂ جاوید
شہید جس کے اولوالعزم پائے جاتے ہیں

ہوئی ہے ختم نبوت رسول اکرمؐ پر
یہ رحمت چمن کن بنائے جاتے ہیں

وفا میں ہیں یہ براہیم صبر میں ایوبؑ
خلیلؑ ان کے لئے آزمائے جاتے ہیں

کلیمؑ مان گئے کوہِ طور پر جلوے
مسیحؑ ان کے ہواخواہ پائے جاتے ہیں

یہی ہیں خلق میں آئینہ دار خلق نبیؐ
تمام وصف وہی ان میں پائے جاتے ہیں

وہی ہے چشم، وہی جام بادۂ وحدت
اسی طرح مئے عرفاں پلائے جاتے ہیں

علیؑ کی طرح بہادر بنیؑ کی طرح جری
وہی مثالی شجاعت دکھائے جاتے ہیں

وہی طریق رضا ہے وہی وفا کا طور
لٹائے جاتے ہیں گھر، سر کٹائے جاتے ہیں

جہاں میں ہوتے ہیں کب ایسے صابروشاکر
عدو بھی دیکھ کے حیرت میں آئے جاتے ہیں

ادھر جوان پسر رن میں قتل ہوتا ہے
مگر حسینؑ ادھر مسکرائے جاتے ہیں

گلے پہ کھاتے ہیں تیر جفا علی اصغرؑ
یہ ہاتھ شکرِ خدا کو اٹھائے جاتے ہیں

عدوِ دیں کئے جاتے ہیں جسم کو چھلنی
دعائیں دیتے ہیں یہ زخم کھائے جاتے ہیں

رہیں گے ہوشؔ یہی نقش جاوداں ہوکر
کہیں نشان بقا بھی مٹائے جاتے ہیں

❁❁❁

سلام

جناب ہوشؔ ترمذی صاحب

خلق میں رتبہ سرکارِ دوعالم دیکھو
در پہ ہوتی ہے فرشتوں کی جبیں خم دیکھو

گریۂ و شیون وفریاد کا عالم دیکھو
تازیانے لئے آیا ہے محرم دیکھو

ایک سیلاب چراغاں ہے عزاخانوں میں
خسرو ملکِ شہادت کا یہ مقدم دیکھو

کس کا گھر جل گیا کس کا ہے یہ ماتم دیکھو
خون برسانے لگے دیدۂ پرنم دیکھو

دین اسلام بھی زندہ ہے جو زندہ ہے حسینؑ
ایک آواز چلی آتی ہے پیہم دیکھو

جس کا ایک سجدہ ہوا مہر بقائے توحید
ہے یہ وہ ابن علیؑ وارث آدم دیکھو

الم شاہ شہیدوں کو بسالو دل میں
زخم عصیاں کی دوا ہے یہی مرہم دیکھو

کہتا جاتا تھا سناں پر یہ سرِ سبط نبیؐ
سرنگوں ہوگا نہ اسلام کا پرچم دیکھو

اب بھی زندہ ہے یہ پیغام شہ کرب وبلا
حق وباطل کبھی ہوتے نہیں باہم دیکھو

ہوشؔ تا عمر اسے دل سے لگائے رکھنا
خوش نصیبی سے ملا ہے تمہیں یہ غم دیکھو

❁❁❁

سلام

جناب ہوش نعمانی صاحب

ترے مے خانے میں ساقی کبھی رندوں سے بہتر ہے — خبر ہے ہوش نعمانی سگِ آلِ پیمبر ہے

پھر اس مے سے کہ جو اخلاص کی گرمی سے کھینچی ہے — کہ تیرے سامنے ساقی مرے سینے کا ساغر ہے

وہ نشہ چاہتا ہوں جس میں دنیا ڈوب جاتی ہے — وہ جس میں زندگی اور موت کا پلہ برابر ہے

سخندانوں میں مطلع اس سلیقے سے کہا جائے — ہر اک سامع پکار اٹھے کہ شاعر ہے سخنور ہے

اگر عباسیت سنگ وفا پر نقش حیدرؑ ہے — علمداری یقین و عزم کا جرار لشکر ہے

نہ عہدِ موسیٰ و عیسیٰ نہ قیسیت نہ لیلائی — یہ وہ ساعت کہ دنیائے حقیقت کا مقدر ہے

تحیر ہے زمیں کو آسماں کو سخت حیرانی — لبِ دریا ہزاروں میں بہتر کا جو لشکر ہے

ہر اک چہرے میں ایسا نور ہے ایسا اجالا ہے — کسی بھی کنجِ لب کے نور سے مہتاب کمتر ہے

حرم سے کربلا تک جب وفاداری سمٹتی ہے — تو وہ عباسؑ ہوتا ہے کہ جو تصویر حیدرؑ ہے

قلم ہے ہاتھ میں آنکھوں میں ان کے گھر کا منظر ہے — کہ جن کا دین ہے "دنیا ہے خنکی" جن کا محشر ہے

مرے مولا یہ سب کچھ جانتے تھے سب سمجھتے تھے — کہ لب پر یا حسینؑ اور آستیں میں تیز خنجر ہے

لگا جو تیر لوگو سینۂ مشک سکینہؑ پر — یزیدیت کی شہ رگ پر وہ اک زہریلا نشتر ہے

جو رہتے ہاتھ تو جسموں پہ کوئی سر نہیں رہتا — نظر والے سمجھتے ہیں جو شان شیر حیدرؑ ہے

فلک تا حشر جتنے چاند اور سورج اگائے گا — وہ سب یکجا ہوئے ہیں آج کیا پر نور منظر ہے

خدا نے جنتوں کی ساری مہکیں جس کو بخشی ہیں — جہاں پیدا ہوئے عباسؑ لوگو یہ وہی گھر ہے

❁ ❁ ❁

سلام

جناب سید مہدی حسین رضوی صاحب ہمدرد لکھنوی

تھی کربلا میں عجب انقلاب کی دنیا — بدل گئی تھی بن بوترابؑ کی دنیا

جوان ہوتے ہی اکبرؑ نے کی قضا افسوس — اجل نے آہ اجاڑی شباب کی دنیا

ہٹالے شمر گلے سے حسینؑ کے خنجر — حزیں ہے قلب رسالت مآبؐ کی دنیا

ہوا جو قتل شبیہِ رسولؐ شہ بولے — ترا شباب ہے یا ایک خواب کی دنیا

اثر ہے سبطِ پیمبرؐ کے خونِ ناحق کا
جو آج تک ہے گلابی گلاب کی دنیا

کمی نہ ہوتی جو پیتا رسول کا دلبند
ارے لعینو! نہ تھی تنگ آب کی دنیا

نبیؐ کا لختِ جگر ہو جو اے مسلمانو
سر اس کا طشت میں ہو اور شراب کی دنیا

بوقتِ عصر پس قتل دلبرِ زہراؑ
ہوئی ہے تیرہ وتار آفتاب کی دنیا

وہ پانی کس طرح پیتا فرات پر جاکر
تھی جس کے سامنے اک اضطراب کی دنیا

کسی کا ساتھ زمانے نے کب دیا ہمدردؔ
رہی ازل سے یونہی پیچ و تاب کی دنیا

❁❁❁

سلام

جناب اقتدار حسین نقوی صاحب، ہنرؔ سورکھی قنوج

جو ہے غلامِ رسولِؐ خدا حسینؑ کا ہے
جناں میں اس کے لئے در کھلا حسینؑ کا ہے

رہا نہ کوئی تو اصغرؑ کو آگئے لیکر
زمانہ دیکھ لے یہ حوصلہ حسینؑ کا ہے

حسنؑ کی صلح میں ہے کربلا کا آئینہ
حسنؑ کے ذکر میں بھی تذکرہ حسینؑ کا ہے

نسیمِ صبح کے جھونکوں سے آتی ہے خوشبو
جو کربلا میں گل تر کھلا حسینؑ کا

دل و دماغ یہ جاں بھی نثار ہے ان پر
حسینؑ میرے ہیں سب کچھ مرا حسینؑ کا ہے

غلامِ مصطفوی ہوں علیؑ کا متوالا
یہ میرا سلسلہ در سلسلہ حسینؑ کا ہے

یہ ہاتھ بیعتِ فاسق کو بڑھ نہیں سکتے
یزید دیکھ لے کیا فیصلہ حسینؑ کا ہے

وہ کیا کریں گے زمانہ سے مال و زر لیکر
خدا کے نور سے ہی گھر بھرا حسینؑ کا ہے

یزید نام تو ڈھونڈے سے بھی نہیں ملتا
جہاں میں آج بھی بس دبدبہ حسینؑ کا ہے

وہ دیکھ بھال کے بانٹیں گے دوزخ و جنت
کسی کے بس میں نہیں مسئلہ حسینؑ کا ہے

رہے گا قائم و دائم ہنرؔ قیامت تک
چھپا ہے پردے میں وہ سلسلہ حسینؑ کا ہے

❁❁❁

حرفِ صداقت

جناب واصفؔ عابدی سہارنپوری

زمیں پہ رہ کے بھی ہم ہیں فلک نشینوں میں
شمار اپنا ہے مولاؑ کے خوشہ چینوں میں

کہیں نفاق، کہیں بت ہیں آستینوں میں
ضیائے حسنِ حقیقت نہیں جبینوں میں

ہماری ذات عبارت سے آفتابوں سے
ہم اٹھ گئے تو اندھیرا ہے شہ نشینوں میں

یہ رکھ رکھاؤ ہمارا، یہ ہاشمی تہذیب
بڑے وقار سے بیٹھے ہیں نکتہ چینوں میں

ہماری فکر خلیلیؑ ادا حسینیؑ ہے
نبیؐ کے عزم کی چنگاریاں ہیں سینوں میں

فضائلِ شہ والا میں اٹھ رہا ہے قلم
ہماری طبع رسا ہے ادب کے زینوں میں

وہ ایک حرفِ صداقت وہ ایک لفظِ حسینؑ
اسی کا ذکر ہے ایماں کے نکتہ چینوں میں

یہی ازل سے ہے ہم بوترابیوں کا شعار
کہ حسنِ خاکِ شفا رکھتے ہیں جبینوں میں

چھپائے چھپ نہ سکے گی فضیلتِ حسنینؑ
شعاعِ نورِ رسالت ہے ان نگینوں میں

مزاج دانِ نبوت ہیں کربلا والے
کہ آب وتاب وہی ہے ان آبگینوں میں

ذرا سمجھ کے الجھنا حسینؑ والوں سے
یہ منفرد ہیں ہر ایک دور کے ذہینوں میں

دل و نگاہ کا مرکز ہے نورِ پاک حسینؑ
خدا کے فضل سے شامل ہوں پاک بینوں میں

طلوع ہونے دو خورشید منتظر کو ذرا
یقیں کی روشنی پھیلے گی پھر زمینوں میں

غلامِ سبط رسولؐ انام ہوں واصفؔ
مرا قیام ہے خود آگہی کے زینوں میں

❁❁❁

سلام

جناب واصفؔ مرحوم، آلِ میرانیسؔ

کھنچتے ہیں دل اثر یہ زبان سخن میں ہے
مجلس میں میں ہوں یا کوئی بلبل چمن میں ہے

مرقد میں پاس آنہیں سکتا مرے فشار
جب تک غبارِ تربتِ سرور کفن میں ہے

کہتے تھے شاہ پیاس سے گو خشک ہے گلا
لیکن اثر زبانِ نبیؐ کا دہن میں ہے

پہنچا جو نامہ بر تو کہا ماں نے خیر ہو
ہے ہے مریض فاطمہؑ صغریٰ وطن میں ہے

کہتے تھے شہؑ لباسِ نبیؐ کرکے زیب جسم
اب تک تنِ رسول کی بو انجمن میں ہے

واصفؔ خدا کا شکر کہ عارفؔ کی ذات سے
باقی ضیائے شمع انیسؔ انجمن میں ہے

❁❁❁

ہمارا بھی وظیفہ ہے ثنا زہراؑ کے جانی کی
بزرگوں سے چلی آتی ہے خدمت مدح خوانی کی

ہمارے حال پر پیری نے جب سے مہربانی کی
خیال و خواب باتیں ہوگئیں ساری جوانی کی

سوا صحرا نوردی کے ہوا کیا خضرؑ کو حاصل
کرے خاک آرزو انساں حیات جاودانی کی

نہیں ہے آج تک فضلِ خدا سے غیر کا قبضہ
ہمارے جد نے وہ ملکِ سخن پر حکمرانی کی
ہوئے غش حضرت موسیٰؑ گری اک طور پر بجلی
خدا جانے اثر کیا تھا صدا میں لن ترانی کی
سرِ اعدا پہ برقِ تیغ شہؑ گرتی تو کہتے تھے
خبر ہم کو نہیں تھی اس بلائے ناگہانی کی

❁❁❁

بیاں کیا خامس آلِ عباؑ کی مدح ہو ہم سے
مقدم ہے انہیں کا نور خلقت ہائے عالم سے
غمِ شہ میں گنہ اشکوں سے ہو جاتے ہیں یوں زائل
غبار روئے گل جس طرح دھو جاتا ہے شبنم سے
ملائک راہ میں دریافت کرتے ہیں ملائک سے
جو خوشبو تم میں ہے اس وقت وہ آتی نہیں ہم سے
وہ کہتے ہیں کہو تو چل کے تم کو بھی دکھلائیں
ہم آتے ہیں حسینؑ ابن علیؑ کی بزم ماتم سے
غم گلزارِ زہراؑ پھونک دیتا گلشن عالم
بجھایا آتش گل کو خدا نے آب شبنم سے
خدا جلد اپنی نعمت سرکشوں سے سلب کرتا ہے
زباں کو خار تر رکھنے نہ پائے آب شبنم سے
وہ انساں ہے کرے پیدا جو نامِ نیک دنیا میں
وگرنہ سینکڑوں مٹی کے پتلے پھرتے ہیں ہم سے
گذر جائیں گے گو راہ صراط آساں نہیں واصفؔ
علیؑ حامی ہوں جس کے خوف کیا اس کو جہنم سے

❁❁❁

کربلا

جناب واصفؔ فاروقی صاحب

کربلا کرب اور بلا ہی نہیں
کربلا مخزن حیات بھی ہے
کربلا رہ گزار ایمانی
کربلا راہ حق صفات بھی ہے
کربلا ظلم سے بغاوت کا
ایک اعلان ہے سدا کے لئے
کربلا نے ہمیں دیا ہے سبق
یوں جیو دین مصطفیؐ کے لئے
کربلا امتحان اہل بیتؑ
کربلا جاں نثاریوں کا ثبوت
کربلا ظلمتوں کی آندھی میں
جگمگاتے ہوئے دیوں کا ثبوت
کربلا ہے دفائے عباسی
کربلا تشنگی کی شدت بھی
کربلا زندگی کا اک مقصد
کربلا لذت شہادت بھی
کربلا بے ردائیِ زینبؑ
کربلا حرملا کا تیر بھی ہے
نیزۂ جبر کے جوابوں میں
صبر و ایثار کا ضمیر بھی ہے

کربلا صبر اور قناعت کی ایک معراج بھی ہے عید بھی ہے
کربلا نور اہل بیتؑ رسولؐ کربلا ظلمت یزید بھی ہے
کربلا ایک جرائت انکار کربلا ظلم کی شکست بھی ہے
کربلا شمر کی رعونت بھی کربلا وہم خود پرست بھی ہے
کربلا لاشۂ علی اکبرؑ کربلا قتل شیر خوارؑ بھی ہے
کربلا درد ہے سکینہؑ کا کربلا دین کا وقار بھی ہے
جو سیہ رات میں چمک اٹھا کربلا حرؑ کا وہ مقدر ہے
کربلا ہے عبادتوں کا شعور کربلا دین حق کا مظہر ہے
آیئے ہم سجا کے مجلس دل خامشی کا کلام پیش کریں
بارگاہ حسینؑ میں چل کر
اپنا اپنا سلام پیش کریں

❁❁❁

سلام

جناب واصف علی واصفؔ صاحب

السّلام اے نُورِ اوّل کے نشاں السّلام اے رازِ دارِ کُن فکاں
السّلام اے داستانِ بے کسی السّلام اے چارہ سازِ بے کساں

السّلام اے دستِ حق، باطل شکن السّلام اے تاجدارِ ہر زماں
السّلام اے رہبرِ علمِ لدُن السّلام اے افتخارِ عارفاں

السّلام اے راحتِ دوشِ نبیؐ السّلام اے راکبِ نوکِ سناں
السّلام اے بوترابی کی دلیل السّلام اے شاہبازِ لا مکاں
السّلام اے ساجدِ بے آرزو السّلام اے رازِ دارِ قُدسیاں
السّلام اے ذوالفقارِ حیدری السّلام اے کشتۂ تسلیمِ جاں

السّلام اے مستیِ جامِ نجف — السّلام اے جنبشِ کون و مکاں
السّلام اے رازِ قرآنِ مبیں — السّلام اے ناطقِ رازِ نہاں

السّلام اے ہم نشینِ ریگِ دشت — السّلام اے کج کلاہِ خسرواں
السّلام اے دُرِ دینِ مُصطفیٰؐ — السّلام اے معدنِ علمِ رواں
السّلام اے گوہرِ عینِ علیؑ
دینِ پیغمبرؐ کے عنوانِ جلی

❁❁❁

سلام

جناب وامقؔ جونپوری صاحب

بول اے ضمیر انساں تو وقت کی زباں ہے — آ کربلا میں تیری غیرت کا امتحاں ہے
سرورؑ کے ناصروں میں کیا جوش کامراں ہے — ہر عمر کا سپاہی اس فوج میں جواں ہے
اک مختصر سا لشکر بچے جواں معمّر — ہر چہرہ ہے گلِ تر اور خشک ہر زباں ہے
عباسؑ با وفا کی شان وغا نرالی — اک ہاتھ میں ہے چھاگل اک ہاتھ میں نشاں ہے
اک سمت جبر و نخوت اک سمت عذر بیعت — اور خوں کا ایک دریا دونوں کے درمیاں ہے
نام حسینؑ باقی زعمِ یزید فانی — اک حرف جاوداں ہے اک سعی رائیگاں ہے
عزم شہؑ امم کی زینبؑ مزاج داں ہے — گویا حسینیت کے منشور کی زباں ہے
قتل امامؑ دیں کی شہرت وہاں وہاں ہے — ناقہ پہ خاک برسرِ زینبؑ جہاں جہاں ہے
آزار پائے عابدؑ جھنکار سے عیاں ہے — ہر زخم کے دہن میں زنجیر کی زباں ہے
زینبؑ خطیب دوراں سجادؑ پابہ جولاں — اک آہ کربلا ہے اک آہ کارواں ہے
بستر میں فاصلوں کے ملتی ہے آنکھ دنیا — یہ ہے فغان زینبؑ یا صبح کی اذاں ہے
سیدانیاں کھلے سر گذریں جہاں جہاں سے — زلفِ حیات برہم اب تک وہاں وہاں سے
زینبؑ اگر نہ ہوتیں یہ راز راز رہتا — ذبح عظیم جس کا قرآن میں بیاں ہے
وامقؔ تری زبانی اور غم کی یہ کہانی — ہر لفظ ایک آنسو ہر شعر اک فغاں ہے

❁❁❁

ثانیٔ زہرا علیہا السلام

جناب سید محمد یعقوب حسینؑ صاحب رضوی وجدؔ لکھنوی

وہ جو بحرینِ صداقت کا دُرِ شہوار ہے
دخترِ زہراؑ ہے بنت حیدر کرارؑ ہے

مرکز علم و عمل ہے، مرضی غفار ہے
محورِ دین نبیؐ کا نکتۂ پرکار ہے

ہے اسیری کا نہ غم اس کو نہ خوفِ دار ہے
عزمِ زینبؑ ہے کہ عزمِ حیدرؑ کرار ہے

بے نوا محتاج چادر ہے مگر خود دار ہے
بے سرومایہ ہے لیکن دولت کردار ہے

آلِ احمدؐ کی عبادت کا عجب معیار ہے
سر توہے سجدے میں گردن پر چھری کی دھار ہے

بولیں زینبؑ کہہ دیا جو ہے وہ پتھر کی لکیر
قولِ شاہ دیں تو قولِ احمدؐ مختار ہے

حشر تک قائم رہے گی میرے بھائی کی بہن
کل بھی تھا انکار بیعت آج بھی انکار ہے

قلعۂ کفرِ یزیدی ہوگیا مسمار سب
منتشر اب رشتۂ زنّار کا ہرتار ہے

مشورے اکثر لئے ہیں زینبؑ دلگیر سے
گو امامؑ وقت اب خود عابدؑ بیمار ہے

آپ نے ظلم یزیدی کی رگِ دل کاٹ دی
تیغِ آہِ بیکسی میں آپ کی وہ دھار ہے

ظلم قدموں پر گرا بے اختیارانہ حسینؑ
دستِ زینبؑ میں جو دیکھی صبر کی تلوار ہے

یہ صدائے خطبۂ زینبؑ نہیں ہے راہ میں
اشتہارِ دین پیغمبرؐ سرِ بازار ہے

شرکتِ زینبؑ سے تکمیل شہادت ہوگئی
مقصد شبیر کی زینبؑ علم بردار ہے

❖❖❖

شہسوارِ کربلا

جناب وجاہت حسین صاحب وجاہتؔ سونی پتی

سلام اے شہسوار کربلا، ایثار کے پیکر
سلام اے عظمت خیرالبشر، کردار کے پیکر

سلام اے باغِ ایماں کو لہو سے سینچنے والے
سرمقتل حقائق کی لکیریں کھینچنے والے

سلام اے شہ رگِ ظلم و تشدد کاٹنے والے
زمینِ گرم کو خونِ مقدس بانٹنے والے

جہانِ کفر کو تونے شکست دائمی دی ہے
خدا کو ناز ہے، اسلام کو وہ زندگی دی ہے

ترے عباسؑ نے تیرے مقاصد کو جوانی دی
لبِ دریا محبت کے سفینے کو روانی دی

ترے اکبرؑ سے ایوانِ صداقت جگمگاتے ہیں
کہ جس کا نام لیتے ہی محمدؐ یاد آتے ہیں

ترا معصوم اصغرؑ تیر کھاکر مسکرایا ہے
اسی کے خون کی سرخی نے فطرت کو سجایا ہے

ترے عونؑ و محمدؑ سے مجاہد اب کہاں ہوں گے
زمانے بھر مین ان کے تذکرے وردِ زباں ہوں گے

ترے قاسمؑ کی پامالی کا جب قصہ بیاں ہوگا
بشر کی آنکھ سے اک خون کا دریا رواں ہوگا

ترے بیمار عابدؑ کی کہانی کون بھولے گا
سلاسل میں امامت کی جوانی کون بھولے گا

پدر کی یاد میں بیٹی جہاں آنسو بہائے گی
وہاں انسان کو تیری سکینہؑ یاد آئے گی

تیری ہمشیر کی تقریر جب گونجی فضاؤں میں
یزیدی ظلم کے ٹکڑے اُڑے ہر سو ہواؤں میں

ترے اعجازِ ہمت نے بچایا دینِ فطرت کو
لباسِ زندگی تونے دیا ہے آدمیت کو

دیا سجدے میں سر اور بندگی کو زندگی بخشی
زمینِ کربلا کو آسماں کی روشنی بخشی

ترے تدبیر سے باقی تمیز حق و باطل ہے
خدا والوں کو تیری داستاں مینارِ منزل ہے

ترا پرچم فلک پر تاقیامت لہلہائے گا
اسی کی ضو سے ہر تاریک رستہ جگمگائے گا

وجاہتؔ کے لئے بخشش کا باعث تیری مدحت ہے
جسے فردوس کہتے ہیں فقط تیری محبت ہے

❁ ❁ ❁

مخمس

جناب میر وحیدؔ صاحب

ہیں عبث غمگیں عزیز و اقربا میرے لئے
گور کی منزل تو ہے بیتِ شفا میرے لئے
بعد مرنے کے ہے جینے کا مزا میرے لئے
خود نویدِ زندگی لائی قضا میرے لئے
شمع کشتہ ہوں فنا میں ہے بقا میرے لئے

پہلے بھولے سے نہ پوچھی ایک نے آکر خبر
بعد مردن کرتے ہیں دامن عبث اشکوں سے تر
اب قلق سے فائدہ کیا کیوں یہ سب ہیں نوحہ گر
زندگی میں تو نہ اک دن خوش کیا ہنس بول کر
آج کیوں روتے ہیں میرے آشنا میرے لئے

دربدر میں کیوں پھروں کوئی غنی ہو یا امیر
کوچہ گردی سے کراہت رہتی ہے گو ہوں فقیر

دیکھ تو رزاق کی قدرت کو تو اے چرخ پیر
کنجِ غزلت میں مثال آسیا ہوں گوشہ گیر
رزق پہنچاتا ہے گھر بیٹھے خدا میرے لئے

تجھ پہ ظاہر ہے جو کچھ کرتا رہا فعلِ زبوں
روسیاہی سے قلم کی طرح پر ہوں سرنگوں
دے گواہی ہربُن مو میں اگر مخفی کروں
بھیج دے دوزخ میں یا جنت میں ہاں مجرم تو ہوں
توہے عادل جو مناسب ہو سزا میرے لئے

خاک چھانی خواہش اکسیر میں تونے سدا
میں اسے سمجھا ہمیشہ دردِ عصیاں کی دوا
کشتہ حسرت رہا تو میں غنی ہردم رہا
اے مہتوس اپنی اپنی قسمت اس کا رشک کیا
کیمیا تیرے لئے خاکِ شفا میرے لئے

موت کا پیغام تھا دردِ فراقِ اقربا
زندگی سے سیر تھی مرغوب ہو کیونکر غذا
لاتی تھی تبرید جب نانی بصد آہ وبکا
کہتی تھی صغراؑ ٹھنڈائی سے نہ ہوئے گی شفا
شربت دیدارِ اکبرؑ ہے دوا میرے لئے

آئے خیمہ میں جو رخصت کوشۂ گردوں نشیں
مضطر و بیتاب تھے ناموس ختم مرسلیں
دیتی تھی جس دم دعائیں زینبؑ زار وحزیں
کہتے تھے حضرت علی اکبرؑ سا شیریں اب نہیں
تلخ ہے اب زندگانی کامزہ میرے لئے

نام ہادی ہے مگر پیرو تمہارا ہوں انیسؔ
اس زمینِ ذی شرف کا میں بھی شیداہوں انیسؔ
جب سے یہ مقطع سنا بیتاب رہتا ہوں انیسؔ
خاک سے ہے خاک کو الفت تڑپتا ہوں انیسؔ
کربلا کے واسطے میں کربلا میرے لئے

❁❁❁

سلام

جناب وحید الحسن ہاشمی صاحب

کام بھائی کا بہرحال کرے گی زینبؑ
اب نئے رخ سے وہی جنگ لڑے گی زینبؑ

بعدِ شبیرؑ بھی بدلے گی نہ تبلیغ کی رو
جو محمدؐ نے کہا ہے وہ کہے گی زینبؑ

عصرِ عاشور کو بدلا ہے قیادت کا نظام
اب اگر حق کو لگے زخم سہے گی زینبؑ

جمع کونین کی قوت بھی اگر کر لے یزید
اپنے موقف سے نہ اک گام ہٹے گی زینبؑ

طاقتِ کفر سے زینبؑ کو دبانے والو
عرش جھک جائے گا لیکن نہ جھکے گی زینبؑ

سو گئے دشت کی آغوش میں شبیرؑ تو کیا
زخم اسلام کے پھر پھر کے بھرے گی زینبؑ

سر بہتر نے کیا معرکۂ کرب وبلا
کوفۂ و شام کو خود فتح کرے گی زینبؑ

دیکھ لیں دخترِ حیدرؑ پہ مظالم کرکے
زور جتنا بھی گھٹائیں گے بڑھے گی زینبؑ

حلق شبیرؑ پہ چل جائے گا جس دم خنجر
حلقِ شبیرؑ کی آواز بنے گی زینبؑ

دھمکیاں دے نہ محمدؐ کی نواسی کو یزید
قتل ہو جائے گی لیکن نہ ڈرے گی زینبؑ

انبیاء راہ میں انگشت بدنداں ہوں گے
لے کے اسلام کا کنبہ جو چلے گی زینبؑ

❖❖❖

گلہائے عقیدت

جناب وزیرؔی پانی پتی صاحب کراچی

حسینؑ تیرگی میں مشعلیں جلا کے رہے
گلا کٹا کے بھی باطل کے قصر ڈھا کے رہے

تھے کیسے صاحب ہمت حسینؑ کے ساتھی
خدا کی راہ میں وہ گردنیں کٹا کے رہے

غضب ہے گرسنہ و تشنہ عابدِ بیمار
امام زادہ نبی زادہ بے دوا کے رہے

ثبوت حق و صداقت میں اصغرؑ معصوم
زبان خشک دکھانے پہ تیر کھا کے رہے

اٹھایا ظلم اٹھائے جفا و جورِ حسینؑ
یزیدیت کی عمارات کو گرا کے رہے

اگرچہ جسم ہوا تیغ ظلم سے ٹکڑے
قبائے ظلم کی پر دھجیاں اڑا کے رہے

شکست کر دیا حُرؑ نے یزیدیت کا علم
حسینؑ ابن علیؑ حُر کو حر بنا کے رہے

چلے جو نقش قدم پر تمہارے اے مولا / یقیں ہے راہِ نجات ایک دن وہ پا کے رہے
وزیریؔ اسوۂ شبیرؑ وہ ہے راز حیات / عمل کرے جو وہ جنت میں گھر بنا کے رہے

سلام

جناب وسیمؔ بریلوی صاحب

وہ جذبۂ ایثار جو عنوان وفا ہے / ہر مصلحتِ وقت کو ٹھکرا کے چلا ہے
وہ عزم جو کردار کو اک کج کلہی دے / تلوار کے سائے میں عبادت ہے دعا ہے
وہ حوصلۂ فکر جو ذہنوں کو جلا دے / تاریخ کے اوراق کا پھیلاؤ بنا ہے
وہ لمحۂ تعمیر جو سمتوں کو نظر دے / خطرات کی پالی ہوئی گودوں میں پلا ہے
وہ ذوق خود آگاہ جو دستور عمل دے / کچھ خاص دلوں کے لئے مخصوص رہا ہے
ایسے ہی حق آگاہ کی تعظیم کو اس شب / آئینہ لئے معرکۂ کرب و بلا ہے
ارمانِ شجاعت ہے تمنائے وفا ہے / دریا کا نگہبان ہے پیاسا ہے تو کیا ہے؟
ہروار میں اک آئت قرآں کا تقدس / ہر ضرب پہ تفسیر کا اک باب کھلا ہے
اک دبدبۂ ضیغم حیدرؑ کے مقابل / مقتل ہے کہ مقتول پڑا کانپ رہا ہے
ترتیب بگاڑی ہے جلالِ شہؑ رن نے / اعداء کی صف آرائی پہ الزام لگا ہے
شبیرؑ کے ہر خواب کی تعبیر کا جویا / عباسؑ سا بھائی تو نہ ہوگا نہ ہوا ہے
سقائے حرم فوج حسینیؑ کا علم گیر / تصویر کو ہر رخ سے بچانے میں لگا ہے
دانتوں کی مدد لے کے وہ مشکیزہ بچاتا / تاریخ عزائم کو کدھر موڑ رہا ہے
تلوار کی تحریر کا وہ دائمی حصّہ / ترشے ہوئے شانوں نے جسے خوں سے لکھا ہے
پیغام ہے تاکید ہے ہر عہد سفر کو / ہر دور کے ذہنوں کے لئے راہ نما ہے
حق بات کے داعی کبھی تنہا نہیں ہوتے / باطل سے الجھنا ہی صداقت کی ادا ہے
یہ جذبۂ بیدار وسیمؔ اہل طلب کو / اس در سے ہی ملتا ہے اسی در سے ملا ہے

سلام

مولانا محمد وصیؔ اختر صاحب معروفی

رہتی ہے جس کے دل میں محبت حسینؑ کی
حاصل اسی کو ہوتی ہے جنت حسینؑ کی

آنکھوں سے بہہ کے اشک نے سب کو بتا دیا
چلتی ہے اب بھی دل پہ حکومت حسینؑ کی

فرق یزیدیت کو کچلنے کے واسطے
دنیا کو آج پھر ہے ضرورت حسینؑ کی

اس کو بجھا سکے گی نہ یہ بدعتی ہوا
روشن ہے دل میں شمع محبت حسینؑ کی

آنکھوں سے اشک نکلے تو امید ہوگئی
ہم کو نصیب ہوگی زیارت حسینؑ کی

میداں میں الاماں کی صدائیں بلند کیں
لشکر نے جونہی دیکھی شجاعت حسینؑ کی

اس زندگی سے دہر میں کچھ فائدہ نہیں
جس زندگی میں ہوئے عداوت حسینؑ کی

بے شک وہ کامیاب ہے دونوں جہان میں
حاصل ہوئی ہے جس کو مودت حسینؑ

پانی پلایا راہ میں حرکی سپاہ کو
غربت میں دیکھ لیجئے سخاوت حسینؑ کی

حیرت میں اہل شام سبھی پڑگئے وصیؔ
نیزے پہ جب سنی ہے تلاوت حسینؑ کی

❁❁❁

سلام

جناب مرزا وصی حیدر صاحب وصیؔ فیض آبادی

جنت کا لطف ا س کے مقدر میں رہ گیا
سودا غمِ حسینؑ کا جس سر میں رہ گیا

نکلا غم حسین میں جو معرفت کے ساتھ
انمول دُرّ اشک وہ محشر میں رہ گیا

کثرت پہ فتح ہوتی ہے قلت کو کس طرح
یہ فخر کربلا کے بہتر میں رہ گیا

تیرہ صدی کے بعد بھی اللہ رے حق کا زور
افسانہ بیکسی کا ہراک گھر میں رہ گیا

ایثار وصبر فوج حسینی پہ ختم تھا
جو ظلم تھا وہ شام کے لشکر میں رہ گیا

دیکھا نگاہِ غیظ سے شہؑ نے جو وقتِ قتل
جوہر سمٹ کے تیغ دو پیکر میں رہ گیا

برچھی تو منھ کو پھیر کے سرورؑ نے کھینچ لی
پھل ٹوٹ کر مگر دلِ اکبرؑ میں رہ گیا

چھینی گئی تھی جو سر زینبؑ سے بعد عصر
پردہ اسی چھنی ہوئی چادر میں رہ گیا

برچھی نکال کر جو رکھا شہؑ نے دل پہ ہاتھ — اٹھ اٹھ کے درد پہلوئے اکبرؑ میں رہ گیا
نازک گلے کے پار ہوا حرملہ کا تیر — پیوست ہو کے بازوئے سرورؑ میں رہ گیا
ٹپکا غمِ حسینؑ میں جو اشک اے وصیؔ — بنکر گہر وہ چادر اطہر میں رہ گیا

❁❁❁

زندگی

جناب قاضی وصیت علی صاحب وصیتؔ ڈیروی دومیل۔اٹک

وہ غم جو ہو نہ سکتا تھا شایان زندگی — قدرت نے کردیا وہی سامان زندگی
مضمون آج سر بہ فلک لکھ رہا ہوں میں — زیرِ زمیں ہے گنبد ایوان زندگی
اس پر کھلا نہ معرفت کبریا کا باب — حاصل نہیں ہوا جسے عرفان زندگی
آجائے گا مزہ مجھے مل جائے گا صلہ — پکڑوں گا حشر میں جو گریبان زندگی
ہوتا نہ میں تو ہوتی نہ پھر زندگی کہیں — قائم ہے میرے دم سے گلستان زندگی
تو مانگتی ہے ہم تجھے دیتے ہیں زندگی — اے موت! ہم نہیں ہیں گدایان زندگی
ہم مر نہیں گئے ہیں یہ صرف انتقال ہے — تبدیل آج ہوگئی ہے شان زندگی
قرآں میں آیا ہے فقط ارشاد خالدوں — لکھے گا کون وسعت دامان زندگی
مرمر کے زندگی ہے بہرحال زندگی — بخشا ہے میں نے موت کو ارمان زندگی
کوئی نقاب پوش لگا ہاتھ چومنے — ہم لکھنے پائے تھے ابھی عنوانِ زندگی
اس پر درود ہو جو ہے سلطان زندگی — ان پر سلام جو ہیں شہیدان زندگی
شبیرؑ نام زندگی جاوداں کا ہے — شبیر ہے چراغ شبستان زندگی
بکھرائے سر کے بالوں کو تھی بنت مرتضیٰؑ — زینبؑ نے ڈھانپا ہے سرعریان زندگی
عابدؑ نے کانٹا چھوڑا نہیں کوئی راہ میں — پُر خار کس قدر تھا بیابان زندگی
نعشِ حسینؑ دفن و کفن سے ہے بے نیاز — اے موت! دیکھ شان کریمان زندگی
آزادیٔ ضمیر کا خالق حسینؑ ہے — شبیرؑ ہے پیمبر ارکان زندگی
پروردگار صبر ہے زہراؑ کا لاڈلا — ابن علیؑ پہ اترا ہے قرآن زندگی
اسرار زندگی کوئی پوچھے حسینؑ سے — شبیرؑ ہے صحیفۂ ایمان زندگی

والفجر کیا ہے؟ صبح شہادت حسینؑ کی
جس فجر کو حسینؑ تھے مہمان زندگی

آسان مشکلیں ہوں وصیتؔ کی یاحسینؑ
اے فیضؔ بخش چشمۂ فیضان زندگی

❁❁❁

سلام

جناب وفاؔ ملک پوری

دنیا بھی اب سمجھ گئی رتبہ حسین کا
دنیا حسینؑ کی ہے زمانہ حسینؑ کا

مہر و مہ و نجوم و گل و غنچہ و ثمر
ہر نقش ماسواپہ ہے قبضہ حسین کا

اک مولدِ پدر ہے تو اک جد کی خوابگاہ
کعبہ حسینؑ کا ہے مدینہ حسین کا

زہراؑ و مرتضیٰؑ و پیمبرؐ کے ماسوا
خود صانع ازل بھی ہے شیدا حسینؑ کا

کیوں ان کو دیکھ کر نہ محمدؐ کا ہو گماں
تصویر مصطفیٰؐ ہے سراپا حسینؑ کا

جو ان کو دیکھ لے اسے کیا ہو جناں کی فکر
صد جنت نگاہ ہے جادا حسینؑ کا

کیونکر نہ دیکھ کر انہیں صلی علیٰ کہیں
ہے روئے مصطفیٰؐ رخ زیبا حسینؑ کا

کیوں ہو نہ سجدہ گاہ جن و انس و وحش وطیر
کعبہ سے بھی بلند ہے روضہ حسین کا

زہراؑ و مصطفیٰؐ و علیؑ و حسنؑ کی مثل
رتبہ ہے انبیاؑ سے بھی بالا حسینؑ کا

گرتے ہیں ٹوٹ ٹوٹ کے انجم پئے سجود
عرش بریں سے بڑھ کے ہے روضہ حسینؑ کا

راہیں وفا کی نکلی ہیں جس شاہراہ سے
وہ شاہراہ عشق ہے رستہ حسینؑ کا

امت کے عاصیوں کا یہاں تذکرہ ہے کیا
خود انبیاء کو بھی ہے سہارا حسینؑ کا

❁❁❁

سلام

جناب مصطفیٰؐ زیدی وفاؔ صاحب نیوز ایڈیٹر لکھنؤ دوردرشن

اپنا انجام کسی پر نہیں ہوتا روشن
جب تلک ہوئے نہ تقدیر کا لکھا روشن

رحمتِ حق نے جلائے ہیں اندھیروں میں چراغ
نورِ تخلیق سے ہے سارا زمانہ روشن

حرؑ کے کردار نے دکھلایا جہاں میں کیسے | آن کی آن میں ہوتا ہے نصیبہ روشن
دیکھ لو جونؑ یہ تاثیرِ دعائے مولاؑ | خوں مہکنے لگا اور ہوگیا چہرہ روشن
عکسِ ماہِ بنیؑ ہاشم سے ہے موجوں میں چمک | جیسے مہتاب سے ہوجاتا ہے دریا روشن
خونِ بے شیرؑ نے بخشی ہے چمک اور دمک | اسی غازے سے ہے اسلام کا چہرہ روشن
کربلا والوں نے جاں دے کے جلایا ہے جسے | حسن کردار کا ہے ایک منارہ روشن
حرفِ حق چشمِ فلک نے کبھی دیکھا ہی نہیں | عصر عاشور سے پہلے سرِ نیزہ روشن
خوش نصیبی ہے کہ مولاؑ کی ثنا کرنے سے | موج خوانوں میں ہوا نام وفؔا کا روشن

❁❁❁

سلام

جناب سید بصیر الحسن وفؔا نقوی صاحب، سول لائن علی گڑھ

کہانی کرب و بلا کی سنارہی ہے ہوا | اٹھاکے شور قیامت کا لارہی ہے ہوا
ابھی تو روشنی پھیلی ہے ایک جھولے میں | ابھی تو صبح مصائب نہیں ہے خیمے میں
یہ کس چراغ کی لو کو بجھاری ہے ہوا

کبھی جو آتا ہے جھونکا تو ایسا لگتا ہے | کہ اس کی گود میں چھوٹا سا ایک بچہ ہے
کسی صغیر کو جھولا جھلا رہی ہے ہوا

ہیں العطش کی صدائیں تڑپتے بچوں کی | دکھا رہی ہے یہ تصویر شہؑ کے خیموں کی
ضرور کرب و بلا سے ہی آرہی ہے ہوا

وہ جس پہ ناز ہے خود باغبانِ فطرت کو | جو حسن دیتے ہیں گلزارِ آلِ عصمت کو
گلاب ایسے خزاں میں ملا رہی ہے ہوا

صدائیں گونج رہی ہیں ابھی تلک شہؑ کی | کوئی ہے آن کے امدا جو کرے میری
جہاں کو اب بھی مسلسل جگار ہی ہے ہوا

تڑپ رہی ہے مدینے میں فاطمہؑ صغریٰ | فضا میں گونج رہا ہے گلاب سا لہجہ
اذان اکبرؑ گل رو سنا رہی ہے ہوا

یہ درد اور یہ پیہم صدائیں ماتم کی | یہ مشک اور یہ پنجہ ادائیں پرچم کی
علم اٹھا ہے یہ کس کا بتارہی ہے ہوا

یہ کس کے خون کی لالی فلک پہ قائم ہے　　یہ کس کا شام و سحر آسماں پہ ماتم ہے
یہ کس کا سر ہے جو نیزے پہ پا رہی ہے ہوا

پلٹ کے اپنے گھروں کو ضرور جاتے ہیں　　کھلی فضا میں پرندے بھی سانس پاتے ہیں
سکینہؑ بی بی کو لیکن رُلا رہی ہے ہوا

اسیر بچوں پہ کیسی گھڑی یہ چھائی ہے　　کہ سانس پھولا ہے اور جاں لبوں پہ آئی ہے
نہ قید خانے میں پانی نہ جارہی ہے ہوا

وفاؔ غبار میں صحرا جو آج ڈوبا ہے　　غمِ حسینؑ میں رونے کا اک طریقہ ہے
یہ گردیوں ہی کہاں اب اڑا رہی ہے ہوا

❁❁❁

سلام

جنابِ وقاؔر سلطانپوری صاحب

عشقِ عباسؑ بتاؤں تمہیں کیا دیتا ہے　　نعمتیں عرش کی قدموں میں جھکا دیتا ہے
دوش پر جو بھی اٹھا لیتا ہے غازیؑ کا علم　　ہر بلندی کو وہ نظروں سے گرا دیتا ہے
صبرِ شبیرؑ ہے گر وجہ بقائے عالم　　غیظ عباسؑ قیامت کا پتہ دیتا ہے
اس لیے بابِ حوائج تجھے کہتا ہے جہاں　　ہاتھ کٹوا کے بھی تو رزق وفا دیتا ہے
کیوں بڑھاؤں میں کہیں اور بھلا دستِ سوال　　میرا مولاؑ مجھے جب حد سے سوا دیتا ہے
ایک قطرہ ہی غمِ سبطِ پیمبر کا وقاؔر　　ظلم کے سارے چراغوں کو بجھا دیتا ہے

❁❁❁

سلام

جنابِ وقار ناصری صاحب

پیاسے کا جہاں پیاس میں ایثار بہت ہے　　چلو کا وہیں پیاس میں کردار بہت ہے
یہ پیاس تو اک موڑ ہے اس موڑ سے آگے　　صحرا میں سفر اور بھی دشوار بہت ہے
ہر پیا سے پرندے کو لئے اپنی اماں میں　　ہے کوئی جو اب تک شجر آثار بہت ہے

جب تک ہیں ترے شہر کے آثار سلامت
سائے کے لئے ایک ہی دیوار بہت ہے

صدیوں سے ہے ٹھہرا ہوا اک دشت میں لوگو!
وہ وقت کہ جس وقت کی رفتار بہت ہے

گل کر کے چراغوں کو کوئی دیکھ رہا تھا
ہے کون جو اب تک یہاں بیدار بہت ہے

دنیا نے جہاں مان لی خنجر کی اطاعت
اک سر نے کہا ہاں مجھے انکار بہت ہے

حُرؑ جیسا نظر آئے کہ بن جائے وہ مسلم
ہر دور کے انساں کو یہ معیار بہت ہے

کس کے لب تقریر نے شمشیر اٹھالی
ہے کون جو زخمی پس گفتار بہت ہے

رہ رہ کے ابھرتا ہے کوئی دور کا منظر
اشکوں کا سفر پلکوں کے اس پار بہت ہے

❁❁❁

سلام

جناب وقارؔ انبالوی صاحب

دل ترے درد سے مانوس ہے یا ابن علیؑ
تو دل عالمِ محسوس ہے یا ابن علیؑ

پایۂ عرش ہے اک پائیگہِ شوق تری
سرِ عزت ترا پا بوس ہے یا ابن علیؑ

درگہِ پاک تری، روضۂ عالی تیرا
نورِ حق کے لئے فانوس ہے یا ابن علیؑ

پردہِ دیں ترا پیراہنِ خوں آغشتہ
چادر حق میں تو ملبوس ہے یا ابن علیؑ

تیرا غم راحتِ عالم ہے خدا کی سوگند
درد اک عشرت معکوس ہے یا ابن علیؑ

سامرہ تیرے ہی انوار سے ہے طور مثال
تیرا ہی نور سرِ طوس ہے یا ابن علیؑ

لوریاں تیری محمدؐ کی زباں پر آیات
تو ہی قرآن کا ناموس ہے یا ابن علیؑ

ناز ہے علمِ لدنی کو بھی ان پر بے شک
تو جن اسرار کا جاسوس ہے یا ابن علیؑ

آیۂ سورۂ رحمٰن ترا لطف وکرم
تو درِ رحمت قدوس ہے یا ابن علیؑ

❁❁❁

سلام

پروفیسر وقار حسین وقارؔ صاحب

سوار دوشِ رسولِ خدا امام حسینؑ
چراغ خانۂ مشکل کشا امام حسینؑ

جمیل پیکر صبر و رضا امام حسینؑ
قتیلِ خنجر جور و جفا امام حسینؑ

فنا کے پردے میں پوشیدہ خود کو کرتے ہوئے
ہراک کو دیتے ہیں درسِ بقا امام حسینؑ
نہ اس کو خوفِ حوادث نہ خوف طوفاں ہے
وہ ناؤ جس کے ہوں خود ناخدا امام حسینؑ
مرادیں آپ کے صدقے سے ہوتی ہیں پوری
ہیں آپ خلق کے حاجت روا امام حسینؑ
شہید ملت بیضا خطاب حق سے ملا
ہیں آپ ملت حق کی ضیا امام حسینؑ
نہ راہِ حق کبھی پاتی یہ نسلِ انسانی
نہ ہوتے آپ اگر رہنما امام حسینؑ
تمہارے نام سے باطل میں اب بھی لرزہ ہے
تمہارے دم کا ہے یہ دبدبہ امام حسینؑ
حضور کو تہہ خنجر جو دیکھا سر بسجود
فرشتے بول اٹھے مرحبا امام حسینؑ
نقوش مٹ گئے باطل کے اپنے دل سے وقارؔ
حضورِ قلب سے جس دم کہا امام حسینؑ

❁❁❁

سلام

جناب وقارؔ نگری صاحب، چنئی تمل ناڈو

زینبؑ کے صبر و ضبط کو میرا سلام ہے
نامحرموں کی بھیڑ ہے بازار شام ہے
حد ہو گئی ستم کی لعینوں نہ یوں ستاؤ
بیمار و ناتواں مرا چوتھا امامؑ ہے
حرؑ کو یزیدی فوج میں موت آئے کس طرح
حرؑ کے نصیب میں تو حیات دوام ہے
زندان شام میں بھی تمہیں زین العابدینؑ
شام و سحر خدا کی عبادت سے کام ہے
اعلان حق کی چاہیے وہ کوئی کتاب ہو
پہلا ورق تبسم اصغرؑ کے نام ہے
دیکھو ذرا یہ حضرت فضہؑ نہ ہوں کہیں
لہجے میں آیتوں کے کوئی ہم کلام ہے
بدعت کہے گا جو بھی عزائے حسینؑ کو
وہ بالیقیں یزید کا قائم مقام ہے
لات و منات ہوں کہ صنم ہوں قریش کے
اسلام میں بتوں کی پرستش حرام ہے
ہر دور کے لئے ہے صدا یاحسینؑ کی
ہر دور کے یزید کا قصہ تمام ہے
ہر دور ہر فضا میں رہے گا یہ سر بلند
یہ پرچم حسین علیہ السلام ہے
صدام بے حیا کو یہ شاید خبر نہیں
قدرت کا انتقام ابھی نا تمام ہے
آواز دی ہے شاہ نجف نے وقارؔ کو
اب سر زمین ہند کو اس کا سلام ہے

❁❁❁

سلام

جناب وقارؔ حلیم صاحب سید نگلوی رام پور

آتے ہی یاد منظر خونبار بار بار
روئے ہیں شام و کوفہ کے بازار زار زار

میرے لئے یہ محفل پر نور نور نور
اس کے لئے وہ حلقۂ زنّار نار نار

میرے لئے ودیعت شعری رہ نجات
اس کے لئے سماعت اشعار عار عار

مصداق ہے جو معنی ذبح عظیم کا
قرآن وہی سناتا ہے سردار دار دار

ہم سے وفات اور ولادت نبیؐ کی پوچھ
تاریخ پڑھ نہ صورت اخبار بار بار

بزم صحابہ دیکھی تو ہم کو پتہ چلا
ہوتے نہیں کسی کے بھی اغیار یار یار

کرب وبلا میں کیا لٹا عمامۂ حسینؑ
خود ہو گئی یزید کی دستار تار تار

کشتی ظلم و جور ڈبو نے کے واسطے
خونِ حسینؑ بن گیا منجدھار دھار دھار

ہر مورچے پہ جنگ تو ہارا ہے اے یزید
قسمت میں تیری لکھ چکا قہار ہار ہار

دُر چھینے شمر نے تو سکینہؑ نے یہ کہا
تجھ جیسے یوں ہی پھرتے ہیں خونخوار خوار خوار

درے ہمارے واسطے پھولوں کی ہیں چھڑی
بولے لعیں سے عابدؑ بیمار مار مار

زینبؑ پکاریں بابا مدد کا مقام ہے
رلواتے ہیں ہمیں غم و آزار زار زار

مختار نے سنا کے سزا شمر سے کہا
چڑھتے ہیں تیرے جیسے ہی غدار دار دار

جس آشیاں کا کوئی محافظ نہیں وقارؔ
گرتی ہے اس پر برق شرر بار بار بار

❖❖❖

سلام

جناب شفیع احمد خاں صاحب ولیؔ ملیح آبادی برادر حقیقی جوش ملیح آبادی

جان دے کر گھر کی امت کے نگہباں ہیں حسینؑ
راہ میں اللہ کی شمع فروزاں ہیں حسینؑ

حامل صبر و رضا ہیں نفس قرآں ہیں حسینؑ
اللہ اللہ اک بہار روح ایماں ہیں حسینؑ

بلبلِ باغ نبیؐ رنگ گلستاں ہیں حسینؑ
آسمان دین کے مہر درخشاں ہیں حسینؑ

دیدۂ بیدار ہیں اک حسن جاناں ہیں حسینؑ
دیکھنے میں یوں تو اک مظلوم انساں ہیں حسینؑ

زندگی کا آسرا بخشش کا ساماں ہیں حسینؑ — روح کی تسکین دردِ دل کا درماں ہیں حسینؑ
صبر میں ایوب سے بڑھ کر دکھائی جس نے بات — جس کو روتا ہے زمانہ وہ مسلماں ہیں حسینؑ
خانہ کعبہ سے بڑھ کر کربلا کو ہے شرف — نام سے اللہ کے گھر بھر کے مہماں ہیں حسینؑ
پیاس، صدمے، جاں کا خطرہ، اور نظر ناموس پر — پھر بھی مالک کی رضا پر دل میں خنداں ہیں حسینؑ
اس کو کہتے ہیں محبت اس کو کہتے ہیں نماز — ہے گلوئے خشک پر خنجر ثنا خواں ہیں حسینؑ
اللہ اللہ کیا طلوع صبح کا منظر کھلا — لاشئہ اکبر پہ یوں چاک گریباں ہیں حسینؑ
جس نے چوما دل سے بے شک اس کا بیڑا پار ہے — رحمت عالم کے اک رحمت کا داماں ہیں حسینؑ
آتش دوزخ کبھی بھی ہم کو چھو سکتی نہیں — آنسوؤں میں ہیں محمد دل میں مہماں ہیں حسینؑ
آپ کا تو غم ہے اپنے مرنے والوں سے سوا — روح میں ماتم بپا ہے دل میں گریاں ہیں حسینؑ
سال بھر کے بعد آتے ہیں رلانے کے لئے — ہم عزاداروں میں بس کچھ دن کے مہماں ہیں حسینؑ
سب کو سمجھاتے ہیں کہتے ہیں خدا حافظ ولیؔ — روتے ہیں سارے حرم کیسے پریشاں ہیں حسینؑ

❁❁❁

سلام

جناب سید عبدالوہاب حسنی صاحب وہابؔ

چمکی ہے تیغ حیدرؑ صفدرؑ کہاں کہاں — اے مجرئی دکھائے ہیں جوہر کہاں کہاں
پرتو فگن ہوا سرِ سرورؑ کہاں کہاں — چمکا یہ آفتاب منور کہاں کہاں
مرحب کے سر پہ بلکہ پرِ جبرئیلؑ پر — دکھلائے ذوالفقار نے جوہر کہاں کہاں
جاں کندنی میں عالم برزخ میں حشر میں — کام آئے گی محبتِ حیدر کہاں کہاں
شمس و قمر پہ لوح پہ کرسی پہ عرش پر — لکھا ہے نام حیدرؑ و صفدرؑ کہاں کہاں
اک دم میں نو فلک شب معراج طے کئے — پہونچے حبیب خالقِ اکبرؑ کہاں کہاں
گل میں شفق میں لالہ میں مرجاں میں لعل میں — ہے رنگ خون سبطِ پیمبر کہاں کہاں
صنع خدا دکھانے کو نقاش لے گئے — تصویر ہم شبیہ پیمبرؐ کہاں کہاں
انجیل میں زبور میں ام الکتاب میں — آیا ہے ذکر سبطِ پیمبرؐ کہاں کہاں
انسانوں میں جنوں میں ملائک میں حور میں — برپا ہے ایک ماتم سرورؑ کہاں کہاں
سنبل میں مشک ناب میں عنبر میں نافہ میں — پھیلی ہے بوئے گیسوئے اکبرؑ کہاں کہاں

فولاد میں چنار میں آہن میں سنگ میں ۔۔۔ پنہاں ہے آتش غم سرورؑ کہاں کہاں
پرتو سے ذوالفقار کے ہنگام حرب و ضرب ۔۔۔ روشن تھے دو ہلال برابر کہاں کہاں
قلب و خیام و میمنہ و میسرہ تھا دنگ ۔۔۔ حیرت نما تھی تیغ دو پیکر کہاں کہاں
کی اک زرہ نے آنکھ نہیں دوسرے سے چار ۔۔۔ چار آئینہ تھا خوف سے ششدر کہاں کہاں
کٹ کٹ کے تیر و نیزہ تھے تو وہ ادھر ادھر ۔۔۔ تھا ڈھیرہ خود و جوشن و بکتر کہاں کہاں
آگاہ سرنہ تھے کہ ہیں کس کس جگہ بدن ۔۔۔ واقف بدن نہ تھے کہ گرے سر کہاں کہاں
کشتوں میں بسملوں میں سفر میں خیمہ میں ۔۔۔ جاکر چھپا یزید کا لشکر کہاں کہاں
ہم کو نجف میں آئینہ حق نما ملا ۔۔۔ برسوں پھرے تباہ سکندر کہاں کہاں
خیرالنساء کے چاند کو اقلیم سبعہ میں ۔۔۔ پھرتے ہیں ڈھونڈتے ہوئے اختر کہاں کہاں
مدِ نظر تھا آئینۂ روئے بوتراب ۔۔۔ حیرت زدہ پھرے ہیں سکندر کہاں کہاں
لاکھوں کی جانکنی میں کروڑوں کی قبر میں ۔۔۔ آتے ہیں ایک وقت میں حیدرؑ کہاں کہاں
اس کی نظیر یہ ہے کہ جیسے اک آن میں ۔۔۔ پرتو فگن ہے خسرو خاور کہاں کہاں
شیریں کے گھر سناں پہ تو مقتل میں پاؤں سے ۔۔۔ پہونچے ہیں عین وعدے پہ سرورؑ کہاں کہاں
خیمہ میں قتل گاہ میں نرغہ میں یاس میں ۔۔۔ آتے تھے شہؑ کو یاد بہتّر کہاں کہاں
گرتی ہے لاش لاش پہ زہراؑ کے پیاروں کی ۔۔۔ ان میں بچھائے فاطمہؑ چادر کہاں کہاں
کہتی تھی بانو گھر میں لحد میں بہشت میں ۔۔۔ ہم کو رلائے گا غم اکبرؑ کہاں کہاں
یہ کہہ کے شہ لپٹ گئے بیٹے سے خلد میں ۔۔۔ ہم ڈھونڈتے پھرے تمہیں اکبرؑ کہاں کہاں
وہابؔ شرق و غرب و جنوب و شمال میں ۔۔۔ غش ہیں ترے سخن پہ سخنور کہاں کہاں

(۲)

شامی لئے پھرے سرِ سرورؑ کہاں کہاں ۔۔۔ چمکا علیؑ کا چاند سناں پر کہاں کہاں
حضرت سدھارے گھر سے تو صغریٰ نے راہ میں ۔۔۔ آنکھیں ملیں نشانِ قدم پر کہاں کہاں
مقتل میں شاہ کہتے تھے بیٹا جواب دو ۔۔۔ پھر آیا ڈھونڈتا تمہیں اکبرؑ کہاں کہاں
پامال رن میں ہو گئے قاسمؑ تو بولے شاہؑ ۔۔۔ ٹکڑے بدن کے ڈھونڈوں میں دلبر کہاں کہاں
زینبؑ پکاری چور ہو زخموں سے بھائی جان ۔۔۔ مرہم لگائے تن پہ یہ خواہر کہاں کہاں
کاٹا جگر نبیؐ کا علیؑ کا بتولؑ کا ۔۔۔ پہونچا گلے سے شاہؑ کے خنجر کہاں کہاں
کوفہ میں آکے ماریہ سے بولے اہلبیتؑ ۔۔۔ دیکھیں ابھی پھرائے مقدر کہاں کہاں
بانو کو ڈھونڈھتے ہوئے حجروں میں خلد کے ۔۔۔ پھرتے تھے گھٹنیوں علی اصغرؑ کہاں کہاں

اکبرؑ بچھڑ کے ماں سے نہ پھر عمر بھر ملے	ہے ہے پھری تلاشِ میں مادر کہاں کہاں
ملکر بدن میں دفن ہوا بعد اربعین	پھر کر حسینؑ کا سر اطہر کہاں کہاں
گویا زبان جادہ جو ہو پوچھئے یہ حال	تپ میں پھرے ہیں عابدؑ مضطر کہاں کہاں
زنداں اسیر طوق و سلاسل کا ہے مقام	عابدؑ پھرے پہن کے یہ زیور کہاں کہاں
مقتل میں فاطمہؑ نے یہ جبرئیل سے کہا	بتلاؤ میرے پیارے ہیں بے سر کہاں کہاں
چہرے کہاں کٹے ہیں حسینی سپاہ کے	پُرزے ہوئے ہیں مالک دفتر کہاں کہاں
سقّا ہے نہر پر مرا شبیرؑ ریت پر	ہو سوگوار بنتِ پیمبرؐ کہاں کہاں
کوفہ میں کربلا میں خراساں میں شام میں	اجڑا ہے پنجتنؑ کا بھرا گھر کہاں کہاں
کوثر پہ جام دیں گے بچائیں گے نار سے	وہابؔ کام آئیں گے حیدرؑ کہاں کہاں

❁❁❁

سلام

ڈاکٹر یاورؔ عباس صاحب

دین حق باقی رہا شبیرؑ سے	گفتگو اس پر کرو تفسیر سے
سربکف ہے آج تک میداں میں عقل	درس جرأت مل گیا شبیرؑ سے
فتح مکہ آخری حج کربلا	منسلک ہیں ایک ہی زنجیر سے
خیبر و خندق احد اور کربلا	کتنے پہلو کھل گئے اک تیر سے
کربلا ایک مرکز تعمیر ہے	ربط ہے کعبہ کو اس تعمیر سے
میں غلاموں کے غلاموں کا غلام	نام یاورؔ مل گیا تقدیر سے

❁❁❁

سلام

جناب یکتاؔ امروہوی صاحب

رنج و غمہائے امامِ انس و جاں کیونکر کہوں	اے زمیں کیونکر کہوں اے آسماں کیونکر کہوں
ساتھ جب میرا نہ دے، میری زباں کیونکر کہوں	اے مرے دل! کربلا کی داستاں کیونکر کہوں

سر دشت نینوا

کارواں کے ساتھ اپنے، دین حق کی راہ میں
لٹ گیا کس طرح میرِ کارواں کیونکر کہوں

وہ حسینؑ ابن علیؑ فرزند فخر کائنات
اس کا دشمن ہوگیا سارا جہاں کیونکر کہوں

جو کہ تھا مختار، دینِ احمد مختار کا
ہائے اس مختار کی مجبوریاں کیونکر کہوں

باپ کی آنکھوں کے آگے اکبرؑ نورِ نگاہ
مرگیا کھا کر سناں کڑیل جواں کیونکر کہوں

حرملا کے تیر سہ پہلو نے شہ کی گود میں
کس طرح چھیدا گلوئے بے زباں کیونکر کہوں

کس کو کانٹوں پر چلایا پابرہنہ دشت میں
کس کو پہنائی گئیں اف بیڑیاں کیونکر کہوں

اس گلے میں جس کی شہ رگ شہ رگِ اسلام تھی
کیا اذیت کوش تھا طوق گراں کیونکر کہوں

لاغری میں ہائے پشت عابدؑ بیمار پر
کس قدر تھے تازیانوں کے نشان کیونکر کہوں

کہتے تھے سجادؑ یاد آتی ہے اکبرؑ کی اذاں
کیسے کہتے تھے علی اکبرؑ اذان کیونکر کہوں

حضرت زینبؑ کہ جو تھیں دخترِ مشکل کشاؑ
ان کے بازو اور نشانِ ریسماں کیونکر کہوں

مہماں شہؑ کو بلاکر کربلا میں ان کے ساتھ
کیسے پیش آیا ہران کا میزباں کیونکر کہوں

دل نہیں قابو میں یکتا واقعات دل گداز
کہنے دیتی ہی نہیں اف ہچکیاں کیونکر کہوں

❁❁

سلام

جناب یوسفؔ جمال انصاری صاحب

آیت کتابِ حق کی، روایت حسینؑ کی
ایمانِ عاشقاں ہے محبت حسینؑ کی

تاریخ ہے گواہ کہ ہر انقلاب میں
ہے روحِ انقلاب شہادت حسینؑ کی

ہے فیصلہ عمل پہ کہ یہ قومِ مسلمین
امت یزید کی ہے کہ ملت حسینؑ کی

مظلومئ حسینؑ پہ رونا ہے فرضِ عین
اے مومنو! مگر وہ شجاعت حسینؑ کی

ہر کرب، ہربلا، نفسِ گرمِ کربلا
خنجر ہلال کا ہے کہ رویت حسینؑ کی

پہرے لگے ہوئے ہیں صلیبیں گڑی ہوئیں
آشوبِ دہر کو ہے ضرورت حسینؑ کی

بدلی میں آفتاب ہے اے چشمِ حق نگر
روشن ہے اب بھی شمع ہدایت حسینؑ کی

❁❁❁

سلام

مولوی سید یونس حسین یونسؔ زید پوری

دم میں ظاہر کیا اثر خاک شفا کا ہوگیا
اے مسیحا دیکھئے بیمار اچھا ہوگیا

اک ترے کن کہنے سے کیا کیا نہ پیدا ہوگیا
جز ترے کچھ بھی نہ تھا سب کچھ مہیا ہوگیا

حاصل عمر زمانہ ایک دن ہے کون دن
ٹھیک جس دن انتظام دین ودنیا ہوگیا

کون ساوہ روز ہے وہ روز ہے روز غدیر
سب پہ جس دن شیر حق کا حق ہویدا ہوگیا

سربہ سر اکمال دیں اتمام نعمت بھی ہوا
ہر طرح سے آج ہر ارمان پورا ہوگیا

کوئی دنیا میں رہا ہے یا کوئی رہ جائے گا
چلتا پھرتا تھا جو کل تک آج وہ کیا ہوگیا

ظالموں نے جب سے شبرؑ کو دیا زہر دغا
جان کا شبیرؑ کی زینبؑ کو کھٹکا ہوگیا

قتل جب اکبرؑ ہوئے بولا تڑپ کر یہ شباب
خون میں ڈوبا یہ کیا خون تمنا ہوگیا

کربلا لے چلنے میں اے آب ودانا یہ درنگ
بڑھ گیا گو شوق لیکن دل تو تھوڑا ہوگیا

پھونکتی تھی ناریوں کو ذوالفقار شعلہ بار
ابر اس کا جس پہ برسا جل کے ٹھنڈا ہوگیا

آج کیا کل دیکھنا اشک عزا کا اوج موج
ایک قطرہ کس طرح سے بڑھ کے دریا ہوگیا

یاعلیؑ تیرا علوئے مرتبت بڑھتا گیا
مصطفیؐ کا کیا خدا کا تجھ پہ دھوکا ہوگیا

چونک موئے ریش وسر کو دیکھ کر ہشیار ہو
رات پر تکیہ نہ کر یونسؔ دھندلکا ہوگیا

کلام خواتین

سلام

محترمہ سیدالنساء اثیمہؔ صاحبہ

روح دین خدا تم پہ لاکھوں سلام
اے قتیل جفا تم پہ لاکھوں سلام

تم ہو معنی و مفہوم ذبح عظیم
مرکز ابتلا تم پہ لاکھوں سلام

سب سے آگے شہادت کی منزل میں ہو
رہنما پیشوا تم پہ لاکھوں سلام

تابع حکم رب حامئ دین حق
جلوۂ حق نماتم پہ لاکھوں سلام

نورچشم علیؑ جانِ خیرالنساءؑ
بازوئے مجتبیٰؑ تم پہ لاکھوں سلام

تم جوانان جنت کے سردار ہو
وارث لافتیٰ تم پہ لاکھوں سلام

خون دے کر بہتر کا سینچا گیا
باغ اسلام کا تم پہ لاکھوں سلام

لفظ شکوہ نہ آیا زبان پر کبھی
صبر کی انتہاتم پہ لاکھوں سلام

زیرخنجر بھی ذکر خدا میں رہے
عاشق کبریاتم پہ لاکھوں سلام

تم نے ایمان کا تم نے اسلام کا
حق ادا کردیا تم پہ لاکھوں سلام

غرق ہونے سے کشتئ دیں بچ گئی
بن گئے ناخدا تم پہ لاکھوں سلام

ہو اثیمہؔ پہ بھی اک نگاہِ کرم
اے شہ کربلا تم پہ لاکھوں سلام

✿✿✿

سلام

محترمہ بانوسیدپوری صاحبہ

کوئی دیکھے تو یہ دارفتگی ایمان کی نصرت میں
زہیرقین کی توفیق تبلیغ صداقت میں

نہیں جنبش سعیدِ باوفا کی استقامت میں
بہتر کے عمل شامل ہیں یوں کارِ امامت میں

ہراک گویا کہ تھا شبیرؑ، شبیری شجاعت میں
قیامت کی کشش ہے کربلا والوں کی سیرت میں

تھے اکبرؑ آئینہ دارِ جلال وشانِ پیغمبرؐ
کمال فاطمہؑ تھا سیرتِ زینبؑ میں جلوہ گر

جمال قاسمؑ وعباسؑ میں تھے شبّرؑ و حیدرؑ
تھے گویا کربلا میں پنجتن موجود سر تا سر

حسینؑ ابن علیؑ تنہانہ تھے حق کی حمایت میں
قیامت کی کشش ہے کربلا والوں کی سیرت میں

وہ صلح وجنگ جو معیارِ تعلیم پیمبرؐ تھی
وہی منشا تھی فطرت کا وہی ایماں کا جوہر تھی

حدیبیہ کے اندر فتح مکہ جیسے مضمر تھی
یونہی سرنامۂ فتحِ حسینی صلح شبرؑ تھی

ہے یکرنگی نبوت اور امامت کی سیاست میں
قیامت کی کشش ہے کربلا والوں کی سیرت میں

اثر دیکھا تھا کب دنیا نے سیرت کی لطافت کا
سکوتِ اختیارانہ کی قوت کی جلالت کا

صداقت کی حمایت میں تقاضا دینِ فطرت کا
وہ رُخ حلمِ حسنؑ میں تھا جو پوشیدہ شجاعت کا

ہوا ظاہر میانِ کربلا قاسمؑ کی صورت میں
قیامت کی کشش ہے کربلا والوں کی سیرت میں

ٹھہرنا شام کے لشکر میں آفت ہے مصیبت ہے
نہ سرداری ہے نظروں میں نہ دولت ہے حشمت ہے

یہ دن عاشور کا حُر کے لئے روز قیامت ہے
نظر کے سامنے انجام ہے دوزخ ہے جنت ہے

ملا ہے چین دل کو آ کے شاہِ دیں کی خدمت میں
قیامت کی کشش ہے کربلا والوں کی سیرت میں

شجاعت ایسی تھی جو امتیازِ خاص حیدرؑ تھی
سہ روزہ تشنگی سے جاں بلب تشنہ دہاں بچہ

کنارِ حجتِ معبود میں عیسیٰؑ نشاں بچہ
وہ دہراتا ہوا تاریخِ رفتہ بے زباں بچہ

پھراتا ہے زباں ہونٹوں پہ تصدیق امامت میں
قیامت کی کشش ہے کربلا والوں کی سیرت میں

وہ عابد جس سے قائم ہے جہاں میں رفعتِ آدمؑ
وہ صابر جس کا ہے صبر و تحمل عزتِ آدمؑ

وہ شاکر شکر میں جس کے نہاں ہے فطرتِ آدمؑ
وہ قیدی جس سے قائم ہے وقار و عظمتِ آدمؑ

خوشی سے ذلتِ ناموس جھیلی حق کی طاعت میں
قیامت کی کشش ہے کربلا والوں کی سیرت میں

فضائے یاس میں تبلیغ کی ہمت بھی شاہد ہے
ہجومِ کشمکش میں نفس پر قدرت بھی شاہد ہے

بیانِ حق میں وہ کردار کی قوت بھی شاہد ہے
بلاغت ہی نہیں تقریر کی جرأت بھی شاہد ہے

علیؑ کی شان تھی زینبؑ کے اندازِ خطابت میں
قیامت کی کشش ہے کربلا والوں کی سیرت میں

غلام اپنے کو جس نے بھائی کا سمجھا ہو اے بانوؔ
اکیلے لڑ کے جس نے نہر کو چھینا ہو اے بانوؔ

جو قبضہ علقمہ پر کر کے بھی پیاسا ہو اے بانوؔ
جسے حیدرؑ نے بہر کربلا پالا ہو اے بانوؔ

مثال اس کی کہاں ممکن ہے تاریخِ شجاعت میں
قیامت کی کشش ہے کربلا والوں کی سیرت میں

❁❁❁

سلام

محترمہ بانو نقوی صاحبہ

دل میں شہ والا کا الم لے کے چلے ہیں
ہم قبر کی منزل میں یہ غم لے کے چلے ہیں

اعمال تو ناقص ہیں مگر سبط نبیؐ کا
غم زیست کا حاصل ہے جو ہم لے کے چلے ہیں

کیا چاہیے تھا اس کے سوا اور جہاں میں
کیا کم ہے کہ ہم آل کا غم لے کے چلے ہیں

قدر اس کی جناں میں شہِ لولاک کو ہوگی / یہ جنس گراں مایہ جو ہم لے کے چلے ہیں

شہ کہتے تھے قسمت نے چھڑایا ہے وطن سے / صغریٰ کی جدائی کا الم لے کے چلے ہیں

لڑنے کا ارادہ نہیں پانی کی ہے، خواہش / عباس علیؑ مشک وعلم لے کے چلے ہیں

ملتی نہیں لاشوں پہ جو رونے کی اجازت / دل میں یہ خلش اہل حرم لے کے چلے ہیں

سایہ بھی نہ دیکھا تھا کبھی جن کا کسی نے / بے پردہ انہیں اہل ستم لے کے چلے ہیں

لکھنا ہے مصیبت شہِ مظلوم کی بانوؔ / روتے ہوئے قِرطاس وقلم لے کے چلے ہیں

❁❁❁

سلام

محترمہ سیدہ بانوؔ نقوی صاحبہ، محلہ بلوہا بلرامپور

عرش بریں پہ ہوتے اک شور مرحبا کا / کرتے ملک نظارہ عباس کی وفا کا

کشتوں کے پشتے ہوئے فوجیں فرار ہوتیں / ملتا اگر اشارہ شبیرؑ کی رضا کا

صدیاں گذرچکیں ہیں لیکن جہاں میں اب بھی / لہرارہا ہے پرچم عباسؑ کی وفا کا

عباسؑ گھِر گئے ہیں فوجوں میں اہل شر کی / ہے انتظار اب بھی معصومہ کو چچا کا

زینبؑ کے سر سے چادر اے ظالموں نہ چھینو / چشم زدن میں ہوگا تم پر غضب خدا کا

عباسؑ آؤ خیمے اعدا جلا رہے ہیں / نوحہ تھا کربلا میں بے مقنع وردا کا

شبیرؑ جارہے ہیں مقتل کو دل سنبھالے / زخمی ہے شیر رن میں اب شیر کبریا کا

شہ کی صدائے ھل من دشت بلا میں گونجی / لاشہ تڑپ اٹھا ہے عباسؑ باوفا کا

عباسؑ کی وفا کا دریا پہ بھی اثر ہے / سقّے کو رورہا ہے ہر قطرہ علقمہ کا

زنداں کی سختیوں میں بھولی نہیں سکینہؑ / تکتی رہی وہ رستہ بابا کا اور چچا کا

سجادؑ کہہ رہے تھے زینبؑ سے اے پھوپھی جاں / کیونکر اٹھے گا لاشہ مظلوم وبے خطا کا

کھیتی علیؑ کی رن میں نذرِ خزاں ہوئی ہے / مرجھا گیا ہے ہر گل گلزار فاطمہؑ کا

❁❁❁

سلام

محترمہ بدرؔ کوکب صاحبہ بنت فضل نقوی صاحب

دنیا ہمیشہ یاد رکھے کربلا کی رات
ایسی کبھی نہ آئے گی ذکرِ خدا کی رات

اہل عزا پھر آئی ہے آہ وبکا کی رات
رخصت حسینؑ ہوتے ہیں یہ ہے قضا کی رات

ہنس ہنس کے ماں کی گود میں اصغرؑ گزار دو
یہ امتحاں کی رات ہے یا ممتا کی رات

یہ شب بلند ہے شب معراج سے حسینؑ
وہ ابتدا کی رات تھی یہ انتہا کی رات

سجدوں سے جگمگاتی ہے پیشانئ حسینؑ
موسیٰ سے کہہ دو دیکھ لیں نورِ خدا کی رات

دن رات پھر تو چھائے گا پرچم فرات پر
عباسؑ آخری ہے یہ صبرورضا کی رات

آنسو اگر رواں ہے تو ہچکی تھمی ہوئی
عاشور کی یہ شب ہے کہ آہ وبُکار کی رات

سجدے میں سرجھکائے جو دیکھا حسینؑ کو
دنیا یہ سمجھی ہے یہی حق سے دعا کی رات

حُرؑ نے بھی سرجھکاکے کیا سجدۂ خلوص
خیمے سے اپنے دیکھی جو قبلہ نما کی رات

مصروف ذکر حق ہے نبیؐ ہو کہ ہو امامؑ
یہ اولیاء کی رات ہے یہ انبیاء کی رات

کیونکر سمٹ کے آئیں نہ دامن پہ شاہ کے
اصحاب پھر نہ پائیں گے اہل کساء کی رات

یکجا نہ ہوں گے پھر مہ وانجم زمین پر
کیونکر نہ جگمگائے بھلا نینوا کی رات

ہوتے گئے بلند جو جلوے حسینؑ کے
کعبے کے دن سے بڑھتی گئی کربلا کی رات

مولاؑ دعائیں بدرؔ کی کر لیجئے قبول
برآئے مدعا کہ یہی ہے دعا کی رات

❖ ❖ ❖

سلام

محترمہ بلقیسؔ فاطمہ صاحبہ

بادۂ کوثر کے رند و روز محشر دیکھنا
کسی طرح چلتے ہیں پیہم جام کوثر دیکھا

مدح خوان شاہ دیں ہوں فکرِ روزحشر کیا
ہاتھ میں ہوگا مرے دامان حیدرؑ دیکھنا

وقت رخصت کہتے تھے زینبؑ سے شہ یہ بار بار
تم برہنہ سرنہ آنا در پہ خواہر دیکھنا

اب نگہباں تم ہو ان بچوں کی اے بنت علیؑ
مرنہ جائیں میری فرقت میں تڑپ کر دیکھنا

لے رہے ہیں شاہ سے اکبرؑ رضا میدان کی
اب قیامت آئے گی خیمے کے اندر دیکھنا

جانب میداں بڑھے عباسؑ یہ کہتے ہوئے مشک بھر لینا ہے اب دریا پہ جاکر دیکھنا
کہتی تھی مادر لعینوں کچھ تو خالق سے ڈرو جاں بلب ہے پیاس کی شدت سے اصغرؑ دیکھنا
کس طرح خوش ہوکے فرماتے تھے ختم مرسلینؐ لے لیا ہے انگلیوں پر باب خیبر دیکھنا
دامن آلؑ عبا ہرگز نہ چھوٹے ہاتھ سے باب جنت خود ہی کھل جائے گا ہم پر دیکھنا
مدح خواں ہے آپ کی بلقیسؔ اے شاہ امم ہونہ یہ محروم اے ساقی کوثر دیکھنا

❁❁❁

ناناجدا

محترمہ پروینؔ بانوصاحبہ زیدپوری، بارہ بنکی

نانا جدا نواسے جدا کیا اصول ہے
جا دل میں اس خیال کو دنیا فضول ہے
گلدستۂ رسولؐ کا بے شیر پھول ہے
ان کا جہاں وجودہے اُن کا نزول ہے
تنہا پکارنا ہی پیمبرؐ کو بھول ہے
ذکر حسین اصل میں ذکر رسولؐ ہے

دونوں جہاں کا مالک ومختار سے حسینؑ
کارشریک احمدؐ مختار ہے حسینؑ
ہربیکس وغریب کا غمخوار ہے حسینؑ
لفظوں میں مدح آپ کی دشوار ہے حسینؑ
احمدؐ کے جانشیں اسدِ کردگار ہیں
کون ومکاں پہ وصف ترے آشکار ہیں
انسانیت کو ناز وہ انساں حسینؑ ہے
حیدر کا لال لولوومرجاں حسینؑ ہے
اسلام ایک جسم ہے اور جاں حسینؑ ہے
فرمانِ حق کا تابع فرماں حسینؑ ہے

باطل کا سر اڑادے وہ ہمت ہے یہ حسینؑ
واللہ تاجدار شہادت ہے یہ حسینؑ

سوئے ہوؤں کو آپ نے بیدار کردیا
جو بے شعور تھے انہیں ہشیار کردیا
بیعت کی بات آئی تو انکار کردیا
اسلام کا بلند یہ معیار کردیا

لہرایا خوں میں ڈوب کے پرچم شہید کا
نکلا ہے کربلا میں جنازہ یزید کا

جب تُو جہاد کے لئے تیار ہوگیا
بیجاں ہرایک کفر کا ہتھیار ہوگیا
اک قلع جو بناتھاوہ مسمار ہوگیا
جو کچھ کیا یزید نے بیکار ہوگیا

جس پر نہ تیرا نام ہو ایسی زباں نہیں
دنیا میں اب یزید کا نام ونشاں نہیں

ظلم وستم کے سرکو جھکایا حسینؑ نے
جو حق کا رابطہ تھا دکھایا حسینؑ نے
وعدہ کو اپنے خوب نبھایا حسینؑ نے
پانی کا ایک قطرہ نہ پایا حسینؑ نے

سجدے میں سرجھکا تھا عبادت کے واسطے
لب پر دعائیں بخششِ امت کے واسطے

وہ پیاس تین روز کی وہ جنگ کا سماں
شامی پکارے دلبر حیدرؑ اماں اماں
تلوار رکھ کے نیام میں بولے شہِ زماں
پیاسے گلے پہ شوق سے خنجر کرورواں

پھٹ کر نہ کیوں زمیں پہ افلاک آگیا
گھوڑے سے گر کے پیاسا سرِ خاک آگیا

رنج والم سے ہوگیا زینبؑ کا غیر حال
چلائی سر کو پیٹ کے باصد غم وملال
ہے ہے یہ کیسا ظلم ہے فریاد ذوالجلال
واحسرتا شہید ہوا فاطمہؑ کا لال

رَن کی زمین خون سے سب لال ہوگئی
بیکس کی لاش گھوڑوں سے پامال ہوگئی

ہلنے لگی زمین چلیں کالی آندھیاں
آتیں تھیں واحسینا کی آوازیں الاماں
ہاتھوں کو مل کے رہ گئے سجادؑ ناتواں
نیزے کی نوک اور سرِ سرور زماں

یاں سینے توڑ توڑ کے دل نکلے جاتے تھے
واں شام والے فتح کے باجے بجاتے تھے

حیدرؑ کے لال فاتح بدروحنین سے
پروینؔ لَو لگاؤ شہ مشرقین سے

حاجت طلب کرو تو امام حسینؑ سے
ہے عرض میری یاد شہ مشرقین سے
اب آپ کی توجہ شہ خاص وعام ہو
مرقوم زائروں میں ہمارا بھی نام ہو

❖❖❖

سلام

محترمہ پروین شاکر صاحبہ

غنیم کی سرحدوں کے اندر
زمین نامہرباں پہ جنگل کے پاس ہی
شام پڑچکی ہے

ہوائیں کچے گلاب جلنے کی کیفیت ہے

اوران شگوفوں کی سبز خوشبو

جو اپنی نوخیزیوں کی پہلی رتوں میں

رعنائی صلیب خزاں ہوئے

اور بہار کی جاگتی علامت ہوئے ابد تک

جلے ہوئے راکھ خیموں سے کچھ کھلے ہوئے سر

ردائے عفت اڑھانے والے

بریدہ بازو کو ڈھونڈتے ہیں

بریدہ بازو کہ جن کا مشکیزہ

ننھے حلقوم تک اگرچہ پہنچ نہ پایا

مگر وفا کی سبیل بن کر فضا سے اب تک چھلک رہا ہے

برہنہ سر بیبیاں ہواؤں میں سوکھے پتوں

کی سرسراہٹ پہ چونک اٹھتی ہیں

بادِ صرصر کے ہاتھ سے بچنے والے پھولوں کو چومتی ہیں

چھپانے لگتی ہیں اپنے اندر

بدلتے، سفاک موسموں کی اداشناسی نے

چشم حیرت کو سہم ناکی کا مستقل رنگ دے دیا ہے

نگاہِ تخئیل دیکھتی ہے چمکتے نیزوں پہ سارے پیاروں کے سر سجے ہیں

کٹے ہوئے سر

شکستہ خوابوں سے کیسا پیمان لے رہے ہیں

کہ خالی آنکھوں میں روشنی آتی جارہی ہے

❁ ❁ ❁

سلام

محترمہ تبسم انبالوی صاحبہ

منور ہوگیا جس کے رخ روشن سے یہ عالم خداوالے اسے عکسِ رخ شبیرؑ کہتے ہیں

سرِ باطل کو جس نے روند ڈالا پائے نخوت سے اسے ہم احمدؐ مختار کی تصویر کہتے ہیں

کہاں سے حر کہاں پہنچا زہے قسمت جزاک اللہ
خدا کا لطف کہتے ہیں اسے تقدیر کہتے ہیں

اجل کی گود میں ہنس ہنس کے محوِ استراحت تھا
اسی کو فاطمہؑ کے شیر کی تاثیر کہتے ہیں

سناں کی نوک پر سر تھا مگر قرآن پڑھتا تھا
زمانہ محو حیرت تھا اسے تقریر کہتے ہیں

تبسمؔ ناز ہے مجھ کو ثنا خوان حسینی ہوں
نوشتہ ہے مقدر کا اسے تحریر کہتے ہیں

❁❁❁

سلام

محترمہ تبسمؔ رضوی صاحبہ

ادب سے سر کو جھکاتے ہیں انس وجاں دیکھو
یہ اھل بیت محمدؐ کا آستاں دیکھو

زباں پر ذکر الٰہی ہے زیر خنجر بھی
یہی ہے منزلِ سرداریٔ جناں دیکھو

وہ تیر ظلم، وہ حلقوم اصغر ناداں
حسینؑ دیتے ہیں کس طرح امتحاں دیکھو

وہ آگ جس نے جلایا تھا خانۂ زہراؑ
خیام کرب وبلا میں ہے پھر عیاں دیکھو

یہی ہے شمع امامت، یہی ہے نورِ خدا
یہ شخص جس کو بنایا ہے سارباں دیکھو

یہ کیسا اجرِ رسالت ہے اے مسلمانو!
گلے میں طوق ہے، پاؤں میں بیڑیاں دیکھو

سرِ نیاز جھکاؤ نہ ظلم کے آگے
لہو شہیدوں کا جائے نہ رائیگاں دیکھو

یہی سند ہے تبسمؔ مری غلامی کی
یہ ذکرِ آل عبا اور میرا بیاں دیکھو

❁❁❁

حاصل ذکر شہ علیہ السلام کرب وبلا

محترمہ تسنیمؔ فاطمہ باقری صاحبہ، سید نگلی ضلع مراد آباد

حاصل ذکر شہؑ کرب وبلا ہے گریہ
منزل حق کی طرف راہ نما ہے گریہ
اسوۂ حضرت محبوبؐ خدا ہے گریہ
مختصر یہ ہے کہ معراج ولا ہے گریہ

عقل انسان سے بالا ہے حقیقت اس کی

علم اللہ و پیمبرؐ میں ہے عظمت اس کی

عظمت گریہ تو ظاہر ہے مگر اس کے سوا
دے گیا درس عمل ہر نفس کرب وبلا
ان کے پیغام سے معمور ہے عالم کی فضا
گوشِ دل سے جو سنو گونج رہی ہے یہ صدا

قوم والوسنو! تم خود کو نہ سونے دینا
اپنے حق کو کبھی پامال نہ ہونے دینا

زندہ رہنا ہے تو ڈر پاس نہ آنے پائے
ڈگمگائیں نہ قدم لاکھ جہاں بل کھائے
جان جاتی رہے ہاتھوں سے نہ عزت جائے
دیکھ کر غم کی گھٹاؤں کو نہ دل گھبرائے

بات آجائے تو تم تشنہ دہن مرجانا
مثل عباسؑ مگر نام وفا کرجانا

تشنہ لب رہ کے بھی آئے نہ جبینوں پہ شکن
شمع عرفاں کی تجلی سے رہے دل روشن
حوصلہ پست نہ ہو لاکھ بھی ہو دور وطن
یاد اصغر کا تبسم ہو جو ہو وقت کٹھن

جوش حق چھلکے مئے ناب کے ساغر کی طرح
رہو پیری میں جواں ابن مظاہر کی طرح

فرش گل جان کے بے خوف چلو خاروں میں
دل نہ لرزاں ہو دہکتے ہوئے انگاروں میں
فرض پورا کرو تلوار کی جھنکاروں میں
مسکراتے ہی رہو تیروں کی بوچھاروں میں

شمع کی طرح سے جل جل کے ابھرنا سیکھو
غازۂ خونِ شہادت سے نکھرنا سیکھو

برچھیاں سینے پہ کھاؤ علی اکبرؑ کی طرح
ہو کے بے دست لڑو ثانیٔ جعفرؑ کی طرح
عیش کا دھیان نہ ہو قاسمؑ مضطر کی طرح
شمع کردار کی لو ہو تو بہتّر کی طرح

بے دھڑک طاقت طوفان کی زد پر آؤ
دل وہ ہو لاکھوں سے لڑنے کو بہتّر آؤ

نام اسلام کا ہرگز نہ ڈبونا یارو!
ہاتھ سے گوہر عزت کو نہ کھونا یارو
نقش تہذیب وتمدن کو نہ دھونا یارو
خواب غفلت میں کسی وقت نہ سونا یارو

زیستِ اعلیٰ یہ نہیں جلوہ گرِ بزم بنو
وسعت خلق پہ چھانے کو اولوالعزم بنو

سیکھ لو کرب وبلا آن کے تعمیر حیات
ذرے ذرے میں نظر آتی ہے تنویر حیات
ہے یہی حاصل ہستی یہی تفسیر حیات
جانے پائے نہ ید غیر میں زنجیر حیات

خود کو باطل کے نہ تم زیر اثر دے دینا
سر جھکانے سے تو بہتر ہے کہ سر دے دینا

ہو فراموش نہ جینے کا قرینہ یارو
عزم محکم ہے یہی اور یہی جینا یارو
راز ہستی کا یہی تو ہے خزینہ یارو
ارتقاء کرتے رہو زینہ بہ زینہ یارو

راہ میں آئیں تو سرمہ کروکہساروں کو
چھوڑدے گردقدم پیچھے بہت تاروں کو

راہِ شبیرؑ کا سالک اگر انساں ہوگا
کبھی شیرازۂ ہستی نہ پریشاں ہوگا
فلک دہر پہ وہ نیرتاباں ہوگا
ایک مٹھی میں یہ سب عالم امکاں ہوگا

ارتقاء پائے گا قدموں میں بہاریں ہوں گی
خود قریں کوثر و تسنیمؑ کی دھاریں ہوں گی

❁❁❁

سلام

محترمہ ثمینہؔ راجہ صاحبہ

ہے آشنائے رازِ صدائے غمِ حسینؑ
بادِ صبا ہے نوحہ سرائے غمِ حسینؑ

ٹھہرا ہوا ہے آنکھ میں اک ماہِ سالِ نو
چلنے لگی ہے دل میں ہَوائے غمِ حسین

اک ایک نقشِ پا جو کھِلا ہے مثالِ گُل
ہو کر گئے ہیں آبلہ پائے غمِ حسینؑ

بے پردہ کب تھیں بیبیاں بازارِ شام میں
ڈھانپے ہوئے تھی ان کو ردائے غمِ حسینؑ

کیا غم ہے جو دعا کی طرح ہے زبان پر
غم ہو کوئی نہ تم کو سوائے غمِ حسینؑ

دل گیر ہم جفائے زمانہ سے گر نہیں
یہ خندہ رُوئی بھی ہے عطائے غمِ حسینؑ

عمروں پہ ہے محیط یہ صدیوں سے ہے بسیط
کم ہے بس ایک ماہ، برائے غمِ حسینؑ

کرب و بلا سے کم تو نہیں ہے یہ دَور بھی
ماتم یہاں بپا ہے بجائے غمِ حسینؑ

گریے کو ایک ذکر نے آسان کر دیا
دریا بہیں گے، لب پہ جو آئے غمِ حسینؑ

شیوہ ہے مدتوں سے یہی اہلِ صبر کا
اپنے غموں پہ کہتے ہیں، ہائے غمِ حسینؑ!

دل میں قدم سنبھل کے غمِ دوجہاں رکھے
جائے ادب ہے یہ، کہ ہے جائے غمِ حسینؑ

❁❁❁

سلام

مرحومہ جنت صاحبہ نبیرۂ میر انیسؔ

تنہا پسر شیر خدا رن میں کھڑا ہے
افسوس کہ مرقد پہ عجب وقت پڑا ہے

ہاتھوں سے جگر تھامے ہوئے شاہ کھڑے ہیں
فرزند جواں سامنے دم توڑ رہا ہے

پانی کے لئے لاتے ہیں اصغرؑ کو شہ دیں
اینٹھی ہے زباں پیاس سے منکا بھی ڈھلا ہے

جبریل جھلاتے تھے جسے جھولے میں اکثر
وہ دھوپ میں جلتی ہوئی ریتی پہ پڑا ہے

جس میں تھا نہاں علم امامت کا خزینہ
افسوس اسی سینہ پہ جلاد چڑھا ہے

خالق نے جسے بھیجی ہو خود چادر تطہیر
اب بی بی کی دختر کے نہیں سر پہ ردا ہے

کرتے ہیں بسر قید میں یوں آل پیمبرؐ
تکیہ ہے قناعت کا توکل بخدا ہے

تپ جسم میں اشک آنکھوں میں اور درد جگر میں
افسوس کہ عابدؑ کو دوا ہے نہ غذا ہے

کوثر پہ کھڑے حور و ملک بھرتے ہیں ساغر
پیاسے شہ دیں آتے ہیں یہ شور مچا ہے

میت کو بصد یاس سناتے ہیں شہ دیں
خط فاطمہ صغریٰ نے جو اکبرؑ کو لکھا ہے

کیوں ڈرتی ہے تاریکئ تربت سے تو جنت
تیرے لئے دروازۂ فردوس کھلا ہے

سلام

محترمہ حناؔ لکھنوی صاحبہ

ہوئی ہے حل کوئی مشکل کبھی کشا کے بغیر
کہاں حیات کو منزل ہے رہنما کے بغیر

نہ جانے کیسا گھرانا تھا یہ محمدؐ کا
ہر ایک یوں تو بشر تھا مگر خطا کے بغیر

حق مودت عباسؑ کر سکا نہ ادا
لیا ہے جس نے بھی نام جری وفا کے بغیر

ہے آج کرب و بلا عام جو زمانے میں
نہ ہوتی ثانئ زہراؑ تیری ردا کے بغیر

پس کساد بھی نبوت بھی اور امامت بھی
نہ آئی آئینہ تطہیر فاطمہ کے بغیر

علم کو پانے کی خواہش تو سب ہی رکھتے تھے
مگر بلا در خیبر نہ مرتضیٰؑ کے بغیر

سوا حسینؑ کے تاریخ کو ملا نہ کوئی
سہے ہو ظلم کسی نے جو بد دعا کے بغیر

مرے خدا نہیں جنت کی پھر طلب کوئی
ملے حناؔ کو اگر تجھ سے کربلا کے بغیر

سلام

محترمہ خورشیدؔ بیگم صاحبہ خورشیدؔ فیض آبادی مقیم لکھنؤ

درد میں ڈوبی ہوئی ہے داستاں — شاہ کے غم میں فلک ہے خوں فشاں
کیوں نہ ہو بے چین روح فاطمہؑ — ہے گلوئے شاہ پر خنجر رواں
جذبۂ شوق شہادت دیکھئے — تیر کھاکر مسکرایا بے زباں
کہہ رہی ہے ناتوانی شاہ کی — کیسے اٹھے لاشۂ اکبر جواں
ہرقدم عابدؑ پہ راہ شام میں — نوحہ خوانی کررہی تھیں بیڑیاں
مضطرب تربت میں پیغمبرؐ ہوئے — جب چلا یثرب سے شہؑ کا کارواں
کس طرح پہونچے لب بے شیر تک — نہر پر پہرہ ہودشمن کا جہاں
صبر کی منزل دکھادی شاہ نے — سینۂ اکبرؑ سے کھینچی ہے سناں
عمر بھر خورشیدؔ شہ پر روئے گی — یہ تو غم ہے دل میں تیرے جاوداں

سلام

محترمہ روپؔ کنول کماری

دعائیں مانگی تھی جس کی برسوں جھکا کے سر ہاتھ اٹھا اٹھا کر — ملا وہ تب مصطفیٰؐ سا بندہ خدا را بس اب خدا خدا کر
دکھایا وحدت نے مجھ کو جلوہ دوئی کا پردہ اٹھا اٹھا کر — کروں میں اب بھی بتوں کو سجدہ ارے برہمن خدا خدا کر
ہے دل میں عشق علیؑ و احمدؐ انہیں سے در پردہ اب ہے الفت — خدا کے گھر میں رکھے ہیں قرآں بتوں کی نظریں بچا بچا کر
خدا کے محبوب تھے جو احمدؐ نہ پھر بنی آپ کی سی صورت — اگرچہ صانع نے لاکھوں نقشے بگاڑ ڈالے بنا بنا کر
پیئوں گی اب گنگا جل نہ ساقی گناہ سمجھوں جو لب تک آئے — پوتر کردے میں ترے صدقے شراب اطہر پلا پلا کر
علیؑ خدائی میں ہے وہ بندہ ہوئے ہیں سرکش بھی جس کے بندے — خودی سروں سے نکالی ان کے سروں کو ان کے جھکا جھکا کر
مثالِ ساغر لگا دیا ہے جو منھ کو شیشہ سے میں نے تیرے — کیا ہے مدہوش اس نے ساقی شراب وحدت پلا پلا کر
نہیں ہے دل میں جو حب حیدرؑ تو چاہ کوثر کی پھر عبث ہے — اڑائے چھینٹے تو کیا نتیجہ ہزار گنگا نہا نہا کر
حقیقتاً مرتضیٰؑ ہے بندہ خدا نصیری تو کہہ نہ اس کو — وہ ناخدا ہے وہ ناخدا ہے خدا خدا کر، خدا خدا کر
اٹھایا گو سب نے باب خیبر مگر نہ اٹھنا تھا پر نہ اٹھا — بنایا اک پل میں پُل اسی کا علیؑ نے اس کو اٹھا اٹھا کر

کہاں ہے مرحب کدھر ہے عنتر نہ پیش حیدرؑ چلی کسی کی
سران کے نیچے کئے علیؑ نے چلے تھے جوسراٹھا اٹھا کر

سکھا کہ توحیدمنکروں کو بتوں کو کعبہ سے ہے نکالا
طلسم باطل کو توڑڈالا صدائے حق ہیں سنا سنا کر

برنگ گل داغ حب حیدر ہمارے سینے میں ہے جو پنہاں
یہ پھول رکھا ہے دل میں ہم نے نظر سے سب کی چھپا چھپا کر

ازل سے تھی نارسا جوقسمت توعمرصدموں میں ساری گزری
فلک نے برسوں ہمیں رلایا جہاں میں دم بھر ہنسا ہنسا کر

رحیم کہتے ہیں تجھ کو ایشور معاف کردے گناہ میرے
خطائیں مجھ سے ہوئیں ہیں ظاہر کئے ہیں عصیاں چھپا چھپا کر

کئے ہیں بھگوان جرم بے حد مگر ہوں رحمت پہ تیری نازاں
سزانہ دینا سزا نہ دینا گناہ میرے گنا گنا کر

نہیں محرم کا گوزمانہ مگر میں صدقے حسینؑ تم پر
نگہہ نے چشموں کی قدر کھودی انہیں سے دریابہا بہا کر

غم شہیدانِ کربلا میں جو ڈبڈبائے ہیں اشک میرے
نہیں ہیں یہ چشم تر میں آنسورکھے ہیں موتی سجا سجا کر

یہ میرے اشکوں کے چند قطرے سوا ہیں رتبہ میں گنگا جل سے
یہ حوضِ کوثر سے جاملیں گے سفر کی آتش بجھا بجھا کر

خداتمہیں کہہ رہیں ہیں اکثر نہ کس طرح یا علیؑ ہو حیرت
خدا نہ کہلا سکے مسیحا ہزاروں مردے جلاجلا کر

مجھے نہ محشر میں بھول جانا ازل سے ہوں یا علیؑ تمہاری
حضور حق آبرو بڑھانا کنیز اپنی بتا بتا کر

خبر نہ جب تک کہ راہ کی تھی تورؔوپ توکس قدر ہے بہکی
عبث ہے پھر اب یہ بت پرستی خدا خدا کر، خدا خدا کر

❁❁❁

سلام

محترمہ رضیہؔ کاظمی صاحبہ

السلام اے دیں کے رہبر حسینؑ ابن علیؑ
السلام اے وارث کوثر حسینؑ ابن علیؑ

دیکھ کے فطرس کے پھرسے پر حسینؑ ابن علیؑ
عالم افلاک ہے ششدر حسینؑ ابن علیؑ

جوکئے سجدے تہہ خنجر حسینؑ ابن علیؑ
ہر عبادت سے ہیں وہ بہتر حسینؑ ابن علیؑ

مسخ ہونے سے بچانے کے لئے اسلام کو
ساتھ گھر کے دے دیا خود سر حسینؑ ابن علیؑ

تشنگی سے آل احمد کوتڑپتا دیکھ کر
رات بھردریا رہا مضطر حسینؑ ابن علیؑ

جاگ کر پہلو میں ششماہے کو اپنے رات بھر
ڈھونڈتی ہے مستقل مادر حسینؑ ابن علیؑ

ظالمو! پہرے لگاؤ اب وہاں بھی گھاٹ پر
جارہے ہیں جانب کوثر حسینؑ ابن علیؑ

نام قائم دین حق کا مذہبوں کے درمیاں
رکھ گئے ہیں تادم محشر حسینؑ ابن علیؑ

پیش یہ چھوٹا سا نذرانہ رضیہؔ آپ کو
کررہی ہے آج اک لکھ کر حسینؑ ابن علیؑ

❁❁❁

زمین

محترمہ زاہدہ زیدی صاحبہ

کربلا پھر کربلا ہے
ظلم اور بیداد کا اک روح فرسا سلسلہ ہے
جبر و دہشت خندہ زن ہیں
نغمہ حق بے نوا ہے
کربلا پھر کربلا ہے
لاکھ اصغرؑ تشنہ لب ہیں
لاکھ اکبرؑ بے کفن ہیں
اور عباسؑ علی کے دونوں بازو پھر قلم ہیں
العطش کے دل شکن نعروں سے شہر بے نوا پھر گونجتا ہے
کربلا پھر کربلا ہے
جلتی ریتی پر ہزاروں بے کفن لاشے پڑے ہیں
اور یزیدی فوج کے پاگل درندے ہر طرف اکڑے کھڑے ہیں

سر بریدہ خوں میں غلطاں اک حسینی قافلہ ہے
کربلا پھر کربلا ہے

اور اس ملبے کے اندرجاں بلب ہیں ننھے بچے
اور ساکت ان کی مائیں جس طرح بالی سکینہؑ
محبس زنداں میں بے جاں زینبؑ و کلثومؑ گریاں
خوں شہیدان وفا کاسب نے چہروں پر ملا ہے
کربلا پھر کربلا ہے
کربلا ہر شہر و قریہ کربلا ہر سانحہ ہے
کربلا بغداد بھی ہے کربلا کوفہ نجف ہے
کربلا اب ہر طرف ہے ہر طرف اب حشر ساماں

ظلم کا سلسلہ ہے کربلا پھر کربلا ہے
کربلا پھر کربلا ہے

سلام

محترمہ زینتؔ صالحہ زیدی صاحبہ، ترولی مراد آباد

تھا جو خنجر کے تلے ابن علیؑ کا فیصلہ
ہے وہی بے شیرؑ کی پیاسی ہنسی کا فیصلہ

مِل گیا رومال زہرؑا اور زانوئے حسینؑ
ہوگیا اک رات میں حرؑ جری کا فیصلہ

مرضیٔ معبود ان کو مِل گئی ہجرت کی شب
ہے وہ ہی اللہ کا جو ہے علیؑ کا فیصلہ

چھینک کر چلّو سے پانی لکھ دیا عباسؑ نے
نہر کے سینے پہ اپنی تشنگی کا فیصلہ

جلتے خیمے بن گئے شامِ غریباں کے چراغ
حشر کے میدان تک اس روشنی کا فیصلہ

موت پسپا ہوگئی پیاسوں کے تیور دیکھ کر
کربلا نے کردیا جب زندگی کا فیصلہ

دے گیا اسلام کو زینتؔ حیات جاوداں
سیّد سجادؑ کی اس ہتھکڑی کا فیصلہ

سلام

محترمہ زینتؔ فاطمہ زیدی نوریوں سرائے سنبھل مراد آباد

ثنا میں قنبر و میثم کی سی گفتار تک جانا
میرے اشعار کی موجوں اسی معیار تک جانا

ملائک فخر کرتے ہیں جسے جھولا جھلانے میں
اسی ایک فاطمہؑ کے پھول کا تلوار تک جانا

سناں بیٹے کے سینے میں گلے پہ ظلم کا خنجر
مسلسل تشنگی کا جرأت انکار تک جانا

تزلزل کائناتوں میں پریشاں مریمؑ وسارہؑ
کھلے سر وارث تطہیر کا دربار تک جانا

تکبر ڈگمگاجائے ستون تخت شامی کا
”میرے ثابت قدم لفظوں میں ہے للکار تک جانا“

علیؑ کے لال سے وابستہ کرلی زندگی اپنی
قیامت میں ہے ہم کو فاطمہؑ کے پیار تک جانا

مجھے دنیا سمجھتی ہے کنیز پنجتن زینتؔ
میری گفتار کے لہجے میرے کردار تک جانا

سلام

محترمہ سلطنت بیگم صاحبہ گولہ گنج لکھنؤ

جو لوگ مجلس فرش عزا پہ آنہ سکے
وہ لوگ خلد کا کوئی مزہ اٹھا نہ سکے

جو لوگ ہٹ گئے پیچھے تمہارے ماتم سے
وہ لوگ عمر کے لمحے کبھی بڑھا نہ سکے

وہ سربلند کبھی ہوگا کیسے دنیا میں
خدا کے سامنے جو اپنا سرجھکا نہ سکے

جو لوگ ہنستے تھے ہم پر ہمارے ماتم پر
بروز حشر وہ ہم سے نظر ملا نہ سکے

کبھی ہمارے عقیدے پہ حرف آیا نہیں
وہ خود ہی مٹ گئے ہم کو کبھی مٹا نہ سکے

قبول جن کو نہ تھا نوحہ مرثیہ ماتم
غموں میں ڈوبے کچھ ایسے کہ مسکرانہ سکے

ہوئی حسینؑ سے ایسی شکست بیعت کو
پڑا جو وقت تو اپنے بھی کام آنہ سکے

وہ لوگ کھاتے رہے ٹھوکریں زمانے کی
عزائے سبط نبی سے جو دل لگانہ سکے

وہاں پہ دیکھا گیا ہے حسینؑ کو تنہا
جہاں رسولوں کے لشکر قدم جما نہ سکے

ہزار حملے کئے ہم پہ اہل بدعت نے
مرے ارادوں کی قوت مگر گھٹا نہ سکے

ہمارے اشکوں کی اس سلطنت کو وہ دیکھے
وہ بدنصیب جو ماتم سے دل لگا نہ سکے

❖❖❖

سلام

محترمہ شبنم رسولپوری صاحبہ

رن میں کب صورت ضرغام لڑے ہیں سجادؑ
صبر کی جنگ ہی ہر گام لڑے ہیں سجادؑ

طوق زنجیر کے قیدی تری عظمت کو سلام
تاج شاہی ترے قدموں میں پڑے ہیں سجادؑ

عصر عاشور حسینؑ ابن علیؑ نے یہ کہا
امتحاں اور ابھی اس سے کڑے ہیں سجادؑ

قید میں کرکے عبادت مرے مولاؑ تم نے
تاج طاعت میں نگیں کتنے جڑے ہیں سجادؑ

پائے بیمار پہ کر غور یزید ناکام
لاش بیعت پہ بصد شان کھڑے ہیں سجادؑ

تخت بھی وقت بھی ہرچند حکومت بھی تری
غور سے دیکھ مگر قد میں بڑے ہیں سجادؑ

اشک اتنے نہ بہاپائیں اگر چاہیں بھی
جتنے چھالے ترے پاؤں میں پڑے ہیں سجادؑ

آل اطہارؑ کو بے پردہ جو دیکھا یہ زمیں
دیدۂ غیرت اسلام گڑے ہیں سجادؑ

پاؤں بیڑی میں گلا طوق میں تن میں زنجیر
مطمئن طاعت مولا میں کھڑے ہیں سجادؑ
اشک زینب ترے زخموں کا بنے ہیں مرہم
زیور آہنی اعضا میں گڑے ہیں سجادؑ
ساتھ ماں بہنیں پھوپھی سر کھلے پابند رسن
شام وکوفہ میں کڑی جنگ لڑے ہیں سجادؑ
صبر کی کون سی منزل ہے یہ معبود مرے
گنگ یعقوبؑ اور ایوبؑ کھڑے ہیں سجادؑ
اے گرفتار سلاسل ہمیں آفت سے بچا
چاہنے والے مصیبت میں پڑے ہیں سجادؑ
مولا پہنچایئے شبنمؔ کو قریب منزل
آبلہ پائی ہے رستے بھی کڑے ہیں سجادؑ

سلام

محترمہ امۃ المحمدی بیگم شہرتؔ صاحبہ حیدر آبادی

علیؑ سا جب مرا مشکل کشا ہے
کسی کی پھر مجھے پروا ہی کیا ہے
صراط مستقیم ان کی ولا ہے
یہی جنت کا سیدھا راستہ ہے
یہی ہے دین میں میرا سہارا
یہی دنیا میں میرا آسرا ہے
اسی سے ہوتی ہیں سب مشکلیں حل
یہی کونین کا حاجت روا ہے
میری جاں اس گھرانے پر فدا ہے
کہ جس کا مدح گستر کبریا ہے
نبیؐ لیتے ہیں جس گھر پر اجازت
سلام اللہ جس پر بھیجتا ہے
ملک جس آستاں پر جبہ سا ہیں
اسی چوکھٹ پہ بس تکیہ میرا ہے
نہ ہو تکلیف مجھ کو جانکنی میں
میرے مولا غضب کا سامنا ہے
جہاں پھر جائے شہرتؔ غم نہ کرنا
زمانے میں ترا رکھا ہی کیا ہے

سلام

محترمہ عرشیہ خاتون زیدی صاحبہ، پرانہ نجف لکھنؤ

تڑپا کیا دل ماہیٔ بے آب کی صورت
عاشور کو ماں رہ گئی اک یاس کی صورت
صد حیف گئے اکبرؑ مہرو نہ پھر آئے
یوں شام کی بدلی میں چھپے چاند کی صورت
حیدرؑ کی شجاعت لئے اور موسیٰ کی ہمت
عباسؑ گئے سوئے نہر شیر کی صورت
اللہ نگہباں ہے ترا ننھے مجاہد
شیطان ہیں نرغہ کیے انسان کی صورت

کرتی نہ گوارا کبھی فرقت تری بیٹا ہوجاتی اگر بخشش امت کسی صورت
سیراب ہو کوثر سے مرے لال سدھارو اسلام بچا لو علیؑ اصغر کسی صورت
نرغہ ہے لعینوں کا تنہا مرے مولاؑ یا کفر کے بادل میں ہے خورشید کی صورت
سب ڈوب گئے بحر شہادت میں ستارے اک ماہِ امامت ہیں فقط یاس کی صورت
کس طرح کرے عرشیہؔ اب ذکر مصائب ٹپکے گا لہو آنکھوں سے اب آنسو کی صورت

❁❁❁

سلام

میر انیس کی زمین میں

مرحومہ سیدہ فرحتؔ صاحبہ، علی گڑھ

یہ فکر آج بہت کم ہے ہم نشینوں کو لگے نہ ٹھیس کہیں دل کے آبگینوں کو
کبھی جو باعثِ تہذیب نفسِ انساں تھے زمانہ بھولتا جاتا ہے ان قرینوں کو
جو سطحِ آب پہ رقصاں ہیں کیا ملے گا انھیں ملے ہیں جو دُرِ نایاب تہہ نشینوں کو
نشانِ جادۂ ہستی جو ہیں زمانے میں ڈبو سکا کوئی طوفان ان سفینوں کو؟
جنھوں نے دامن تاریخ مالا مال کیا زمیں چھپائے ہے ایسے بھی کچھ دفینوں کو
حضورِ حق کے سوا خم کہیں ہو ناممکن نہ ظلم و جبر جھکا پائے ان جبینوں کو
یہ سر کٹا کے زمانے میں سر بلند ہوئے شرف ملا یہ محمدؐ کے جانشینوں کو
وہ جن سے خاتمِ ایماں کو آب و تاب ملی حسینؑ لائے تھے چن کر انھیں نگینوں کو
یہ حسن و خیر کا آئینہ ہے ستم گارو ہدف بناتے ہو تیروں سے جن کے سینوں کو
زمیں پہ رہ کے جو تھے عرش آشیاں فرحتؔ سلام نذر ہے ایسے بلند بینوں کو

❁❁❁

سلام

محترمہ کنیزؔ فاطمہ صاحبہ

مظلوم کربلا کی پُردرد ہے کہانی پایا نہ مرتے دم تک اک بوند جس نے پانی
تپتا ہوا تھا جنگل جلتی ہوئی تھی ریتی پیاسوں کے سامنے تھی دریا تیری روانی

حکم یزید تھا یہ دریا کا گھاٹ روکو — تشنہ لبوں تلک یہ جانے نہ پائے پانی
کھایا ترس نہ تونے آل نبیؐ پہ ظالم — بچے تڑپ تڑپ کے کہتے تھے ہائے پانی
فرزندِ شاہ تڑپا دردِ جگر سے جس دم — آواز آئی رن سے بابا پلا دو پانی
ارمان دل کا دل میں یہ ماں کے رہ گیا کیوں — پہنائے گی کسے اب پوشاک وہ شہانی
لاشہ پہ نوجواں کے کہتے تھے شاہ رورو — اے لال مرتے دم تک تجھ کو ملا نہ پانی
خیمہ کے در تک آکر زینبؑ نے خود ہی دیکھا — آلِ نبیؐ تھے پیاسے اور سامنے تھا پانی
کیوں کہ کنیزؔ تیرے پیاسوں کو اب نہ روئے — بچوں تلک نہ پہنچا خیمے میں ہائے پانی

❁❁❁

یاعلی علیہ السلام ادرکنی

محترمہ سیدہ مجیدہؔ صاحبہ بی۔ اے (عثمانیہ) انگلینڈ

خون افشاں ہے فلک اور لرزتی ہے زمیں، یاعلیؑ ادرکنی — درمیاں ہے پسر فاطمہؑ اور گرد لعیں، یاعلیؑ ادرکنی
لاش فرزند اٹھانے سے طبیعت ہے اداس، خون میں تر ہے لباس — کانپتے ہاتھوں سے اصغرؑ کو رکھا زیر زمیں، یاعلیؑ ادرکنی
صبح سے عصر تلک داغ اٹھائے کیا کیا، زخم کھائے کیا کیا — سب گئے سوئے جناں کوئی نہیں، کوئی نہیں، یاعلیؑ ادرکنی
جسم زخمی ہے، جگر زخمی ہے اور سر زخمی، روئے انور زخمی — ہے قریں وقت گرے خاک پہ یہ عرش نشیں، یاعلیؑ ادرکنی
سینۂ سبط پیمبر پہ ہے اسوار عدو، زیر خنجر ہے گلو — بے ردا زینبؑ مضطر نہ نکل آئے کہیں، یاعلیؑ ادرکنی
ہے زباں خشک پہ فرماتے ہیں شکراً للہ، اک قیامت ہے بپا — آخر سجدۂ معبود میں جھکتی ہے جبیں، یاعلیؑ ادرکنی
بے پدر ہوگئی اس سن میں سکینہؑ ہے ہے، شق ہے سینہ ہے ہے — غش میں ہے وارثِ کل عابدؑ بیمار وحزیں، یاعلیؑ ادرکنی
صورت ماہی بے آب ہے ہمشیر امامؑ، سر پٹکتے ہیں تمام — نوک نیزہ پہ نمایاں ہے سرِ سرورِ دیں، یاعلیؑ ادرکنی
شمر کے خوف سے تھرّاتی ہے مضطر ناداں، نہیں کوئی پرساں — آیئے بالی سکینہؑ نہ گذرجائے کہیں، یاعلیؑ ادرکنی
آگ مظلوم کے خیمے میں لگاتے ہیں لعیں، یوں ستاتے ہیں لعیں — چادریں کھینچتے ہیں سر سے عدو، دشمن دیں، یاعلیؑ ادرکنی
عرصۂ دہر بہت تنگ ہواجاتا ہے، قلب گھبراتا ہے — قید ہستی میں مجیدہؔ ہے پریشان وحزیں، یاعلیؑ ادرکنی

❁❁❁

سلام

محترمہ مرضیہ بیگم صاحبہ بنت شمس العلماء مولانا سید سبط حسن صاحب قبلہ

ہلالِ غم نمایاں ہوگیا ہے ہر اک مومن پریشاں ہوگیا ہے
الم پھر شاہ کا تازہ ہوا ہے عزائے شہ کا ساماں ہوگیا ہے
منور مومنوں کے گھر ہوئے ہیں علیؑ کا لال مہماں ہوگیا ہے
یہ کس بی بی کے رونے کی صدا ہے یہ کیوں عالم پریشاں ہوگیا ہے
عزاخانوں میں زہرا آرہی ہیں ملک ہر ایک گریاں ہوگیا ہے
لباس ماتمی پہنو محبو! کہ قتلِ شہ کا ساماں ہوگیا ہے
مسافر کربلا میں آرہے ہیں مدینہ آج ویراں ہوگیا ہے
ہمیں اب دیکھ لو جی بھر کے صغریٰ یہ کہہ کے شاہ گریاں ہوگیا ہے
ملیں گے اشک کے بدلے گہر اب علاج غم کا درماں ہوگیا ہے
یہی کیا کم ہے فیض آلِ احمدؐ سوالِ قبر آساں ہوگیا ہے
صلہ ہے مرضیہ یہ مدحِ شہ کا تری بخشش کا ساماں ہوگیا ہے

❖❖❖

سلام

محترمہ سیدہ معصومہ حیدر صاحبہ

حسینؑ ابن علیؑ اے ثبات کے پیکر دکھا گیا تو زمانے کو صبر کے جوہر
سہے وہ ظلم امام فلک حشم تونے بشر کی قوتِ امکاں سے بھی تھے جو باہر
ہے تیری خاک قدم چشم خضر کا سرمہ ہوا ہے تجھ سا نہ ہوگا جہان میں رہبر
علیؑ جو توہے نمونہ رسولِ اکرمؐ کا ترا پیام ہے قرآں کی شرح سرتاسر
ہے بندگی کو تیری بندگی پہ نازحسینؑ تہہ حسام بھی ذکر خدا رہا لب پر
خدا کی راہ میں تونے خوشی سے سبطِ رسولؐ نثار کردیئے عباسؑ وقاسمؑ واکبرؑ

تباہی دیکھی گئی جب نہ دینِ احمدؐ کی　　سراپنا تونے تہہ تیغ رکھ دیا بڑھ کر
اُڑا کے موت کا خاکہ شۂ زمنؑ تونے　　بقا کا راز عیاں کردیا زمانے پر
زمینِ کرب وبلا پر کٹا کے سر اپنا　　بچایا تو نے حوادث سے دینِ پیغمبرؐ

❁❁❁

سلام

محترمہ ممتاز صاحبہ ممتازؔ اکبرآبادی

شکوہ عبث سلامی کو چرخ کہن کا ہے　　حال ہراک بشر یہاں رنج ومحن کا ہے
تھا شور یہ یزید کے دربار عام میں　　سرننگے دیکھو کنبہ رسولؐ زمن کا ہے
صغریؑ ہر اک سے کہتی تھی اکبرؑ کو یوں لکھو　　فرقت میں حال غیر تمہاری بہن کا ہے
سایہ پروں کا لاش پہ جبرئیلؑ ہیں کئے　　بے گور لاشہ دھوپ میں شاہ زمنؑ کا ہے
نوک سناں پہ دیکھ کے سر کہتے تھے یہ سب　　شاید یہ سرسناں پہ کسی بے وطن کا ہے
دوایک قطرہ آب یہ فرماتے تھے حسینؑ　　اب حال غیر اصغرؑ تشنہ دہن کا ہے
ممتازؔ کو بلایئے روضہ پہ پھر شہا　　بے حد خراب حال اب اس خستہ تن کا ہے

❁❁❁

سلام

محترمہ بنت زہرا نقوی ندیٰ الہندی صاحبہ، لکھنؤ

زندگی کی رہ گذر ہے کربلا　　خود بھی سرگرم سفر ہے کربلا
جس کو پڑھ کر زندگی بہتر بنے　　وہ کتاب معتبر ہے کربلا
آج بھی مظلومیت سے پوچھئے　　کس قدر نزدیک تر ہے کربلا
سچ یہ ہے بیچارگانِ دہر کی　　دردوغم میں چارہ گر ہے کربلا
ہے یہی تفصیل اب تک ذکر ہے　　گرچہ بے حد مختصر ہے کربلا

ساری دنیا اس کے ہے زیر اثر	شاہ کے زیر اثر ہے کربلا
کل بھی معراج بشر تھی اے ندیؔ	اب بھی معراج بشر ہے کربلا

❁❁❁

سلام

محترمہ ملکہ نسیمؔ صاحبہ (بھوپال)

عروجِ آدمؑ خاکی کی انتہا تم ہو	کہا رسول نے اسلام کے بقا تم ہو
ملی ہے تم کو وراثت میں عزم کی دولت	بڑھی ہے تم سے زمانے میں دین کی عظمت
تمہیں سے فکر و عمل نے وقار پایا ہے	تمہارے لہجے پہ شمس و قمر کا سایا ہے
تمہارے نام محمدؐ نے اپنا خواب لکھا	تمہیں نے وقت کے ماتھے پہ انقلاب لکھا
تمہارے سر نے سنائی کتاب کی تفسیر	تمہیں نے ڈال دی باطل کے پاؤں میں زنجیر
ملائکہ ہیں تمہارے حضور سر بہ سجود	تمہارے عزم پہ جبرئیل پڑھ رہے ہیں درود
تمہارا عزم مشیت کا اعتبار بنا	تمہارے خون سے اسلام لالہ زار بنا
تمہاری ہمت انکار میں تھی وہ جرأت	طلب نہ کرسکا کوئی یزید پھر بیعت
وہ راستے کے مراحل وہ کربلا کا سفر	دکھانے نکلے ہو ایثار وصبر کا جوہر
فلک لرز اٹھے گیتی کو زلزلے آئے	تمہارے صبر پہ دونوں جہان تھرائے
تمہاراصبر جہاں نے کہاں کہاں دیکھا	وفا کی شان کو تیروں کے درمیاں دیکھا
نکال سکتے ہو نیزہ پسر کے سینے سے	یہ امتحان دیا ہے بڑے قرینے سے
کبھی تو بازوئے زینبؑ میں ریسماں دیکھی	کبھی صغیر کی سوکھی ہوئی زباں دیکھی
مدد کو تم نے صدائیں جو قتل گاہ سے دیں	تمہارے خون نے جھولے میں کروٹیں بدلیں
گئے ہیں ہاتھوں پہ نصرت کو حوصلہ دیکھو	تم اپنے عزم کا اک اور سلسلہ دیکھو
ثبات عزم تمہارا کبھی نہ کم ہوگا	بلند اور بھی ایثار کا علم ہوگا
نہ کھاتے تیر جو تم اپنے جسم اطہر پر	ابھرتے کس طرح ایثار وصبر کے جوہر
تمہارے بعد بھی ٹکر تھی حق کی باطل سے	امامت اور بھی گذری کئی مراحل سے
ردائیں چھن گئیں جاتے تھے سربرہنہ اسیر	لپٹ کے روتی تھی عابد کے پاؤں سے زنجیر
جو نوکِ نیزہ پہ دیتے نہ امن کا پیغام	ابھرتا ذہنوں پہ کس طرح نقشۂ اسلام

فساد قلب ونظر کا جہاں سے پاک کیا — یزیدیت کا کلیجہ تمہیں نے چاک کیا
تمہارے آگے اجل کوئی چال چل نہ سکی — تمہارے سامنے باطل کی شمع جل نہ سکی

❖❖❖

شام کربلا

محترمہ سیدہ نیلوفر نایاب صاحبہ، میسور

یہ آزمائش خدائے ذوالجلال دیکھنا
فدائیان دین حق کا یہ مآل دیکھنا
ہے امتحاں میں مبتلا نبیؐ کی آل دیکھنا
نبی کے اہل بیتؑ کا یہ خستہ حال دیکھنا
وفور رنج وغم سے ہے ہر ایک دل کٹا کٹا
چلا ہے کربلا سے ان کا قافلہ لٹا لٹا
سفر سے بھوک پیاس سے نڈھال ناتواں حزیں
تمام بی بیاں ہیں صرف ایک زین عابدینؑ

بخار سے جھلس رہا ہے جن کا جسم نازنیں
یہی ہیں میر کاروانِ اہل بیتؑ شاہ دیںؑ
وفور رنج و غم سے ہے ہر ایک دل کٹا کٹا
چلا ہے کربلا سے ان کا قافلہ لٹا لٹا
بندھے ہیں رسیوں سے ہے غضب کی دھوپ الاماں
بنی ہیں قیدیاں جو ہیں نبیؐ کی شاہ زادیاں
جوچھن گئی ہیں چادریں بھی ننگے سر ہیں بی بیاں

شہر شہر چلا ہے یوں ستم رسیدہ کارواں

وفور رنج وغم سے ہے ہر ایک دل کٹا کٹا

چلا ہے کربلا سے ان کا قافلہ لٹا لٹا

یہ مالکانِ خلد ہیں جہاں میں بے نظیر ہیں

یہ پاسبانِ حریت ہیں آج جو اسیر ہیں

یہ کسمپرس آج ہیں وہ کل کے دستگیر ہیں

یہ بے نوا جو آج ہیں وہ حشر کے امیر ہیں

وفور رنج وغم سے ہے ہر ایک دل کٹا کٹا

چلا ہے کربلا سے ان کا قافلہ لٹا لٹا

رضا وصبر میں یہی حسینؑ کے ہیں جانشیں

ان ہی کے دم سے تازہ ہے زمانے بھر میں شرع دیں

یہی ہیں پاسبانِ دیں یہی تو ہیں متاع دیں

ہے ان کے قدر دانوں پہ یہ فضل رب عالمیں

وفور رنج وغم سے ہے ہر ایک دل کٹا کٹا

چلا ہے کربلا سے ان کا قافلہ لٹا لٹا

حسینؑ اور ساتھیاں یہ دے گئے ہمیں سبق

جھکیں نہ زور باطلہ کے آگے حامیانِ حق

خدا کی راہ پر چلیں اگر چہ کام ہے ادق

نظر رضائے رب پہ ہو اے رہروانِ راہِ حق

شہید کی جو موت ہے حیات جادوان ہے

پیا ہے جام عشق جو بڑا ہی کامران ہے

❁❁❁